UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226007

UNIVERSAL
LIBRARY

ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ

الحمد للہ کہ یہ رسالہ ہدایت کا مقالہ رفع شبہات بعض عوام من جولاہٹی ضلع مین کلام کرتے ہین یعنے

ردالشقاق فی جواز الاسترقاق

باہتمام سید غفران محمد عبدالرحمن بن حاجی محمد روشن خان مغفور و تربیت یافتہ حضرت بدر معظم محمد مصطفےٰ خان مرحوم

مطبع نظامی واقع کانپور مین چھپا

۲
۲۹۷۵ ۴۵
ج ۵۴
ل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ علی افضالہ ونوالہ والصلوٰۃ والسلام علی من ارسلہ لنھتدی بافعالہ
ونقتدی باقوالہ وعلی آلہ واصحابہ الذین تخلقوا باخلاقہ واقتبسوا من نور
جمالہ بعد حمد وصلوٰۃ کے کہتا ہون کہ ایک رسالہ در باب حرمت استرقاق نظر پڑا اور سکے دیکھنے سے
دریافت ہوا کہ بعض ناواقفان علوم عقلیہ ونقلیہ نے توہمات ڈبلیو دیون اور گرنیول شارب اور
مسٹر برو ہم وغیرہم اور قوانین جبریہ حکام وقت کو دیکھکر بحکم الناس علی دین الملوک یہ چاہا کہ
استرقاق کو جو دین محمدی مین منصوص اور متفق علیہ اور بالاجماع ثابت ہی باتباع وتقلید توہم پرستان
اور امرائے وقت کے اوسکے جواز مین کلام کرین چنانچہ ایک رسالہ موسوم بہ تبریۃ الاسلام عن شین الامۃ
والغلام اس باب مین تالیف کرکے اپنی صدف طبیعت سے جھوٹے موتی نکال کر اپنے پیروونکو
عطا کیے اور انھون نے افتخاراً اپنا درۃ التاج بنایا اور باوجود ادعاے اسلام کے آئین ایسے مضامین لکھے
ہین کہ جنسے صراحۃً اور باشارۃً الزام شرک وفسق کا اکابر دین اور علماے اعلام اور انبیاے عظام پر
عائد ہوتا ہی اور انبیاے اولوالعزم سے لیکر عوام اہل اسلام تک کوئی مطعونی سے نہین بچ سکتا چونکہ
اب یہ زمانہ وہ ہی کہ خورشید علم پردہ مین آگیا اور اندھیرا جہل کا عالم مین چھا گیا ہی مخبر صادق کی
جو خبر ہی پیش نظر ہی ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم

بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جهالا فسئلوا فافتوا بغیر
علم فضلوا واضلوا بتحقیق اللہ قبض نہ کریگا علم کو چھین لینے کی طرح پر کہ چھین لے اوس کو
بندوں کے دلوں میں سے لیکن قبض کریگا علم کو بسبب قبض کر لینے علما کے یہان تک کہ جب باقی نہ چھوڑیگا
کسی عالم کو تو ٹھہرا ویں گے آدمی بزرگ جاہلوں کو تو سوال کیے جاوینگے وہ پس فتوی دینگے بغیر علم کے
پھر خود گمراہ ہونگے اور اون لوگونکو گمراہ کرینگے لہذا بسبب خوف اس کا پیدا ہوا کہ کچھ بعید نہیں کہ اکثر نیم خام خرفات موصوف
پر محض ازراہ تقلید کے ایمان لاکر گمراہ ہوجاوین لہذا اس خاکسار رذیلہ بمقتضا رہنے اونکے شبہات
واہیہ کی رد میں یہ رسالہ مختصر لکھا اور نام اسکا رد الشقاق فی جواز الاسترقاق رکھا
واللہ الموفق الی الهدایۃ ومنه البدایۃ والیه النهایۃ

* مقدمہ *

جاننا چاہیے کہ انسان ایک نوع ہے جنس حیوان سے روح انسانی کہ جسکو نفس ناطقہ اور جوہر ملکی اور
مدرک کلیات کہتے ہین اسنے اوسکو سائر انواع حیوانیہ سے جدا کر دیا ہے اور خصائص مہیمیہ جسقدر سائر
حیوانات مین ہین بسبب اشتراک جنس کے انمین بھی موجود ہین جسقدر احترام اسکا حاصل ہے وہ بسبیل صحیح
انسانی ہی کے حاصل ہے آزادی جو اسکی صفت ہے وہ بھی صرف بسبب روح انسانی کے ہے غور کرو
کہ اگر آزادی منجملہ صفات نفسیہ کے ہوتی تو سب حیوانات کا یہی حال ہوتا لیکن باتفاق موافق و مخالف
لازم باطل ہے فالملزوم مثلہ پس ظاہر ہوا کہ آزادی منجملہ خصائص نفس ملکی کے ہے نہ نفس بہیمی
اور اوسکے متعلقات کے اور جاننا چاہیے کہ اوس جوہر ملکی کو خدا تعالے نے حاکم نفس بہیمیہ کا بنایا ہے
نفس بہیمی اور حواس عشرہ کو جو متعلق نفس بہیمی کے ہین بوساطت نفس بہیمی کے تابع اوسکا کیا ہے پس صفت
آزادی جو انسان کو حاصل ہے یہ بتبعیت و اطاعت نفس ملکی کے ہے کہ جسقدر زیادہ تبعیت و اطاعت نفس ملکی کی
ہوگی بہرہ کی زیادتی آزادی مین ہوتی رہیگی یہانتک کہ غایت اطاعت سے خود بخود جسمانی اگر صفات ملکی کے تحت متصف ہوجاوے
تو ممکن ہے ورفعناہ مکانا علیا ط وما قتلوہ یقینا بل رفعه الله الیه
کرنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی ما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل

حتی احببته فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده التی
یبطش بها ورجله التی یمشی بها لیکن جب نفس بہیمی نے بغاوت اختیار کرکے نفس ملکی کو مغلوب کیا اور خود غالب
ہوگیا تو بعد احترام اور اعتصام کے جو من اطاعت نفس ملکی اوسکو حاصل تھا یا ممکن الحصول اور متوقع
الحصول تھا اب سے محروم رہگیا اور دیگر انبیای جنس کے ساتھ ملحق ہوگیا بلکہ اونسے بھی بدتر ہوگیا
کہ جو استعداد اسمین تھی اونمین فی الاصل تھی ہی نہین پس وہ تو معذور ہین مگر اسنے خود اپنی استعداد کو
زائل کردیا اسیواسطے کلام حکمت التیام مین ایسے بغاۃ کے حق مین وارد ہوا اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ
بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا اور اسی سبب سے اونکو بکلہ شر الدواب تعبیر کیا گیا اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ اور جب دیگر انواع جنس یعنی حیوانات کے ساتھ ملحق ہوگیا
تو وصف آزادی جو خصائص نفس ملکی سے ہے مانند اور صفات کمال کے اوسسے زائل ہوگیا اور مثل دیگر
حیوانات کے بموجب کلام حکمت التیام وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ
تمتع محسوسات اور خورد و نوش کا بندہ ہوکر قابل تملک ہگیا اور جسطرح پر کہ اور حیوانات بسبب اخذ
اور قید کے مملوک پکڑنیوالے اور قید کرنیوالے کے ہوجاتے ہین اسطرح پر قید اور اخذ اور استیلا اوسکے
مملوک ہوجانیکا بھی سبب کامل ہوگیا غرض کہ بسبب بغاوت اور غلبہ نفس بہیمی اور مغلوب ہوجانے
جوہر ملکی کے جو جو صفات کہ جوہر ملکی کے جسم حیوانی مین موثر ہوکر موجب حرمت و عصمت تھین وہ سب
کنارہ کرگئین اور بعد اونکے زوال اور کنارہ کرنے کے یہ صورت نوعیہ بھی تمامتر مثل دیگر انواع
جنس کے قابل تملک کے ہوگئی اور بسبب زوال عصمت مدیت کے استرقاق اونکا عقلاً و نقلاً مذموم نہ رہا
اور یہی رای ہے انبیای عظام کی بموجب وحی خالق انواع موجودات کے قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا
دُعَآؤُكُمْ اور یہی رای ہے حکما اور علمای اہل اسلام کی اور یہی رای ہے اکابر خلاصہ اشراف مین اور ہمارے
پہلے یہی رای تھی مجتہد عصر کی بھی کہ سکان ہند کو کمتر مینڈک اور کیڑے مکوڑے جیسے تصور فرما کر
بہت آب و تاب سے علیگڑھ کی سوسیٹی کے اجلاس مین چھپوایا تھا مگر اتنا فرق تھا کہ انھون نے بنا بر ناواقفی
کے علوم محسوسات دینوی سے ایسا تجویز فرمایا تھا ہم بربنای جہل و غفلت کے علوم الٰہیہ و معارف توحید کے

ایسا تجویز کرتے ہیں مصرع
عنکبوت ار طبع منقاد تو شد

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست
از لعاب انگبیہ کے افر اشتی

نظم

آن فرشتہ ہست و نداند جز سجود
این سوم ہست آدمی زاد و بشر
نیم دیگر مائل علوے بود
عقل گردد غالب شہوت فزود
از بہائم این بشر زان کار ہست
یک گروہ مستغرق مطلق شدہ
رستہ از خشم و ہوا و قال و قیل
قسم دیگر باخران ملحق شدند
تنگ بود آن خانہ و آن وصف رفت
زاغ گردد چون بے زاغان رود
این سخن حق ہست صوفی گفتہ است
مکر و تلبیسی کہ او تا ند تنید
در ہا از قعر دریا یافتن
کہ تعلق با ہمین دنیا ستش
کہ عماد بود گاہ و سر ہست
علم راہ حق و علم منزلش
ترک اولیٰ لا احب الآفلین
باز حیوان را چو استعداد نیست
ہر غذائی کو خورد منفر ہست

یک گروہ دیگر از دانش تہی
نیم خر خود مائل سفلے بود
تا کدامی غالب آید در نبرد
شہوت ار غالب شود پس کمتر ہست
این بشر ہم از امتحان قسمت شدند
ہمچو عیسیٰ با ملک ملحق شدہ
از ریاضت تا ز جہد و اجتہاد
خشم محض و شہوت مطلق شدند
مردہ گردد شخص کو بی جان شود
جسم گردد جان چو او بجان شود
او ز حیوانات جان افزون کند
آن ز حیوان و گر نا بد پدید
خود کار ہای علم ہندسہ
رہ بہفتم آسمان بر نیتش
بہر استہای حیوان چند روز
صاحب دل ماند از نا یافتش
زانکہ استعداد تبدیل نہ بود
عذر او اندر بہیمی روشنی ست
گر بلا در خورد آن افیون شود

یک گرو را جملہ علم و عقل وجود
ہمچو حیوان از علف در بر بہی
زین دو گانہ تا کدامی بر دمد
آدمی شکل اند و سیرت شدند
نقش آدم لیک معنی جبرئیل
گویا از آدمی خود او نزاد
وصف جبریلی و سانیان ربود
خر شود چون جان اولی آن شود
زانکہ جانی کان ندارد ہست نیست
در جہان باریک کار ہا کند
جاہا ہای زرکشی را یافتن
یا نجوم و طب و علم فلسفہ
انہمہ علم بنائی آخرست
خواندہ علمش امتحان ہیفروز
لاجرم اسفل بود از سافلین
بودش از پستی و آن او فوت کرد
زو چو استعداد شد کان ہم بر ست
سکتہ در عقلیش افزون شود

جب یہ امور مبرہن ہو چکے تو اب ہم دلائل عقلیہ و نقلیہ مجتہد دہر کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور اس بات کو جانچتے ہین کہ اونھون نے جسقدر دلائل عقلیہ لکھے ہین آیا کچھ بھی مطابقت قواعد عقلیہ اور استدلالات معقولہ سے رکھتے ہین یا سب لغو اور مہمل اور سربسر پاز قسم توہمات و تخیلات ہین واللہ الموفق الی الحق والصواب **قال** خدا نے انسان کو ایک ہستی بنایا ہے کہ جسکی فطرت مین آزادی رکھی ہے **اقول** ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ آزادی ذاتیات انسان سے نہین اور نہ خصائص جنسی سے ہے بلکہ خصائص جوہر ملکی سے ہے کہ اوسکے ذریعہ سے بحالت تبعیت کے جسم حیوانی پر مؤثر ہوتی ہے اور بسبب نباوت کے زائل ہو جاتی ہے **قال** اوسکو ذی عقل اور ذی شعور پیدا کیا **اقول** عقل سے کیا مراد ہے اگر مدرک کلیات مراد ہے جسکو ہمنے نفس ملکی تعبیر کیا ہے تو مغلوب ہو جانا عقل کا اور غالب ہو جانا نفس بہیمیہ کا ہر آئینہ مستلزم اسکا ہے کہ یہ صورت نوعیہ بھی سور و احکام بہائم ہو وے بلکہ اونسے زیادہ اوپر تشدد کیا جاوے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور ذی شعور ہونا کسیطرح پر انکے تمک نہین جسقدر حیوان ہین سب ذی شعور ہین اور شاعر عشر و سب مین موجود ہین حالانکہ سب قابل تمک ہین **قال** اوسکو تمام قوتین ظاہری اور باطنی عطا کیے ہین **اقول** یہ بھی کچھ خصائص انسانی سے نہین کل حیوانات کو حواس ظاہری اور باطنی عطا فرمائے گئے ہین **قال** اونکے استعمال کی اونکو قدرت بخشی ہے **اقول** کل حیوانات کا یہی حال ہے کچھ خصوصیت انسان کی نہین **قال** ہر کام کے شروع کرنیکی سمجھ اور اوسکے انجام کی سوجھ اوسکو دی ہے تاکہ ہر کام کا آغاز اور انجام خود سوچ لے **اقول** اگر یہ قضیہ کلیہ فرض کیا جاوے جیسا کہ لفظ ہر دلالت کرتا ہے تو غلط محض ہے کیونکہ بعض امور کے آغاز کی سمجھ اور اوسکے انجام کا سوچ کچھ بھی انسان کو نہین دیا گیا چنانچہ یہ امر بدیہی ہے اور اگر قضیہ مذکورہ کو جزئیہ سمجھا جاوے تو ہر ایک حیوان پر صادق آتا ہے کچھ خصوصیت ساتھ انسان کے نہین ہر بعض امور کا آغاز و انجام ہر ایک حیوان خود سمجھتا سوچتا ہے بلکہ بعض امور حسیہ کے ادراک مین بعض حیوان انسان پر فائق ہین **قال** اوسکو ایسی فطرت پر بنایا ہے کہ وہ خود اپنے لیے تمام چیزین تجویز کر لیگا **اقول** یہ بھی بدیہی البطلان ہے نہ انسان نفس کل اشیای موجودہ کی طرف محتاج ہے نہ اونکے میسا کرنیکی احتیاج رکھتا ہے اور نہ تقدد

تسلیم ناقص مخلوقہ ہونا لازم آتا ہے کہ ایسا ناقص المخلقہ ہے کہ محتاج ہے بطرف تمام اشیای موجودہ ممکنہ
کی برخلاف سائر حیوانات کہ وہ اکثر اشیای موجودہ یا ممکنہ سے مستغنی ہین اور اگر الفاظ سے قطع نظر
کرکے یہ سمجھا جاوے کہ مدعا یہ ہے کہ انسان ایسی فطرت پر بنایا گیا ہے کہ جو چیزین کہ اوسکے واسطے ضروری ہین
اونکو خود مہیا کرسکتا ہے تو یہ بات کچھ خصائص نوع انسانی سے نہین ہر حیوان کا ایسا ہی حال ہے
قال خود خدا نے فرمایا لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی انسان کے لیے بجز اسکے جسکی وہ خود کوشش کرتا ہے
کچھ نہین ہے **اقول** مخفی نہین کہ آیت متلوہ مین قصر الموصوف علی الصفۃ ہے کہ جس کچھ مدعا مستدل کا
حاصل نہین ہوتا ہے کو اس مقام مین تشریح معانی آیت کی ضرورت نہین **قال** پس یہ تمام عبارتین اس بات پر
دلالت کرتی ہین کہ اس پتلے کے صانع کی مرضی یہی تھی کہ یہ پتلا خود اپنا آپ مالک ہے **اقول** جن
مقدمات پر کہ مؤلف نے یہ نتیجہ ترتیب دیا وہ سب مقدمات باطل ہین انمین سے ایک مقدمہ بھی منتج اس
نتیجہ کا نہین نہ بطریق قیاس اقترانی نہ بطریق قیاس استثنائی پس بجز توہمات اور تخیلات کے کہ اصلا فضیلت
کسی مدعا کے نہین ہوسکتے مقدمات و نتیجہ کو اور کسی امر پر ہم محمول نہین کرسکتے اور اگر یہ امور مذکورہ
منتج نتیجہ مسلمہ مؤلف کے ہون تو سب حیوانات کا ایسا ہی حال ہو کہ پتلا ہونا اونکے جنس کی ذاتیات مین سے
ہے اور عوارض مذکورہ از قسم عرض عام کے ہین جیسا کہ مذکور ہوا ہم بھی کہتے ہین کہ حریت مرغوب ہے
کیونکہ پیدایش انسان کی فطرت اسلام پر ہی ہے مگر جب اسلام زائل ہوگیا تو اوسکے زوال مین کیا استبعاد
ہے اور مفاد اس قول مصنف کا کہ وہ خود اپنا آپ مالک ہے ظاہر ہے ہماری ملت مین کوئی حر خود اپنا
بھی مملوک نہین اوسکو اختیار نہین کہ وہ اپنے تئین کسیکے ہاتھ بیع و ہبہ کرکے کسی دوسرے کا مملوک کردے
قال غلامی ان تمام چیزون کی یا یون کہو کہ صانع کی مرضی کے برخلاف ہے اور اسلیے خدا کی مرضی کے
مطابق نہین ہوسکتی **اقول** یہ کلام بھی نہایت رکاکت بلکہ غلط بات ہے جن ملوکون کو نہ ابتدا رق طاری
ہوا اصلا صانع کی مرضی کے برخلاف نہین بلکہ عین مرضی خالق سبحی ہے اور نتیجہ مؤلف کا صرف ایسے
مقدمات پر مبنی ہے کہ محض از قسم توہمات اور تخیلات ہین اور چونکہ غلامی ابتدا سنہ ہجری اور اوس حکم کے
کہ بالاتفاق منافی فطرت اور مرضی خالق کے خلاف ہے چنانچہ وارد ہے کہ بعضوا اباءہ بالکفر

پس اوس جرم غیر فطری کو بھی خلاف مرضی اور اوسکی سزا کو بھی خلاف مرضی ٹھہرانا خالی تعاقل کلامی سے نہین **قال** حقیقت مین غلامی سے زیادہ کوئی چیز فطرتی نیکی کی جڑ اصلی منبع تمامر نیکیون کا ہی برعکس ومخالف نہین **اقول** سراسر غلط تقریر ہی وہ امر قبیح کہ جس سے زیادہ کوئی چیز فطرتی نیکی کے برخلاف نہین اوس سے اغماض نہ کرنا اور اوسکے قائم مقام اوسکی سزا کو جو عین حکمت ہی ٹھہرانا دیدہ ودانستہ حق بات کو چھپانا ہی ع نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند **قال** غلامی بنا انتہا بدیون کی جڑ اور تمام بداخلاقیون کی ماں اور کلیۃ اخلاق حمیدہ کی دشمن ہی **اقول** یہ تقریر سراسر بدیہیات اولیات کے خلاف ہی کیا یہ تبلیث اور تعشیر اوبت پرستی اور استعمال ام الخبائث مبنی اوپر غلامی کے ہی کیا یہ زناکاری اور فرخش تسبیع غلامون مین ہی محصور ہی کیا یہ سب قبائح مذکورہ جناب سامی کے نزدیک محاسن فطرتی ہین انصاف فرمائیے کہ جب ایسے ایسے امور مناقض فطرت کسی فرد بشر یا قوم مین راسخ ہو جاوین تو وہ انسان نہین بلکہ بتدریج حیوان ہین اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا اور جب وہ انسان صورت بہائم سیرت حکم مین انعام کے ہین تو استرقاق اونکا کہ آیۃ مطابق اقتضای حکمت کاملہ کے ہی **قال** کیا پاک پروردگار ایسی ناپاک چیز کو انسان کے حق مین جائز کرتا **اقول** کیا پاک پروردگار اون ناپاک اخلاق کی جو موجب تغیر فطرت کے ہین اونکو سزا نہ دیتا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ **قال** کیا خدا تعالے ان تمام صفات کو جو اوسنے انسان مین پیدا کیے ہین غلامی کی حالت مین برباد کرنا پسند فرماتا **اقول** غور فرمائیے کہ اگر اون صفات کو اون بہائم سیر تو نہ بنے خود برباد نہ کیا ہوتا تو ہرگز وہ لوگ مورد استرقاق نہ ہوتے اگرچہ بلکہ انھون نے خود اون صفات کو قبل از ورود استرقاق کھو دیا تو کیا مقتضای عقل سلیم یہی ہی کہ تدارک وسکا بجہ کیا جاوے **قال** یہ تمام قوی جو خدا نے انسان مین اسلیے پیدا کیے ہین کہ خدا کے لیے کام مین آوین دوسرون کے تصرف مین جانے پر راضی ہوتا **اقول** یہ تو فرمائیے کہ آپکے خادمان آزاد کے قوای لطیفہ کو نسے وقت خدا کے لیے کام مین آتے ہین اور غلامون کے قوای لطیفہ کے خدا کے لیے کام مین آنیکا کون مانع ہی اور جب وہ بخصال برخلاف اصل فطرت کے خالق کو چھوڑ کر مخلوق کے عابد بنے اور یہانتک اوس خصلت زشت

اصرار کرنے لگے کہ باوجود پند و وعظ کے روبراہ نہووے بلکہ بمقابلہ و مقاتلہ پیش آوے تو کیا
اوس بغاوت کی پاداش سے اونکو محفوظ رکھنا اور اونکے اخلاق رذیلہ کی اصلاح مین کوشش کرنا کیا
نزدیک عین اقتضای حکمت و مصلحت ہو اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَكَ سُدًى حاشا و کلا ان اللہ
عزیز ذو انتقام ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ اور خوب سمجھ لیجیے کہ یہ استرقاق جو ہماری شریعت کے
مطابق ہو اون بدخصالونکے حق مین نہایت مفید اور ثمرات حسنہ اور موجب تہذیب ہو نہ یہ کہ جیسا
آپ از راہ غلبہ توہمات و تخیلات فاسدہ کے سمجھ رہے ہین یاد کیجیے کلام حکمت التیام صاحبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو عجب اللہ من قوم یقادون الی الجنۃ بالسلاسل رواہ البخاری وہ قوم جو آپکے
اعتقاد مین از بس مہذب ٹھہری ہوئی ہو انجمن کے آرا کو باب بغاوت مین ملاحظہ فرمایئے حجر و دوام
اور انتزاع ملکیت اموال منقولہ اور غیر منقولہ سے اور عدم تملک مکاسب بصراحت تمام تجویز فرماتے ہین
حجب میراث ہی نہین بلکہ ضبطی میراث جو حجب سے بھی بدتر ہو واجب ٹھہراتے ہین تلفظ بالفاظ غ ل ام تو
البتہ روا نہین رکھتے مگر استعمال احکام غلام مین زیادہ تر قواعد شریعت غرا سے تشدد اور مبالغہ کرتے
ہین نہ دیکھیے باب شم پنبل کوڈا اور دیگر احکام متعلق اوسکے **قال** جبکہ خدا خود الہام کر چکا ہو کلکم
عبید اللہ و کل نساءکم اماء اللہ کہ تمام مرد میرے غلام ہین اور تمام عورتین میری لونڈیان ہین
تو کیا وہ اپنا شریک پیدا کر خوش ہوتا لا واللہ یا اللہ انت وحدك لا شریك لك انتہی **اقول**
آپکی اس تقریر کے جواب مین تو صرف اسیقدر کافی ہو کہ جب خدا تعالےٰ اپنے رسول مقبول کی زبان سے
ارباب غلامون اور کنیز کون کے ہمکو یہ امر فرماتا ہو کہ لیقل غلامي وجاريتي چاہیے کہ کہے کہ غلام میرا
اور چھوکری میری پس وہ کونسا شخص ہو کہ خدا کے امتثال کے حکم کے برخلاف اپنی طرف سے ایک حکم
جاری کر سکے ارادہ از راہ تعلی کے کرے تو کیا احکم الحاکمین اس امر کو پسند فرماویگا کہ اپنے بندون پر کسی اپنے
بندہ کو آپسے زیادہ حاکم بالاتر بنا دے کلا واللہ لہ الامر و لہ الحکم وھو احکم الحاکمین لا راد لحکمہ
ولا مانع لقضائہ اور مخفی نہ رہے کہ مصنف عالی قدر نے جن کلمات سے یہان استدلال کیا ہو یہ کلمات ایک حدیث
مدیث مسلم رح کی مصنف نے پوری حدیث نہ لکھی ہم اوسکو لکھتے ہین عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم

لا یقول احدکم عبدی وامتی کلکم عبید اللہ وکل نساءکم اماء اللہ ولکن لیقل غلامی وجاریتی
الحدیث فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ کہے کوئی تم میں سے یہ الفاظ بندہ میرا بندی میری
تم سب خدا کے بندے ہو اور سب عورات تمہاری خدا کی بندیاں ہیں لیکن یہ کہو کہ غلام میرا اور
چھوکری میری الخ اور چونکہ لفظ عبد اور امۃ کا مفہوم متضمن ہی معنی غایت تذلل کو اور وہ مخصوص ہی
صرف واسطے خداوند تعالی کے لہذا ان الفاظ کے استعمال سے نہی فرمائی گئی اور جن معانی میں کہ اونکو
استعمال میں لایا جاتا تھا اون معانی کے استعمال کے واسطے جو اور الفاظ تھے اونکی اجازت دی گئی پس
اس اجازت صریح کے برخلاف اگر کوئی مجتہد بھی فتوی دے تو یہ اجتہاد بمقابلہ نص ہی کہ بموجب مسلمہ
مسلمہ اصول مردود ہی اور عمل اوسکا کسیطرح معتد ونسمجھا جاویگا تنبیہ اس تقریر پر مجتہد عالی قدر کے
غور کرنا چاہیے کہ اس سے صاف نسبت اشراک باللہ کی مجوزین استرقاق کی نسبت ظاہر ہی حالانکہ خود
باعتراف مجتہد سب انبیای کرام مجوز اسکے رہے ہیں خود مجتہد کا یہ دعوی ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تا بعثت
باتباع رسم جاہلیت مجوز استرقاق رہے پس ظاہر ہوا کہ عقیدہ مجتہد کا یہ ہی کہ نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
صرف دو سال اور چند ماہ اواخر عمر میں تھا اشراک باللہ سے محفوظ رہے باقی تمام عمر اونکی اشراک باللہ میں ہی
گذری واہ کیا خوب حمایت اسلام کی فرمائی دوستی بخیر دشمنی ست **قال** آزادی جوہر ایک
انسان کا قدرتی حق ہی غلامی ٹھیک ٹھیک اوسکو برباد کرنے والی ہی انتہی **اقول** ہم نہیں
سمجھتے کہ قدرتی حق سے کیا مراد ہی اور یہ حق کیسا ہی اور یہ حق کیسا ہی آیا کسی جرم سے زائل بھی
ہوسکتا ہی یا نہیں اور انسان اس حق کا استحقاق کس سبب سے رکھتا ہی اور یہ استرقاق خاصہ نوعی ہی
یا نہیں ہی ان سب امور کی تفصیل کیجیے مہمل باتوں سے کچھ فائدہ نہیں حاصل ہوتا **قال** قدرتی حق کا
برباد کرنا اصلی ظلم اور ٹھیٹ ناانصافی ہی انتہی **اقول** یہ مقولہ برہانی ہی اور ملت اسلام میں مسلم ہی اور اس
کلیہ پر بہت مسائل متفرع ہیں چنانچہ یہ مسلہ اوسی بنا پر مبنی ہی کہ غلامی نبی ہی اوپر برباد کردینے
حق اللہ یعنی اوپر اختیار کفر وشرک کے کہ اکبر الکبائر اور ظلم عظیم ہی **لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم**
عظیم اور جب ہر مرتکب اس ظلم عظیم کے ہوئے تو خود اونھوں نے اپنی حرمت آپ برباد کردی

وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ **قال** پس انسان ایسی خطاؤن کا خطاوار ہوسکتا ہی انتہی **اقول** یہ بات مسلم ہی اور ہم بھی کہتے ہین کہ اس ظلم کے ارتکاب کے سبب وہ لوگ سزای غلامی کے سزاوار ہوسے **قال** مگر خدا ایسے قصور کا تقصیروار نہین ہوسکتا انتہی **اقول** ہمین کچھ شک نہین اونکے غلام ہوجانیکا خدا تعالی پر کچھ الزام عائد نہین ہوسکتا انہون نے اپنے حق کو اپنے ہاتھون برباد کردیا خدا نے اونپر کچھ ظلم نہین کیا لَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ حیرت یہ ہی کہ مصنف نے غلامی کو کسطرح پر مستلزم قصور واقعی منجم حقیقی سمجھا ہی ظاہر نہین اونکو یہ معلوم نہین کہ حریت اقسم حقوق اللہ ہی یا حقوق العباد ہی یا من وجہ حق اللہ ہو اور من وجہ حق العباد ہی اور یہی غلط فہمی یا تردد باعث اسکا ہی کہ بربناے وجوہ فاسدہ دیوار ناپائدار قائم فرمائی ہی واضح ہو کہ استخراج نتائج شرعیہ کیواسطے علماے امت محمدیہ نے بہت کوشش واحتیاط کیساتھ از روی دلائل عقلیہ ونقلیہ قواعد محکمہ قائم کرکے مجموعہ قواعد کا نام فن اصول رکھا ہی اور وہ فن مشتمل ہی اوپر قواعد فن میزان ومنطق کے یہانتک جسقدر تقریر مصنف نے کی ہی سراسر برخلاف اوس فن کے ہی دیکھو نتائج مستخرجہ مصنف از روی قواعد میزان کے کسیطرح پر اونکے مقدمات سے لازم نہین آتے مقاصد اونکے از روی دلالات صحیحہ کے جملی تفصیل فن اصول مین ہی مدلول کسی لفظ کے نہین صاف ظاہر ہی کہ بسبب ناواقفی کے فن میزان واصول سے محض تقلیدًا وجوہ فاسدہ اور توہمات کے پھندے مین پھنس گئے ہین **قال** یہ سمجھنا کہ اگر غلام آرام اور آسایش سے رکھے جاوین اور رحم ومحبت سے پرورش کیے جاوین تو کوئی برائی نہین غلطی اور سراسر دھوکا ہی غلامی فی نفسہ ایک قدرتی گناہ ہی اور اونکو بہ سلوکی سے رکھنا دوسرا گناہ ہی پس کوئی غیر قدرتی گناہ سے بچا نہین انتہی **اقول** ملت اسلام مین حقوق ممالیک بہت حسن وخوبی سے منضبط ہین اونکی پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کیطرف سے تاکید شدید یہ حکم ہی کہ جو کچھ تم خود کھاؤ پہنو وہی اونکو کھلاؤ اور جو کام اونپر گران ہو اوسکی تکلیف اونکو نہ دو محنت کے کام مین اونکے ساتھ خود شریک رہو تنہا اونھین سے ایسا کام نلو اونپر کسیطرح کی تہمت نلگاؤ اونکو مارنا نہ چاہیے اگر کوئی اپنے تو کفارہ اوسکا یہ ہی کہ اوسکو آزاد کردے ورنہ مالک کو صدہا دوزخ کا پہونچیگا اگر کسیکے پاس

کئی مملوک ایسے ہوں کہ باہم قرابت رکھتے ہوں تو اونکو ایک دوسرے سے جدا نہ کرے اگر بستر مرتبہ ایک نہیں خطا کرے تو برابر گذر کرے اور یہ سب اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ عن النبی صلعم لا یدخل الجنۃ سیئ الملکۃ بہشت میں نہ جاویگا وہ شخص جو بد خلقی کریگا اپنے مملوک سے ابو داؤد نے رافع سے روایت کی ہے ان النبی صلعم قال حسن الملکۃ یمن وسوء الخلق شوم فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اپنے مملوک سے خوش خلقی کرتا ہے وہ مبارک ہے اور جو بد خلقی کرتا ہے وہ بدبخت ہے محمد ازاد کمال سوراوی فرماتے ہیں کہ یہ سب غلطی اور دھوکا ہے العیاذ باللہ تعالیٰ حاصل اونکی تقریر کا یہ ہے کہ غلام بنانا قبیح لذاتہ اور بالذات گناہ ہے پس یہ روایات جنکی نسبت پیغمبر صلعم نے تاکید شدید کی موجب وبال اوس قبیح ذاتی کے نہیں ہو سکتیں یہ مبصر فرماتے ہیں کہ حسن الملکۃ یمن مجتہد دہر ہر خلاف اوسکے کہتے ہیں کہ غلامی خود قدرتی گناہ ہے میں کہتا ہوں کہ یہ سراسر غفلت مصنف کی ہے اور باعث اس غفلت کا تقلید گمراہان اور ناواقفی علم اصول سے ہے اونھوں نے یہ نہ سمجھا کہ جو چیز کہ لذاتہ قبیح اور گناہ ہے کسی شریعت برحق میں کبھی جائز نہیں ہو سکتی مثلاً کفر کہ کبھی کسی شریعت میں جائز نہیں ہوا حالانکہ خود مصنف صفحہ ۱۰۱ پر توریت کے سفر لویان باب ۲۵ درس ۴۴ نعایت ۴۶ کے مطابق حکم خدا کا بعبارت فارسی نقل فرماتے ہیں اوسکا ترجمہ اردو میں کتاب بیبل مطبوعہ ۱۸۶۹ء مطبع مرزا پور سے لکھتا ہوں تمھارے غلام اور تمھاری لونڈیاں جنھیں تم رکھو تو چاہیے کہ ان قوموں کی ہوں جو تمھارے آس پاس رہتی ہیں تم انھیں سے غلام لونڈیاں مول لینا اور ان اجنبیوں کے لڑکوں میں سے بھی جو تم میں بود و باش کرتے ہیں اور اونکے گھرانوں میں سے جو تمھارے بیچ میں پیدا ہوئے ہیں مول لیجیو وہ تمھاری ملکیت ہونگے اور تم انھیں میراث کے طور پر رکھ لو کہ تمھارے بعد تمھارے لڑکوں کی میراثی ملکیت ہوویں وہ ابد تک تمھارے بردے ہیں لیکن تم اپنے بھائیوں سے جو بنی اسرائیل ہیں ایک دوسرے پر سختی کرکے حکومت نہ کرنا انتہی اور تبیین الکلام میں خود مصنف بہت اصرار سے مدعی عدم تحریف ہیں اور بہت ہی شد و مد سے دعوی کرتے ہیں کہ وہ مضامین جو خدا یعنی کیطرف سے جناب موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے ہیں بلا تحریف و تبدیل کتب بیبل میں موجود ہیں پس واضح ہوا کہ مطابق اعتقاد

مصنف کے حکم غلامی کل جو تراجم توریت مین حسب تصریح مذکورہ بالا کے مذکور ہوے من جانب اللہ ہین اور جب
وہ خدا کی طرف سے ہوے تو اوسکو قبیح لذاتہ کیونکر کہہ سکتے ہین اور اوسکو منہیات مین کیونکر داخل کر سکتے ہین
قولہ تعالیٰ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ صفحہ ۸۲ جلد دوم تہذیب الاخلاق نمبر ۸ مطبوعہ ۵ جمادی الاولی ۱۳۰۰ ہجری مین خود مصنف لکھتے ہین کہ کسینے اس قانون قدرت کے مخالف کا کچھ تدارک کیا سو یہی عرض مینے اوسکو جائز رکھا عیسی عرض نے اوسکی نسبت ایک حرف بھی نہین کہا انتہی مین کہتا ہون کہ توریت سے واضح ہو کہ ابراہیم عرض نے بھی اوسکو جائز رکھا ہو دیکھو قصہ سارہ و ہاجرہ پس سمجھنا چاہیے کہ ابراہیم سے لیکر عیسی عرض تک سب انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اوسکو جائز رکھا پس تین حال سے خالی نہین کہ جناب ابراہیم عرض سے لیکر عیسی عرض تک جتنے انبیای کرام گذرے اونکو قانون قدرت پر اتنا بھی علم نتھا جتنا کہ جناب سید احمد خان صاحب کو ہو یا علم تھا اور جب ایسے گناہ کے کہ جو چوتھے معاصی مین بخیثیونکی ہو اور فی نفسہ سخت ناپاک اور قبیح لذاتہ ہو اور اوسکے قبح کو بواسطے انبیاء مبعوث ہوے تھے یہ کہنا کہ جناب سید احمد خان صاحب سراسر نادانی یا غلط کارین شق اول و ثانی تو ہرگز لائق تسلیم کے نہین کیونکہ اگر اونکو تسلیم کیا جاے تو قطع نظر اور قباحتون کے اونپر دو حال عصمت اور جہل انبیا عرض کے یہ گناہ خود ضد یعنی صاحب قانون قدرت پر عاید ہوے کہ انبیا عرض کو چہ جاے آنکہ مخالف قانون قدرت و قبیح لذاتہ کے ارتکاب سے مسافت فراوے پر خلاف اوسکے اپنی کتاب واجب الاتباع مین اوسکا امر فرماتا ہو اگر قانون قدرتی پر عمل کرین تو بسبب مخالفت امر تشریعی کے صاحب التعزیر ہین اور اگر کتاب واجب الاتباع پر عمل کرین تو بسبب مخالفت قانون قدرتی کے اقبح القبائح اور کبیرہ کے مرتکب ٹھہرتے ہین کیسا قانون قدرت ہو کہ صاحب قانون کے فرمان واجب الاذعان کے برخلاف ہو اور جب دونون تقدیرین باطل ہین تو ہر آئینہ شق ثالث ہی متعین ہو کہ اس شق کے اختیار پر لازم آتا ہے یہی ٹھہرتا ہو کہ جناب سید احمد خان صاحب مغلوب توہمات و غلط کارین شیعہ پرست خواہی نہ خواہی ہر آئینہ جنان مذکور بہتر از آفتاب سیاہ ۔ **تنبیہ** مدار سب توہمات مصنف کا اسپر ہو کہ ازالہ امر فطری کا عرض کا گناہ عظیم ہو حالانکہ یہ سراسر وہم اور غلطی ہو البتہ باحث اور بیوجہ ایسا امر جائز نہین اور نہ بغیر جرائم شرعیہ جائز بلکہ دیکھیے جراح جسمانی اور جراح انسانی امور فطریہ ہین اور ازالہ اونکا بلا وجہ جائز نہین مگر واسطے اصلاح

حدود و قصاص کے واجب ہوا اور اسیطرح پر غلامی کو جو صحیح لذاتہ ٹھہرایا ہو وہ بھی خطاے فاش اور کھلی ہوئی غلطی ہو کہ قابل اسکا کسیطرح پر بسبب مخالفت دلائل شرعیہ کے معذور نہین ہوسکتا **قال** غلامی تمام اخلاق انسانی کو خراب کرنیوالی ہو انتہی **اقول** ظاہر مصنف کے نزدیک وہ اخلاق کہ جن پر بطور سزا کے غلامی متفرع ہوئی اور وہ اخلاق بمقارن حریت تھے از قسم اخلاق پسندیدہ تھے اگر مصنف ذرا بھی غور کرتے تو ہرگز ایسا نفرماتے بالبدیہ واضح ہو کہ غلامی مصلح اخلاق رذیلہ ہو نہ مخرب اخلاق صالحہ **قال** غلامون کی حالت اور انکی عقل اور عادات انسانی حالت سے تنزل کر کر حیوانی حالت مین آجاتے ہین انتہی **اقول** ظاہر وہ حالت جسپر غلامی متفرع ہوئی ہو مصنف کے نزدیک حالت ترقی ہو اور یہ قول مصنف کا بالبدیہ غلط ہو اور خلاف مشاہدہ ہو از روے لحاظ صحیحہ کے ثابت ہو کہ عقل و عادات و اخلاق غلامان صلحاے مصنف بلکہ اسد تعالے کے خادمان آزاد بلکہ خود مصنف صاحب سے بھی بدرجہا اچھے تھے اور مصنف صاحب فرماوین کہ یہ آیت اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا کسکی مذمت مین نازل ہوئی ہو آیا غلامون کی مذمت مین یا مالکون کی قرآن مجید مین خدا تعالے جنکو حیوان خصال فرماتا ہو وہ لوگ مملوک تھے یا جو مالک ہوتے ہین یہ جاننا چاہیے کہ حیوان خصالی غلامی کو لازم نہین بلکہ بسا اوقات غلامی باعث اسکی ہو کہ آدمی کو حیوان خصالی سے نکال کر داخل صفات کمالیہ انسانی کردے عجب الله من قوم يقادون الى الجنة بالسلاسل مگر سخت مشکل یہ ہو کہ مصنف ابھی تک یہ بھی نہین جانتے کہ کمالات انسانیہ کیا ہین اور خصالات حیوانیہ کیا ہین تہذیب اخلاق کیا ہو تخریب اخلاق کسکو کہتے ہین عقل کیا چیز ہو اور وہم کیا ہو ع حسہاے واژگون دارند قوم ❁ **قال** اور جو لوگ غلام بناتے ہین وہ جبر اور ناانصافی سے انسان کو جو اشرف المخلوقات ہو تنزل کی حالت مین ڈالتے ہین **اقول** شرف انسانی کو تو خود بہت پہلے ہی زائل کر دیا اور اپنے اوپر خود ظلم کر کے مرتبہ انسانی سے پہلے ہی تنزل مین آگئے اسی سبب سے تو اوپر یہ سزا تجویز ہوئی وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ **قال** غلامی کی ممانعت انسان کے تمام تمدنی قوی جنکو خدا نے وسیلہ ترقی بنایا ہو معطل و بیکار ہو جاتے ہین اور انکی حالت بطور عجز اور انکی ترقی کی جنکی ترقی کرنا قدرت بنانیوالے قادر مطلق کی مرضی ہو مانع ہوتی ہو **اقول**

مان غلط ہی کونسی قوت جاتی رہتی ہی حواس ظاہری و باطنی مین کچھ فرق نہین آتا جوارح جسمانی
جاتے نہین رہتے صانع قدرت نے جس کام کیواسطے آدمی کو پیدا کیا ہی کوئی چیز اوسکی مانع نہین ہوتی ہان
مال و متاع دنیوی زائد از حاجت اصلیہ اپنے واسطے جمع نہین کرسکتا اور اسراف کی قدرت نہین رکھتا
سو یہ دونون امر منافی قانون قدرت نہین اگر غور کیجاوے تو حالت اونکی بہ نسبت محبوسان حبس دوام کے
جو بموجب باب ششم پینل کوڈ کے محبوس ہوتے ہین ہزاران ہزار درجہ بہتر ہوتی ہی **قال** محنت اور مشقت
اوٹھانے کی قوت جو خدا نے انسان مین اس مراد سے پیدا کی ہی کہ انسان اپنی ترقی اور بھلائی کے لیے
صرف کرے غلامون مین بالکل معدوم ہوتی ہی کیونکہ اونکی کوئی محنت اونکے لیے نہین انتہی **اقول**
اگر وہ بھلائی اور ترقی مراد ہی جسکے واسطے انسان پیدا ہوا ہی تو سب تقریر مصنف کی غلط محض ہی اوسکی
نسبت جسقدر ریاضت و عبادت مین اونکی محنت و مشقت ہوگی ہرگز نہ اونھین کی ترقی اور بھلائی کی
باعث ہوگی نہ کسی دوسرے کی اور اگر ترقی اور بھلائی دنیوی جو تمامتر مطمح نظر مصنف اور مقصود بالذات
اونکی ہی مراد ہی تو یہ قول مصنف کا کہ محنت و مشقت الی تولہ انسان اپنی ترقی اور بھلائی کے لیے
صرف کرے انتہی قطعًا ممنوع ہی اگر مصنف اسپر کوئی دلیل عقلی یا نقلی رکھتے ہون تو پیش کرین ہمیات
سے کچھ کام نہین چلتا مدعا کے اثبات پر لانا برہان کا ضرور ہی **قال** محبت و الفت جو انسان کی
زندگی کی جان ہی اور جسپر دین و دنیا دونونکی بھلائی منحصر ہی غلامی کی حالت مین بالکل مردہ ہوجاتی
ہی انتہی **اقول** کلیۃً غلط ہی نا آشنائی اور غیر انوسی خاصہ غلامی کا نہین بمقتضای طبیعت بعض نا اہلون کا ہی
چنانچہ بہت آزاد اس طبیعت کے موجود ہین علاوہ بران کمال انسانی تو محبت خالق اور مانوسی دار آخرت
مین ہی اور یہ ہمین دین و دنیا کی بھلائی منحصر ہی اور یہی انسان کی زندگی کی جان ہی جب یہی چیز سے
مردہ ہوگئی تو بعد غلامی کے اگر دوسری محبت و الفت مردہ بھی ہوجاوے تو ہوجاوے دوبارہ اسپر
گزشت چیک نبرہ چہ یک دست ۔ من عقلا کی تہذیب اور آپ صاحب کے آپ بمقتضا ہین اونکے قواعد پر بھی
نظر فرمایئے کہ مجبوسان قید فرنگ بھی اپنی بھلائی کے لیے کچھ محنت نہین کرسکتے **قال** جو لطف انس و
محبت از دو طرف سے پیدا ہوتا ہی وہ بھی غلامون کو حاصل نہین ہوتا انتہی **اقول** یہ بھی محض غلط ہی

قال اور نکاح ازدواج وحشی جانورون کے ازدواج سے کچھ زیادہ رتبہ نہین رکھتا **اقول** یہ بھی غلط اور تایید باطل ہی **قال** اولاد کی محبت اور انکی پرورش کا جوش جتنا جانورون مین ہی غلامون مین اتنا بھی نہین ہوتا **اقول** یہ بھی غلط ہی پرورش اولاد اور جوش محبت خصائص جنس انسانی سے ہی اور وہ غلامی اور آزادی پر منحصر نہین پس یہ قول بھی مصنف کا محض غلط اور خلاف شاہدہ ہی **قال** غلامون مین ولولہ ہمدردی کا کسی سے یہان تک کہ اپنی اولاد سے بھی مطلق نہین ہوتا انتہی **اقول** سراسر مغالطہ اور غلط ہی اکثر مواقع پر غلامون نے ہمدردی مین اپنے آقاؤن کے ایسے کارنمایان کیے ہین کہ آزادون سے نہین ہوسکتے مشہور خبر ہی اور چند پرچہای اخبار مین مطبوع ہوئی ہی کہ بعض بلاد مین ہر سال صدہا بچہ نوزائیدہ شرکون پر پای جاتے ہین اون جزائر مین جو یہ صفت ہمدردی کی اور محبت اولاد کی ہی کیا وہ بھی مذیان ہی ہین **قال** بیوفا ہونا اوسکی ایک مشہور صفت ہوجاتی ہی **اقول** تعجب ہی کہ دعوی تک تقلید کا اور تقلید یہان تک کہ افواہ عوام کی تقلید کی بنا پر استدلال یہ کہنا کہ بیوفائی ایک مشہور صفت غلامی کی ہوجاتی ہی محض غلط بلکہ بہتی ہی اور اگر مصنف اس مین غور کرتے تو سمجھ لیتے کہ حدوث استرقاق ابتدا سے بیوفائی ہی کی ہی کہ جب عہد فطری کو توڑ کر غایت درجہ کی بیوفائی اختیار کی تو مستوجب سزای استرقاق کے ہوگئے **قال** مالکیت جو ایک قدرتی خوشی ہی وہ غلامون مین بالکل معدوم ہوتی ہی **اقول** مالکیت کسکی خوشی ہی اور کسکی صفت ہی کچھ سوچ سمجھ کر فرماؤ اور کب بالکل معدوم ہوتی ہی یہ کلیہ بھی آپکا اور اصول اہل اسلام کے سراسر غلط اور ناواقفی ہی مسائل اصول سے فلا یبطل الرق مالکیۃ النکاح والحیوۃ واللہ نہایت تعجب ہی کہ جناب مصنف اس قانون قدرت کو غلامان شرعی کے باب مین تو بہت کام مین لا رہے ہین مگر محبوسان قید فرنگ کی نسبت ایک اعتراض بھی اس قانون قدرت کی بنا پر زبان پر نہین لاتے **قال** چونکہ غلام بجز روٹی کھانے اور کپڑا پہننے کے اور کوئی حقوق دنیا مین اپنے لیے نہین رکھتے اسلیے وہ اون تمام حقوق سے جو خدا نے ایک انسان کو دوسرے پر پیدا کیے ہین ناواقف رہتے ہین **اقول** کیا خوب قضیہ شرطیہ ہی کہ مقدم کو تالی کیسطرح لازم نہین پس اوسکو لازمیہ تو کسیطور پر مین نہین کہہ سکتا اگر اتفاقیہ کہون تو وہ کلیہ بھی صحیح نہین البتہ جزیہ اتفاقیہ

کہا جاوے تو بجا ہو اور مسلم الثبوت ہو مگر کچھ مفید مطلب نہیں ہے اسوقت اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھتا لیکن
اسپر اگر کوئی مدعی اسلام اصرار کریگا تو بہت سے علامات ایسے نشان دونگا جنکی نسبت واخلاق میں کسی مسلمان کو
شک نہیں **قال** اور ایسے اونکی کچھ قدر نہیں **اقول** یہ بھی غلط ہے جنمیں دو ہر عالم و قول ہے اونکی جہاں
قدر ہے دیکھو بلال حبشی اور زید بن حارثہ کسقدر خدائے عزوجل اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحاب
کرام کے نزدیک عزیز اور صاحب قدر اور ابوجہل وغیرہ کفار باوجود نہ مملوک ہونے کے کتنے
بیقدر اور ذلیل تھے **قال** اور گناہ اور دوسروں کی حق تلفی اور طرح طرح کے جرایم دینی اور دنیوی
کے مجمع بن جاتے ہیں اور اپنے نفس کو کسیطرح ضبط میں نہیں رکھ سکتے **اقول** ارتکاب جرائم
دینی و دنیوی اور اتلاف حقوق اور پیروی نفس امارہ کی بابت ہم مصنف کو بھی حکم قرار دیتے ہیں وے
خود ہی اپنے انصاف کے فرماویں کہ یہ اخلاق ذمیمہ کن لوگوں میں بہت ہیں اور ایسے لوگ
غلام ہیں یا غیر مملوک اور جرایم دینی میں مصنف کے نزدیک ایا وہ جرم بھی داخل ہے کہ جسکو قرآن مجید میں
بلفظ ظلم عظیم اور احادیث نبوی میں بلفظ اکبر الکبایر تعبیر کیا گیا ہے اور ایسطرح پر ارتکاب زنا اور بیشمار
گناہ محرمات شرعیہ ایا یہ بھی کچھ تھوڑی بہت جرائم دینیہ میں داخل ہیں یا نہیں اور اگر ہیں تو خود
مصنف صاحب فرماویں کہ یہ امور زیادہ تر غلاموں میں پائے جاتے ہیں یا غیر مملوکوں میں آنکھ کھول کر
بنظر صحیح دیکھیں کہ جرائم دنیویہ کہ متعلق حقوق عباد سے ہیں اور عقلاً و نقلاً مستوجب اجرائے حد و دو تعزیر
و قصاص ہیں ان بلاد میں اس زمانہ میں کس کثرت سے شایع ہیں ایا مملوک کے ممالک ہیں یا غیر مملوک
آگے چلکے آخر صفحہ ۱۱ تک مصنف نے تکرار بعضا مین فرمایا ہے اور جھوٹے اقوال کو از راہ غلط فہمی یا مغالطہ کے
سچا ٹھہرایا ہے بالبداہہ اور بحکم بدیہیات اولیات غلط محض ہے اور اسقدر صریح البطلان ہے کہ اسکے
ابطال میں ہمکو ایک حرف بھی لکھنا ضرور نہیں **قال** صفحہ ۱۱ آہ اس بیرحم سنگدل پر جسنے بچوں کو
انکی ماؤں کی آغوش سے جدا کرنا ہے انتہی **اقول** آہ میں نہ بھرے قانون قوم مہذب کو یاد فرما کر
صبر کرے یہ دیکھکر کہ محبوسان دوام کے آغوش سے نادان بچے جدا کرکے اونکو جزائر دریائے
شور کو بھیجا جاتا ہے چالیس دن بعد وضع حمل سے بچے کو آغوش مادر سے جدا کرکے ماں کو پھانسی

دیجاتی ہو مگر اس معاملہ خاص مین دامن اسلام اس بیرحمی کی گرد سے پاک ہو ہماری ملت مین
یہ امر سخت ممنوع ہو اور ہرگز جائز نہین اور مصنف آوہی بھرتے ہین ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ایسے لوگون پر لعنت کرتے ہین عن ابی ہریرۃ قال لعن رسول اللہ صلعم من فرق بین الوالدۃ
وولدہا وبین الاخ وبین اختہ رواہ ابن ماجۃ والدارقطنی لعنت کی ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اوسپر جو تفریق کرے درمیان باپ اور اوسکے بیٹے کے اور بھائی اور بہن کے عن عبداللہ بن مسعود
قال کان النبی صلعم اذا اتی بالسبی اعطی اھل البیت جمیعا کراھیۃ ان یفرق بینہم رواہ
ابن ماجۃ تھے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہ اونکے پاس قیدی پکڑے ہوے آتے تھے تو ایک
گھر والونکو یکجا دیدیا کرتے تھے بسبب ناپسند کرنے اس بات کے کہ تفریق کرین اونکے درمیان بین
عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنۃ سیئ الملکۃ قالوا یا رسول اللہ
الیس اخبرتنا ان ھذہ الامۃ اکثر الامم مملوکین ویتامی قال نعم فاکرموھم کرامۃ
اولادکم واطعموھم مما تاکلون قالوا فما تنفعنا من الدنیا قال فرس ترتبطہ تقاتل علیہ
فی سبیل اللہ ومملوک یکفیک فاذا صلی فھو اخوک رواہ ابن ماجۃ فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ داخل نہوگا بہشت مین جو اپنے مملوکونکے ساتھ برائی سے پیش آتا ہو کہا لوگونے اور رسول اللہ کیا
آپنے خبر ہمکو ندی تھی کہ اس امت کے پاس غلام اور یتامی بہت ہونگے کہا ان پس چاہیے کہ اکرام کرو
اونکا مانند اکرام اپنی اولاد کے اور کھلاؤ اونکو اوس چیز مین سے کہ تم کھاتے ہو کہا لوگونے کہ کیا
چیز ہو دنیا کی جو ہمکو نفع دیتی ہو فرمایا کہ گھوڑا جسکو باندھتا ہو تو جہاد کرتا ہوا اوسپر خدا کی راہ مین اور غلام کہ
کفایت کرے تجکو پس جسوقت کہ نماز پڑھے وہ تو وہ تیرا بھائی ہو عن ابی ایوب قال سمعت رسول اللہ
صلعم یقول من فرق بین والدۃ وولدھا فرق اللہ بینہ وبین احبتہ یوم القیمۃ رواہ
الترمذی والدارمی جسنے تفریق کی درمیان والدہ اور اولاد کی تفریق کریگا اللہ اوسمین اور اوسکے
پیاروں مین قیامت کے دن عن علی رضی قال وھب لی رسول اللہ صلعم غلامین اخوین فبعت
احدھما فقال لی رسول اللہ صلعم یا علی ما فعل غلامک فاخبرتہ فقال ردہ ردہ رواہ الترمذی

واپس ہوا تو کہا علی نے بخشے محمد پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو غلام بھائی بھائی پس بیچا میں نے
اونمیں سے ایک کو پس کہا مجھسے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہوگیا غلام تیرا پس میں نے اوسکے حال سے
خبر دی پس فرمایا کہ بھیر دے بھیر اوسکو **فقال** دشمنون یا کافرون کے ساتھ لڑائی کی قیدی عورتون
اور بچون اور مردون کا غلام بنانا اون بدیون میں سے کسی بدی کو کم نہین کرتا الٰہ یا کافر ہونا اوس
قدرتی حق یعنی آزادی کو زائل نہین کرسکتا **اقول** مجتہد دہر کے نزدیک حقوق اللہ بہت ہی ہلکے ہین
اور خصوصًا کفر تو ایسا خفیف جرم ہو کہ جس سے کوئی حق کافر کا زائل نہین ہوسکتا مگر یہ عقیدہ غلط ہو
اور بلا دلیل ہو اہل اسلام کے نزدیک بموجب حکم خدا تعالیٰ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ کے اس سے زیادہ
کوئی جرم نہین اور اوسکے سبب سب عصمتین اونکی زائل ہوجاتی ہین جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہو **وقال**
الکفار لما استکفوا عن عبادۃ اللہ تعالیٰ والحقوا انفسہم بالہاۃ فی عدم النظر والتامل فی
آیات التوحید جاز اھر اللہ تعالیٰ بجعلھم عبیدہ عبیدہ مملکین ھتذا للین بمنزلۃ البہائم ولھذا
لم یثبت الرق علی المسلم اور زیدہ فرماتے ہین کہ غلام بنانا اون بدیون کو کم نہین کرتا الٰہ یا کافر ہونا
قدرتی حق یعنی آزادی کو زائل نہین کرسکتا یہ بھی غلط فہمی ہو یا مغالطہ ہو بیان جسکی تصریح اوپر
ہوچکی ہو حوالہ اوسکا اوپر گذر گیا اور دعوی امتناع زوال آزادی کا محض بدلیل ہو بلکہ بوجود ہر قرینہ
سابق کے باطل ہو آزادی عین یا خود ذوات انسان نہین ہو کہ انسان سے جدا نہوسکے دیکھو بسبب جنون کے
حق قدرتی یعنی عقل بالبدیہہ جاتا رہتا ہو پس آزادی مین کیا چیز عقل سے زیادہ ہو کہ جسکے سبب آزادی کا
زوال ممتنع ہو اور داخل تحت قدرت کے بھی نہین ہو اور ہم اوپر بوجوہ زوال عصمت حریت کو مکرر بیان
کرچکے ہین اور اب تک مصنف کی تقریر سے یہ امر بھی صاف ظاہر نہین ہوتا کہ آزادی من قبیل حقوق اللہ ہو
یا من قبیل حقوق العباد بدیہی ہو کہ قسم اول سے تو نہین پس متعین ہوئی قسم ثانی اور چونکہ توحید و ایمان کہ
جسکو کفار نے ضائع کرکے ہتک حرمات اللہ مین نہایت سرگرم ہوے حقوق اللہ مین سے ہو پس مصنف
کس منہ سے یہ دعوی کرتے ہین کہ کافر ہونا حق آزادی کو زائل نہین کرسکتا کیا اونکے نزدیک حقوق
العباد علی اللہ حقوق اللہ علی العباد سے زیادہ تر مستحکم اور قوی ہین عدم مراعات حقوق اللہ تو ایسا سخت

جرم ہو کما وسکی سزا مین آزادی کی تو حقیقت ہی کیا ہو اکثر مجرم مباح الدم انسانسے بھی خارج کردیتے ہین یا نہین سمجھے آیات کجعلہم جذاذا الا کبیرا لہم فیہا ازواج مطہرۃ ہم فیہا خالدون ط **اقول** فرض کرو کہ ازروے تصور وارہون مگر عونون کا کیا تصور ہو **اقول** ظاہر کفر و شرک جو خدا تعالی اور کافہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے نزدیک ظلم عظیم اور اکبر الکبائر ہو مصنف کے نزدیک کچھ جرم نہین یا اگر ہو تو بہت ہی حقیر کہ وہ یہ نہین سمجھتے کہ اصل جرم تو کفر و شرک ہی ہو اور لڑنا اور مقابلہ اور مقاتلہ کرنا ساتھہ نصیحت کرنے والون اور غیر فیہ ہونکے جرم بالاے جرم ہو اور یہی وجہ ہو کہ ونکی نسبت بباعث مقابلہ اور مقاتلہ احتمال مقابلہ و مقاتلہ کے علاوہ سزاے رق کے سزاے قتل بھی جائز کہی گئی ہو **قال** شاید اونکا یہ تصور ہو کہ وہ کافرین مگر معصوم بچون کا کیا تصور ہو **اقول** شاید کہ کیا مصنف کو باوجود دعوی اجتہاد ہنوز یہ بھی بالیقین علم نہین کہ شرع محمدیہ مین رق کی بنا کیا ہو رہی اطفال سو حال اونکا یہ ہو کہ اونمین جو عاقل ہوا اور قبل از گرفتار ہونیکے مسلمان ہوگیا ہو تو وہ رقیق نہین ہوسکتا لان الصبی فی اول حالہ عدیم العقل وفی الاخر ناقص العقل فلا یمنع صحۃ القول والفعل حتی یصح اسلامہ اور اطفال مین جو بہت صغیر اور غیر عاقل ہین تو وہ جمیع احکام سترعیہ مین تابع کفار ہین اور ظاہر حال اونکا شامل بحال ماں باپ اور اہل دار حرب کے ہو لیکن اگر کوئی اونکے ماں باپ مین سے مسلمان ہوگا تو ہر آئنہ وہ بھی اوسکی تبعیت مین مسلمان سمجھے جاوینگے ومن اسلم منہم فی دار الحرب احرز باسلامہ نفسہ لان الاسلام ینافی ابتداء الاسترقاق واولادہ الصغار لانہم مسلمون باسلامہ تبعا یا اگر کوئی بچہ بغیر حفاظت ماں باپ کا فرون کے بطور لقیط کے پایا جاویگا تو وہ بھی رقیق نہوگا علاوہ بران استرقاق تذلیل اور تحقیر ہو اون لوگون کے جنھون نے حد سے زیادہ تحقیر اور اہانت حقوق اللہ کی ہو اور حکمت کاملہ مقتضی اوسکی ہوئی کہ اوسکی سزا ایسی تجویز کیجاوے کہ موجب کمال ذلت ہو پس اگر تحقیر و تذلیل اونکی بھی بدرجہ غایت بذریعہ استرقاق اونکی اور اونکے اولاد صغار کی کیجاوے تو کچھہ ظلم اور خلاف عقل نہین ہو **قال** جو امور کہ لونڈیون اور قیدی عورتون اور بچون اہل حرب کے ساتھہ جائز سمجھے جاتے ہین کیا وہ حقیقت مین نیک سمجھے جاتے ہین **اقول** کیا یہ غالط کی

تقریر بحث اسلام پر سیطرح کا الزام عاید کر سکتی ہے کیا یہ بناوٹ بے اصل اور خلط مبحث کسی قسم کا الزام
اہل ایمان پہ دھر سکتی ہے قیدی عورتوں اور بیگناہ اہل عصمت کا یہاں کیا ذکر ہے ہر یہاں تو صرف
بحث لونڈیوں کی ہے مضمون نے بسبب تنگ دستی حق اللہ کہ بہت بڑا گناہ ہے اپنے حقوق کی عصمت
اپنے ہاتھوں زائل کر دی اور مستوجب تحقیر اور تذلیل کی ہوئیں اب رہی یہ بات کہ مباشرت سے
ملکوکات کے قبیح ہے یا نہیں مصنف دعوی کرتے ہیں کہ امر قبیح ہے مگر کوئی دلیل اوسپر نہیں لا سکتے علاوہ
بران یہ دعوی صریح باطل ہے کیونکہ قبح مباشرت صرف اوس محل میں ہے جو ملک متعہ سے خالی ہو اور جبکہ
ملک متعہ منکوحات میں بسبب عقد نکاح کے اور مملوکات میں بسبب ملک رقبہ کے ثابت ہے پس
ادعای قبح سراسر بے اصل و باطل محض ہوا اگر ملک رقبہ میں قابل قبح کے ہونگے تو بالضرورۃ ملک نکاح
میں بھی قبح کا قائل ہونا پڑیگا کیونکہ موجب رفع قبح دونوں میں مشترک ہے مصنف کی تقریر سے یہ بھی
ظاہر ہوا کہ گو بظاہر صفحہ ۱۲ پر اوسنے جملہ پیغمبر و کے صرف ایک پیغمبر یعنے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
اوس گناہ حقیقی اور تبع ذاتی سے معصوم مثبت کیا ہے مگر در پردہ اسجگہ اونپر بھی تہمت ارتکاب امر قبیح
ذاتی کے لگائے بغیر نہ باز آئے کہ خود صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں کہ مارئیہ قبطیہ بطور کنیز کی کہ ذاتی ہے
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھیں اور اونسے ابراہیم پیدا ہوئے پس بالبداہہ دعوی مصنف مستلزم اسکا
کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مرتکب ایک امر قبیح ذاتی اور جرم قانون قدرتی کے ہوئے اور یہی
ظاہر ہوا کہ مدح مرقومہ صفحہ ۱۲ محض زبانی تھی کہ حال اوسکا تھوڑی ہی دیر کے بعد کھل گیا مصرع
بوی ہر نیرم بہ پیماید زود ۔ قال کیا وہ باتیں حرکات بہائم سے کچھ زیادہ رتبہ رکھتی ہیں
اقول کیا مصنف کے نزدیک یہ امر مشتبہ ہے کہ ہر ایک صاحب عقل و ایمان خوب جانتا ہے کہ مصنف کے
بیدلیل الجے اصل باتیں محض دیکھا دیکھی مگر انہوں کی ہیں قال کیا وہ کسی مذہب کے پیرو ہوئے اور خدا کے
دئیے ہوئے پر دلیل ہو سکتی ہے اقول جاہلانہ تقریر ہے احکام فرعیہ کی درستی مذہب پر کون دلیل
لاتا ہے مگر ان جب درستی مذہب کی اور دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکی تو جواز استمتاع از راستی مذہب
و ملت پر استدلال نہیں ہو سکتا قال وہ دنیا کی آنکھ میں اس مذہب اور اہل مذہب کی نیکی ہو سکتی ہے

ماشاء وکلا بلکہ ایک لمحہ کے لیے بھی یہ بات نہین مانی جا سکتی کہ سچا مذہب جو خدا کیطرف سے اوترا ہو
اوسمین ایسے امور جائز ہون **اقول** دنیا مین جو صاحبان عقل و ایمان ہین مثل انبیاء عرم اور اونکے
اتباع اور دیگر حکماء نامی ہین اونکے نزدیک تو استرقاق جو بموجب قواعد شرعیہ کے ہی کسیطرح پر عقلا
قبیح نہین دیکھو حضرت ابراہیم عرم بلکہ شروع دنیا سے حضرت عیسی عرم تک بہ قول مجتہد دہر بھی یہ امر جائز
ظاہر پایا گیا اور اوپر بنای جواز استرقاق کے جواز روئے نص صریح تراجم توریت مقدس مرقومہ سفر احبار
باب ۲۵ درس ۴۴ لغایت ۴۶ جسکو خود مصنف نے صفحہ ۱۱۹ پر نقل کیا ہی اور ہمنے بھی اوپر لکھا ہی ثابت ہوا
کسی نبی نے تکذیب توریت کی نہین کی خود مصنف تبیین الکلام مین تراجم کے مضامین کو ایک نبی اللہ
اور سچا مانتے رہے اور جواز استرقاق کی سبابتک اونھون نے بھی توریت کی تکذیب نہین کی اور بصراحت تمام
تراجم کو سالم از شائبہ تحریف و تبدیل سچا قرار دیتے رہے اب جو یہ فرماتے ہین کہ ایک لمحہ کے لیے بھی
الخ صاف تناقض کلامی ہی وہ کیسا لمحہ ہی کہ روز تالیف تبیین الکلام سے تالیف رسالہ ہذا کے پیشتر
تمام ہو چکا تھا وہ کیسا لمحہ ہی کہ ابراہیم عرم بلکہ شروع دنیا سے اب تک ختم ہو چکا کیا یہ انبیاء بنی اسرائیل
توریت مقدس کو جھوٹا جانتے تھے کیا وے اس درس کے برابر تکذیب کرتے رہی ہین جسنے
بطور فرض محال کے یہ بات فرض کی کہ مصنف کے زعم فاسد مین جواز استرقاق از روئے قرآن کے
منسوخ ہو گیا لیکن تا روز نزول قرآن تو کئی ہزار برس توریت مقدس کے نزول کو گذر چکے تھے اور
سب دنیا کے اہل ایمان اور اہل عقل نے یہان تک کہ خلافا سفیونان فی بھی اس حکم جواز استرقاق مین
کچھ اعتراض اور عذر نکیا اور اس بنا پر کسینے اس مدت مدید تک ملت سوای عرم کی نسبت یہ نہین کہا
کہ یہ ملت جھوٹی ہی اور خدا کیطرف سے نہین جیسا کہ مصنف فرماتے ہین پس ظاہر ہوا کہ یہ تقریر مصنف
کی سراسر مغالطہ اور بیدلیل محض صرف بتقلید بعض بیدینون جاہلون کی ہی اور خود مصنف کے
تصریحات کے برخلاف ہی ہان اگر لفظ دنیا اور اہل دنیا کو اون معانی پر محمول کیا جاوے جو مصرعہ
مرقومہ ذیل مین مراد ہین تو یہ تعلل مصنف کا ہمکو باکل مسلم اجمعین مقبول ہی اور ہم خود اول مدعی
اوسکے ہین ع بیست دنیا از خدا غافل بدن ع اہل دنیا کافران مطلق اند ع ہست دنیا جاہل جاہل جاہلان

واقع مین ایسے ایسے آدمی اس قسم کے توہمات کو یقینیات ٹھہرا کر خدا کی کتابون اور اوسکے پیغمبرونے
انکار کرنے لگتے ہین فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا **قال** نہایت افسوس ہے کہ ان
باتونکو سوچا سمجھا بنجاوے انتہی **اقول** ہمکو بھی نہایت افسوس ہے کہ ان امور کو بنظر غور نہ دیکھا جاوے
اور بتقلید ملحدین کے توہمات وتخیلات کو از قسم یقینیات ٹھہرالیا جاوے وہان تک مصنف نے اپنے زعم مین
وہمیات کو عقلیات تصور فرماکر اونکی بنا پر گفتگو کی ہے گویا کہ بحث عقلی کی ہے آگے اسے نقلیات مین
بحث کرتے ہین چنانچہ فرماتے ہین **قال** یہودی مذہب نے غلامی کے قانون کو جائز سمجھا اور
عیسےٰ مسیح نے کچھ نہین کہا انتہی **اقول** یہود کو بجز اسکے کہ غلامی کو جائز سمجھتے اور کچھ چارہ ہی
موسےٰ عرم نے جب اونکو فرمان ایزدی سنایا پس اگر وہ اوسکو جائز نہ سمجھتے تو اور کیا کرتے اور جناب
عیسےٰ عرم نے جو نسبت اوسکے ایک حرف بھی انکار کا نہ فرمایا تو وہ بھی بے اختیار محض تھے حکم
خداوند متعال کا جو کچھ توریت مین تھا اوسکے برخلاف بدون حکم خداوند تعالےٰ کے کسطرح حرف انکا
زبان پر لاسکتے تھے مصنف کے الزام کا جواب اونکے پاس رسنا موجود ہے سُبْحَانَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ
اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖ **قال** اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جو کچھ اوسکی نسبت کہا اوسکو کیسے نہین سمجھا انتہی **اقول** عجب تعجب ہے صحابہ کرام کہ باوجود اونمین
کمال کے لغات عرب اور ذہن ثاقب اور صفای ظاہری وباطنی اور مصاحبت صاحب وحی اور دیگر
کمالات علیہ کے مطلب اوسرحا کلام خدا اور رسول کو اسقدر بھی نہ سمجھ سکے کہ جسقدر ایک ایسے شخص نے
سمجھا جو لغات عرب سے بھی محض ناواقف ہو طرق استنباط مسائل شرعیہ سے بھی نابلد محض ہو اگرچہ
مگر تھوڑی دیر کے بعد خوب معلوم ہوجاویگا کہ جو کچھ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اوسکو
کسنے سمجھا اور کسنے نہین سمجھا **قال** خدا تعالےٰ نے قرآن مجید مین انسان پر بعض قدرتی احسان بیان کرنیمین
یون فرمایا اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَآ
اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ کیا ہمنے اوسکو دو آنکھین نہین دین اور ایک زبان اور دو ہونٹ
اور کیا ہمنین بتادیے ہمنے اوسکو دو گھاٹیون کے رستے پھر وہ نہین چلا گھاٹی کو تو جانتا ہے کہ

کہ وہ کیا گھاٹی ہو وہ غلام کا آزاد کرنا ہو انتہی **اقول** ظاہر ہوتا ہو کہ مصنف کو معانی لغات عربیہ پر
اطلاع نہین آیۂ کریمہ مین جو کہ وہ نجدین تثنیہ بجد آیا اوسکا ترجمہ کرتے ہین دو گھاٹیون کے رستے حالانکہ ترجمہ
سراسر غلط ہو کجا گھاٹی کجا نجد لغت عرب مین مادہ ن ج د مشترک ہو اور بمعنی علو اور ظہور کے کہ صاف
بخلاف مفہوم گھاٹی کے ہو کہ پستی اور خفا اوسکو لازم ہو قال الجوہری النجد ما ارتفع من الارض
یقال نجد ونجود ونجد ونجد منہ قولہم فلان طلع نجدا فاکان ساعیا لمعالی الامور قال
الشاعر وقد یقصر الفعل فتحذف دون ہمۃ وقد کان لو لا القول طلاع انجد والنجد الطریق المرتفع قال امرء القیس
آخر منہم جازع نجد کبکب ویقال انجد فلان الدعوۃ رفع الصوت فیہا پس ترجمہ نجدین کا وہ نہین
جو مصنف نے ازراہ نافہمی لغات عرب سے لکھا ہو بلکہ صحیح ترجمہ یہ ہو کہ دو گھاٹی ہنسے اوسکو دو نوون اور بلند
یعنی دونون راستون کو جدا جدا وصاف ظاہر ہین ایک دوسرے سے مشتبہ نہین ہو ایسے ہی کلمہ اقتحم دو آیت
مین وارد ہو اوسکا ترجمہ پھلانگ جانا لکھا حالانکہ باعتبار مادہ کے ترجمہ اقتحام کا پھلانگنا صحیح ہو
نہ باعتبار اشتقاق کے پھلانگ جانا صحیح ہو اقتحام کے معنی مین داخل ہونا بہ دشواری
یقال اقتحمت الفرس النہر فاقتحم واقتحم النہر ایضا دخلہ ومنہ قولہ تعالی
فلا اقتحم العقبۃ یعنی نہ گھسا گھاٹی مین مراد یہ ہو کہ عامل ایسے عمل کا نہوا کہ نفس پر دشوار ہو جیسے عورت کا
کہ کہان اقتحام اور کہان پھلانگنا **شعر** صلاح کار کجا و من خراب کجا + ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا
یہان تک مختصر بیان تھا غلطی مادہ لغت کا اب بیان غلطی اشتقاق کا سنئے کہ اقتحم صیغہ ماضی اور بسبب
دخول حرف نفی کے منفی ہو بطور فرض محال فرض کیا جاوے کہ معنی اقتحام پھلانگنا ہین پھر بھی اقتحم کا
ترجمہ یہ چاہیے تھا کہ نہ پھلانگا اوسنے یا کہہ سکتے تھے نہین پھلانگ گیا یہان تمنے یا ترجمہ یا شرط اور جزا نہین کہ
جسکے سبب ہم ماضی کے معنی مین تصرف کرکے بجای پھلانگا پھلانگ جاتا بولتے اور ترجمہ فک رقبۃ کا
غلام آزاد کرنا بھی غلط ہو صحیح ترجمہ اسکا ہو چھوڑانا گردن کا اور وہ عام ہو غلام کی آزاد کرنے سے
ایسے محبوس کے چھڑانے پر بھی اطلاق اوسکا ہوتا ہو جو بسبب دین یا اور حق عبد کے محبوس ہو اگر یہ بحث
الفاظ ہو کہ ہمکو بسطر توجہ بہت کم ہوتی ہو مگر اس مقام پر مختصر ابحث الفاظ ضروری تھی تاکہ ظاہر ہو جاوے

کہ مجتہد وہ ہوتو زلغت عربی سے کہ علم اوسکا رکن اجتہاد ہو محض ناواقف ہین اور باوجود اس ناواقفی کے دعوی اجتہاد کا اور مخالفت اجماع کا فرماتے ہین **قال** پیغمبر خدا نے کھلم کھلا فرمایا کہ ما خلق اللہ شیئا علی وجہ الارض احب الیہ من العتاق اللہ صاحب نے زمین کے پردہ پر کوئی چیز غلام آزاد کرنے سے زیادہ پیاری پیدا نہین کی **اقول** ہمکو اسمین کچھ گفتگو نہین کہ آزاد کرنا بردہ کا عمل خیر اور موجب ثواب ہی لیکن ہم اس حدیث مین جو مصنف نے نقل کی کلام کرتے ہین کہ مجتہد وہ ہر کہانے نقل کی اسکی سند دیکھنی چاہیے تھی اسباب مین وہ مدعی اجتہاد ہین اور برخلاف اجماع امت مہدیہ کے اپنی طبیعت سے مضمون غلط گھڑکر پیش کیا ہم پس ہم اونکو ایسا مطلق العنان نہین سمجھتے کہ بلا سند قوی کے ضعیف و موضوع اخبار سے وہ استدلال کرسکین بلکہ ہر دعوی پر دلیل اور ہر دلیل کی سند قوی طلب کرینگے **قال** اللہ ایکے قیدیون کے نسبت خدا نے صاف فرمادیا فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً گرفتاری کے بعد احسان کرکے یا فدیہ لیکر چھوڑدو انتہی **اقول** اس آیت کا ایک حرف بھی مصنف نہین سمجھے اور جہان تک اس آیت سے استدلال کیا تمامتر مبنی بر ناواقفی لغات عرب کی ہی سبب اسکی کہ آگے آویگی **قال** طائف کی لڑائی مین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منادی کرادی کہ جتنے غلام ہمارے پاس چلے آوین وہ سب آزاد ہین انتہی **اقول** کیا آفت ہی کہ جب استدلال کرتے ہین تو اصلا خیال خبر صحیح و غیر صحیح کا نہین نہ اسکے ضعف و قوت کا فرماوین کہ یہ مضمون کس کتاب سے نقل کیا اور وہ کتاب اونکے نزدیک معتبر ہے کہ نہین اور جس کتاب سے اونھون نے یہ مضمون نقل کیا ہی اگر ہم اوسے سند لاوین تو تسلیم کرینگے یا نہین اگر نہ کرینگے تو اپنے حق مین کیون اوسکو مستند ٹھہراتے ہین علاوہ بران اس سے کچھ مدعا اونکا نہین ثابت ہوتا کیونکہ جو کنیز و غلام کفار کے اگر مسلمان ہوکر دار اسلام مین آجاوین بلاشبہ آزاد ہوجاوینگے اور ملک کفار سے نکل جاوینگے پس دلیل مصنف مثبت مدعا مصنف نہین اور اوسکو اپنے مفید مدعا سمجھنا صرف مزید خوش فہمی مصنف کی ہی **قال** بانہیہ مسلمانون کی یہ بدبختی تھی کہ اونکے عالمون نے اپنی قدیم رسم کی غفلت مین آخر خیال نکیا انتہی **اقول** جس امت مہدیہ کے حق مین خدا تعالے فرماتا ہی کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ جسکے حق مین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین

انتم تقولون سبعین امة انتم خیرها واکرمها علی اللہ تعالیٰ اور جنکے اکابر اور علماء کے حال سے
خدا اپنی کتب مقدسہ مین خبر دیتا ہو محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم
تراہم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود ذلک
مثلہم فی التورٰة ومثلہم فی الانجیل کزرع اخرج شطئہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی
سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بہم الکفار وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت منہم مغفرة
واجرا عظیما اوس امت کریمہ اور معزز کی نسبت لفظ بدتر کا زبان پر لانا اور اوسکے سب علماء اکابر
پیر و رسوم جاہلیت کا کہنا مخالفت خدا اور پیغمبر خدا پر کمر محکم باندھنا ہو **قال** مگر ہم صرف خدا اور رسول
رسول کے حکم کی اطاعت کرینگے اور کسی مولوی ملا مجتہد فقیہ کے تقلید سے خاطی مین نہ پڑینگے لاکہ جہاں
ممکن ہو اس مسئلہ کی خوب تحقیق کرینگے **اقول** اکرم بنا فاطع اطاء الجبان اللسان سے ای آنکہ لاف
میزنی از دل کہ عاشق ست ٭ طوطی لک مازبان تو با دل موافق ست ٭ مگر جو کچھ میرے فہم مین
بلحاظ علم و فضل و تفقہ و تنوع جناب کی ہو وہ بھی عرض کرتا ہون کہ جناب سامی کو بجز تقلید کے کچھ چارہ
نہین فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون ترسم نہی بکعبہ ای اعرابے ٭ کین رہ کہ تو میروی
بہ ترکستان ست ٭ ہم بھی آپکے تحقیق کی خوبی کا امتحان لیتے ہین آپکی ہر ایک دعوی کو جانچینگے
اور آپکی تحقیق کا ہر جگہ اعلان کرینگے وباللہ التوفیق اور اسوقت اتنا اور بھی کہتے ہین کہ آپ
اکثر مقامات مین بیشک ایسے لوگونکی تقلید کرینگے کہ انکا مجتہدین مین بھی داخل نہین اور اوسوقت
ہم آپکو جھک کر سلام کرینگے مگر ہم انشاء اللہ تعالیٰ واسطے اتمام حجت کے قرآن و حدیث ہی سے
سند لاوینگے **قال** باب اول اس باب مین کہ قبل اسلام کے بھی کفار و مشرکین عرب مین غلامی کا
عام رواج تھا اور متعدد طرح سے لونڈی غلام بناتے تھے انتہی **اقول** یہان تک بالکل مسلم ہو
کہ ہم پر از رہے قواعد عقلیہ اور تقلید کے ثابت کر چکے ہین کہ کفر و شرک سے عصمت حریت
زائل ہو جاتی ہو اور ہمارے ہان وہ کمال کہ جسکے باعث وہ قابل تملک نہین ہو باقی نہین رہتا نہ
ہمارے مطلق العنان کے قابل تملک ہو جاتا ہو پھر جسطرح ہمارے غلام مغلوب ہو کر مملوک غالب کے ہو جاتے ہین

اسیطرح پر یہ آدمی صورت بہایم سیرت بروقت استیلاکے مملوک ہوجاتا ہی پس کفر و شرک علت بطلان
حرمت حریت ہی اور مغلوب اور مستولی ہوجانا سبب ملکیت ہی اور یہی اصل عقلی ہی کہ جسپر شارع نے
بنای رقیت قدیم کی ہی اون اصول سے کہین تجاوز نہین کیا گیا نہ ابتدای اسلام مین نہ اب جب
یہ امر ظاہر ہوا تو اب ہم اقوال مجتہد دہر پر توجہ کرتے ہین **قال** زمانہ جاہلیت مین کسطرح صورت سے
انسان لونڈی غلام بنائے جاتے تھے چنانچہ اوسکی تفصیل **اقول** اول وہ لوگ جو اپنے تئین آپ بیچدیتے
تھے **اقول** یہ بات ثابت نہین شاید ایسا ہوتا ہو مجتہد دہر کو کہین سے یہ بات ثابت ہوئی ہوگی بھر بھی
ہم یہ کہتے ہین کہ قول غیر ثابت کو ہم کسیطرح پر تسلیم نکرینگے اور عہد اسلام مین تو ایسے رقیت کا ہم
قطعی انکار کرتے ہین اگر مجتہد صاحب کے پاس کچھ وجہ ثبوت اسکی ہو تو پیش کرین **قال** دوم وہ صغیر
السن لڑکے لڑکیان جو اونکے باپ سے خریدلیجاتی تھین **اقول** ایسے استرقاق کو پیغمبر
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز جائز نہین رکھا بلکہ بجبر و اطاعت پانے کے حکم اونکے آزاد کرنیکا نافذ
فرمایا چنانچہ ابوداؤد نے جو حدیث اس باب مین نقل کی اوس سے ہمارے بیان کا ثبوت ظاہر ہو
عن سلامة بنت معقل امرأة من خارجة قيس عيلان قالت قدم بي عمي في الجاهلية فباعني
من الحباب بن عمرو اخي ابي اليسر بن عمرو فولدت له عبد الرحمن بن الحباب ثم هلك فقالت
امرأته الان والله تباعين في ديته فاتيت رسول الله صلعم فقلت يا رسول الله اني امرأة من
خارجة قيس عيلان قدم بي عمي المدينة في الجاهلية فباعني من الحباب بن عمرو اخي ابي اليسر بن عمرو
فولدت له عبد الرحمن بن الحباب فقالت امرأته الان والله تباعين في ديته فقال رسول الله
صلعم من مولى الحباب فقيل اخوه ابو اليسر بن عمرو فبعث اليه فقال اعتقوها فاذا سعد قد قدم
قدم علي فاتوني بعوضكم منها قالت فاعتقوني وقدم على رسول الله صلعم رقيق فقوضهم
مني غلاما غلاما سلامة بنت معقل سے جو ایک عورت تھی قبیلہ خارجہ قیس غیلان سے روایت ہی کہ کہا اونے
کہ میرے چچا مجکو زمانہ جاہلیت مین لایا اور بیچ ڈالا اوسنے محمد حباب بن عمرو بھائی ابو الیسر بن عمرو کے
ہاتھ پس جنے مین اوس سے عبد الرحمن بن حباب کو پھر حباب مرگیا پس کہا حباب کی عورت نے کہ

اب تو خدا کی قسم ہے کہ بھی جاوینگی حباب کے قرضہ مین پس آئی مین پیغمبر خدا کے پاس پس کہا مینے اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ایک عورت ہون قبیلہ خارجہ بقیس عیلان مین سے میرا بھائی زمانہ جاہلیت مین مجکو لایا پس بھیجا اوسنے مجکو حباب بن عمر وبھائی ابو الہیسر کے ہاتھ پس جانا مینے اوس سے عبد الرحمن بن حباب کو پھر مر گیا حباب تو کہا حباب کی عورت نے کہ تو خدا کی قسم ہے کہ نہ بھی جاوینگی حباب کے دین مین پس فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون ہے حباب کا ولی یہ کہا گیا کہ اوسکا ولی بھائی اوسکا ابو الہیسر بن عمرو پھر بلا بھیجا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس فرمایا کہ آزاد کردو اس عورت کو پھر جسوقت کہ تم سنو یہ بات کہ کوئی فریق میرے پاس آیا تو آنیوالے تم مین تکہ اوسکے عوض مین اوسکو دیدونگا کہا سلامہ نے پھر آزاد کر دیا اونھون نے مجکو اور آیا ایک فریق پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تو میرے بدلے مین اونکو دیدیا ایک غلام یہان سے یہ امر خوب عیان ہوا کہ جو استرقاق بطور اجائز زمان جاہلیت مین ہوا تھا اوسکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز جائز نہین رکھا بلکہ بجبر و دیانت ہونے اوس حال کے حکم اوسکے آزاد کیا نافذ فرمایا **اقوال** سوم وہ صغیر السن لڑکے یا لڑکیان جنکی ملکیت سے بھاگکر یا چرا کر لے آتے تھے **اقول** یہ بھی جھوٹی بات ہے عرب مین اگرچہ یہ فعل کفر و کفر کا عیب بہت بڑا تھا مگر اکثر افعال رذیلہ مثل سرقہ اور دغابازی وغیرہ کو بلحاظ اپنی شرافت اور علو ہمت کے بہت برا اور سخت معیوب سمجھتے تھے اور اسلام نے کبھی ایسا استرقاق جائز نہین رکھا **اقوال** چہارم وہ جنکو بزبردستی ڈاکہ زنی یا رہزنی کے طور پر پکڑ لاتے تھے **اقول** یہ بھی جھوٹ اور ایسا استرقاق بھی کبھی اسلام مین جائز نہین ہوا **اقوال** پنجم جنکو پیشتر کے ملکہ کا وہ آدمی جو لڑائی کے زمانہ مین بلا امان خفیہ چلا آتا تھا اور گرفتار ہو جاتا تھا **اقول** اسکا حکم اور حکم اسیری حرب کا وامدہ کیونکہ انہین بھی سبب قوت اور سبب بکلیت پائے گیے پس اس قسم کا استرقاق اسلام مین بھی بسبب تطابق ضابطہ مذکورہ کے جائز ہے **اقوال** ششم وہ مرد و عورت و بچے جو لڑائی مین قید ہوتے تھے ایسی عورتون کے ساتھ مشرکین عرب بجبر اونکو گرفتار کرنیکے مباشرت کو جائز اور درست سمجھتے تھے **اقول** چونکہ یہ استرقاق مطابق ضابطہ عقلیہ و فضلیہ کے تھا لہذا اسلام نے بھی اسکو جائز رکھا اور شاید

کہ یہ بات زمانہ جاہلیت میں مروج ہو کہ بجبر و گرفتار کرنے کے مباشرت جائز رکھتے ہوں گو کہ مجتہد ہمارے
اوپر کوئی الیل ایش نہیں کی اگر اسلام نے قبل از استبرا مباشرت جائز نہیں رکھی چنانچہ یہ بات روایات مفصلہ ذیل
سے بجز حسن ابی داؤد میں ہیں ثابت ہے عن ابی سعید الخدری ورفعہ انہ قال فی سبایا اوطاس لا توطأ حامل
حتی تضع ولا غیر ذات حمل حتی تحیض حیضۃ ابو سعید رضی سے روایت ہے اور پہونچا دیا اور پہونچا دیا اوس
روایت کو یعنی پیغمبر صلعم تک پہونچا دیا کہ تحقیق پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سبایا اوطاس کے
حق میں کہ مباشرت کیجاوے حاملہ جب تک کہ وضع حمل نکرے اور نہ غیر حاملہ جبتک ایک حیض سے فارغ ہوئے
عن جنش الصنعانی عن رویفع بن ثابت الانصاری قال قام فینا خطیبا قال اما انی لا اقول لکم الا ما سمعت
رسول اللہ صلعم یقول یوم حنین قال لا یحل لامرء یومن باللہ والیوم الاخر ان یسقی ماءہ زرع غیرہ
ایتان الحبالی ولا یحل لامرء یومن باللہ والیوم الاخر ان یقع علی امرءۃ من السبی حتی یستبرئہا ولا یحل
لامرء یومن باللہ والیوم الاخر ان یبیع مغنما حتی یقسم سو رویفع بن ثابت انصاری سے جنش صنعانی روایت کرتے ہیں
کہ کھڑے ہوئے ہم میں رویفع بن ثابت خطبہ پڑھتے تھے کہا اونھوں نے کہ آگاہ رہو کہ میں نہیں کہتا ہوں
تمسے مگر جو میں نے سنا ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے وہ روز حنین کہا اونھوں نے
کہ نہیں حلال ہے واسطے کسی آدمی کے جو خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے یہ بات کہ دیوے اپنا پانی
غیر کی کھیتی کو مراد اسے لیتے تھے مباشرت حاملہ عورتوں کی اور نہیں حلال ہے واسطے کسی آدمی کے
جو خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو کہ مباشرت کرے کسی عورت کے ساتھ سبایا میں سے جبتک استبرا نہ کرے
اور نہیں حلال ہے واسطے کسی آدمی کے جو یقین رکھتا ہو خدا اور قیامت کے دن کا کہ بیچے وہ کوئی چیز
غنیمت کی جبتک کہ وہ تقسیم نہ ہو جاوے اس بیان سے ثابت ہوا کہ بدو اسلام سے بجملہ طرق استرقاق بمذہب
مجتہد ہمارے کی خواہ وہ عرب میں جاری ہوں یا نہوں کوئی طریقہ بجز طریقہ استیلا کی جائز نہیں ہے اور
باقی طرق اگرچہ اکثر اوقات عرب میں جاری ہی نہیں تھے مگر بالفرض اگر جاری بھی ہوں تب بھی اسلام
میں کبھی اونکا جواز نہیں ہوا ہے اگر کبھی اونمیں سے کسی طریقہ پر پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ہوئی
تو فوراً اوسکا انسداد عمل میں آیا **قال** فرزدق شاعر زمانہ جاہلیت کا اسطرح پر فخریہ بیان کرتا ہے

اقول تاریخ دانی بھی جناب مولا کی خوب محقق ہوئی گو یاقول مصدق مصرعہ مشہورہ کو آپہی مین عرصہ خوش گفت سعدی در زلیخا جناب فرزدق وہ جسکا نام ہمام ہے وہ ہی کہ جسنے مدح مین ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل مخزومی ماموں ہشام بن عبدالملک بن مروان کے لکھا ہے وما مثلہ فی الناس الا ملکا ابو امہ حی ابو قبیلہ بخیرہ ہو مناقب مین المہام علی بن حسین علیہما السلام کے لکھتا ہے ھذا الذی یعرف البطحاء وطاۃ والبیت یعرفہ والحل والحرم یہ قصہ ۹۵ ہجری مین ہوا ہے اور اوسکا انتقال ہوا ہے ۱۲۰ اوسکو کوئی شاعر زمانہ جاہلیت ٹھہراتے ہین اسکی تو پیدایش بھی زمانہ جاہلیت مین نہین ہوئی ذالک مبلغکم من العلم دیکھو تاریخ ابن خلکان اور سکری اور ابن قتیبہ کے حالات ٹھہرا مین **قال** اسلام کے شروع ہوتے ہی زمانہ جاہلیت کی تمام رسمین موقوف نہین ہوگئی تھین بلکہ زمانہ اسلام مین بھی زمانہ جاہلیت کی بہت سی رسمون پر جبتک کہ کوئی حکم نہین آیا عمل رہا اور ہے **اقول** جو رسمین کہ قبیح اور فحش اور سنکر خلاف فطرت اور آئین قدرت کی تھین بد اسلام ہی سے موقوف ہوگئین اور ہر گز اسلام مین ایکدن کو بھی جایز نہین ہوئین بعض امور البتہ ایسے تھے کہ گو کہ خلاف آئین قدرت اور فطرتی گناہ اور قبیح لذاتہ اور فحش و سنگ تھے مگر شارع کو آیندہ کسی زمانہ مین چھوڑا دینا منظور تھا اوس سے عادۃً تم جاری رہے اور پھر چھوڑا دیئے گئے اور جب حکم تحریم چھوٹچکا تو ایسا واضح اور واضح بیان ہوا کہ کسیطرح اوسمین کسی کو شک و شبہہ نہ رہا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو اپنے اصحاب کو خوب سمجھا دیا اور اصحاب نے اوسکو خوب سمجھکر اوسپر خوب عمل کیا اور اور کو سمجھا کر پوری پوری تعمیل کرالی یہانتک کہ اوس بنا پر جن جن امور کا تبنی ہونا آیندہ کے لیے متصور تھا اونسے بھی مخالفت شدید کی گئی **قال** مثلاً سنہ کی رسم **اقول** یہ مسئلہ علماے اسلامیہ مین یعنی باہم علماے اثنا عشریہ اور اہل سنت مین مختلف فیہ اور منصوص بر رسم جاہلیت نہین پس اسکو اس مقام پر لانا سراسر بیمحل ہے **قال** شراب خواری **اقول** شراب پینا محض مبنی بر رسم جاہلیت نہ تھا بلکہ بعض خیرات سابقہ مین بھی کچھ مخالفت اوسکی تھی اور جب وہ ممنوع ہوا تو اوسکی مخالفت کا دیکھو کیسا صاف حکم آیا یہ امر انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ اور دیکھو اوسکی تعمیل کس شدت و اہتمام سے کرائی گئی کہ اوسکے پینے والے

حکم اجرائی حد کا نافذ ہوا جسقدر شراب بوقت نزول آیت تحریم کے موجود تھا اوسکی نسبت تاکید حکم ہوا
کہ ہرگز ہرگز کسی کام میں نہ لائی جاوے نہ بیچی جاوے نہ کھلائی جاوے نہ بچھائی جاوے وعن ابی سعید الخدری قال کان عندنا
خمر لیتیم فلما نزلت المائدۃ قالت رسول اللہ صلعم عندہ وقلت انہ لیتیم فقال اھریقوہ رواہ الترمذی
تھے ہمارے پاس شراب ایک یتیم کی سو جب سورہ مائدہ اوتری تو پوچھا میں نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور میں نے کہا کہ وہ شراب ایک یتیم کی ہے فرمایا کہ بہا دو اوسکو وعن انس ان النبی صلعم سئل عن الخمر تتخذ
خلا فقال لا رواہ مسلم سوال کیا گیا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شراب کا کہ اوسکا سرکہ بنایا جاوے
فرمایا کہ نہیں وعن وابل الحضرمی ان طارق بن سوید سال النبی صلعم عن الخمر فنھاہ فقال انما
اصنعھا للدواء فقال انہ لیس بدواء ولکنہ داء رواہ مسلم طارق بن سوید نے شراب بنانی کا سوال کیا
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پس منع فرمایا اوسنے پھر کہا اوسنے کہ میں دوا کے لیے بناتا ہوں فرمایا کہ وہ
دوا نہیں بلکہ دکھ ہے وعن ابن عباس نھاھم عن اربع عن الحنتم والدباء والنقیر والمزفت متفق علیہ
فرمائی لوگوں کو چار برتنوں سے حنتم اور دباء اور نقیر اور مزفت سے (وجہ اسکی یہ ہے کہ انمیں بیشتر شراب
رکھی جاتی تھی اور مخصوص شراب کے لیے تھے) وعن انس عن ابی طلحۃ انہ قال یا نبی اللہ انی اشتریت خمرا
لایتام فی حجری قال اھرق الخمر واکسر الدنان رواہ الترمذی ابو طلحہ نے کہا کہ اے پیغمبر خدا میں نے
کچھ شراب یتیموں کے لیے خریدی تھی فرمایا کہ بہا دے شراب کو اور توڑ ڈال مٹکوں کو وعن جابر عن عبد اللہ انہ سمع
رسول اللہ صلعم یقول عام الفتح وھو بمکۃ ان اللہ ورسولہ حرم بیع الخمر رواہ البخاری فی
کتاب المغازی فی صحیحہ جابر بن عبد اللہ نے سنا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے برس فتح مکہ کے کہ فرماتے تھے
کہ خدا اور خدا کے رسول نے حرام کیا بیچنا شراب کا یہاں تک کہ غیر ملت والے جو شراب پیتے تھے اوسکے
برتنوں کے استعمال کی بھی بغیر ضرورت شدیدہ ممانعت فرمائی اور بصورت ضرورت شدیدہ کے بھی بغیر
دھوئے اور پاک کیے اونکا استعمال جائز نہ رکھا وعن ابی ثعلبۃ الخشنی قال قال النبی صلعم امّا
ما ذکرت انکم بارض اھل الکتاب فلا تاکلوا فی انیتھم الا ان لا تجدوا بدا فان لم تجدوا بدا فاغسلوھا وکلوا رواہ البخاری فی کتاب الصید ابو ثعلبہ نے کہا کہ تم نے جو پوچھا کہ تم زمین اہل کتاب میں رہتے ہو تم کھانا

اونکے بر تنون مین مگر یہ کہ کچھ چارہ پناو پس اگر کچھ چارہ پناو تو دھو ڈالو اونکو اور اونمین کھاو
قال احرام کی حالت مین گھرونکے دروازون سے گھرون مین نہ آنا **اقول** اگرچہ یہ امر مستحب لذاتہ نہین
مگر پھر بھی اصلا ثابت نہین کہ اہل اسلام مین رواج اسکا ہوا ہو پھر دیکھو کیسی تاکید سے اور کیسی تصریح سے
اوسکی ممانعت فرمائی لَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُيُوْتَ
مِنْ اَبْوَابِهَا اول تو جس فعل کو وہ اچھا سمجھتے تھے اوسکی نسبت فرمایا کہ یہ فعل بھلائی کی قسم سے نہین
بعد ازان حکم فرمایا کہ گھرون مین دروازون سے آو یعنی اوس فعل کو کہ اچھا نہین ہو ترک کرکے یہ راہ اختیار کرو
قال برہنہ ہوکر طواف نماز کہنہ کرنا **اقول** اسکو بھی کبھی خدا اور خدا کے رسول نے جائز نہین رکھا
مشرکین مین یہ رسم تھی مگر کسی مسلمان نے نہ قبل از ہجرت بعد از ہجرت ایسا کیا اوکس تاکید اور کس علانیہ سے
اسکی ممانعت فرمائی گئی عن ابی ہریرۃ قال بعثنی ابوبکر فی الحجۃ التی امرہ النبی صلعم علیہا قبل
حجۃ الوداع یوم النحر فی رھط امرہ ان یوذن فی الناس الا لایحج بعد العام مشرک ولا یطوف
بالبیت عریان متفق علیہ ابوہریرہ کہتے ہین کہ بھیجا مجکو ابوبکر نے برز نحر اوس حج مین کہ جسمین اونکو
امیر کرکے بھیجا تھا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع سے پہلے ساتھ ایک گروہ کے کہ آگاہ کرے
سب آدمیون کو کہ اس برس کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آوے اور نہ طواف کرے بیت اللہ کا کوئی ننگا
عن ابی ہریرۃ قال بعثنی ابوبکر فی تلک الحجۃ فی مؤذنین بعثہم یوم النحر یوذنون بمنی
ان لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان قال حمید بن عبد الرحمن ثم ارداف
رسول اللہ صلعم علی بن ابیطالب فامرہ ان یوذن ببراءۃ قال ابوہریرۃ فاذن معنا علی
یوم النحر فی اھل منی ببراءۃ وان لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان رواہ
البخاری فی کتاب التفسیر ابوہریرہ رضہ سے ہے کہ اوس سال مجکو ہمراہ کیا آگاہ اور اطلاع کرنیوالا کرکے
ابوبکر نے برز نحر بھیجا کہ آگاہ کردین لوگون کو منا مین کہ اس سال کے بعد حج کو نہ آوے کوئی مشرک
اور نہ طواف کرے بیت کا کوئی ننگا کہا حمید نے پھر پیچھے اونکے بھیجا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی
کو کہ آگاہ کردین آیات سورۂ برات سے کہا ابوہریرہ نے پس اطلاع دیدی علی نے ہمکو منی مین نحر کے دن کی

لوگون کو سورہ برأۃ کے مضمون کی اور اسکی کہ نہ حج کرے اس سال کے بعد کوئی مشرک اور نہ طواف کرے
بیت اللہ کا کوئی ننگا غور کیجیے کہ کسقدر تاکید و تشدد اور اعلان کے ساتھ یہ حکم جاری فرمایا گیا **قال**
دو بہنون سے ایک ساتھ شادی کرنا **اقول** یہ امر صرف نبی پر رسم جاہلیت تھا بلکہ بعض شرایع قدیمہ مین
بھی جائز تھا اور جب ہماری شریعت مین حرام کیا گیا تو دیکھو کیسی صراحت سے حکم ممانعت نافذ ہوا قال اَنْ
تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اور پھر جہان کہین ایسی صورت جمع بین الاختین کی دیکھی گئی تو اوسیوقت حکم جدا
کر دینے ایک کا صادر ہوا عن الضحاک بن فیروز الدیلمی عن ابیہ قال قلت یا رسول اللہ انی اسلمت
وتحتی اختان قال اختر ایتہما شئت رواہ الترمذی وابو داود وابن ماجۃ فیروز دیلمی کہتے ہین
کہ مین نے کہا یا رسول اللہ مین اسلام لایا اور میرے نکاح مین دو عورتین بہنین ہین فرمایا کہ ایک کو اونمین سے
اختیار کرلے دیکھیے کیسا حکم صریح نافذ ہوا اور ابتدا ر و بقا ر ہر گز اوسکو روا نہ رکھا گیا **قال** باپ کی جورو کو
اپنی جورو بنالینا **اقول** دیکھو کیسی صاف ممانعت وارد ہوی وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ اور پھر تاکید
شدید دیکھیے عن البراء بن عازب قال مَرَّ بی خالی ابو بردۃ بن دینار ومعہ لواء فقلت این تذہب
قال بعثنی النبی صلعم الی رجل تزوج امرأۃ ابیہ آتیہ براسہ رواہ الترمذی وابو داود عن البراء بن
عازب کہتے ہین کہ گذرے میری طرف کو ماموں میرے اور اونکے پاس ایک نشان تھا مینے کہا کہ کہان
جاتے ہو کہا کہ مجکو بھیجا ہی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی پر کہ اوسنے اپنے باپ کی جورو کو نکاح
مین کرلیا کہ لاؤن اوسکا سر علاوہ بران یہ دستور کبھی اشراف عرب مین جاہلیت مین بھی تھا چنانچہ
بیان اسکا آگے آویگا **قال** منتبنی کی جورو کو بعد طلاق کے بھی محرمات مین سے جاننا **اقول** اسباب مین
کیسی صراحت سے حکم نافذ ہوا اوّل مَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ دوسرا فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا
وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ
وَطَرًا **قال** یہ تمام رسمین جاہلیت کی ایسی تھین کہ زمانہ اسلام مین بھی جنبک امتناع نہین آیا اونپر عمل ہوتا رہا
اقول یہ بھی غلط ہی کسی صحابی نے برہنہ ہوکر طواف نہین کیا کسی نے باپ کی زوجہ سے نکاح نہین کیا ہان
ایک شخص نے جسکا تذکرہ روایت براء بن عازب مین ہی ایسا کیا تھا کہ اوسکے تدارک کا حکم اوسیوقت جاری ہوا

اور تحقیق نہیں کہ ایا وہ کوئی شخص تھا ایا وہ کوئی مسلمانوں میں سے تھا ایا کوئی منافق تھا ایا کوئی دیہاتی کا
رہنے والا تھا **قال** اسطرح غلامی کی رسم پر بھی جب تک آیت حریت نازل نہیں ہوئی کچھ تھوڑا سا عمل درآمد
ہوا **اقول** یہ سب ناواقفی مصنف کی ہے جواز غلامی کا منجملہ رسوم جاہلیت کے نہیں تھا خود مصنف
معترف ہیں کہ سولی عرم نے اوسکو جائز رکھا عیسی عرم نے اوسکی نسبت کچھ نہیں کہا اور ہم اوپر ثابت
کر چکے ہیں کہ حضرت ابراہیم عرم کے زمانہ سے بلکہ شروع دنیا سے اب تک غلامی کا جواز بلا خلاف چلا آیا ہے
اور جب انبیا عرم اوسکو جائز رکھتے چلے آئے ہیں اور کتب سماویہ سے اوسکا جواز ثابت ہے تو اوسکو منجملہ
رسوم جاہلیت کے سمجھنا غلطی ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ غلامی کی رسم پر کچھ تھوڑا سا عمل درآمد ہوا صاف
مغالطہ ہے تھوڑا سا عمل درآمد کیا معنی جس شدت سے عمل درآمد غلامی پر تھا ایسا کسی چیز پر عمل درآمد نہ تھا
اور کبھی خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحاب کبار نے اوسکے عدم جواز کا حکم نہیں دیا
قرآن مجید میں اوسکی ممانعت میں کوئی آیت نازل نہیں ہوئی اور جس آیت کا نام مصنف نے آیت
حریت رکھا ہے کبھی خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور اونکے اصحاب رضوان اللہ علیہم نے اوسکو
بلفظ آیت حریت تعبیر نہیں کیا نہ بعد اوسکے نزول کے غلام و کنیز کو آزاد کر دیے گئے بلکہ جو حال کہ
قبل از نزول آیت مذکورہ کے تھا بدستور رہا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی وہی رہا اور قرون ثلثہ
میں جو خیر القرون بموجب فرمان خیر البشر ہیں کسینے امتناع غلامی کا اوس آیت سے نہیں سمجھا مجتہدین
امت اور ائمہ اطہار اہل بیت نے کبھی ایسا گمان نہیں کیا باوجودیکہ فہم لغات عربیہ اور استنباط
احکامات شرعیہ میں تا ستر دست گاہ رکھتے تھے اور امتثال احکام قرآن اور سنت پیغمبر صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر بندے سے زیادہ سرگرم اور صاحب تقوی وورع تھے پس بجز دکھدنے ایک ایسے شخص کے کہ زبان
عرب سے واقف ہو نہ طرق استنباط احکام شرعیہ سے آگاہ ہو نہ صاحب تقوی وورع اور نہ پابند سنت ہو
اوسکو بالفاظ آیت حریت تعبیر کرنا بلاے الحاد میں مبتلا ہونا ہے غور کرنا چاہیے کہ ہر گاہ بموجب اعتقاد
مصنف کے غلامی قبیح لذاتہ ہے اور اشراک باللہ اور نطرتی گناہ اور مخالف قانون قدرت کے ہے پس ایسے گناہ عظیم کے
چھوڑ دینے میں اتنی تاکید اور تہدید اور تصریح بھی نہو جسقدر کہ برہنہ طواف کرنے اور دیوار میں

کو دکر گھیر مین جانے کی باب مین ہوئین اور ایسے گناہ عظیم کے ترک کرنیمین ایسا حکم مجمل صادر ہوا کہ خود باعتراف مصنف مرقوم صفحہ ۱۱۷ کے اوسکو آجتک باوجود انقضاے قریب تیرہ سو برس کے کسینے نسمجھا اور ایسا گناہ فطرتی مخالف آئین قدرت قبیح لذاتہ سنہ ہجری سے صرف حدوثاً ممنوع ہوا اور بقاءً علی حالہ جائز رکھا جاوے ایسی اکبر الکبائر کی اسقدر بھی تغلیظ تحریم نہو جیسے کہ شراب خواری اور نکاح محرمات کے ہوے کہ حدوثاً اور بقاءً ہر طرح چھوڑا دیے گیے اور حدوثاً اونکے ارتکاب پر حدود کے جاری ہونیکا حکم نافذ ہوا اور بقاءً شراب پھینکوا دی گئی ظروف اوسکے توڑوا دیے گیے جمع بین الاختین جہان دیکھا تفریق کرا دی گئی یہ عجب گناہ فطرتی مخالف آئین قدرت ہی کہ بقاءً تو اوسکو حسب اعتراف مصنف بھی جائز رکھا گیا اور حدوثاً نہ اوسپر کوئی حد مقرر ہوئی اور نہ تعزیر کا حکم دیا گیا نہ اوسکی ممانعت مین ایسا صاف وصریح حکم دیا گیا کہ اوسکو قرون ثلثہ اور اوسکے مابعد نے سمجھا ہو بلکہ حکم بھی ایسا مجمل دیا کہ بقول مصنف اوسکو نہ کسی صحابی نے سمجھا نہ ائمہ اہلبیت نے نہ کسی عالم ومجتہد نے یہانتک کہ وہ گناہ برابر تمام امت محمدیہ مین سب قرون مین شایع اور ذایع رہا پس سمجھنا چاہیے کہ یہ سب مغالطات مصنف کے ہین اگر واقع مین یہ امر گناہ فطرتی ہوتا اور شارع کو ازل سے ناپسند ہوتا تو توریت مین اوسکے جواز کا کیون حکم بھیجتا عہد ابراہیم عرم سے تا عہد محمد عرم از روی حکم تشریعی کے اوسپر عمل رہا مگر بسطر چرہ تا اگر شارع کو اوسکی ممانعت مقصود ہوتی تو بسطر چرہ اور ممنوعات کے تحریم کے احکام صاف وصریح عام فہم بھیجے اسکا بھی ایسا ہی حکم صریح بھیجتا بسطر چرہ اور ممنوعات کے چھوڑانیمین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحاب رضوان اللہ علیہم نے کوشش وتاکید وتشدد فرمایا انمین بھی اون سب سے زیادہ فرماتے کیونکہ یہ گناہ حسب اعتقاد مصنف بے بڑھکر ہی ہرگاہ کہ ایسا نہوا پس صاف ظاہر ہوا کہ یہ سب خیالات باطلہ مصنف کے محض تقلید بعض توہم پرستونکے ہین اب ہم مجتہد دہر کی اس تقریر پر ایک الزام اونپر وارد کرتے ہین یعنی ہرگاہ کہ مجتہد کے نزدیک چھون طریق مذکورہ پر غلامی عرب مین شایع تھی اور اوایل اسلام سے سنہ ہجری تک وہ چھون طریق اسلام مین بھی رائج رہی اور جس آیت کو مجتہد بلفظ آیت حریت تعبیر کرتے ہین ظاہر ہی کہ مستفاد اوسکا تفسیر مجتہد پر اسیقدر ہی کہ جو لوگ لڑائی مین بعد اثخان کے پکڑے جاوین اونکا

استرقاق ممنوع ہے پس اس آیت کو بموجب تفسیر مجتہد کے بھی صرف تعلق خاص قسم ششم سے ہے اور باقی پانچ قسموں سے کہ بقول مجتہد وہ پانچوں بھی ۱۳۰۰ ہجری تک اسلام میں جاری تھیں بموجب تفسیر مجتہد کے بھی تعلق نہیں پس اون پانچ قسموں کی غلامی کس نص کی رو سے ناجائز اور ممنوع ہوئی جو چیز کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو وبلا انکار جائز و رایج تھے خواہ کسیطرح پر ہوا وسکی تحریم کیواسطے بلاشبہہ و شک کوئی نص شرعی ہر زمانہ درکار ہے مجتہد اوس نص شرعی کا نشان دین ورنہ سب اجتہاد و کد و جہد اونکی مخصص کہی ہوئی جاتی ہے **قال** مگر اوسکے بعد ہرگز نہیں ہوا **اقول** یہ بھی محض غلط ہے اور بیان اسکا بحسب یعنی آیت میں مفصل عنقریب آویگا **قال** اسمیں کچھہ شک نہیں کہ قبل نزول آیت حریت کے جو غلام موجود تھے اونکو اسلام نے دفعۃً آزاد نہیں کیا اور نہ اونکے اون تعلقات کو توڑا جو بموجب رسم جاہلیت اونمیں تھے بلکہ آیندہ کے غلامی کو معدوم کیا اور موجود غلاموں کے لیے بہت سی تدبیریں اونکے رفتہ رفتہ آزاد ہوجانے کی مقرر کیں **اقول** مگر اسکا جواب کیا ہے کہ خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو جائز رکھا ماریہ قبطیہ تا زمان وفات پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکی حرم رہیں تقسیم سبایا میں بھی امر برابر بموجب حکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاری رہا اور نزول آیۂ کریمہ سے بیشتر تو خود باعتراف مصنف بھی کہ عنقریب ذکر اوسکا آوے گا معدوم کردینے غلامی آیندہ کا حکم نہیں دیا بیع و شرا غلاموں کی بدستور جاری ہی اگر اسیکا نام معدوم کرنا ہے اور اسیکو تدابیر اعدام مصنف کے نزدیک کہتے ہیں تو مصنف کو فہم کی خوبی ہے **قال** جو لوگ اصول انتظام مدن سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ کسی ملک کی اور خصوصاً عرب کی سی ملک کی جسمیں لونڈیاں اور غلاموں کے تعلقات اونکے آقاؤں سے ایک عجیب ہی قسم کی اور نہایت پیچ در پیچ تھے تمام لونڈیاں اور غلاموں کا دفعۃً آزاد کردینا کیسا مشکل اور کسقدر مختلف قسم کی خرابیوں اور فتنوں بلکہ انواع اقسام کے گناہوں کا موجب ہوتا اسلیے دفعۃً اونکا آزاد کرنا غیر ممکن عادی تھا **اقول** سراپا دھوکا اور اغلوطات مزخرفات کی تقریر ہے ایک جملہ بھی سچ نہیں واقفان اصول انتظام مدن اور اہل تاریخ خوب جانتے ہیں کہ تعلقات اہل عرب کے غلاموں کیساتھ اور بلاد کے آقاؤں کی نسبت کچھہ زائد نہ تھی چنانچہ خود تقریر مصنف مرقومہ صفحہ ۱۱۸ سے جو بحوالہ توریت لکھی ہے صاف ظاہر ہے تعلقات خوب موالی

وجواری سے کچھ زیادہ تعلق نہیں اور تعلق ازواج اور تعلق معاملات ربا وغیرہ سے تھے کہ ہر ایک شخص کفار سے اور ترک نہ کرنے مذہب جاہلیت کے ایسا سرگرم اور آمادۂ جنگ و فساد تھا کہ قتل و اسیری بربادی مال و متاع اور جلای وطنی تو قبول کرتا تھا مگر چھوڑ دینا مذہب کا کسی طرح پر گوارا نکرتا تھا دیکھیے اوسکو ترک ہی کرا دیا گیا تو کہ ناصور تون ابراہیم اور اسمٰعیل عرم کا جو خانہ کعبہ مین رکھی تھین اور دیگر تماثیل کا عرب پر کیا علانی کی نسبت کم گران گزرا تھا کہ اونکو دفعتًا چکنا چور کر دیا گیا شراب خواری کو یہان تک دست رکھتے تھے کہ ناپہ اوسکے برابر اور کوئی چیز مرغوب نہوگی چنانچہ طرفہ بن عمر البکری شاعر زمانہ جاہلیت کہتا ہی شعر

فاولا ثلث هن من لذة الفتی ✤ وجدك لم احفل متی قام عودی ✤ فمنهن سبقی العاذلات بشربة

کمیت متی ما تقل بالماء تزبد ✤ اوسکو دفعۃً بند کر دیا گیا سود لینے کا رواج کیا کچھ کم تھا کہ اوسکو یک لخت قلع قمع کر دیا گیا تعلق ازدواج کا کیا بہ نسبت تعلق غلامی کے کچھ کم ہی کہ بعد نزول آیۂ تحدید چار کی جس کسیکے نکاح مین چار سے زیادہ عورتین تھین تفریق کرا دی گئی عن ابن عمر ان غیلان بن سلمة الثقفی اسلم وله عشرة نسوة فی الجاهلیة فاسلمن معه فقال النبی صلعم امسك اربعًا وفارق سائرهن رواه احمد والترمذی وابن ماجة غیلان بن سلمہ اسلام لائے اور اونکی دس جورو تھین جاہلیت مین وہ بھی سب اسلام لائین اوسکے ساتھ پس فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رہنے دے چار کو اور اونکو چھوڑ دے جہان کہین دو بہنین ایک شخص کی نکاح مین تھین ایک کو چھوڑوا دیا گیا جب ایسے امور و شوار چھوڑوا دیئے گئے اور ایسے ایسے تعلقات محکم قطع کرا دئے گئے تو بمقابلہ اونکی علاقۂ غلامی کے کیا حقیقت تھی کہ باوجود مخالفت آئین قدرت و قبح ذاتی کے باقی رکھنا اوسکا شارع کو گوارا ہوتا اور واقفان علم تاریخ پر مخفی نہین کہ اوس زمانے مین بہت کم ایسے آدمی تھے کہ جنکے ملک مین غلام اور کنیزین نہوین اور اوس جماعت قلیل کی مرضی کے موافق اگر کوئی حکم عام نہوتا تو اوس سے کسی طرح کا مفسدہ کسی خرابی اور دقت اور پیدا ہوتی کی قسم کے گناہ کا ہرگز نتھا دیکھو اس سے زیادہ زیادہ امور جو عموماً عرب کے خواہشون کے موافق تھے بے دھڑک ترک کرا دیگئے اونسی کیا خرابی اور دقت اور کونسا گناہ ظہور مین آیا جو اوس امر حقیر کے چھوڑ دینے سے ظہور مین آتا علاوہ اسکے اپنی ذات مقدس اور بعض اصحاب کبار کی نسبت جو نہایت ہی مطیع تھے کیا گناہ کا مفسدہ تھا کہ ماریہ قبطیہ کو آزاد کیا

اور ایسے ایسے اصحاب مبلغ کو آزادی غلامان سوجودہ کا حکم نفرمانا بھلا اگر عوام کی نسبت کسی نافرمانی کا خیال تھا تو اپنی ذات اور اصحاب کبار کی نسبت تو کسی قسم کا مظنہ نافرمانی کا اصلا تھا علاوہ بران ایسے ہی وقایع ہم آیندہ ثابت کرینگے کہ مالکان رقاب نے اپنی مملوکون کو آزاد کیا مگر پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد کرنا اونکا جاؤنر رکھا اور پھر اونکو رقیق بنا دیا مجتہد صاحب فرماوین کہ ایسی حالت مین کس گناہ اور فساد کا مظنہ تھا کہ آزادی رقیقون کی جائز نہ رکھی گئی اور بدستور سابق اونکو رقیق ہی رہنے دیا اور واقفان اصول انتظام مدینہ پر مخفی نہین کہ اصول انتظامیہ مدینہ کا ایک کلیہ ہی کہ اگر دو امر متضاد واجب الدفع ایسے درپیش ہون کہ ایک دوسرے سے خفیف اور دوسرا بہت بھاری ہو اور ایک کی رفع سے دوسرے کا ظہور لازم آوے تو ہر عاقلہ بلا تامل توجہ تام بطرف رفع امر گران کے بلالحاظ ظہور امر خفیف کی کیجاویگی اور چونکہ غلامی حسب تقریر مصنف کے قدرتی گناہ ہی اور کوئی چیز قدرتی گناہ سے زیادہ خوفناک نہین اور جڑ تمام بدیون اور فسادون اور موجب تخریب اخلاق مالکون اور مورث فسادات گوناگون کے ہی پس اگر دروازہ شارع کو قلع قمع اوسکا منظور تھا تو ایسے بڑے فساد عظیم اور گناہ عظیم کے مقابلہ مین خیال خفیف گناہون کا کہ سرآیندہ مطابق تقریر مصنف کے کسی طرح سے اوس سے زیادہ نہین ہوسکتی کیون کیا گیا کیا اصول انتظام مدینہ پر شارع صلے اللہ علیہ وسلم کو مصنف کے برابر بھی آگہی نتھی مگر اصل یہ ہی کہ مانند اور علوم کے علم سیاست مدینہ پر بھی جناب مجتہد کو اطلاع نہین

قال بارہ سو برس بعد اس واقعہ کے بڑے بڑے مدبرون نے جو غلامی کے معدوم ہونے مین بحوشنین کین وہ بھی اس سے زیادہ کچھ نہ کرسکے کہ آیندہ کی غلامی کو مندکیا اور موجودہ غلامون کی فرزند فرزند آزاد ہونیکی تدبیر کی

اقول جناب آپ تو صفحہ ۸ تہذیب الاخلاق مطبوعہ ۲ جادی الاول ۱۲۸۷ ہجری کے سطر پنجم مین بہت فرحت و اہتزاز کے ساتھ رطب اللسان ہین اور افتخار اسر گرم بیان ہین کہ دار الحکومت قوم انگریز کو یہ فخر ہی کہ جو کوئی وہان قدم رکھتا ہی اوسی وقت سے آزاد ہی گو وہ کسیکا غلام ہی کیون نہو جب اوس سرزمین کو یہ فخر ہی تو بمجرد حصول یا صدوث اوس فخر کے آزاد ہوجانا غلامان موجود سرزمین مذکور کا وقتا لازم آیا پھر بیان آپ کس طرح پر فرماتے ہین کہ اس سے زیادہ کچھ نہ کرسکے الخ یہ تناقض بیانی آپکے صاف دلیل اسکی ہی کہ آپ بالتحقیق حسب اقتضاء مقام بلالحاظ اظہار امر واقعی کے

جیسا دل مین آتا ہو رقم فرماتے ہین گویا کعب بن زہیر انہی کے شان مین لکھتا ہو شعر
فما تکون علی حال تدوم بها ۔ کما تلون فی اثوابها الغول ۔ اور جن مدبران کا آپنے یہان تذکرہ
کیا ہو اونکی سب تدبیرین مانند تدابیر دیگر امور کے سراسر خودغرضی اور معلل بالغرض ہین دیکھیے کہ جب ضرورت
کھدوانے کانون کے واقع ہوئی اور ضرور لایق اس کام کے بہم نہ پہونچے تو کس دھوم دھام سے غلامون کی
خرید و فروخت جاری ہوئی حالانکہ قبل اس ضرورت کے ممانعت کی گئی تھی پھر بعد رفع ضرورت کے دفعتًا انسداد
اور سکا کیا گیا اور چونکہ جواز حدوث غلامی کا اونکے کسی قانون کی رو سے پایا نہین جاتا پس ممانعت بیع و شرا
اور لینے کا روخدمت کے بالجبر اور روکنے بالجبر کے صاف و صریح آزاد کردینا غلامان موجودہ کا ہو اگر شارع
بھی یہ منظور رہتا کہ غلامان موجودہ آزاد کرادے جاوین تو کیا چیز مانع تھی کہ اسی طرح پر احکام جاری کیے
جاتے مخفی نرہو کہ گو کہ لفظ غلامی سے مصنف کے ممدوح مدبر بہت متنافر ہوتے ہین مگر فی المعنی کچھ پرہیز
نہین کرتے حالات قیدیون کے عمومًا علی الخصوص مقیدان دایمی کے بجز خرید و فروخت کے اور کس چیز مین
حالات غلامان شریعہ سے بہتر ہین جسقدر قبایح ظنیہ مخالف قانون قدرت کے مصنف نے اوپر
رقم فرمائے ہین سب اونمین بدرجۂ اتم پائے جاتے ہین پس گو کہ وے مدبر بحسب ظاہر کچھ ہی کہین مگر
فی المعنی بجز احکام غلامی مین اونکو بھی کچھ مفر نہین اور علی الدوام اونکا برابر دسپر ہونا **قال** الدہاؤنی
تدبیر و نہین اور بانی اسلام کی تدبیر و نہین اتنا فرق تھا کہ اونکی تدبیرین زیادہ تر مادی چیزون سے
علاقہ رکھتی تھین اور بانی اسلام کی تدبیرین زیادہ تر روحانی چیزون سے متعلق تھین **اقول** یہ عبارت
سراسر مہمل ہو ظاہر امر اور یہ ہو کہ مدبران مصنف نے حکم عدم جواز بیع و شرا اور آزادگی غلامون کا جاری
کرکے اونکی عدم امتثال پر سزا جسمانی تجویز کی اور شارع نے وہ حکم جاری کرکے عدم امتثال کی سزا
صرف روحانی ہی تجویز کی کچھ تعزیر اور سپر قایم نہ کی اگر یہ مراد ہو کہ تو سراسر غلطی ہو شارع نے کوئی حکم
عدم جواز احداث غلامی اور آزاد کرنے غلامان موجود کا جاری ہی نہین کیا اور احداث اور ابقاے غلامی پر
نہ کوئی حکم تعزیر جسمانی کا نہ عقوبت روحانی کا صادر فرمایا **قال** اونہنے غلامون کی مالکون کو
وحی کی رو سے سمجھایا کہ غلامون کے آزاد کرنے سے زیادہ کوئی پیاری چیز اللہ کے نزدیک نہین ہو

اقول اول تو یہ روایت اون کتب مین جنکو مصنف نے صفحہ ۱۹۱ پر بمنجملہ معتبرات کے شمار کیا ہی ہرگز نہین بلکہ درجہ سوم کی کسی کتاب مین ہی کہ جنکی نسبت مصنف باتباع شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ اونمین ہر صحیح حدیثین بھی شامل ہین ثانیاً اس مضمون سے بھی مخالفت احادیث غلامی کے اور ابطال بقاے غلامی لازم نہین آتا البتہ فضیلت اعتاق کی مانند اور بعض نوافل کے ثابت ہوتی ہی سو ہر ایک صاحب عقل خوب سمجھتا ہی کہ ثبوت فضل کسی عمل نفل کا مستلزم ثبوت وجوب اوس عمل کا نہین بہت نوافل کی بہ نسبت ایسی فضیلت ثابت ہی مگر اس فضیلت سے وہ نوافل درجۂ وجوب کو نہین پہونچتے **قال** اور بعض گناہون کے کفارہ مین بردہ آزاد کرنیکا حکم دیا **اقول** اس سے تو ثبوت غلامی واضح ہی اگر واقع نہ ہوتی غلامی بے اصل اور باطل ہوتی تو آزاد کرنا اور آزاد ہونا بردہ کا کفارہ مین کس طرح پر متصور ہو سکتا تھا محل اعتاق یہ تب ہی ہو اگر رقیت ہی متحقق نہوتی تو کیا آپکے نزدیک احکام حکیم ودانا بے محل بھی نافذ ہوتے ہین غور کیجیے کہ چونکہ وجود شراب کا بقاءً واحدوثاً ناپسند تھا اور ایسے ہی نکاح محرمات منکوحۂ جاہلیت اور زیادہ پر چار منکوحہ کا حدوثاً و بقاءً باطل کیا گیا لہذا پھینکنا و بیاخم شراب اور تفریق عورات مذکورہ کی کسی کفارہ مین تجویز نہین کی گئی اگر واقع مین عند الشرع رقیت بھی فی الاصل باطل ہوتی تو ہمنے کفارات مین اعتاق تجویز نہ کیا جاتا **قال** صاف یہ حکم دیا کہ اگر غلام کما کر اپنی قیمت ادا کر دینی چاہین تو اقرار نامہ لیکر اونکو چھوڑ دو **اقول** کیا خوب ترجمہ کیا مصنف نے آگے کر یہ کا وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا یعنی جو لوگ تمھارے مملوکون مین چاہین مکاتب ہونا تو مکاتب کر دو اونکو اگر جانو اونمین بہتری مکاتب اوس غلام اور کنیز کو کہتے ہین کہ مالک کی اور اوسکے درمیان مین یہ امر قرار پا جاوے کہ اس قدر روپیہ ادا کر دے تو آزاد ہو جاوے جسوقت وہ اوس قدر روپیہ تمام و کامل دیدے گا تو آزاد ہو جاویگا اگر کچھ بھی بدل کتابت مین سے رہ جاویگا تو وہ آزاد نہوگا عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلعم قال المکاتب عبد ما بقی علیہ من مکاتبتہ درہم رواہ ابو داود فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکاتب غلام ہی جبتک کہ اوسپر ایک درم بھی باقی رہیگا رواہ ابو داود وعن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلعم

قال من کاتب عبدہ علی مایۃ اوقیۃ فادّاھا الا عشرۃ اواق او قال عشرۃ دنانیر فھو عتیق رواہ الترمذی وابو داؤد وابن ماجہ چھوا وقیہ پر اپنے غلام کو مکاتب کیا پھر ادا کر دیے اوسنے مگر باقی رہگیے دس اوقیہ یا دس دینار اور پھر وہ عاجز ہوگیا تو وہ غلام ہی ہو گا فقط مصنف نے ترجمہ میں بات جزا کا ترجمہ کیا اور شرط کا ترجمہ یک لخت چھوڑ دیا پھر کا تو ہم کا ترجمہ یہ کیا کہ اقرار نامہ لیکر چھوڑ دو حالانکہ چھوڑ دنا یعنی آزاد کر دینا موقوف ہو اوپر ادے تمام وکامل بدل کتابت کی اور چھوڑ دینے کا ذکر بھی نہیں نہیں **قال** ایسے غلاموں کو جنکے مالکوں نے قیمت لیکر آزاد کرنیکا وعدہ کیا ہو خیرات دینے اور چندہ دینے پر رغبت دلانے کا ذکر تو کسی آیت یا حدیث میں نہیں ہو مگر ان واسطے مکاتب کے خیرات دینے کی تاکید ثابت ہو **قال** بعض حالتیں ایسی مقرر کیں کہ اوسمیں لونڈیاں از خود بلا آنا دکیے آزاد ہو جاوین **اقول** وہ حالت ام الولد کی ہو یا ملکیت ذی رحم محرم کی ہو **قال** ایسے معاہدہ یا اقرار کو جسمیں قتل یا بھی انتباہ معاہدہ یا اقرار آزادی کا ہو بمنزلہ معاہدہ و اقرار کامل آزادی کی قرار دیا **اقول** اس صورت کی شرح ع سند کے مصنف پر واجب تھی اب ہم یہ کہتے ہین کہ یہ سب حالتین مقتضی ثبوت رقیت کی شرعاً جائز نہ بطلان اصل رقیت کی ہمین کچھ کلام نہین کہ آزاد کرنا غلاموں کا اشہر اجر عظیم ہو اہل اسلام مین سے کوئی انکا اسکا نہین کرتا مگر مترتب ہونا اجر کا اور یہ آزادی کے دلیل بطلان رقیت کی کسیطرح پر نہین ہو سکتا بلکہ عین دلیل ثبوت رقیت کی ہو کیونکہ محل عتق رق ہو اگر رق نہ ثابت ہو تو عتق نہ ہو اور اوسپر کچھ اجر مترتب نہین ہو سکتا اور بھی نہین وجود ثابت ہو کہ مقصود شارع یہ نہین ہو کہ اعتاق عموماً ہر اینہ واجب ہے بایں کہ رق مطرف بنی بر رسم جاہلیت ہو اور شرعاً باطل ہو بعض جگہہ ایسا ہوا ہو کہ مالک نے غلاموں کو آزاد یا مدبر کر دیا مگر شارع نے اوس آزادی اور تدبیر کو جائز نہ رکھا اور اوس اعتاق و تدبیر کو ناپسند کرکے بدستور غلاموں کو رقیق ہی رکھا عن عمران بن حصین ان رجلاً اعتق ستۃ مملوکین لہ عند موتہ لم یکن لہ مال غیرھم فدعا بھم رسول اللہ صلعم فجزاھم ثلاثا ثم اقرع بینھم فاعتق اثنین وارق اربعۃ وقال لہ قولا شدیدا رواہ مسلم ایک آدمی نے چھ مملوک اپنے آزاد کیے اپنے مرنیکے وقت کے قریب اور اوسکے پاس اور کچھ مال نتھا پس اون مملوکوں کے تین حصہ کیے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

پھر انھیں قرعہ ڈالکر دو کو تو آزاد کر دیا اور چار کو بدستور رقیق رکھا اور اوس آدمی کو سخت کہا وعن جابر ان رجلا من الانصار دبر مملوکا له لم یکن له مال غیره فبلغ النبی صلعم فقال من یشتریه منی فاشتراه نعیم ابن النحام بثمانمایة درهم متفق علیه ایک آدمی نے انصار مین سے مدبر کیا اپنے ایک مملوک کو اور اوسکے پاس اور کچھ مال نتھا سوے اوس مملوک کے خبر پونہچی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون شخص خرید کرتا ہے اس غلام کو مجھسے پس خریدا ابو نعیم نے اوسکو بعوض آٹھسو درہم کے مدبر کہتے ہین اوس غلام یا کنیز کو جسکو مولی نے کہا ہو کہ میرے مرنیکے بعد تو آزاد اور یہ ثابت ہوا کہ مال غلامون کا بھی مانند مال دیگر اموال کے ہے کہ بعض صورتون مین انفاق اوسکا مرغوب نافذ ہے اور بعض صورتون مین ناپسند و غیر نافذ اگر عموماً مالک رقاب شرعاً باطل ہوتی تو بلاشبہ جسطرح پر ملک ذی رحم محرم کی نسبت حکم ہے کہ من ملک ذا رحم محرم فهو حر رواه الترمذي وابو داود وابن ماجة جو شخص مالک ہوا ذی رحم محرم کا تو وہ مملوک حر ہو ذی رحم محرم اوس رشتہ دار کو کہتے ہین کہ جس سے ایسا رشتہ ہو کہ باہمدیگر نکاح روا نہو یا امهات الاولاد کی نسبت حکم نافذ ہوا اذا ولدت امة الرجل منه فهي معتقة عن دبر منه او بعده رواه الدارمي جبکہ خبی چھوکری کسی آدمی کی اوسنے وہ چھوکری آزاد کی بعد مرجانے اوسکے اسیطرح پر عموماً حکم تحریر غلامون اور لونڈیون کا نافذ فرمایا جاتا علاوہ بران وعید شرعی غلامون بھاگے ہوے پر بموجب حکم شرعی کے نہوتی اذا ابق العبد لم تقبل له صلوة وفي روایة ایما عبد ابق فقد برئت منه الذمة وفي روایة ایما عبد ابق من مواليه فقد كفر حتى يرجع اليهم رواه مسلم اگر غلامی یا کنیز بھاگے تو نہ قبول ہو اوسکی نماز اور مخالف آئین قدرت ہوتی تو کیا تھی کہ مالک تو غلامون کو آزاد کرتے جاوین اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آزادی کو غیر نافذ ٹھہراوین پس یہان عذر انتظام مدنی پیش کردہ مجتہد بھی کسی طرح پر نافذ قیاس علی ہذا القیاس عبد آبق تو اپنے تئین ناپاک سے بچا کر آئین قدرت پر عمل کرے اور صاحب آئین قدرت اس فعل پر اوسکو حد درجہ کا ناپاک ٹھہراوے **قال** موجودہ غلامون کی ترقی حالت کے لیے نہایت سنجیدہ احکام صادر فرمائیے **اقول** شارع کے احکام کی سنجیدگی مین کیا کلام ہے موجودہ اور مستقبلہ غلامون کے حق مین ایک ہی نمط پر احکام سنجیدہ

اور پسندیدہ صادر فرمائے ہین اوسمین کچھ تخصیص موجودہ کی نہین ہے **قال** للاسون کے مالکون کو مناسب سے زیادہ خدمت لینے سے منع کیا **اقول** چنانچہ ہم اوپر اوسکو مفصل بحوالہ مسند مرفوع لکھ چکے ہین **قال** یہ حکم دیا کہ وہ لونڈی غلام کہکر نہ پکارے جاوین **اقول** سراسر افترا ہے ملکہ ہم لکھ چکے یہ فرمایا کہ لیقل غلامی وجاریتی چاہیے کہ کہے غلام میرا اور لونڈی میری چنانچہ بحث اسکی اوپر گزری **قال** اونکو مثل اپنے کھلایا پہنایا جاوے اونکو اونکے رشتہ دارون سے جدا نہ کیا جاوے یہ احکام ایسے پسندیدہ رحم کے بھرے ہوے تھے جن سے غلامون کی حالت کو بہت ترقی ہوئی تھی بلکہ وہ غلامی کی حالت سے بھائی بندی کی حالت پر پہونچگئی تھی **اقول** علاوہ ان احکام کے چند حکم اور بھی ہمنے بیان کیے ہین یہ سب احکام واقع مین ایسے پسندیدہ ہین کہ اگر مراعات اونکے کی جاوے اور پوری پوری تعمیل ہووے تو جس قدر قباحات حالت غلامی کے مصنف نے اوپر لکھے ہین سب مرتفع ہوجاتے ہین اور ہماری شریعت مین غلامی سے رتبہ اخوۃ اسلامی مین کچھ تنزل نہین ہوتا عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلعم اخوانکم جعلھم اللہ تحت ایدیکم فمن جعل اللہ اخاہ تحت یدیہ فلیطعمہ مما یاکل ولیلبسہ مما یلبس ولا یکلفہ من العمل ما یغلبہ فان کلفہ ما یغلبہ فلیعنہ علیہ متفق علیہ تمھارے بھائی ہین کہ خدا نے اونکو تمھارے ہاتھون کے نیچے کر دیا ہے پس جس شخص کو خدا نے اوسکے بھائی کے ہاتھون کے نیچے کیا تو چاہیے کہ کھلاوے اوسکو جس چیز مین سے کہ آپ کھاتا ہے اور پہناوے اوسکو جو آپ پہنتا ہے اور نہ تکلیف دے اوسکو ایسے کام کی جو اوسپر دشوار ہووے اور ایسی تکلیف دے تو خود اوسکے اوس کام مین اعانت کرے وعن ابی بکر الصدیق رض قال قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنۃ سیئ الملکۃ قالوا یا رسول اللہ الیس اخبرتنا ان ھذہ الامۃ اکثر الامم مملوکین ویتامی قال نعم فاکرموھم ککرامۃ اولادکم واطعموھم مما تاکلون قالوا فما تنفعنا من الدنیا قال فرس ترتبطہ تقاتل علیہ فی سبیل اللہ ومملوک یکفیک فاذا صلی فھو اخوک رواہ ابن ماجۃ تین داخل ہوگا بہشت مین جو اپنے مملوکون سے بری طرح رہتا ہے کہ لوگون نے اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سنے تو انکو یہ خبر دی ہے کہ اس رستے کے پاس غلام اور یتامی بہت ہونگے فرمایا ہان پس اونکو ایسا کرا سکے

رکھو جیسے اپنی اولاد کو کھلاؤ اونکو جو کچھ آپ کھاتے ہو کھالو کوئی بے کیا چیز دینا کی ہمکو نفع بخشتی ہے فرمایا
کہ گھوڑا جسکو باندھی تو کہ جہاد کرتا ہو اور غلام کہ تیری کفایت کرے پس جب وہ نماز پڑھتا ہو
تو تیرا بھائی ہے ان احادیث سے واضح ہے کہ بموجب احکام شریعت اسلام کے غلامی کی حالت مین
کوئی خرابی جو موجب روا رت اخلاق اور تکلیف غلامون کی ہو نہین ہے اور لغو تا اسلامی جن جن
امور کی مراعات کے مقتضی ہے مراعات اونکی اونکے ساتھ بھی لازم ہے اور برادرانہ معاملہ اونسے بھی
برتنا لازم ہے تعلیم و تربیت مین اونکی ایسی ہی کوشش چاہیے جیسے کہ اولاد کی تربیت و تعلیم مین
کوشش کیجاتی ہے پس بلحاظ ان امور کے مین کہتا ہون کہ معاملات اہل اسلام کے اپنے غلامون کے
ساتھ جیسے کہ شریعت اسلام مین واجب العمل ہین ہزاران ہزار درجہ بہتر و پسندیدہ ہین بہ نسبت معاملات
قوم تہذیب یافتہ ممدوح مصنف کے جو ساتھ خدمتگارون اور ملازمون کے کہ ساتھ صدر الصدور ون
اور صیادارون اور ڈپٹی کلکٹرون کے وقوع مین آتے ہین اور ہر شخص اوس سے خوب واقف ہے غالب ہے
کہ مصنف بھی اوس سے انکار نکریگے **قال** مگر قرآن مجید مین جو متعدد جگہہ لونڈیون اور غلامون کا
ذکر آیا ہے اور بعض جگہہ اونکی نسبت کچھ احکام بھی بیان ہوئے ہین اونسے لوگ متعجب ہونگے کہ
اگر غلامی معدوم ہوگئی تھی تو وہ احکام قرآن مجید مین کیون آئے تھے **اقول** اسمین کچھ شک
نہین اور کوئی شخص انکار اسکا نہین کر سکتا کہ زمان پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اکثر غزوات
و سرایا مین جو کفار گرفتار ہوئے اور لونڈی اور غلام بموجب حکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
کر مین حکم خدا ہی بنائے گئے اور قرآن مین لونڈی غلامون کے بعض احکام موجود ہین پس اگر
استرقاق قبیح لذاتہ اور مخالف قانون قدرت ہوتا تو ممکن نتھا کہ ایسے ایسے احکام کہ ثبوت و جواز
استرقاق پر مبنی ہین قرآن مین صادر ہوتے اور اگر اسناد غلامی کا شارع کو منظور رہتا تو زمانہ
جاہلیت کے غلام اور لونڈیون کی آزادی کا حکم بلاشک و شبہ نافذ فرماتا اور زمانہ علم و نزول وحی
مین ہرگز کسیکو غلام اور لونڈی نہ بناتا اور بالفرض اگر غلامان زمانہ جاہلیت کی نسبت کچھ حکم
نہ دیتا تو زمان علم و نزول وحی مین تو ہرگز اصدات اس امر قبیح مخالف قانون قدرت کا روا نہ رکھتا

حالانکہ خود شارع سنے زمان نزول وحی وعلم بین اسیران کفار کو لونڈی غلام بنایا اور اس امر کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف حکم خدا تعالیٰ کا بتایا چنانچہ واقعہ سنہ ۵ ہجری بنی قریظہ کے صحیح مسلم بین روایت ہو قال (یعنی سعد بن معاذ رض) فتقتل مقاتلتھم وتسبی ذرّیتھم قال فقال النبی صلعم قضیت بحکم اللہ سعد بن معاذ نے حکم کیا کہ قتل کیے جاویں لڑنے والے اونکے اور لونڈی غلام بنائی جاویں ذریت اونکی فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ فیصلہ کیا تو نے موافق حکم خدا کے اور واقعہ غزوہ سنہ ۶ ہجری عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلعم یوم حنین بعث جیشا الی اوطاس فلقی عدوا فقاتلوھم وظھروا علیھم فاصابوا لھم سبایا فکان ناسا من اصحاب رسول اللہ صلعم تحرجوا من غشیانھن من اجل ازواجھن من المشرکین فانزل اللہ فی ذلک والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم ای فھن لکم حلال اذا انقضت عدتھن اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ روز حنین کے اوطاس پر پس لڑائی ہوئی دشمنوں سے اور غالب ہوئے مسلمان اور پکڑ لیا اونھوں نے سبایا کو تو کچھ آدمی اصحاب پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بین سے حرج بین پڑے اونکی مباشرت سے بسبب شوہر ہونے اونکے مشرکین بین سے پس اوتاری خدا نے یہ آیت کہ حرام ہین تم پر شوہر دار عورتین مگر جب مالک ہوئے ہین ہاتھ تمھارے یعنی کہ وہ تمکو حلال ہین جب عدت اونکی گذر جاوے فقط اسی طرح پر اور چند غزوات و سرایا مین ہوا مصنف نے اسکے جواب مین بڑی غلطی کی اور دھوکا کھایا ہے کہ فرماتے ہین **قال** اس چیز نے بڑے بڑے عالمون کو دھوکا دیا ہے اور غلطی مین ڈالا ہے مگر سمجھ لینا چاہیے کہ وہ تمام احکام اونھین موجودہ لونڈیون اور غلامون کی نسبت ہین جو بموجب رسم جاہلیت اور قبل نزول آیت حریت کے غلام ہو چکے تھے اور جنکو اسلام نے بھی آزاد نہین کیا تھا انتہی **اقول** یہ سراسر غلطی ہے جو چیز ثابت ہے بحکم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بحکم خدا تیسالی واقع ہوئی اوسکو رسم جاہلیت کہنا تمام تر جہالت ہے واقعہ بنی قریظہ مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف یہ فرمایا کہ قضیت بحکم اللہ یعنی فیصلہ کیا تو نے بموجب حکم خدا کے پس حکم آشریعی خدا وندتعالے کو رسم جاہلیت کہنا کیسا افرغم التعیر ہے حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور جسکی نسبت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ جعلھم اللہ عتقاء بیکم احدیث کہ خدا نے تمھاری بیبیون کو انکو

کیا ہی اوسکی نسبت یہ کہنا کہ بموجب رسم جاہلیت کے یہ بات تھی صاف غلطی ہی کہ خدا کی ٹھہرائی ہوئی بات کو رسم جاہلیت ٹھہراتے ہین یہ حدیث اوپر تمام لکھی گئی ہی اور واقعہ اوطاس وہوازن بعد فتح مکہ کے ہی اور خود مصنف کہتے ہین کہ آیت وَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً جسکو اونھون نے غلطی سے بنام آیت سیف موسوم کیا ہی زمان فتح مکہ مین نازل ہوئی پس ہرگاہ یہ ثابت ہوا کہ استرقاق واقعہ اوطاس وہوازن بعد نزول آیہ کریمہ کے ہی تو یہ کہنا مصنف کا کہ قبل از نزول آیت حریت کے غلام ہوچکے تھے الخ سراسر غلطی ہی علاوہ بران اعتراض تو مصنف پر یہ ہی کہ اگر غلام ولونڈی بنانا قبیح لذاتہ اور گناہ قابل قدرت اور تمام بدیون کی جڑ ہی تو قطع نظر از الغاء غلامی عہد جاہلیت کے زمانہ علم نزول وحی مین طریقہ کیون سکھلایا اور کس طرح پر بقول مصنف رمضان ۸ سنہ ہجری تک یعنی اواخر عہد نزول وحی تک اسپر عمل درآمد رہا ایک جھوکری کو جو بعث یمن مین تھوڑے روز پیشتر حجۃ الوداع یعنی ۱۰ سنہ ہجری مین پکڑی گئی حضرت علی نے باطلاع پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر بنایا چنانچہ ذکر اوسکا عنقریب آویگا کیا اس طور پر کہ حضرت ابراہیم عرم اور موسی عرم وعیسی عم اور پیغمبر ہمارے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرم اس جرم قبیح لذاتہ مخالف آئین قدرت کے حقیقت قبح سے بقول مصنف مطلع نہ تھے کہ اوسکو جائز رکھتے رہے ایسے ہی عم مصنف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اوسکے قبح ذاتی اور مخالفت آئین قدرت سے ناواقف رہے اگر فی الواقع شارع کو قلع قمع غلامی کا منظور تھا تو اوسکو کیون رواج دیا اور کیون اوسکے باب مین ایسے احکام کہ مبنی اور پر ثبوت وجواز رق کے ہین نافذ کیے تقتضائے قبح ذاتی اور مخالفت آئین قدرت تو یہ تھا کہ غلامان زمانہ جاہلیت بھی آزاد کیے جاتے اور اگر اونکو دفعۃً آزاد نکیا تھا تو آیندہ کو تو بموجب حکم تشریعی کے کسیکو لونڈی غلام نہ بنایا جاتا عجیب ماجرا ہی کہ منادی تو یہ فرمائی جاوے کہ ذھب امر الجاھلیۃ اوٹھ گیا اقرجاہلیت کا اور پھر اِلَیْھِمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ کس قدر برا ہی اسم فسق بعد ایمان کے اور باایں ہمہ وہ رسم جاہلیت اور فسوق جو بقول مصنف جڑ تمام بدیون اور فطرتی گناہ اور مخالف آئین قدرت ہو قائم رکھا جاوے اسکا کچھ جواب مصنف نہین دیتے اور اور طرف کو چل دیتے ہین پھر یہ جو لکھتے ہین کہ غلامان موجودہ آیندہ اولاد اوسی وہ غلام ہین جو زمانہ جاہلیت کے غلام تھے یا وہ غلام ہین جنکو اسلام نے بحکم تشریعی

غلام بنایا تھا یا دونون مراد ہین موصوف کرنا اونکا بصفات ذیل کہ جو بموجب رسم جاہلیت قبل نزول
آیۂ حریت کے غلام ہو چکے تھے جنکو اسلام نے بھی آزاد نہین کیا تھا قرینہ اسکا ہی کہ مراد قسم اول ہین
اگر قسم اول ہی تو محض تحکم اور بیدلیل ہے اور اگر قسم دوم و سوم ہی تو لازم تھا کہ جسطرح یہ کہا تھا
کہ جنکو اسلام بھی آزاد نہین کیا تھا یہ بھی کہتے کہ جنکو خود اسلام نے غلام بنایا تھا **قال** چنانچہ
اون تمام آیتون مین جنمین لونڈی و غلام کا ذکر ہی ایک بھی ایسا لفظ نہین جو آیندہ کے غلامی پر جسکو
ہم بہ لفظ رقیت مستقبلہ تعبیر کرینگے دلالت کرتا ہو **اقول** چونکہ رقیت مستقبلہ ایک لفظ مبتدعہ مصنف ہے
لہذا اونکو لازم تھا کہ اس لفظ کی تعریف کرتے کہ اس سے کیا مراد ہی آیا بثبوت رقیت زمانہ مستقبلہ مین
مراد ہی یا حدوث رقیت زمانہ مستقبلہ مین مراد ہی اور زمانہ مستقبل کس زمانہ کے اعتبار سے ہی آیا شروع
اسلام سے جو زمانہ مستقبل ہی وہ مراد ہی یا زمانہ ہجرت سے جو مستقبل ہی یا رمضان ۸ ہجری یعنی فتح مکہ سے
جو مستقبل ہی وہ مراد ہی یا وہ زمانہ جو نزول ہر ایک آیت سے جسمین کوئی حکم بہ نسبت رقیقون کے ہی مستقبل ہی
مراد ہی اسکی تصریح ہر آئینہ واجب تھی چونکہ مصنف نے اوسکو مجمل رکھا ہی پس ہم ہر شق پر ہر جگہ گفتگو
کرینگے واللہ الموفق الی الصواب **قال** اس مقام پر ہم اپنے اس بیان کے اثبات کے لیے قرآن مجید کے
تمام آیات کو نقل کرتے ہین جنمین کوئی ایسا لفظ آیا ہی جو غلامی پر دلالت کرتا ہی اور تمام دنیا پر اپنے
اس دعوے کی تصدیق ظاہر کرتے ہین کہ اونمین ایک لفظ بھی ایسا نہین جو رقیت مستقبلہ پر دلالت
کرتا ہو **اقول** آپکی تصدیق کا ظہور تو جبر امتناع مین ہی بیچارون دنیا دارون کے جنھون نے دین کو
دنیا کے حصول کے لیے برباد کر دیا ہی کوئی عاقل دیندار آپ کی تصدیق نہین کر سکتا مگر ہم بعون اللہ
آپکی غلطی کی تمام عالم مین تشہیر کرتے ہین **قال** لفظ ما ملکت یہ لفظ پندرہ آیتون مین آیا ہی مگر
اول تو یہ لفظ خود ہی صیغہ ماضی کا ہی جو ملکیت مستقبلہ پر دلالت نہین کرتا **اقول** یہ مصنف کی
ناواقفی ہی کہ لغات عرب سے اگر صیغہ ماضی شرط و جزا خبر مین بعض حروف شرط کے واقع ہوگا تو بلا
شک معنی استقبال کے دیگا **قال** اسد قولہ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْھِمَا
فِیْمَا افْتَدَتْ یہ اگر خوف کرو تم کہ نہ قائم کرینگے حدود خدا کو تو نہین ہی گناہ اوسمین جو فدیہ دے

وہ عورتیں ہوسکا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ
پھر جب پہونچ جاوین وہ عورتین اپنی مدت کو تو نہین ہے گناہ تمپر اوس بات مین جو وہ کرین اپنے حق مین
برابھی فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوفٍ پھر اگر نکل جاوین
تو نہیں کچھ گناہ نہین اوسمین جو اپنے حق مین وہ کرین برابھی قال الشاعر ؎ اذا مت فاغفینی بما
انا اهله وشقی علی الجیب یا ابنة معبد سو اسکے بعض مواقع اور بھی ایسے ہین کہ تفصیل اونکی اس جگہ
ضرور نہین قال قطع نظر اسکے اون آیتون کے معانی بھی کسیطرح پر رقیت مستقبلہ پر اشارہ نہین
کرتے اقول ایک آیت کی تفسیر کے ضمن مین اس امر کی بحث مفصل کرینگی ان اللہ تعالے قال
آیت اول سورہ نسا وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَلَّا تَعُولُوا اللہ تعالے
فرماتا ہی کہ اگر متعدد جورو مین کرنے مین اس بات کا تمکو ڈر ہو کہ برابر نہ رکھسکوگے تو ایک ہی عورت سے
یا اوس سے جسکے مالک تمھارے ہاتھ ہو چکے ہین نکاح کرو اقول آپنے کوئی دقیقہ تحریف معنی کلام الٰہی مین
نہچھوڑا خوب اپنی تصدیق دنیا پر ظاہر کی مقارن دعوی کے دلیل تکذیب دعوی کی بھی خود ہی بیان
فرمادی اب سنیے تفصیل اپنے تحریف کی خفتم صیغہ ماضی ہر خاف بخاف خوفناسے آپنے اپنی عیب پوشی کی
نظر سے لفظی ترجمہ نکیا آپکو لغت عرب کا علم نہین اسکے معنی یہان بسبب وقوان شرطیہ کے یہ ہین کہ اگر خوف
کرو تم اسکا کہ برابری نہ کروگے تو ایک ہی عورت یا وہ جنکے مالک ہووین ہاتھ تمھارے پس خفتم بمعنی
مستقبل ہی اور ایسی ہی ملکت بھی بمعنی مستقبل ہر علمای لغت کا بالاتفاق یہ قول ہی کہ لکونہا اعم
ان واذ التعلیق امر لغیرہ فی الاستقبال کان کل من جملتی کل فعلیہ استقبالیۃ
یعنی کلمہ خواحدۃ بالرفع والنصب دونون طرح پر پڑھا گیا ہی قرأت نصب پر معنی یہ ہین کہ اختیار
کرو ایک ہی کو یا جسکے مالک ہووین ہاتھ تمھارے مصنف نے جو اسطور پر ترجمہ لکھا ہی کہ ایک ہی عورت سے
یا اوس سے جسکے مالک تمھارے ہاتھ ہو چکے ہین نکاح کرو بچند وجہ غلط ہی اول تو ترجمہ ملکت کا اس
جگہ اسطور پر کہ جسکے مالک تمھارے ہاتھ ہو چکے ہین صریح غلط ہی اگر ملکت کا اسطور پر ترجمہ کرتے
ہین تو خفتم کا بھی اسی طور پر ترجمہ کرین اور اس طور پر کہین کہ اگر ڈر چکے ہو تم حالانکہ یہ محض مہمل

اور لغو ہی ثانیا لینا افعال مذکورہ کا معنی ماضی بعید یا قریب کے خلاف لغت عرب کے ہی درمیان
ملکت اور درمیان ما افتدت اور فاعلین جنکا بیان اوپر گذرا کچھ فرق نہین ہی جس طور پر
بموجب قاعدہ زبان عرب کے ما افتدت اور فاعلین کے معنی ماضی کے مراد نہین ہو سکتے اسی طور پر
ملکت بھی معنی ماضی کا فائدہ نہین دے سکتا ثالثا قطع نظر اس آیت کے کہ جسمین یہان بحث
ہی کہ اسمین حرف شرط امر ارادہ نہی کا ہی عموما جملہ آیات مین کہ جنکا ذکر بعد اسکے دیگا ارادہ نہی کا
نسبت زمانہ نزول آیات مذکورہ کے قطعا باطل ہی کیونکہ وہ سب آیات ایک زمانہ مین نازل نہین ہوئین
مثلا یہ آیہ سورہ معارج مکیہ ہی وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ
أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْعَادُونَ یعنی جو لوگ کہ اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرنیوالے ہین مگر اوپر اپنی ازواج کے
یا جنکے مالک ہوئین ہاتھ اونکے تو وہی ملامت کردہ شدہ نہین پس جنھون نے قصد کیا سوا اوسکے
تو وہی تعدی کرنیوالے ہین اوسمین قصر ہی جواز عدم محافظت کا اوپر ازواج اور ما ملکت ایمانہم کے
یعنی جو لوگ سوا ازواج اور ما ملکت ایمانہم کے محافظت فروج کی نہین کرتے وہ گنہگار ہین پس اگر ملکت
ایمانہم کے یہ معنی سمجھے جاوین کہ جنکے مالک ہو چکے ہین ہاتھ اونکے اس آیت کے نزول سے پیشتر تو وہ جواز
عدم محافظت جسکا ذکر آیت مین ہی مقصور رہیگا اوپر ازواج اور اون مملوکات کے جو قبل از ہجرت
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور قبل از نزول سورہ معارج کے مملوک ہو چکے ہین اور بعد نزول اس
آیت کے جو مملوک ہونگے اونکا سریہ بنانا جائز نہوگا بلکہ جو ایسا کریگا وہ بموجب حکم آیت گنہگارون
داخل ہوگا پھر وہی آیت جب دوسری مرتبہ سورہ مومنون مین قبل از ہجرت نازل ہوئی اور اوسمین
بھی کلمہ ما ملکت ایمانہم ہی پس حسب تفسیر مجتہد ہر کے لازم آیا کہ اس دوسری آیت کی نزول سے
پیشتر جو مملوکات مملوک ہو چکے ہین اونکا سریہ بنانا جائز ہی اور جواز عدم محافظت مذکورہ مقصور ہو کر
ازواج اور اون مملوکات پر جو اس دوسری آیہ کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکے ہین پس اول تو
خود انھین دونون آیتون مین تعارض ہوگیا کہ آیت اولی مین جواز عدم محافظت مذکورہ

مقصود ہر از ازواج اور اون مملوکات پر جو آیت اولی کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکی تھین
اور دوسری آیہ مین مقصود ہر از اوپر ازواج اور اون مملوکات کے جو دوسری آیت کے نزول سے
پیشتر مملوک ہو چکی تھین خواہ پہلی آیت کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکے ہون خواہ اوسکے بعد پھر
بعد ازان سورۂ نساء کی آیت مین جو تسری کے جواز کا حکم ہوا اور وہی کلمۂ ملکت ایمانکم واسطے
جواز تسری کے اس آیت مین بھی واقع ہوا تو لازم آیا کہ جو مملوکات کہ اس آیت کے نازل ہونے سے
پیشتر مملوک ہو چکے ہین خواہ پہلی دونون آیتون کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکی ہون جو اوپر انکے وہ بھی حلال ہون
پس وہ تقیید جو پہلی دونون آیتون مین منصوص تھا باقی نرہا اور آیت اون دونون آیتون کی معارض
ہو گئی اسی طرح پر جس جس آیت مین کہ واسطے جواز تسری کے کلمۂ ملکت ایمان واقع ہر ایک دوسری کے
معارض ہوتی چلی جاویگی اور چونکہ آیت اولی مین تسری مقصود تھی اوپر انھین مملوکات کے جو پہلی آیت
کے نزول کے وقت مملوک ہو چکی تھین تو دوسری آیت کے نزول تک اور دوسری کے بعد تیسری
آیت کے نزول تک اور تیسری آیہ کے بعد چوتھی کے نزول تک ہکذا الی غیر ذلک جسقدر کہ تسرین
مملوک ہوئین اور بطور سریہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین کے تصرف مین آئین وہ سب
ناجائز ہون اور سریہ بنانے والے اونکے گنہگار ہون کیونکہ مابین نزول ہر دو آیتون کے جو زمانہ ہر
وہ زمانہ مخالفت تسری اون مملوکات کا ہی جو آیات اولی کے نزول کے بعد مملوک ہوئے ہون
پس بسبب ظہور ان قبائح کے ارادہ زمانہ ماضی کا بہ نسبت زمانۂ نزول آیات بالبداہۃ باطل ہر اور کلمۂ
ملکت ایمان سے ماضی بہ نسبت زمانۂ نزول آیات کے بھی مقصود نہین بلکہ صیغۂ ماضی جو ان آیات
اور انکے امثال مین واقع ہر اونسے تحقق ہونا صفت ملکیت وغیرہ کا زمانۂ ماضی مین بہ نسبت تحقق
مباشرت وغیرہ احکام کے مقصود ہر جیسا کہ امثال ان آیات مین ہر مثلاً لَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ
کے معنی یہ ہین کہ نہ تحقق ہو تمھارے نکاح تمھارا اون عورتون سے جو اوس وقت سے پیشتر یعنی تمھارے
نکاح سے پیشتر تمھارے آباء کے نکاح مین آئی ہون نہ یہ کہ نزول آیت سے پیشتر تمھارے آباء کے
نکاح مین آچکی ہون کیونکہ ان معنی کے اعتبار سے نکاح مین لانا اون عورات کا جو بعد نزول آیت

مذکورہ آیات کے نکاح میں آئی ہوں جائز ٹھہریگا اور یہ بات بالاتفاق باطل ہے پس اسی طور پر
معنی مالکت ایمان کی آیات متنازعہ میں بھی تعین ہونگی کہ جو مملوکات کہ قبل از مباشرت تمہاری
مملوک ہوئی ہیں انکے ساتھ مباشرت جائز ہے نہ وہ معنی جو مجتہد صاحب نے دل سے گڑھے ہیں کہ
نزول آیات سے پہلے مملوک ہو چکی ہیں اور بحث اسکی مفصل معنی آیت تا آخر انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب
آویگی انشاء اللہ تعالیٰ اگر مجتہد صاحب یہ فرماویں کہ مراد ہماری یہ ہے کہ جسقدر کنیزیں نزول آیات
من و فدا سے پیشتر مملوک ہو چکی ہیں ان آیات سے وہ مقصود ہیں تو یہ بات لغو اور اصلاً قابل
التفات نہیں کیونکہ یہ سب آیات بزعم مجتہد صاحب کے قبل از آیت من و فدا کے نازل ہو چکی ہیں
پس ان آیات کا کوئی کلمہ اوپر زمانہ اوس آیت کے جو ان آیات کے نزول تک نازل بھی نہیں
ہوئی تھی کسی طرح پر دلالت نہیں کرتا علاوہ بران چونکہ آیت من و فدا زمانہ مستقبل میں
آیات مذکورہ سے نازل ہوئی تو اس تقدیر پر حکم آیات مذکورہ کا بلا تقیید و بعموم زمانہ مستقبل کو
بھی شامل ہوگا پس تفسیر مالکت ایمان جو مجتہد صاحب نے اسطور پر کی ہے کہ مالک ہو چکے ہیں
ہاتھ تمہارے بالید یہ ضبط ہو جاویگی وہو المطلوب اور اس صورت میں اگر آیت من و فدا
موجب عدم جواز ملکیت کی ہوگی جیسا کہ مجتہد صاحب کے زعم باطل میں ہے تو تعارض درمیان
اون آیات اور آیت من و فدا کے لازم آویگا اور لامحالہ اون آیات کو منسوخ ٹھہرایا جاویگا
پس بالضرورۃ نظر اس امر پر ضرور ہوگی کہ آیا آیت من و فدا ناسخ اون آیات کے ہو سکتی ہے یا نہیں سو قطع نظر
اور امور کے جنکا بیان بہ نسبت تقدیم و تاخیر آیات کے آگے آویگا ہم یہ کہتے ہیں کہ آیت
من و فدا ناسخ اون آیات کی نہیں ہو سکتی اسلیے کہ آیت من و فدا در باب وجوب
من و فدا کے مجمل ہے کیونکہ کلمہ ما اصلاً اوپر وجوب من و فدا کے دلالت نہیں کرتا ہو سکتا ہے
کہ ما کا منع جمع میں مستعمل ہوا اور ہو سکتا ہے کہ من و فدا کا حکم حکم جواز ہو پس ہرگاہ کہ یہ آیت
نسبت عدم جواز استرقاق کے مجمل ٹھہرے تو اون آیات کی جو ظاہر الدلالۃ اوپر جواز
استرقاق کے ہیں کسیطرح پر ناسخ نہیں ہو سکتی اور بیان زمانہ نزول آیات کا اوپر بیان

اس اجمال کا عنقریب آویگا انشاء اللہ تعالے پھر ترجمہ فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم کا جو اس طور پر لکھتے ہین کہ ایک عورت سے یا اوس سے جسکے مالک تمھارے ہاتھ ہو چکے ہین نکاح کرو یعنی فعل فانکحوا مقدر کرکے واحدۃ او ما ملکت ایمانکم کو اوسکا مفعول ٹھہراتے ہین سراسر غلط ہے کیونکہ نکاح مولی کا اپنی کنیز سے شرعًا ثابت نہین اور کاغذ پھٹانے اوسکے عدم جواز کا فتوی دیا اور علاوہ بران مقصود آیت تو یہ ہے کہ اگر خوف اس امر کا ہو کہ عدل نکر سکوگے تو ایک ہی عورت سے نکاح کرو تاکہ خوف عدم عدل نرہے کہ ایک منکوحہ مین عدل اور عدم عدل کا کچھ احتمال ہی نہین یا مملوکات کو سریہ کرلو کہ اونمین عدل واجب نہین مصنف کے ترجمہ سے یہ امر لازم آیا کہ درصورت خوف عدم عدل یا ایک ہی عورت سے نکاح کرو یا ایک کنیز سے نکاح کرلو اگر واقع مین مراد شارع کی یہی ہوتی کہ جیسا مستفاد ترجمہ مصنف ہے تو اسی قدر کافی تھا کہ ایک ہی عورت سے نکاح کرلو کلمہ واحدۃ تو ایسی حالتین دونون کو متناول تھا پھر ملکت ایمانکم کی کیا حاجت تھی اور یہ اطناب مخل ہر آئینہ خلاف بلاغت قرآن ہے اور اگر مقصود ترجمہ مصنف یہ ہے کہ کئی مملوکات غیر اشخاص سے نکاح کرو تو بھی صحیح نہین ہو سکتا اسلیے کہ اگر کئی ایسی مملوکات نکاح مین جمع ہوگئین تو اونکے درمیان مین بھی عدل فرض ہوگا اور جس خوف کے بنا پر یہ حکم نافذ ہوا وہی خوف پیش آویگا غرض کہ کسی طرح پر ترجمہ مصنف کا صحیح نہین اور ایسی تاویل باطل ہے کہ موجب تنزل معانی عالیہ ہے ؎ بر ہوا تاویل قرآن میکنی + پست و کژ شد از تو معنی نی قال آیت دوم اسی سورت مین اللہ صاحب نے دوسری جگہ فرمایا وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ تمپر وہ رشتہ دار عورتین جنکا بیان ہوا اور آزاد عورتین حرام کی گئین ہین مگر وہ جو تمھارے ہاتھون کی ملک ہو چکی ہین خدا نے یہ حکم تمپر لکھدیا اور اونکے سوا جتنی ہین وہ تمھارے لیے حلال کی گئین ہین اس طرح پر کہ تم اپنے مال کے بدلے یعنے مہر کے نکاح کرنا چاہو پاکدامنی رکھنے کو نہ مستی نکالنے کو آہ اقول اس آیت کا ترجمہ بھی اسی

غلط لکھا ہے اور تمامتر خلاف لغت عرب کے جنانچہ شرح اوسکی عنقریب کیجاویگی مگر پیشتر شرح مطلب سے
لکھنا ایک امر کا ضرور ہے یعنی یہ ترجمہ مصنف نے صرف تقلید ایک قول ضعیف مردود مفسر امام فخر الدین رازی
کے لکھا ہے اور سوائے تقلید کے کوئی دلیل اوسکے پاس نہین یا تو بایں شعور رائشوری کہ کسی مجتہد و اجماع
صحابہ و خیر القرون و ائمہ اہل بیت کی بھی تقلید نکرینگے یا بایں بے سمجھی کہ ایک قول ضعیف کی تقلید سے
راہ راست کو چھوڑ دیا اور مصداق مثل مشہور هربت من المطر و وقفت تحت المیزاب اور مصداق
شاعر فانما هو غیر قید فانقادا اپنے تئین بنا دیا ہے اور اونکے مشکو تقلید نہین ہم اجتہاد تینون
کے مذہب کو بدلائل شرعیہ تقلید اور عقلیہ کے ثابت کرتے ہین مصنف کہین تو اپنے تئین مجتہد ٹھہراتے ہین
اور کہین ایسی جان چراتے ہین کہ تقلید مقلدان نجاتے ہین ؎ فما تکون علی حال تدم بها
کما تکون فی اثوابها غول سو ہم اونکے سب منقولات کو خاص اونہین کے مقولات سمجھینگے خواہ اونہون نے
اپنی طبیعت سے پیدا کیے ہون یا تقلیداً لکھے ہون اور استدلال جو بر بناء تقلید فخر رازی یا اور کسیکے
ہوگی ہرگز اوسکو منظور نکرینگے بلکہ اوسکی طرف ذرا بھی توجہ نکرینگے آمدم بر سر مطلب مصنف نے جو معنی
محصنات آزاد عورتین لکھی ہین لغت عرب مین محصنات کے معنی آزاد ہرگز نہین اور ایسے ہی جو ایک
معنی احصان کے اسلام لکھے ہین یہ بھی غلط ہین ان معنی مین بھی یہ لفظ اصلا نہین اور اگر چہ اور معنی بھی
معنی لوسکے ہین مگر محصنات بمعنی آزاد اور احصان بمعنی اسلام کہین نہین آیا پس مناسب اس مقام
صرف دو ہی معنی ہین یا عفائف من قولهم احصنت المراة اذا عفت واحصنها زوجها
فهی محصنة ومحصنة قال الشاعر وثدیا مثل حق العاج رخصا حصانا عن اکف
اللامسینا یا متزوجات وذوات الازواج من قولهم لحصن الرجل اذا تزوج فهو محصن بفتح
الصاد قال الشاعر ؎ احصنوا امهم من عبیدهم ؛ تلک افعال الکرام الرکعة
ای زوجوہا پس ترجمہ محصنات کا بلفظ آزاد ہر آئینہ بخلاف لغت اور سراسر غلط ہے اور استدلال مصنف کا اس
آیت سے والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانین جلدة
مورد فاسد ہے اگر آیت متلوہ مین بھی کلمہ المحصنات بمعنی عفائف ہی ہو اگر ایسا ہو تا تو قذف غیر عفائف بھی

حد قذف واجب ہوتی حالانکہ قذف غیر عفائف پر بالاتفاق باجماع امت حد واجب نہین مثلاً
ہندہ اور زید دونون فاسق غیر عفیف ہین اور کسی شخص نے اون دونون کی نسبت یہ کلمہ کہا کہ ان
دونون نے باہم زنا کیا ہے اور چار گواہ اپنے قول کے اثبات پر پیش نکر سکا تو بالاجماع اوسپر حد واجب نہین ہے
اگر یہ کہیے کہ جب محصنات کے معنی یہان عفائف کے ہین تو اثبات حریت کا کیون کیا گیا تو جواب اوسکا یہ ہے
کہ مجرد لفظ محصنات سے حریت کا اعتبار نہین کیا بلکہ لام عہد جو کلمہ محصنات پر داخل ہے وہ دلالت
کرتا ہے اوپر عفائف معہودہ یعنی حرائر کے کہ جنکی قذف کے واقعہ مین آیت نازل ہوئی ہے اس صورت
مین صحیح ترجمہ یہ ہے کہ جو لوگ تہمت زنا کی اون عفائف معہودہ یعنی عفائف حرائر کو لگاتے ہین الخ نظیر
اسکی اَفِیضُوا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ یعنی وقوف کرو اوس جگہ سے جہان وہ لوگ یعنی قریش
وقوف کرتے ہین و قولہ تعالی وَالْمُطَلَّقَاتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ اور وہ مطلقات
معہودہ یعنی حرائر مدخولہ انتظار کرین اپنا تین قرو تک دیکھو کلمہ الناس اور المطلقات سے قریش اور عورات
مطلقات حرائر مدخولہ مراد ہین لیکن جسکو کچھ عربیت مین دخل ہوگا وہ ہرگز یہ نہین کہہ سکتا کہ ناس
کے معنی قریش اور مطلقات کے معنی عورات مدخولہ ہین اسیطرح پر یہان بھی کلمہ محصنات کے معنی
حرائر ٹھہرانے صریح غلطی اور خطا واقعی ہے اگر کہیے کہ یہ اوس صورت مین ہی کہ اوس لام کو لام عہد کا
ٹھہرایا جاوے اگر لام جنس ٹھہرایا جاوے تو پھر کوئی لفظ نہین ہے کہ حرائر پر دلالت کرے پس اس صورت
مین اسی کلمہ محصنات کو بمعنی حرائر کے سمجھنا چاہیے تو جواب اسکا یہ ہے کہ نزول قرآن زبان عرب مین ہے پس
جائز نہین کہ کسی کلمہ کی معنی اپنی طبیعت سے ایسے گڑھے جاوین کہ لغت عرب مین اوسکے وہ
معنی نہ ہوین اس صورت مین کونسی ضرورت داعی ہے کہ لام عہد کو چھوڑ کر لام جنس اختیار کیا جاوے
اور بالفرض اگر لام جنس بھی ٹھہرایا جاوے تب بھی ہم یہ کہینگے کہ المحصنات سے مراد یہ ہے کہ جو اپنی جنس مین
کمال کے ساتھ متصف ہون اور وہ نہین ہین مگر حرائر نظیر اسکی اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ
کہ یہان الناس سے کاملین فی الانسانیت مراد ہین جار اللہ زمخشری رحمہ کہ بڑے عالم لغت عربی اور منجملہ
ائمہ عالیقدر کے ہین لکھتے ہین کہ اسم جنس جیسا کہ مطلقاً جنس مین مستعمل ہوتا ہے اسی طور پر

معانی مخصوصہ کاملہ مین بھی مستعمل ہوتا ہی کہتے ہین کہ زید نہین ہی انسان وقال الشاعر ؎ اذا کنا ناس والزمان زمانہم فہم القوم کل القوم یا ام خالد قال امرء القیس تسلت عمایات الرجال عن الصبی ولیس فوادی عن ہوای بمنسل غرضکہ لام داخلہ محصنات کو خواہ عہد کا لام سمجھو خواہ جنس کا ہر طرح پر وہ لام ہی مفید معنی حرائر ہی محرر کلمہ محصنات بمعنی حرائر زنہان ہی یہ کہین اور اسیطرح پر بیان ہی آیت فاذا احصن فان اتین بفاحشۃ فعلیہن نصف ما علی المحصنات اور آیہ ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المؤمنات فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المؤمنات کا اگر یہ کہین کہ جسطور پر اون آیات مین لام داخلہ محصنات کو لام عہد یا لام جنس کامل سمجھا گیا ہی ممکن ہی کہ لام داخلہ المحصنات کو بھی لام عہد یا لام جنس کامل سمجھا جاوے اور اوسی طریق سے مراد لی جاوین تو جواب یہ ہی کہ اون آیات مین قرائن تو یہ اوس طریق کے موجود ہین چنانچہ آیت اولی مین دو قرینہ تو یہ اوسکے موجود ہین ایک واقعہ نزول آیت دوسری صدیوری کہ شرعًا بالاتفاق بلا خلاف قاذف غلام و کنیز کے اوپر نہین ہی دوسری آیت مین خود نظم آیت سے ظاہر ہی کہ محصنات جو مسند الیہ المحصن اور اتین اور مرجع ضمیر محرر رسن کی ہین غیر اون محصنات کے ہین جو مجرور علی ہی اور ایسی ہی آیت ثالثہ خود نص صریح ہی کہ فتیاتکم المؤمنات داخل المحصنات نہین پس متعین ہوئی یہ بات کہ اون لامون کو لام عہد یا لام جنس کامل قرار دیا جاوے اور اس آیت یعنی فمن جہا مین کوئی قرینہ ایسا نہین بلکہ بہت ایسے قرائن ہین اور دلائل ہین کہ لام عہد اور لام جنس کامل کے مانع ہین چنانچہ بیان اوسکا آگے آویگا اور اس آیت مین باعتبار لغت ہی کے منجملہ بہت سے احتمالات کے صرف ایک ہی احتمال پر ترجمہ المحصنات کا بلفظ آزادی ممکن ہے اور باقی جمیع احتمالات پر غلط ہوتا ہی یعنی اگر محصنات کے معنی مزوجات کے لیے جاوین اور لام کو کیسا ہی یعنی خواہ عہد کا یا جنس کامل کا یا استغراق کا فرض کیا جاوے تو اون تینون صورتون مین ترجمہ بصنف کا غلط محض ہی اور اگر محصنات کو بمعنی عفائف لیا جاوے تو در صورت استغراق وہ ترجمہ غلط ہی اور اگر بمعنی عہد یا جنس کامل لیا جاوے تو البتہ از روے لغت کے

صحت ممکن ہو مگر کوئی دلیل وقرینہ اسکے اختیار کرنے کا نہین بلکہ قرائن ابطلان لفظاً ومعناً
موجود ہین پس ہمکو کیا ضرور ہو کہ ایک گڑھے ہوئے معنی مصنف کے کہ قرائن لفظی ومعنوی اوسکے
خلاف ہین تسلیم کرین اور معنی جہارم جو مصنف نے اسکمن لکھے ہین وہ بھی غلط ہین اور یہ جو
لکھتے ہین کہ علماے حنفیہ اور دیگر علما کو جو اس جگہ محصنٰت کے معنی اسلمن لینے پڑے ہین اسکا
یہ سبب ہو کہ اگر یہ معنی نہ لین تو اونکا ایک دوسرا مسلہ رجم محصنات کا جاتا رہے سو اگر یہ بھی
یہ بھی ایک بادہوائی بات ہو علماے حنفیہ نے احصن کو بمعنی اسلمن نہین لیا اور بمعجرد بطبیعہ اجتہاد امام
ہمام ابوحنیفہ رح کا ایسا نہین ہو کہ اہل ہوا کی ہوا بندی سے اوسکا ایک پتہ بھی جنبش کرسکے
اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ مصنف کو اگر کچھ شک ہو تو جس مسلہ کی نسبت بیان مجملاً
کچھ زیادہ گوئی کی ہو اوسپر بھی خوب دل کھول کر جو کچھ اعتراض کرنا ہو کرین ہم اونکو علماے
حنفیہ کی طرف سے جواب دینگے اب ہم اون دلائل وقرائن کا بیان کرتے ہین کہ جنسے ثابت
ہوتا ہو کہ ترجمہ آزاد جو مصنف نے لکھا ہو بالکل غلط ہو کیونکہ المحصنات یہ مستثنیٰ منہ ہو اور ما
ایمانکم مستثنےٰ ہو پس یہ معنی ہوے کہ حرام کی گئین آزاد عورتین مگر مملوکات اور یہ معنی دو وجہ سے
فاسد ہین ایک یہ کہ مستثنےٰ جنس مستثنےٰ منہ سے نہین ہو حالانکہ اصل استثنا مین اتصال ہو
اور کوئی وجہ جسمین انقطاع کی کہ جسکے سبب مستثنےٰ منقطع لایا گیا پائی نہین جاتی دوم یہ کہ لازم آوے
کہ کوئی عورت حلال نہو کیونکہ جب سب عورتین حرام ہوگئین تو اور اونکے مملوکات ہی رہگئین
واللازم باطل فالملزوم مثلہ اسکے جواب مین مصنف ازراہ مغالطہ کے ناوٹ کرتے ہین اور
لکھتے ہین کہ الا ما ملکت ایمانکم کو جو اس آیت مین آیا ہو اوس سے لونڈیون ہی کے معنی لینے
ضرور ہی نہین ہین اسلیے کہ نکاح کے سبب جو ملکیت ہو جاتی ہو اوسپر بھی ما ملکت ایمانکم کا اطلاق
ہوتا ہو اور جو عدد ازواج کی حد ہمارے لیے جائز کردیے ہین اونپر بھی ملکیت کا اطلاق
ہوتا ہو اقول شاید کہ کسی اور زبان مین ایسا ہوتا ہو عربی مین تو ہرگز نہین ہوتا جسکو
کچھ بھی دخل زبان عربی مین ہو وہ خوب جانتا ہو کہ ملک یمین کا اطلاق ہرگز ہرگز نہ اعداد ازواج

ہوتا ہے نہ عوائد مشکوحات پر اگر کہین کلام عرب مین ایسا آیا ہو تو فرمائین دیکھیے اور بڑے تعجب کی
بات ہے کہ اسکی سند مین آپ فول فخر رازی کو پیش کرین فخر رازی عرب عرباء بلکہ مفسرین مین بھی نہین
ائمہ نحات و لغت مین بھی اونکو کوئی نہین جانتا پس اونکے قول سے اور پر اثبات معنی لغت کے دلیل لانا
سراسر بیجا اور محض بے سود ہے مگر کیا کرین کہ الفریق یتشبث بکل حشیش یہان تک تو بیان ہوا
مخالفت لغت کا اب آگے اسی شرح فساد معنی اور لزوم ضعف تالیف کی کی جاتی ہے آپ فرماتے ہین
کہ اس آیت مین اور جہان الا ما ملکت ایمانکم آیا ہے اوسکے معنی یہ ہین پہلے یہ کہ اوس سے مراد وہ تعداد ذکر
جو اللہ تعالے نے ہماری ملک کردی ہے یعنی چار آزاد عورتون تک تو اب آیت کے معنی یہ ہوئے
کہ تم پر آزاد عورتین حرام ہوئین مگر اوتنی کہ جتنی خدا نے تمہاری ملک کردی ہین یعنی چار اقول
اس آیت مین تو صرف اسی ایک جگہہ کلا الا ما ملکت ایمانکم آیا ہے آپ کیونکر یہ فرماتے ہین کہ جہان
الا ما ملکت آیا ہے کہ جس سے تعدد وقوع کلا ملکت ایمانکم کا اس آیت مین پایا جاتا ہے خدا کو یا نبی کو اپنی
طرف سے اس آیت مین اور کہین یہ کلمہ بڑھا دیجیو اور اگر مراد یہ ہے کہ جہان قرآن مین
لفظ ما ملکت ایمانکم آیا ہے اوسکے یہ معنی ہین تو صرف مغالطہ و دروغ ہے کلا ملکت ایمانکم سے
کہین بھی ملک نکاح مراد نہین بلکہ ملک یمین یعنی رقیت ہی مراد ہے پھر چونکہ لفظ ما الفاظ
عموم سے ہے کہ مادی ہے جمیع متداولات اپنی کو تحال تعالی لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ
وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ قال طرفة عمرو بن عبد الکندي
شعر فازکنت لاتستطیع دفع منیتی فدعنی ابادرها بما ملکت یدي قال زهیر بن
ابي سلمی شعر فلا تکتمن الله ما في صدورکم لیخفی ومهما یکتم الله یعلم وقال
لبید بن ربیعة العامري شعر فتنع بما قسم لک فانما قسم المخالق بیننا
علانیة وقال ابو الطیب شعر واهجر اقل لي مما کابدت فقد الغریق فما خوف من البلل
پس اس صورت مین مطابق ترجمہ مصنف کے معنی آیت کے یہ ہوئے کہ حرام کی گئین تم پر سب آزاد

عورتین مگر کل وہ آزاد عورتین کہ جنکے تم مالک ہوچکے ہو یعنی جو نکاح مین تمھارے آچکی ہین
واہ جناب مجتہد صاحب خوب آپ کے معنی آپنے اجتہاد کی رو سے بیان فرمائے کہ جس سے کئی از خلاف
شرع لازم آئے اول یہ کہ مثلاً کسی شخص کے نکاح مین زیادہ چار عورتین سے آگئین تھین وہ بموجب حکم
نص صریح کے مطابق آپکے اجتہاد کے حلال ہین خلافاً لرسول اللہ صلعم کہ وہ حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم ایسی حالتمین فرماتے ہین امسك اربعاً وفارق سایرھن ثانیاً مثلاً کسی شخص کے
نکاح مین ایک ہی آزاد عورت تھی تو بموجب آپکے اجتہاد کے اور تین حرائر تک اور سب حرام ہوگئین
خلافاً للہ تعالی کہ وہ تعالی فرماتا ہی فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ثالثاً اگر کسی شخص کی عورت بعد نزول آیت متلوہ کے مرگئی یا اوس وقت تک اوسنے
نکاح ہی نہین کیا تھا تو لازم آیا کہ وہ کسی حرہ سے نکاح ہی نکر سکے کیونکہ حرائر آپ کے اجتہاد فاسد کے
بموجب قاطبۃً حرام ہین بجز اون حرائر کے کہ وقت نزول آیت تک نکاح مین تھین اور جو عورتین
ایسے حرائر کا مابعد کے نکاحون مین قیامت تک ممتنع ہی پس سبب نہ پایا جانے ایسے حرائر کے سبب
نکاح مابعد کے محرمات کے ساتھ وجود مین آئے اور آپنے جو کلمہ ما کا یہ ترجمہ کیا کہ (اتنی) یہ تو
صاف غلط ہی یہان پر کلمہ ما موصول بمعنی اللاتی یا الآتی کے ہی تو آپ ہی کے اجتہاد کے موافق
ترجمہ کلمات آیت کا یہ ہوا کہ حرام کی گئین آزاد عورتین مگر وہ عورتین کہ خدا نے تمھاری ملک
کردی ہین کلمہ ما کسیطرح پر عدد پر دلالت نہین کرتا علاوہ بران مستثنی منہ ذوات محصنات ہین
نہ اعداد محصنات پس استثنا اعداد کا ذوات سے ہرآینہ خلاف ظاہر ہی پھر آپکی تقریر و تاویل سے یہ امر لازم آتا ہی
کہ تعداد مملوک یعنی منکوح ہون کیونکہ جب آپنے ما موصولہ کو بمعنی تعداد ٹھہرایا تو جو عائد محذوف منصوب
صلہ کے جملہ مین بھی اوسیکی طرف عائد ہوسے اور وہی مفعول ملکت کا قرار پایا پس وہی مملوک ہوا
حالانکہ یہ امر بالبداہۃ باطل ہی کیونکہ تعداد مملوک ہونیکی صلاحیت نہین رکھتی ذوات معدودات
تو مملوک ہوسکتی ہین مگر تعداد مملوک نہین ہوسکتی اور اس مقام پر آپنے ترجمہ ملکت ایمانکم کا
بھی برخلاف اور مقامات کے اور کبھی برخلاف الفاظ کے فرمایا آپ ہی کا ترجمہ یہان اس طور پر لکھتے ہین

کہ خدا نے تمھاری ملک کردی ہین حالانکہ یہان ملکت ملکا ہی نہ ملکت تملیکا اور فاعل فعل
ملکت کا ایما نکم ہی نہ خدا پس مجرد کو بمعنی مزید فیہ کے ٹھہرانا آپ ہی مجتہدون کا کام ہی بعد تحریف
معنی ملک اور دیگر تحریفات کے بلحاظ کلمات آیت کے ترجمہ اس طور ہونا چاہیے کہ مگر اتنی کہ جتنی کے مالک
ہوئے ہین ہات تمھارے یعنی اتنی کہ جتنی نکاح مین آئین ہین تمھارے یا آپکی ہین نکاح مین تمھارے
اور ان دونون صورتون مین وہی قباحت جو ہمنے اوپر لکھی ہی عائد ہوتی ہی اور اگر ملکت کو بمعنی
استقبال کے لیا جاوے تو یہ معنی ہونگے کہ حرام ہوئین تمپر آزاد عورتین مگر اوسقدر کہ جسقدر تمھارے
نکاح مین آوین تو اس صورت مین اوس مقدار کی تفسیر جو بلفظ چار کے ہی غلط ہی لفظ مالکوا اپنے
بمعنی تعداد کے لیا ہی چونکہ تعداد مخصوص چار ہی کے ساتھ نہین ہے پس لفظ ما بھی مخصوص چار کے
ساتھ نہین ہوسکتا بلکہ ایک سے لیکر ہزار اور اوس سے زائد تک کو متناول ہی اگر آپ یہ کہین کہ مراد
یہ ہی کہ اوس قدر جس قدر حلال کی ہین خدا نے واسطے تمھارے اور وہ زیادہ چار سے نہین ہی
تو ہم کہینگے کہ یہ دوسری مخالفت لغت کی ہوئی یعنی ایک تو پہلے ہو چکی تھی کہ ملک یمین کو
بمعنی نکاح لیا دوسری یہ ہوئی کہ ملک کو بمعنی حلال کرنیکے ٹھہرایا تیسری یہ ہوئی کہ لازم کو بمعنی
متعدی ٹھہرایا کچھ حصر بھی ہی کہان تک قیود پر قیود لگاتے اور مخالفت لغت کی کرتے
چلے جاوگے آپکی ان توجیہات اور تاویلات واہیہ سے کلام معجز نظام کہ جسکے معارضہ سے عرب
عرباء عاجز ہین ضعف تالیف مین نہایت درجہ کے مبتذل کو پہنچا شعر
بر ہوا تاویل قرآن میکنی ✤ پست و کژ شد از تو معنی سنی ✤ کردہ تاویل لفظ بکر را ✤
خویش را تاویل کن نے ذکر را ✤ ایسی ہی خود مختاری پسند ہی تو اتباع کتاب اللہ سے دست کش
ہوکر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدی بنایئے اسلام کو بدنام نفرمایئے شعر گر تو قرآن بدین نمط
خوانی ✤ ببری رونق مسلمانی ✤ علاوہ بران ہم یہ کہتے ہین کہ دلیل تحدید چار اس آیت
سے پہلی ہی یا پچھلی اگر بعد کو ہی تو تفسیر آپکی بہ لفظ یعنی چار صریح غلط ہی اور اگر وہ دلیل
پیشتر کی ہی تو لازم آیا کہ اس آیت سے وہ آیت منسوخ ہوگئی کیونکہ لفظ ما عام ہی اور حکم عام کا یہی

کہ موجب حکم ہی اپنے جمیع متناولات مین بالقطع اور جب خاص سے متاخر ہو تو ناسخ خاص کا
ہوسکتا ہی چنانچہ اسی بنا پر آپنے رسالہ حل مختفہ مین آیت طعام الذین اوتوا الکتاب
حل لکم کو ناسخ آیت حرمت مختفہ کا ٹھہرایا ہی پس اس حالت مین بھی تفسیر آپکی بلفظہ یعنی
چار غلط محض ہی اسلیے کہ معنی منسوخ تفسیر ناسخ کے نہین ہوسکتی پس ان وجوہ سے بخوبی ثابت
ہوگیا کہ کلمہ ما سے تعداد اور ملک یمین سے نکاح مراد لینا محض تحریف اور سورت ابتدا ال کلام
معجز نظام ہی یہان تک بیان تھا وجہ اول کا اب بیان دوسری وجہ کا شروع کیا جاتا ہی
مصنف فرماتے ہین کہ دوسری یہ کہ آزاد عورتین تم پر حرام ہین مگر وہ جنہین اللہ تعالے نے تمھاری ملکیت
مقرر کردی ہی اور یہ ملکیت جب ہوتی ہی کہ جب ولی موجود ہو اور گواہ حاضر ہون اور تمام
شرطین جو شریعت مین نکاح کے لیے مقرر ہین پوری ہون **اقول** اس توجیہ مین بھی
اکثر امور مین مثل توجیہ اول کے قباحات ظاہر ہین اور علاوہ بران یہ تفسیر آیت کی نہین
در حقیقت اپنی طرف سے ایک کلام فاسد گڑھ کر اوسکو کلام الٰہی ٹھہرانا ہی قطع نظر اور قباحات
کے چونکہ لفظی ترجمہ آیت کا آپکے اجتہاد کے موافق اس شق پر یہ ہوا کہ حرام کی گئین تم پر آزاد
عورتین مگر جبکہ انکا نکاح تمھارے ساتھ مطابق شریعت محمدی کے باجتماع جمیع شرائط شرعیہ
ہوا ہو یا ہوچکا ہو پس مثلاً اگر کسی کافر کا نکاح کافرہ سے ہوا ہو اور بعد از نکاح کے دونون مسلمان
ہوگئے تو لازم آیا کہ وہ عورت اوسپر حرام ہوجاوے اور تفریق اونکی درمیان مین کردیجاوے
کیونکہ ظاہر ہی کہ نکاح کفار کا مطابق شرع محمدی یا باجتماع شرائط شرعیہ نہین ہوتا والالازم
باطل شرعاً فالملزوم مثلہ پھر آپہی صفحہ ۱۲۱ مین معترف ہین کہ اس جگہ یعنی اس آیت مین
خدا تعالی نے جو عورتین اور رشتہ دار عورتین حرام ہین اور جو حلال ہین اونکا بیان
فرمایا ہی انتہی اس سے ظاہر ہی کہ شرائط اور حضور ولی و شہود کا کچھ تذکرہ آیت مین نہین
اور نہ اوسکے واسطے سیاق آیت کا ہی پس تفسیر آیت کی اس طور پر جو آپنے کی کہ جس سے
صاف ظاہر ہوتا ہی کہ سیاق آیت واسطے شرائط نکاح کے بھی ہی ہر آئینہ یہ تفسیر آپکے خلاف ہی

آپکے اعتراف کے بعد اسکے مصنف نے عبارت فخر رازی کی اس طور پر نقل کی فھذا الاول في تفسیر قولہ الا ما ملکت ایمانکم وھو المختار ویدل علیہ قولہ تعالی وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ وجعل اللہ ملك اليمين عبارة عن ثبات الملك فيها فوجب ان يكون ھھنا مفسرا بذلك لان تفسير كلام اللہ بكلام اللہ اقرب الطرق الى الصدق والصواب انتہی اور اسکی بنا پر لکھتے ہین کہ پس یہی (یعنی وجہ دوسری) ٹھیک تفسیر ہو خدا کے کلام الا ما ملکت ایمانکم کی اور اسی کو عالمون نے اختیار کیا ہو اور اسکی صحت پر قرآن مجید کی دوسری آیت بھی دلالت کرتی ہو سورۂ مومنون مین خدا تعالی نے فرمایا ہو کہ جو مسلمان اپنی عضو شہوت کی نگہبانی کرتے ہین بجز اپنی جورو وون کے یا اونکی جنکے مالک اونکے ہاتھ ہو چکے ہین اس آیت مین اللہ صاحب نے ہاتھ کی ملک سے مسلمانون کی ملکیت کا اونمین ثابت ہونا مراد لیا ہو پس واجب ہو کہ اور آیت مین بھی یہی مراد لیجاوے اسلیے کہ تفسیر قرآن مجید کی ایک آیت کی قرآن مجید کی دوسری آیت سے نہایت ٹھیک رستہ سچائی اور درستی پر چلنے کا ہو **اقول** عجیب اجرا ہو کہ فخر رازی کچھ اور کہتا ہو آپ کچھ اور ہی فرما رہے ہین **شعر** ری عند لیب نالان نہ منہ سا مجھے کہ انشا ✽ اونچ اور لے رہا ہو تو کچھ اور کا رہی ہو ✽ وہ کہتا ہو کہ ہذا الاول یعنی پہلی صورت آپ اوسکو وجہ ثانی پر محمول فرماتے ہین اور اگرچہ اس جگہہ عبارت تفسیر کبیر کی حد سے زیادہ مجمل اور بے ربط ہو کر کوئی معنی اوسکے صحیح بن نہین سکتے مگر اس قدر ظاہر ہو کہ مراد اوسکی یہ ہو کہ جو معنی ما ملکت ایمانھم کی آیہ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ مین ہین وہی یہان بھی مراد لینی چاہئین ہم بھی اسکو تسلیم کرتے ہین اور مجتہد دھر نے بھی اسکو مان لیا ہی پس اب کچھہ جھگڑا باقی نہین رہا صرف یہ بات دیکھنی چاہئے کہ آیہ مذکورہ مین ما ملکت ایمانھم مراد ازواج منکوحہ ہو سکتی ہین یا نہین ہم کہتے ہین کہ نہین ہو سکتین کیونکہ ما ملکت ایمانھم بدلیہ حرف تردید یعنی اَوْ کے قسیم ازواج واقع ہو اور القسیمین عین قسیم آخر کا نہین ہو سکتا آیتکے یہ معنی ہین اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہون کی نگاہ رکھنے والے ہین مگر اپنی ازواج پر یا اوس چیز پر جسکے مالک ہو چکے ہین

ماتھہ اوسکے پس ظاہر ہو کہ ازواج اور ما ملکت ایمانہم دونون ایک نہین ہو سکتے اور جب اس آیت مین ما ملکت ایمانہم کا غیر ازواج کے ظاہر ہوا تو باتفاق فخر رازی اور ہمارے اور مجتہد دھر کے لازم آیا کہ اور آیات مین بھی ما ملکت ایمانہم سے ازواج مراد نہ لیجاوین اور یہی ہمارا مدعا ہمارا اور اس سے ظاہر ہوا بطلان سب تاویلات فاسدۂ مجتہد دھر کا والحمد للہ رب العالمین اب ہم کہتے ہین کہ جس قدر مجتہد دہر نے تفسیر کبیر سے نقل کیا ہی مختار امام رازی نہین بلکہ یہ سب اقوال ضعیفہ ہین جو امام نے تفسیر مین نقل کیے ہین اور جو مختار امام ہی اور اونھون نے اپنی تفسیر مین اوسکے نسبت لکھا ہے کہ یہ معنی مراد لینے واجب ہین مجتہد دہر نے اوسکو یک قلم چھوڑ دیا ہم اوسکو نقل کرتے ہین قال الامام ما ہم قولہ تعالی وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ یعنی ذوات الازواج والدلیل علی ان المراد ذلک انہ تعالی عطف المحصنات علی المحرمات فلا بد من ان یکون الاحصان سببا للحرمۃ ومعلوم ان الحریۃ والعفاف والاسلام لا تاثیر لہ فی ذلک فوجب ان یکون المراد منہ المزوجیۃ لان کون المرءۃ ذات زوج لہ تاثیر فی کونہا محرمۃ علی الغیر انتہی قول خدا تعالی وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مین مراد المحصنات سے شوہر دار عورتین ہین اور دلیل اسپر کہ وہی مراد ہین یہ ہی کہ خدا تعالی نے محصنات کا عطف محرمات پر کیا پس ضرور ہی کہ احصان سبب ہو وی حرمت کا اور یہ بات معلوم ہی کہ حریت اور عفیفہ ہونے اور اسلام کو کچھہ تاثیر حرمت مین نہین ہی پس واجب ہوا کہ محصنات سے شوہر دار عورتین ہی مراد لیجاوین اسلیے کہ ہونا عورت کا شوہر دار اسکو تاثیر ہی غیر شوہر پر حرام ہونے مین دیکھو قول مختار امام کا تفسیر محصنات مین یہ ہی جسکو وے کہتے ہین کہ یہی معنی مراد لینے واجب ہین اور بدلیل قوی اس معنی کے ارادہ کو ثابت کرتے ہین اور جب محصنات کے یہ معنی قرار پائے تو پھر بالبداہۃ واجب ہوا کہ ما ملکت ایمانکم کے معنی مملوکات مین یعنی کنیزین ہی ٹھہرائی جاوین جب یہ معلوم ہو چکا کہ مصنف نے جو المحصنات کو بمعنی آزاد اور ما ملکت کو بمعنی مملوکات لیا ہی سراسر خلاف لغت اور موجب رواج کلام معجز نظام اور سورش قباحات عظیمہ کا ہی تو اب ہم دیکھتے ہین

کہ مصنف جو اوپر ارادہ معنی شوہر دار کے طعن فرماتے ہین یہ طعن اونکا بجا ہی یا بیجا ہی لہذا اونکے
اقوال پر قولاً اور فعلاً گفتگو کرتے ہین **قال** اس کہ یت مین جو لفظ محصنات کا ہی اسکے معنی اکثر
مفسرون نے شوہر والی عورتین لیے ہین اور ما ملکت ایمانکم کی لفظ سے یہ مراد لی ہی کہ وہ جو لڑکی مین
قید ہوا کی ہون اور اونکے کافر شوہر دار الکفر مین ہون انتہی **اقول** ہمنے اوپر ثابت کر دیا ہی
کہ اس مقام مین از روی لغت عرب کے محصنات کے صرف دو ہی معنی ہو سکتے ہین تیسری کوئی معنی
نہین یا شوہر دار یا عفائف اور چونکہ خود مصنف بھی اس جگہہ عفائف مراد نہین لیتے تو بس
اب بجز شوہر دار کے اور کوئی معنی باقی نرہے اور بالضرورۃ لازم آیا کہ اس جگہہ معنی محصنات
صرف زنان شوہر دار ہی متعین ہون اور ہم اوپر یہ بھی ثابت کر چکے ہین کہ ملک مین نکاح کے
معنی مین کہین نہین آیا بلکہ بدلیل آیۂ کریمہ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ ازدواج اور ملک مین باہم تقسیم اور مبائن ہین پس جو معنی ملک ایمانہم
کے کافۂ مفسرین نے لکھے ہین ہر اینہ مطابق لغت عرب کے ہین یہ معنی ایسے نہین کہ جیسے
مصنف نے دل سے گڑھے ہین اور اعتبار ہوتے شوہرون کا دار الکفر مین جو کیا گیا ہی وہ
بلحاظ واقعۂ نزول آیہ اور حدیث مشہور کے ہی جسکو مسلم نے اور دیگر اصحاب سنن نے
طرق متعددہ سے روایت کیا ہی اور بھی بدلیل اور احادیث کے کہ جنمین بھی اختلاط ہی کے اور ہوئے
ایک عورت کے فراش دو مردون کی ہو چنانچہ ہم یہان احادیث واقعۂ نزول آیت کے لکھتے ہین
ان رسول اللہ صلعم یوم حنین بعث جیشا الی اوطاس فلقی عدوا فقاتلوھم وظھروا علیھم فاصابوا لھم سبایا فکان الناس من اصحاب رسول اللہ صلعم تحرجوا من غشیانھن من اجل ازواجھن من المشرکین فانزل اللہ عزوجل فی ذالک والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم ای فھن حلال لھم اذا انقضت عدتھن وعن ابی سعید الخدری ورفعہ انہ قال فی سبایا اوطاس لا توطأ حامل حتی تضع ولا غیر ذات حمل حتی تحیض حیضۃ رواہ ابو داؤد وعن رویفع بن ثابت الانصاری قال قام

فینا خطیبا فقال اما انی لا اقول لکم الا ما سمعت رسول اللہ صلعم یقول یوم حنین
قال لا یحل لامرأ امن باللہ والیوم الاخر ان یسقی ماءہ زرع غیرہ یعنی اتیان الحبالے
ولا یحل لامرأ یؤمن باللہ والیوم الاخر ان یقع علی امرأۃ من السبی حتی یستبرءھا
الحدیث رواہ ابوداؤد والترمذی سنا پس ظاہر ہوا کہ یہ تفسیر تمامتر مطابق لغت عرب اور
مطابق وحی صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی اور کسی دلیل عقلی کے بھی خلاف نہیں
قال اس گڑھی ہوئی تقریر سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ لڑائی میں جو عورتیں شوہر والی یا بے
شوہر والی پکڑی جاویں وہ لونڈیاں ہیں اور اونسے بہائم کے مانند مباشرت کرنی درست ہی
اقول خلاصہ اس تقریر غیر معقول مجتہد کا صرف دو امر ہیں ایک یہ کہ یہ تقریر کا فہ مفسرین
کی گڑھی ہوئی ہی دوسرے یہ کہ یہ مباشرت مثل بہائم کے ہی سو امر اول تو بنی اوپر کمال غلطی
کے ہی کیونکہ اس تفسیر میں کوئی ایسی بات نہیں کہ خلاف لغت عرب ہو محصنات کے معنی
لغت میں مزوجات میں ملک یمین کے معنی بھی مطابق لغت ہیں استثنا بھی متصل ہی منقطع
نہیں کہ جسکو خلاف اصل کہہ سکیں لفظا کو محمول اوپر اعداد اور شرائط کے نہیں کیا گیا
پھر کونسی چیز اس تفسیر میں ایسی ہی کہ جسکی بنا پر کوئی کہہ سکے کہ یہ تفسیر گڑھی ہوئی ہی امر دوم کا
جواب یہ ہی کہ یہ مباشرت مانند بہائم کے البتہ اوسوقت ہو سکتی تھی کہ انقطاع کلی درمیان شوہر
کافر اور زنان سبیہ کے نہو جاتا یا اختلاط مائین لازم آتا حالانکہ تفسیر مذکور اون دونوں امور سے
کسی امر کے متلزم نہیں اگر اس مباشرت کو مصنف تقلید بعض تو ہم پرستوں کے مثل بہائم ٹھہراتے
ہیں تو مباشرت مطلقات اور شوہر مردہ عورتوں کو بھی ایسا ہی سمجھیں **قال** مگر جس شخص کو
خدا نے ضلالت تقلید سے بچایا ہوگا اور خدا کے کلام کو اوس اوسے جسکا وہ حق ہی دیکھیگا تو یقین
کریگا کہ اس آیت کی یہ معنی نہیں **اقول** تفسیر کا خفسرین کو بنی بر تقلید سمجھنا جہل ہو وہ تفسیر ایسی
نہیں کہ مصنف کے تفسیر خاسد کے مانند بخلاف لغت مبنی بر تقلید اند موجب گمراہی ہو وہ تفسیر
ایسی نہیں کہ کلام معجز نظام کو اوسنے ضعیف التالیف کرکے مرتبہ عالیہ اعجاز سے ساقط کرکے

مفاک سدارت اور ابتذال مین مانند تفسیر مصنف کے ڈال دیا ہو وہ تفسیر ایسی نہین کہ شامل تفسیر مصنف
از راہ بے ادبی کے اوسمین قیود بالا قیود بڑھا کر اور اصل نظم مین اصلاح اپنی طرف سے دیکر نوبت تحریف
کی پہنچادی گئی ہو یا انہمہ نسبت اوس تفسیر کے ایسے ایسے کلمات زبان پر لانا اور اپنی تفسیر کو
جو تمامتر خلاف لغت اور بیاوٹ کی تقریر اور مستلزم قباحات چند در چند ہو اوس سے بہتر سمجھنا سراسر
گمراہی اور تمامتر جہل ہو **قال** نہ اوسمین لڑائی کی قیدیون کا کچھ ذکر ہو نہ اون لفظون کی معنی مین
اقول ہرگاہ کہ واقع نزول آیت مذکورہ آنا قیدیان جہاد کا اور تحرج مومنین کا ہی مجاہدت زنان
مسببہ ہے جیسا کہ احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوا اور الفاظ بجز ان معانی کے جو تفسیر کیے گئے
ہین اور کچھ نہین جیسا کہ مفصلا گذرا تو جہل مصنف کا ہی جو ایسا فرماتے ہین **شعر**

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✣ چشمہ آفتاب را چہ گناہ ✣ فہم سخن گر نکند مستمع ✣
قوت طبع از متکلم مجو ✣ **ابیات** اذا عیر الطائی بالبخل امہ ✣ وعیرت قیسا بالفہاہۃ باقلا ✣
وطاولت الارض السماء سفاہۃ ✣ وفاخرت الشہب الحصی والجنادل ✣ وقال الشمس انت
خفیۃ ✣ وقال الدجی لا صبح لیلک حائل ✣ فیا موت زر ان الحیوۃ ذمیمۃ ✣ ویا نفس
جدی ان دہرک ہازل **قال** پس جو لوگ کہ والمحصنات من النساء سے شوہر دار عورتین
مراد لیتے ہین انکے پاس اوسکی کیا سند ہو **اقول** سند لغت موجود سند احادیث صحیحہ موجود
چنانچہ بیان اونکا اوپر گذر چکا حیرانی ہو کہ آپ اوس قسم کی سند چاہتے ہین آپ کی وہ مثل ہو
کہ قاضی نے توبہت ہر ایا پر مین نہین نہ ہاری **قال** اسلیے کہ لفظ متعدد المعنی ہے ایک معین معنی
مسلم علیہ کے اخذ کرنے کو مقرر کرنیکے لیے کوئی دلیل عقلی یا نقلی چاہیے سو یہان بجز اپنی قیاس
سے ایک بات کہدینے کی نہ کوئی عقلی دلیل ہو نہ نقلی **اقول** معنی لفظ اوس مفہوم کو کہتے ہین کہ
واضع لغت نے اوس لفظ کو واسطے اوس مفہوم کے بنایا ہو پس جو مفہوم ایسا ہو کہ واضع نے
وہ لفظ اوسکے واسطے نہ بنایا ہو اوس مفہوم کو معنی لفظ ہرگز نہین کہہ سکتے جس طرح پر کوئی
شخص مفہوم آزادی کو معنی محصنات قرار دے یا مفہوم نکاح کو معنی ملک یمین ٹھہرادے تو قبول

اوسکا کسی طرح پر لائق تسلیم کے نہین ہے کیونکہ نہ واضع نے اون الفاظ کو واسطے ان معانی کے
وضع کیا ہے نہ کسی اصطلاح خاص یا عرف عام مین نقل کیا گیا ہے جب یہ بات معلوم ہوئی تو ہم
کہتے ہین کہ لفظ محصنات کے دو ہی معنی ہین ایک زنان شوہر دار دوسرے عفائف اور یہ بھی ظاہر
ہے کہ الفاظ متعدد المعانی جہان کہین بولے جاتے ہین تو ہر ایک موقع پر ایک ہی معنی منجملہ معانی
متعددہ کے مراد لیے جاتے ہین سب معانی معًا ایک محل پر مراد نہین ہو سکتے اور اس جگہ جمع اون دو
معنون کے ایک معنی یعنے عفائف تو باتفاق مصنف اور مفسران عالیقدر کے مراد نہین تو ضرور
لازم آیا کہ زنان شوہر دار ہی مراد لی جاوین اور یہ جو فرماتے ہین کہ ایک مسلہ عظیمہ کے اخذ کرنے کو
انہون نے یہ اوٹکا گمان فاسد ہے مفسرین رحمہم اللہ تعالی کا یہ کام نتھا کہ اپنے دل سے کوئی مسلہ شرعی گھڑ کر
اوسکی تائید کے واسطے قرآن مین تاویل کرین انھون نے تو جو معانی کلمات قرآن کے از روے
لغت عرب کے تھے اور احادیث نبوی اونکے مؤید تھین بیان کیے بعد ازان جو کوئی مسلہ شرعیہ
اوسپر متفرع ہوا تو ہمین اونکا کچھہ اختیار نہین اور یہ جو کہتے ہین کہ بجز اپنے قیاس کے انہون نے یہی جو اون
اونکی تفسیر مین قیاس کہان ہے مگر مصنف نے جو تفسیر کی ہے البتہ وہ سراسر مبنی بر قیاس فاسد ہے
چنانچہ قول اونکا دلیل صریح قیاس کی موجود ہے کہ اوسمین لفظ محصنات سے آزاد عورتین مراد ہین تو
اس جگہ بھی وہی مراد ہین اب ہم بفرض اس امر کے کہ محصنات کے ایک معنی حرائر بھی ہین
مصنف پر اعادہ اونکی تقریر کا کرتے ہین کہ جو لوگ والمحصنات من النساء سے آزاد عورتین مراد
لیتے ہین اونکے پاس اوسکی کیا سند ہے اسلیے کہ لفظ متعدد المعنی سے ایک معین معنی ایک مسلہ
عظیمہ (یعنی ابطال رقیت و تسری کی) اخذ کرنیکے لیے کوئی دلیل عقلی یا نقلی چاہیے سو بیان کیجیے
بغیر قیاس سے ایک بات کہدینے کی نہ کوئی عقلی دلیل ہے نہ نقلی اب فرمائیے جناب آپ اسکا
کیا جواب دے سکتے ہین ہمنے تو آپ کو جواب معقول دیدیا اور دلیل عقلی اور نقلی دونون بیان
کردین اب آپ دلیل عقلی یا نقلی پیش کیجیے **قال** علاوہ اسکے اگر املکت ایمانکم سے لونڈیان
ہی مراد لیجاوین تو بھی آیت کے معنی یہ ہونگے کہ تمپر آزاد عورتین حرام ہوئی ہین مگر وہ آزاد عورتین

جو پہلے آزاد تھین مگر اب تمھاری لونڈیان ہو چکی ہین انتہی **اقول** مراد لیا جانا کیا معنی ملکت ایمانکم سے تو اس جملہ بجز لونڈیون کے اور کچھ مراد ہی نہین جا سکتے دیکھیے کہ آیت والذین ہم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم مین بہ سبب توسط حرف تردید کے کلمہ ما ملکت ایمانہم سے ازواج منکوحہ مراد نہین ہو سکتین بلکہ لونڈیان ہی مراد ہین پس بقبول مستند جناب کے واجب ہو کہ اس آیت مین بھی وہی مراد لیجاوین اسلیے کہ تفسیر قرآن کی ایک آیت کے دوسری آیت سے نہایت ٹھیک رستہ سچائی اور درستی پر چلنے کا ہو علاوہ بران آپنے یہ الفارط ا کہ پہلے آزاد تھین مگر اب تمھاری لونڈیان ہو چکی ہین کس عبارت کا ترجمہ فرمایا غایت الامر یہ کہ اب ترجمہ اس طور فرماوین کہ تمپر آزاد عورتین حرام ہوئی ہین مگر جو تمھاری مملوک ہو چکی ہین گو سمجھ لو کہ یہ بسبب انقطاع استثنا کے بلا وجہ کیسے ردی ہین خیر اس بحث کو چھوڑیے اور سنیے کہ عمود آپکی تقریر کا یہ لفظ ہو کہ (ہو چکی ہین) ہمنے مانا بھی سہی مگر پھر بھی یہ معنی ہوے کہ تزول آیت ندا سے پیشتر ہو چکے ہین اور ہم ثابت کر چکے ہین کہ یہ آیت بعد واقع اوطاس کے اور بعد مملوک ہو جانے سبایا اوطاس کے نازل ہوئی ہی جو سنہ ۸ ہجری کے اواخر شوال مین واقع ہوا تھا پس سبایا اوطاس بھی مصداق لونڈیان ہو چکنے کی ہوئین یعنی اوس وقت سے بھی لونڈیان ہو چکی تھین اور چونکہ ہم یہ بھی اوپر ثابت کر چکے ہین کہ سبایا اوطاس مین زنان شوہر دار بھی تھین پس مصنف کو تفسیر سفیر مین پر کیا اعتراض باقی رہگیا اور چونکہ بحسب زعم مصنف آیت اما منا بعد اما فداء نسخ ہو گئی ہے یعنی ۱۹ یا ۲۰ رمضان سنہ ۸ ہجری مین نازل ہوئی ہو اور یہ واقعہ بعد اوسکے اواخر شوال ہی مین ہوا اور بموجب فرمان صاحب صعلم کے وہ سبایا لونڈیان و غلام بنائی گئین تو خوب ثابت ہو گیا کہ آیت اما منا بعد اما فداء مین کوئی ایسی بات نہین کہ نفع قیت آیندہ کے ہووے اور عنقریب آویگی تفصیل اوسکی انشاء اللہ تعالی **اقول** اگر انسان کو ہدایت تقلید بین خدا تعالی ہدایت کرے اور اوسکے دل کو اوس سچائی اور نور حقیقی سے جو مذہب اسلام مین ہر روشن ہے تو آیت کا مطلب سمجھنے مین کچھ دقت نہین **اقول** ہر شر فقرہ کو بعد اصلاح اور زیادت بعض الفاظ کے خود لکھتے ہین کہ اگر انسان کو گمراہ لوگون کی تقلید مین خدا نہ دے اور اوس سلامتی اور نور قدیم سے جو مذہب اسلام مین ہر روشن کر ساتھ پابندی جاوے

خوش نہ ہو جا پہلی حکام اور امر اے عہد سے رہائی دیوے تو اس آیت کا سطلب سمجھنے مین کچھ دقت نہین **قال** اس جگہ خدا تعالے نے جو عورتین اور شوہر دار عورتین حرام ہین اور جو حلال ہین اونکا بیان فرمایا **اقول** صحیح ہے والحق حق ان تتبع واقع مین اس آیت مین بیان ہے ذوات محرمات کا نہ ارادہ نکاح حاضر یعنی عورت کا فوس ہے پھر اوس اوس شخص کے حال مناسبت حال پر کہ یہ کلمات بھی زبان سے کہا جاوے اور ارادہ تقلید کے بعد اس سے بعض کلمات آیت کے معمول اور شرائط صحت نکاح کے کہ بطریق اجتہاد ناقص سے تو تقلید ہی سہی کامل کی ہزاران ہزار درجہ بہتر ہے شعر

سایۂ یزدان بود بندہ خدا	مردہ این عالم و زندہ خدا	دامن او گیر زود تر بیگمان
تا رہے از آفت آخر زمان	خاک شو مردان حق را زیر پا	خاک بر سر کن حسد را ہمچو ما

قال مگر قبل از نزول آیت کے اسکا کچھ لحاظ نتھا خدا تعالے نے جو کچھ کہ قبل اس آیت کے ہو چکا تھا اوسکے جائز رکھنے کو یہ فرمایا کہ جو آزاد عورتین تمھاری ملک ہو چکی ہین یعنی اوس زمانہ کی رسم بموجب تصرف مین آچکی ہین وہ حرام نہین پس اس سے کوئی حکم رقیت مستقبلہ کا نہین نکل سکتا **اقول** اسکے کیا معنی کہ لحاظ نتھا صاف فرمائیے کہ مشروع تھا یا نتھا جو لمحہ بہ لمحہ برابر شریعت انبیاء علیہم السلام عہد ابراہیم علیہ السلام سے مشروع معمول بہ چلا آیا اوسکی نسبت ایسا مہمل کلمہ کہنا کہ لحاظ نتھا صریح دھوکا ہے بڑے تعجب کی بات ہے کہ جو امر کہ خلاف آئین قدرت اور جبر سب بدیون کی ہو اوسکا انبیا کو بھی کچھ لحاظ نتھا کیا ایسے ایسے بڑے بڑے پیغمبر جو قانون قدرت اور اونکی روبدی کے جاننے والے اور اعلم الناس بلکہ اعلم المخلوقات والکائنات تھے ایسے غافل تھے کہ محض از راہ بے احتیاطی اور بے لحاظی کے خود بھی مرتکب اوس امر کے تھے جو خلاف آئین قدرت اور جبر سب بدیون کا تھا اور اور ونکو بھی اوسکی اجازت فرماتے تھے اور خدا کا فرمان اس طور پر سنا تے تھے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰۤی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۙ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ
الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ فلاح پائی اون مومنون نے جو اپنی نماز مین خشوع کرنیوالے ہین
اور وہ جو لغو باتون سے بچنے والے ہین اور وہ جو زکوٰۃ دینے والے ہین اور وہ جو اپنی شرمگاہون
کی نگاہ رکھنے والے ہین مگر اپنی ازواج پر یا اونپر جسکے مالک ہوئے ہاتھ اونکے پس بیشک وہ
ملامت کردہ شدہ نہین ہین پس جس شخص نے قصد کیا سوا اسکے وہی زیادتی کرنے والے ہین
اور فلاح پائی اون لوگون نے جو اپنی امانات عہد کی رعایت رکھنے والے ہین اور جو لوگ
اپنی نمازون کی حفاظت کرنے والے ہین یہی لوگ وہ وارث ہین کہ وارث ہونگے فردوس کے
وہ لوگ ہمیشہ اوسمین رہنے والے ہین دیکھیے کہ کس تاکید سے خدا تعالےٰ نسبت مرتکبان اوس
بے لحاظی کے فرماتا ہے فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ اور اگر آپکو کچھ بھی مداخلت علم معانی و بیان
مین ہوتی تو آپ سمجھتے کہ تعریف مسند الیہ کی موصولیت کے ساتھ آیت اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْوٰرِثُوْنَ مین اور پھر تاکید بضمیر منفصل یعنی ہُمْ کی کہ باب اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ سے ہے
اور پھر توصیف ساتھ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ اور پھر تاکید اوسکے ساتھ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ کی بسبب ترک فصل کے باب لاریب فیہ سے ایسی نہین ہے کہ کوئی شخص جو قرآن پر
ایمان رکھتا ہو نسبت اوسکے یہ کہہ سکے کہ اسکا کچھ لحاظ تھا تھوڑی سی غور اسی آیت کے مضمون فرمانے
کہ لغو امور سے بچنے کی تاکید عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ مین صاف نص فرمائی اور لغو امور کو فلاح نہ ٹھہرایا
بڑا تعجب ہے کہ ایسی بے لحاظی کو جس سے ارتکاب جرم آئین قدرت لازم آتا ہے باعث مدح مصداق
فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ کا قرار دیا اور اونہین بے لحاظون اور مرتکبان جرم آئین قدرت
اور جبر فطری اصول تمام جرائم کو وارث فردوس برین ٹھہرایا یہ کیسی بے لحاظی اور کیسا
جرم آئین قدرت و فطری ہے کہ وبال اسکا لغو امور کی برابر بھی نہین غرضکہ تشری اور اشراق
دھال سے خالی نہین یا مشروع تھا یا نامشروع اگر نامشروع تھا تو معمول بہ انبیا عرم اور صحابہ
رضوان اللہ علیہم کا بحضور جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح پر رہا اور اگر مشروع تھا

تو نا مشروع کب ہوگیا اگر کہیئے کہ رمضان سنہ ۸ ہجری مین حرام ہوگیا تو آپکا یہ قول غلط ہی کیونکہ یہ آیت جسمین یہان کلام ہی شوال سنہ ۸ ہجری مین نازل ہوئی ہی اور اوسکے بموجب پیغمبر صلعم نے اجازت دیدی کے بعد اسکے اگر کوئی شخص بیوی کرنا چاہے تو کرسکتا ہی چنانچہ بحث اسکی مفصل قریب آویگی پھر جو آپنے آیت کریمہ کے ترجمہ مین بطور اصلاح قرآن کے بطرز محرفان توریت و انجیل ایک یعنی لکھکر اوسکے بعد یہ لایعنی فقرہ لکھا ہی کہ (کہ اوس زمانے کی رسم بموجب تصرف مین آچکی ہین) فرمایئے کہ یہ فقرہ لایعنی طبع زاد ہی یا کسی آیت کا ترجمہ ہی یا کسی حدیث کا یہ فقرہ آپکا تحریف معنوی ہی اور قرآن مجید اوس سے محفوظ ہی جناب آپ تو بہت اصرار اور شد و مد سے اپنے تئین اون آداب دانون مین کہتے ہین کہ جو کلام الٰہی کو بہت ادب کساتھ دیکھتے ہین پھر یہ کیسی بے ادبی ہی کہ کلام مقدس مین قید پر قید فقرات پر فقرات دل سے گھڑ کر بڑھاتے جاتے ہین شعر جامی چہ لاف میزنی از اک دامنی ۔ بر جزئہ مکتو انیہمہ داغ شراب چیست ۔ اور یہ جو آپ لکھتے ہین کہ اس سے کوئی حکم بصیغہ مستقبل کا اخذ ہم آپسے دریافت کرتے ہین کہ بصیغہ مستقبل آپ کس زمانے کے اعتبار سے چاہتے ہین جب زمانہ نزول آیت ہذا تک یہ صیغہ جائز تھی تو یہ بات آپکے ذمہ ہی کہ اس نہ ملنے کے بعد حکم ممانعت کا ثابت کیجئے ورنہ اس طرح پر تو بہت گنجایش انکار بہت سے مشروعات کی نکلیگی پھر جب خود آپ معترف ہین کہ خدا جو کچھ کہ قبل اس آیت کے ہوچکا تھا اوسکے جائز رکھنے کو یہ فرمانا پس جواز اوسکا روز نزول آیت بموجب حکم خدا کے تو خود آپ ہی کے اعتراف سے ثابت ہوگیا اب اس امر مین آپہی کے اقوال پر کلام رہا کہ یہ آیت آیت من و ذد سے پہلے نازل ہوئی ہی یا بعد اوسکے اور جو چیز کہ بحکم خدا جائز ہوئی آیا اوسکو مبنی بر رسم جاہلیت کہنا روا ہی یا روا نہ سو ہم ثابت کرچکے ہین کہ یہ آیت شوال سنہ ۸ ہجری مین یعنی بعد از نزول آیت من و ذد کے نازل ہوئی ہی اور ہم یہ بھی ثابت کرچکے ہین کہ جو چیز بحکم شارع جائز ٹھہرائی گئی اوسکو مبنی بر رسم جاہلیت کہنا سراسر خطا اور بہت ہی بیجا ہی قال اسکی نظیر اسی سورہ مین اور اسی جگہ موجود ہی کہ اہل عرب اپنے باپ کی جورو کو جورو بنانے مین کچھ قباحت نہین سمجھتے تھے جب اوسکی نہی آئی تو فرمادیا کہ اس سے پہلے جو ہوچکا وہ ہوچکا چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہی مت نکاح کرو اون عورتون سے جنسے تمہارے باپون نے نکاح کیا مگر جو کچھ

کہ پہلے ہو چکا یعنی وہ اس امتناع مین داخل نہین لا تنکحوا ما نکح اٰباءکم من النساء الا ما قد سلف

اقول مآل استنباط مجتہد عصر کا مسائل شرعیہ کو نظم کتاب وسنت سے تو بہت ہی وضاحت کے ساتھ دریافت ہو چکا مگر ہمکو انتظار اسکا تھا کہ کسی موقع پر اونکے قیاس کا بھی امتحان کیا جاوے چنانچہ اب وہ موقع آگیا مخفی نرہے کہ یہان بحث اسکی نہین کہ حرمۃ بعد الاباحۃ یا اباحۃ بعد الحرمۃ شرعًا جائز ہی یا نہین اسکے عدم جواز کا کوئی شخص اہل اسلام مین سے قائل نہین ہی اور اسکا بھی کوئی شخص قائل نہین کہ جب تک وہ شی حرام نہین ہوئی تھی اوسکا ارتکاب موجب گناہ تھا یہان بحث اسکی ہی کہ جو عمل ایسا ہو کہ اوسکو انبیاء علیہم السلام نے جائز رکھا اور اوسکا انکار نکیا اور آپ بھی اوسکو عمل مین لائے ہین اور کتب سماویہ مین تصریح اوسکی اجازت دی گئی اور اوسکے احکام بیان فرمائے گئے آیا وہ قسم مباحات شرعیہ ہی یا نہین اور اطلاق رسم جاہلیت کا اوسپر جائز ہی یا نہین دوسرے یہ کہ جو فعل کہ آئین قدرت کے خلاف اور لذاتہ قبیح ہی اور تمام شرائعون کی جز ہی آیا ممکن ہی کہ انبیاء علیہم عامدًا اوسکے مرتکب ہوون تیسرے یہ کہ متمتع شی محرمہ لذاتہ سے بعد حرمۃ کے شرع مین ثابت ہی یا نہین چوتھے یہ کہ پیغمبر کی شریعت انبیاء سابقین مین مباح تھی اور اسلام مین بھی مباح ہی اور صحابہ کرام حضور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور خود پیغمبر بھی اوسکے مباشر رہے اور کتاب اللہ مین بھی اوسکی اجازت صراحۃً دی گئی تو آیا بدون قیام دلیل شرعی کے جو ناسخ اوسکی ہو یہ کہہ سکتے ہین کہ آیندہ وہ اباحت باقی نرہی صورت قیاس علیہ مجتہد عصر کے یہی کہ پیغمبر عرب منکوحہ پدر کو اپنے نکاح مین لائے تھے چنانچہ شارع نے فرمایا مت نکاح کرو اون عورتون سے جن سے تمھارے باپون نے نکاح کیا ہو مگر جو کچھ کہ پہلے ہو چکا یعنی وہ امتناع مین داخل نہین انتہی **اقول** وہ چار صورتین جو بحث طلب ہین اونمین سے کوئی ایک صورت بھی ایسی نہین کہ اوسکو صورت مقیس علیہ پر قیاس کر سکین اور مقیس علیہ کو نظیر مقیس کا قرار دے سکین بسبب وجہ اول کے یہ وجہ ہی کہ نکاح باپ کی زوجات کا کسی ملت مین جائز نہین ہوا اور کسی نبی نے اوسکو جائز نہین رکھا توریت مین کتاب احبار باب ۱۸ اور بس ۲۰ مین صاف ممانعت اوسکی موجود ہی معاذ اللہ کہ خود کوئی پیغمبر اوسکا مرتکب ہوا ہو یا بحضور

کسی پیغمبر کے بلا انکار ظہور مین آیا ہو خود قرآن شریف سے ثابت ہو کہ یہ نکاح پیشتر بھی سے فحش
اور موجب غضب الٰہی ہو اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّمَقْتًا وَّسَآءَ سَبِیْلًا یعنی کہ نکاح کرنا اسکا ساتھ باپ کی
جورو دون کے تھا فحش اور غضب اور بری راہ شرفا بھی سب بھی اس سے بہت پرہیز کرتے تھے اور
اسی سبب سے جو کوئی اراذل مین سے ایسا کرتا تھا تو اوس نکاح کو نکاح المقت یعنی نکاح مبغوض
اور اوس نکاح کرنے والے کو اور اوسکی اولاد کو مقتی کہتے تھے پس یہ قول مجتہد کا کہ
عرب ایسے نکاح مین قباحت نہین سمجھتے تھے تامتر مبنی اوپر جہل مرکب کے ہو دوسری بھی
صورت متنازعہ کو بھی کچھ تعلق مقیس علیہ سے نہین کیونکہ ایسے نکاح کا کبھی کوئی نبی خود مرتکب ہوا
نہ کسیکو اجازت دی تیسری صورت کا حال یہ ہو کہ قبل از تحریم قرآن بھی ایسے نکاح سے کبھی تمتع
جائز نہین ہوا چہ جائیکہ بعد از تحریم تمتع جائز ہو چنانچہ ہمنے اوپر ایک حدیث نقل کی جسکا
یہ مضمون ہو کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے ایک شخص کے قتل کا حکم صادر فرمایا پس
قیاس مجتہد کا ہر ائینہ قیاس مع الفارق ہو صورت ہمارے کسی طرح پر مطابق صورت مقیس علیہ
کے نہین پس قیاس مجتہد عصر کہ بلا لحاظ شرایط وارکان قیاس کے نہ محض ہیچ و پوچ ہو بلکہ اسے ظاہر ہوتا ہو
کہ ہنوز وی شرایط ارکان قیاس سے بھی واقف نہین اور باینہمہ ناواقفی کے اپنے تئین مجتہد بتاتے
ہین اب رہا کلام اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ مین اگر اسکو استثنا متصل تصور کیا جاوے اور کلمہ ما کہ
جو انکح پر داخل ہو عام کہ متناول ہو منکوحات سالفہ اور باقیہ اور مستقبلہ کو لیا جاوے اور امور
سالفہ کو مستثنی کیا جاوے تو یہ معنی ہونگے کہ نہ نکاح کرو اون عورات کو جنسے تمہارے آبا نے
نکاح کیا مگر منجملہ اونکے جو مر گئے ہین تو یہ کلام از قبیل سیالنعہ باب لاعیب فیہم غیران سیوفہم
بہن فلول من قراع الکتائب اور حتی ابیض القار اور حتی یلج الجمل فی سم الخیاط سے ہوگا
یعنی کوئی صورت اجازت ایسے نکاح کی نہین مگر ایک صورت نکاح کی ساتھ گذشتگان کے
اور چونکہ یہ محال اور ممتنع ہو پس کسی طرح کوئی صورت جواز کی باقی نرہی اکثر مفسرین نے اسی طرح پر
آیت کی تفسیر کی ہو اور مختار علامہ زمخشری یہی تفسیر ہو چنانچہ وہ تفسیر کشاف مین لکھے ہین

فَإِنْ قُلْتَ كَيْفَ اسْتَثْنَى مَا قَدْ سَلَفَ مِنْ مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ كَمَا قُلْتَ كَمَا اسْتَثْنَى غَيْرَانَ سِيبَوَيْهِ
مِنْ قَوْلِهِ وَلَا عَيْبَ فِيهِمْ يَعْنِي إِنْ أَمْكَنَكُمْ أَنْ تَسْتَثْنُوا مَا قَدْ سَلَفَ فَانْكِحُوهُنَّ فَاجْعَلِ الْكَلَامَ
غَيْرَهُ فِي ذَلِكَ غَيْرَ مُمْكِنٍ وَالْغَرَضُ الْمُبَالَغَةُ فِي تَحْرِيمِهِ وَسَدُّ الطَّرِيقِ إِلَى إِبَاحَتِهِ بِكُلِّ مُحَالٍ
فِي التَّأْبِيدِ فِي عُمُقِ قَوْلِهِمْ حَتَّى يَبِيضَ الْقَارُ وَحَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ اور اگر اسکو استثنا
منقطع اوالا کو معنی لیا جاوے تو جملہ ما قد سلف جو مبتدا ہی خبر اسکے محذوف ہوگی یعنی اوپر گھر جو مواخذہ
ارتکاب جرم گذشتہ کا کیا جاتا ہے جیسا کہ اور بعض کبائر مین واقع ہوا ہی قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ
يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ اور اصلا یہ مقصود نہین ہی کہ وہ نکاح باقی رکھا جاویگا جیسا کہ
تفسیر بیضاوی مین مرقوم ہی وقیل الاستثناء منقطع ومعناہ لکن ما قد سلف فانکم
لا مواخذۃ علیہ لانہ مقرر انہ کان فاحشۃ ومقتا علۃ للنہی ای ان نکاحھن
کان فاحشۃ عند اللہ ما رخص فیہ لامۃ من الامم ممقوتا عند ذوی المروات
ولذلک سمی ولد الرجل من زوجۃ ابیہ المقتی یعنی کہا گیا ہی کہ استثنا منقطع ہی اور معنی
یہ ہین کہ لیکن جو کچھ گذر گیا اوسپر مواخذہ نہین یہ بات ہمین کہ وہ نکاح قائم رکھا گیا کہ بیشک ایسا
نکاح بیحیائی اور فحش اور موجب غضب ہی یہ علۃ نہی کی ہی کسی امت کو خدا نے رخصت ایسے نکاح
کی نہین دی اور مبغوض ہی یہ نکاح ارباب مروت کے نزدیک اور اسی واسطے ایسے نکاح کی اولاد کو
مقتی کہا جاتا تھا ظاہرا فی ضمیر مصنف یہ ہی کہ نکاح کیا جو زوجہ پدر کے ساتھ قبل از نزول
آیہ محرمہ ہوا تھا تو جس طرح پر اوسکو باقی رکھا گیا اوسی طرح پر رقیت جو پہلے ہو چکی تھی وہ بھی
قائم رکھی گئی مگر یہ غلطی فاش ہی ایسا نکاح صدقہ اور بقاء ہرگز ہرگز جائز نہین بلکہ ایسا نکاح تو کسی
ملت مین جائز نہین ہوا یہان تک کہ کفار عرب بھی اسکو مبغوض جانتے تھے اگر مصنف ابقاء
نکاح مذکور کے مدعی ہین تو اوسکو ثابت کرین اور اوخصوص نے جو خبر محذوف کی تقدیر یہ کی ہی کہ وہ اس
امتناع مین داخل نہین اور ظاہر اوس سے اوخطا ارادہ اثبات باقی رکھنے نکاح مذکور کا ہی تو یہ تقدیر
اونکی محض بیدلیل صرف مضمون طبع زاد اور بناوٹ ہی غور کیجیے کہ جس نکاح کی نسبت ایسے کلمات

فرماے جاوین کہ آیۂ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا کو وہ کیونکر باقی رکھا جا سکتا ہی
اگر کان کو از باب کان اللہ علیما لیا جاوے تو فحش اور مقت بحکم نص جمیع ازمنہ مین ثابت ہے
اور اگر بمعنی ماضی لیا جاوے تو ثبوت قبح کا زمانۂ ماضی مین لفظ کان سے ظاہر ہی اور جو چیز کہ ایسی
قبیح زمانۂ ماضی مین ٹھہر چکی ہو تو وہ ہماری شریعت مین کسی طرح پر باقی رکھنے کے قابل نہین اور
چونکہ کلام شارع منجملہ افعال ذم کے ہر دو اصل فعیل ماضی تھا کہ معنی ماضی سے نقل کر کے بمعنی حال واسطے انشاء ذم کے
لایا گیا ہی تو مذموم ہونا اس قسم کے نکاح کا جمیع ازمنہ ماضی وحال ومستقبل مین خود آیت ہی سے ثابت
ہو گیا اور جو چیز کہ فی نفسہ ایسی مذموم ہو اور مذموم ہونا اوسکا ایسا ظاہر ہو کہ کفار عرب بھی اوسکو
مذموم اور ممقوت سمجھتے ہون تو اوسکی بقا کا شرع مین کسی طور پر حکم نہین ہو سکتا یہان تک جو آیۂ
والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم مین کلام تھا ختم ہو چکا اور مجتہد عصر کا حال
در باب استنباط معانی اور فہم قرآن وحدیث اور وافقیت لغت عرب اور صحت وفساد قیاس
کے جیسا کچھ ہی خوب ہی کھل گیا اب بطور خاتمہ کے ایک مختصر بات لکھتا ہون کہ خود مجتہد عصر کے
اقرار سے ثابت ہو چکا کہ زمانۂ نزول آیت ہذا تک استرقاق اور تسری ممنوع نہ تھی اور یہ نص قرآنی
اوسکے جواز پر ناطق تھی پس اگر وہ اپنے دعوی تحریم مین سچے ہین تو ایسی نص قرآنی
جس سے حرمت استرقاق وتسری کی ثابت ہو اور اس آیت کے بعد نازل ہوئی ہو نشان
دین مین ضرور یہ سب باتین ہوئے اونکے جدال جاہلانہ اور غوغاے معاندانہ سمجھی جاوے گی اب ہم تفصیل وجوہ
بیان آیات مذکورہ کے مطابق قاعدہ وبصراط اصول فقہ کے لکھتے ہین اور آیندہ ہر ایک آیت
کے ذیل مین شرح اوسکی کرتے جاوینگے انشاء اللہ تعالے جاننا چاہیے کہ نظم باعتبار دلالت کے
اوپر معنی کے چار قسم پر ہی ظاہر اور نص اور مفسر اور محکم ظاہر اوسکو کہتے ہین کہ اوسکے صیغہ سے مراد
اوسکی سامع کو ظاہر ہو جاوے بلا احتیاج طلب وتامل کے اور نص وہ ہی کہ ظاہر پر بلحاظ سوق
کلام متکلم کی اور وضاحت زیادہ ہو جاوے اور مفسر وہ ہی جو نص پر بھی کچھ وضاحت زیادہ رکھتی ہو
اس طرز پر کہ احتمال تاویل وتخصیص باقی نہ رہے اور محکم وہ ہی کہ مراد ایسی واضح ہو کہ احتمال تاویل

وتخصیص ونسخ بھی باقی نرہی جب یہ دریافت ہوا تو متحقق ہوا کہ آیت اولیٰ یعنی ان خفتم الا تقسطوا فی الیتٰمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنٰی وثلٰث ورباع فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم از قسم ظاہر ہی ثبوت ملکیت یمین یعنی رقیت مین اور نص ہی نکاح مملوکات مین اور آیت ثانیہ یعنی والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم ظاہر ہی ثبوت ملک یمین مین اور مفسر ہی جواز وطی مملوکات مین اسلیے کہ احتمال تاویل و تخصیص نسبت بیان احادیث مذکورۂ بالا کے منقطع ہوگیا **قال** آیت سوم اللہ تعالےٰ نے سورۂ نسا مین فرمایا ہی ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المؤمنات فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المؤمنات اور جو کوئی تم مین سے بخوبی مقدور نرکھتا ہو کہ مسلمان آزاد عورتون سے نکاح کرے تو جو عورتین تمھارے ہاتھون کی ملکیت ہوچکی ہین اونمین سے جو مسلمان چھوکریان ہین اونسے نکاح کرے **اقول** یہ آیت بھی ظاہر ہی ثبوت ملکیت اور رقیت مین نص ہی نکاح مملوکات مین اور اس آیت مین بھی کلمہ ما ملکت ایمانکم ہی جو آیت ثانیہ مین تھا اس آیہ مین کلمہ مین موصول مبتدا ہی کہ صلہ اوسکا جملہ فعلیہ یعنی لم یستطع الخ ہی پس بموجب ضابطۂ مقررہ علم نحو کے مبتدا مذکور متضمن ہی معنی شرط کو اسی سبب سے اوسکی خبر مین حرف فا کا لانا جائز ہوا اور ہم اوپر بیان کرچکے ہین کہ جب افعال ماضی لفظا یا معنا خبر شرط و جزا مین واقع ہونگے تو معنی استقبال کے مفید ہونگے دیکھو لم یستطع بسبب دخول لم جازمہ کے معنی ماضی ہی اور باوجود ماضی ہونیکے مفید معنی استقبال ہی چنانچہ خود مجتہد دہر بھی اوسکا ترجمہ بلفظ ماضی نہین فرماتے پھر مین حیران ہون کہ ملکت کو کیون بلفظ ماضی کے ترجمہ کرتے ہین اور کیا وجہ ہی کہ جس طرح پر ملکت کے معنی ملکیت ہوچکے ہین گھڑتے ہین اسی طرح پر لم یستطع کے معنی مقدور نرکھ چکا ہی کیون نہین گھڑتے پھر اوس سچائی اور ٹھیک سا سے جسکو تفسیر کہتے ہین متقدمین بہت اصرار سے اضیا سفر یا تھا یہان کیون برگشتہ ہوگئے اور کلمہ ملکت سے برخلاف اوس سچائی کے جھوکریان مراد لینے لگے اور ہرگاہ کہ اس آیت مین خود مجتہد دہر نے وہی معنی مراد لیے ہین جو مفسرین نے آیۂ متقدمہ مین لکھے ہین تو غالب ہی کہ آیۂ متقدمہ مین جو کچھ بہ نسبت مفسرین عالیقدر کے طعن و تشنیع کی ہو اوس سے دل مین شرما کر توبہ کرینگے **قال** آیت چہارم واعبدوا اللہ

وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ
وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ
اَيْمَانُكُمْ اللہ کی عبادت کرو اور اوسکے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو اور ماباپ کے ساتھ سلوک کرو
اور قرابت مندوں اور یتیموں اور غریبوں اور قرابت مند ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور اپنے پاس کے بیٹھنے والے کے
ساتھ اور اوسکے ساتھ جو تمھارے ہاتھوں کے مالک ہو چکے ہیں انتہی **اقول** ہم اس ترجمہ کی صحت اور
عدم صحت کی کچھ بحث نہیں کرتے اور اور تراجم کی صحت اور عدم صحت میں بھی کچھ گفتگو ضرور نہیں مگر
اوس قدر میں کہ مسئلہ زیر بحث سے متعلق ہو غرض کہ یہ آیت بھی ظاہر ہی ثبوت ملک یمین و قربت
میں نص ہی احسان کرنے میں رقیقوں کے ساتھ **قال** آیت نجم وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ الخ والی قوله تعالٰی
عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ **اقول** یہ بھی ظاہر ہی ثبوت ملکیت میں ہیں **قال** آیت ششم و ہفتم
وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ
مَلُوْمِيْنَ الخ **اقول** یہ آیت ظاہر ہی ثبوت رقیت میں اور جواز مباشرت مملوکات میں اور اس باب
میں کہ مملوکات بہین غیر از زواج ہین اور نص ہی اس باب میں کہ جو لوگ مباشرت کرتے ہین اپنی کنیزون
سے وہ ملامت سے بری ہین **قال** آیت ہشتم اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ الخ **اقول**
یہ آیت بھی ظاہر ہی ثبوت ملکیت اور قربت میں **قال** آیت نہم وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا
مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا الخ **اقول** یہ آیت بھی ظاہر ہی ثبوت رقیت میں
اور در باب مکاتب کرنیکے نص ہی **قال** آیت دہم يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ
الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ الخ **اقول** یہ آیت ظاہر ہی مملوکین ملک یمین میں اور نص ہی استیذان
میں **قال** آیت یازدہم هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْمَا رَزَقْنٰكُمْ
اقول ظاہر ہی ثبوت ملکیت میں **قال** آیت دوازدہم سورہ احزاب يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ
اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ
اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ اے نبی ہمنے حلال کیں تیرے لیے جورویں جنکا تو مہر دیچکا ہی اور تیرے

باتھون کی ملک ہو چکی ہین اونمین سے جنکو اللہ نے تجکو دیا ہی اقول یہ آیت ملک یمین اور مال غنیمت
ملوکات مین منحصر ہی بسبب بحوں مفعل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ کسی طرح کی تاویل کی گنجایش باقی نہیں
قال اس سے ثابت ہوتا ہی کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازدواج کے کوئی احکام
خاص نہین تھے بلکہ جس طرح کہ عرب مین ازدواج کا دستور تھا اوسی طرح پر ازدواج ہوا تھا اقول
مخفی نرہی کہ ایام جاہلیت مین جو جو کام عرب کرتے تھے سب ممنوع اور نامشروع تھے بلکہ بعض
امور طریق انبیاء عرم کے اور فی نفسہ مستحسن تھے مثلاً نفس حج وعمرہ وسقایت حاج وعمارت
مسجد حرام اور مروت اور شجاعت اور اکرام واطعام مہمانان اور خیرات اور امثال انکے اور بعض
امور مخصوص جاہلیت تھے بعد جاری ہونے دین متین کے جناب ختم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے رسوم جاہلیت کو یک لخت متروک کردیا اور جو امور کہ مبنی بر اتباع انبیاء عرم کے
تھے اونکو جاری رکھا اور ایسا کبھی نہین ہوا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کسی ایسے امر کے ہوے ہون جو محض مبنی بر رسم جاہلیت تھا اور نہ کسی ایسے امر کے کرنے کا
کسیکو حکم دیا اور جسقدر افعال اور اقوال جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق
بہ عبادات وجواز وعدم جواز معاملات شرعیہ کے تھے سب بموجب وحی کے تھے اور کمتر
ایسا ہوا کہ از روی اجتہاد کے بھی کوئی حکم صادر فرمایا اگر کبھی از تہاد مین کچھ خطا ہوئی تو اسی
وقت یا بہت جلد از روی وحی کے آگاہ کردیا گیا پس وے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خطا
قائم رہنے سے ہر ائمہ معصوم تھے اور یہی حال ہی سب انبیاء عرم کا پس جو فعل مستقبل حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی خالی اس سے نہین کہ یا مباح شرعی ہی یا مستحب شرعی ہی یا واجب
یا فرض ہی اور ہرگز ہرگز نہین ہوسکتا کہ کوئی فعل بغیر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبنی بر رسم
جاہلیت کے ہو کیونکر ہوسکتا ہی اسلیے کہ اونکی نسبت تو خدا تعالی فرماتا ہی اِنَّكَ لَعَلٰى
خُلُقٍ عَظِيْمٍ اور فرماتا ہی وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى اور
فرماتا ہی لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰى

الیک من ربک یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا
الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا الی غیر ذلک من الآیات ظاہر ہو کہ سراج منیر کہ بالذات
روشن اور جملہ تاریکیون کا روشن کرنے والا ہو ظلمت جاہلیت کا کہ سراسر ضد اور نقیض اوسکی ہو
کس طرح قائل ہو سکتا ہو پس محال ہو کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی رسم جاہلیت کے حامل ہون
یا اوسکی کسیکو اجازت دین جب یہ امر متحقق ہوا تو یہ قول مصنف کا کہ جس طرح کہ عرب مین
ازدواج کا دستور تھا اوسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ازدواج ہوا تھا سراسر بیجا ہو
اتحاد ہی عرب مین نکاح کے کئے دستور تھے منجملہ اونکے جو دستور نکاح انبیا عرم کا تھا
اور نور ایمان اور وحی اور عقل کامل سے استحسان اوسکا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو متحقق
ہوا اوسیطرح اونھون نے اپنے نکاح کیے اور اور نکو اوسی طریق کی ہدایت فرمائی اور جو جو نکاح
کہ صرف بموجب رسم عرب کے تھے اونکا قلع قمع کر دیا بخاری مین عائشہ سے روایت ہو کہ
ان النکاح فی الجاھلیۃ کان اربع انحاء فنکاح منھا نکاح الناس الیوم یخطب الرجل
الی الرجل ولیتہ او ابنتہ فیصدقھا ثم ینکحھا و نکاح آخر کان الرجل یقول لامرتہ اذا
طھرت من طمثھا ارسلی الی فلان فاستبضعی منہ و یعتزلھا زوجھا و لا یمسھا
ابدا حتی تتبین حملھا من ذلک الرجل الذی تستبضع منہ فاذا تبین حملھا اصابھا
زوجھا اذا احب و انما یفعل ذلک رغبۃ فی نجابۃ الولد فکان ھذا النکاح نکاح
الاستبضاع و نکاح آخر یجتمع الرھط ما دون العشرۃ فیدخلون علی المرءۃ کلھم
یصیبھا فاذا حملت و مرت علیھا لیالی بعد ان تضع حملھا ارسلت الیھم فلم یستطع
رجل منھم ان یمتنع حتی یجتمعوا عندھا تقول لھم قد عرفتم الذی کان من
امرکم و قد ولدت فھو ابنک یا فلان تسمی من احبت باسمہ فیلحق بہ ولدھا
لا یستطیع ان یمتنع بہ الرجل و النکاح الرابع یجتمع الناس الکثیر فیدخلون علی
المرءۃ لا تمتنع ممن جاءھا و ھن البغایا ینصبن علی ابوابھن رایات تکون علما

فمن ارادھن دخلھن فاذا حملت احدھن ووضعت حملھا جمعوا لھا ودعوا لھم
القافۃ ثم الحقوا ولدھا بالذی یرون فالتاط بہ ودعی ابنہ لا یمتنع من ذلک
فلما بعث محمد صلعم بالحق ھدم نکاح الجاھلیۃ کلہ الا نکاح الناس الیوم
نکاح زمانہ جاہلیت مین چار قسم کا تھا ایک ونمین سے یہ تھا جو آدمیون کا ہی پیغام کرتا تھا
ایک آدمی دوسری سے اوسکی ولیہ یا بیٹی کا پس مہر ادا کرتا تھا اوسکا پھر نکاح مین لاتا تھا اوسکو
اور ایک اور قسم کا نکاح تھا کہ جب عورت حیض سے طاہر ہوتی تھی تو اوسکا شوہر کہتا تھا اوسے کہ فلانے
شخص کو بلا بھیجو پھر اوس سے مباشرت کرا اور کنارہ کرتا تھا اوس سے خاوند اوسکا اور نہ مباشرت
کرتا تھا اوس سے ہرگز جب تک کہ ظاہر ہو جاتا تھا حمل اوسکا اوس کی دمی سے اور ایسا کرتا تھا
واسطے رغبت کے نجابت ولد مین اور تھا یہ نکاح نکاح استیضاع اور ایک اور نکاح تھا کہ جمع ہوتے
تھے آدمی دس سے کم اور ایک عورت پر داخل ہوتے تھے اور سب اپنے مطلب کو پوہنچتے تھے
اوس سے پس جب وہ حاملہ ہوئی اور وضع حمل کیا اور بعد وضع حمل کے کچھ راتین گذریں
تو اوسنے اون سبکو بلا بھیجا پس کوئی اونمین سے باز نہین رہ سکتا تھا تا انکہ جب سب اوس
عورت کے پاس جمع ہو جاتے تھے تو کہتی تھی وہ کہ تحقیق جانتے ہو تمنے اپنا کام اور تحقیق جنی ہے مین
پس یہ مولود بیٹا تیرا ہی اے فلان شخص نام لے دیتی تھی وہ جسکو پسند کرتی تھی پس لاحق
ہو جاتا تھا اوسی شخص سے بچہ اوسکا نہین طاقت رکھتا تھا وہ آدمی کہ اوس بچے کے لاحق
کرنے سے باز رہے اور نکاح چوتھا یہ تھا کہ جمع ہوتے تھے بہت آدمی اور داخل ہوتے تھے
عورت پر نہین بچتی تھی وہ اوس سے جو اوسکے پاس آتا تھا اور ایسی عورتین زانیہ ہوتی تھین
قائم کرتی تھین اپنے دروازونپر جھنڈے کہ وہ اونکی علامت اور نشان ہوتے تھے
پس جسنے قصد کیا وہ اونپر داخل ہوا جب حاملہ ہوئی اونمین سے کوئی اور وضع حمل کیا
تو سب جمع ہوے اور بلایا قیافہ والون کو پھر لاحق کر دیا قیافہ والون نے اوسکے بچے کو
جس سے اونکو نظر پڑا پس مل گیا وہ اوسکے ساتھ اور کہلایا گیا اوسکا بیٹا وہ باز نہین

رہ سکتا تھا اوسکے ملانے سے پھر جب مبعوث ہوے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حق کے ساتھ
توڑدیا اونھون نے سب نکاحون جاہلیت کو مگر اس نکاح کو جو آپ رائج ہی آدمیون مین پس
یہ بات خوب ظاہر ہوگئی کہ جسقدر نکاح کہ محض مبنی بر رسم عرب تھے نہ کبھی اسلام مین مروج
رہے نہ کبھی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسپر عمل کیا اور یہ جو فرماتے ہین کہ جناب رسالت مآب خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج کے احکام خاص نتھی الخ اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ نظر مجتہد عصر کی
اس آیت مین ان کلمات پر نہین پڑی وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ الی قولہ
تعالی خَالِصَةً لَّكَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ اور یہان کچھ بحث ازدواج کی ضرورتھی بے محل تصنع
یہان یہ تذکرہ کیا یہان کلمہ ما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک مین کلام ہی کہ اوس سے ثبوت رقیت
ظاہر اور حلت مملوکات منصوص ہی **قال** مگر اس آیت مین لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِن بَعْدُ
وَلَا أَن تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ازواج
آیندہ سے منع فرمایا کہ نہین حلال ہین تجکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ ان جورو ون کے بدلے اور
جورو ین کرے اگرچہ اونکا حسن تجکو اچھا لگتا ہو **اقول** اس آیت کا بیان عنقریب آویگا
قال قبل از نزول اس آیت کے مقوقس مصر کے بادشاہ نے دو لونڈیان ایک ماریہ قبطیہ
دوسری شیرین بطور تحفہ بھیجی تھین اونمین سے ماریہ قبطیہ بموجب رسم عرب کے حضرت کے تصرف
مین تھین **اقول** اسپر کیا دلیل ہی کہ اس آیت کے نزول سے پہلے ماریہ قبطیہ کو مقوقس نے
بطور ہدیہ کے بھیجا تھا بے سند بات تو ہم آپکی کبھی بھی نہ سینگے پھر یہ قول آپکا کہ بموجب رسم عرب کے
انہ نہایت نازیبا بات اور ملحدانہ تقریر ہی در پردہ آپ یہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طعن دیتے ہین
کہ وے بھی اتباع رسم جاہلیت کیا کرتے تھے اگر الحاد نہین تو بجای اون الفاظ ناملایم اور غلط کے
سچے الفاظ زبان پر کیون نہین آتے کہ بموجب طریقہ انبیا اور فرمان خدا کے حضرت کے تصرف
مین تھے فَلَعَنَّهُمْ بِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِم بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا
قال اس عرض پر تحفہ آنے کو عربی زبان مین نہی کہتے ہین **اقول** کوئی سند ہو آپکے پاس کہ تحفہ

اور ہر یک نام فی ہو دیکھو صحاح جوہری وہ لکھتا ہو کہ الفیٔ الخراج والغنیمۃ یعنی فی کے معنی ہین
خراج اور غنیمت قاموس الفیٔ الغنیمۃ والخراج فئت الغنیمۃ واستفأت وافاءھا اللہ علی
یعنی فی کے معنی ہین غنیمت اور خراج کہتے ہین فئت الغنیمۃ واستفأت وافأھا اللہ علی
صراح فی خراج و غنیمت افاء غنیمت داد ن یقال افأ اللہ علی المسلمین مال الکفار منہ
قولہ تعالی وما افأ اللہ علی رسولہ من اھل القری واستفأت ھذا المال ای اخذتہ فاسے
کیا جناب مجتہد صاحب ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری کے معنے یہ سمجھ رہے ہین کہ
تحفہ بھیجا اللہ نے اپنے رسول پر اہل القری سے کیا جناب کے نزدیک وہ مال فی جو بنی النضیر کے اموال
سے آیا تھا اونھون نے بطور تحفہ کے بھیجا تھا کیا آپکے نزدیک اوپر لشکر کشی نہین ہوئی تھی بڑا افسوس
ہو ایسے مجتہد کے حال پر مشہور مسئلہ اصول کا ہو کہ المجتہد یخطی ویصیب یعنی مجتہد خطا بھی کرتا ہے
اور صواب کو بھی پہونچتا ہے آپ عجیب مجتہد ہین کہ یصیب سے تو بے نصیب ہین محض مصداق یخطی
ہونیکے واسطے اپنے تئین مجتہد ٹھہرایا ہے آپکے اجتہاد سے تو مقلدون کی تقلید ہی ہزاران ہزار درجہ
بہتر ہے ع نبرد خشک تو خندد گناہگاری ما ✤ وامرکم الی اللہ پھر یاد رکھیے اس بات کو
کہ مقوقس بادشاہ مصر نصرانی تھا اور بحکم توریت مقدس رقیت ممنوع نہین بلکہ جواز اوسکا
منصوص ہو اوسکا بھیجنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبول کر لینا اور اونکو سریہ بنانا
بموجب رسم عرب کے تھا بلکہ بمطابق وحی اور طریقہ ابراہیم ع م اور طریقہ دیگر انبیاے سابقین
علیہم السلام تھا آپکا یہ طعن کسی طرح پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عائد نہین ہو سکتا قال
اس آیت مین خدا تعالی نے فرمایا کہ مما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک تو اس سے
ظاہر ہوتا ہو کہ اوس تصرف کو بھی خدا نے درست رکھا اقول چونکہ وہ تصرف متفرع
ملکیت پر ہو تو جب اوس تصرف کو خدا تعالی نے جائز رکھا تو بحکم بدیہہ ثابت ہوا کہ خدا تعالی نے
ملکیت اور رقیت کو درست رکھا اور جب خدا تعالی نے اوسکو جائز رکھا تو پھر کسکی مجال ہے
کہ اوسکو ناجائز کر دے اور چونکہ مجتہد عصر یہان خود مقر ہین کہ خدا نے بھی تسری جائز رکھی

تو وہ تسری باتباع رسم عرب کہان باقی رہی تو بموجب حکم تشریعی کے منجملہ شرعیات کے ہو گئی
نہ داخل سمیات **قال** اوسکے بعد مطلقاً ازدواج کو منع کر دیا پس اس آیت سے بھی کسی طرح
رقیت مستقبلہ کا ثبوت نہین ہوتا **اقول** مگر رقیت کو پھر بھی جائز رکھا دیکھو جس آیت مین
ازدواج آیندہ کی ممانعت ہو اوسمین حلال ہونے کنیزکون کا حکم منصوص ہو لَا يَحِلُّ لَكَ
النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا
مَلَكَتْ يَمِينُكَ نہین حلال ہین تجکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اونکے بدلہ اور کرے
اگرچہ پسند آیا ہو تجکو اوسکا حسن مگر حلال ہین وہ عورتین جنکا مالک ہوا ہو ہاتھ تیرا پس
اس آیت سے اگرچہ ممانعت نکاح جدید ثابت ہوئی مگر استدامت حلال ہونے کنیزکون
اور استدامت ملکیت و رقیت مین زمان آیندہ مین بھی مثل زمانگذشتہ کے کچھ فرق
نہین آیا اور چونکہ یہ آیت منسوخ نہین پس ثبوت استدامت رقیت مین تا روز قیامت
کسی طرح کا شک و شبہ نہین اور یہ جو کہتے ہین کہ کسیطرح رقیت مستقبلہ کا ثبوت نہین ہوتا
یہ بھی غلط ہی چنانچہ بحث اسکی مفصل آویگی **قال** بعضے لوگ اغار کے معنی غنیمت یعنی لڑائی
کی لوٹ کے کہتے ہین اور اسپر یہ دلیل لاتے ہین کہ لڑائی مین لوٹ کے وقت جو عورتین
ہاتھ آوین وہ لونڈیان ہو جاتی ہین **اقول** ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ فی لغت عرب
مین بمعنی غنیمت ہی اور غنیمت عام ہی کہ بعد وقوع قتال کے ہاتھ آوے یا بعد فوج کشی کے
کفار اہل اسلام کے رعب سے بغیر وقوع جنگ و جہاد کے چھوڑکر بھاگ جاوین اور مسلمانونکے
ہاتھ آوے صحیح بخاری مین علی سے روایت ہی قال كانت لي شارف من نصيبي من
المغنم يوم بدر وكان النبي صلعم اعطاني مما افاء الله عليه من الخمس يوم بدر
دیکھو غنیمت بدر پر اطلاق لفظ فی کا کلام افصح فصحاء عرب اور اعلم الناس مین موجود ہی
دوسری حدیث بخاری مین انس سے منقول ہی ان اناسا من الانصار قالوا لرسول الله
صلعم حين افاء الله على رسوله صلعم من اموال هوازن الحديث دیکھو

یہاں لفظ فی کا نسبت غنیمت ہوازن کے جو بعد جنگ و قتال شدید کے ہاتھ آئے تھے وارد ہے
اموال بنی نضیر کی بہ نسبت جس پر فوج کشی ہوئی تھی اور جب اہل اسلام سے وے اپنے مقام کو
چھوڑ کر بھاگ گئے تھے خدا تعالی نے فرمایا مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ
وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ مسلم میں ابن عمر رضی سے
روایت ہے اَنَّ يَهُوْدَ بَنِي النَّضِيْرِ وَقُرَيْظَةَ حَارَبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم فَاَجْلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ
صلعم بَنِي النَّضِيْرِ اَقَرَّ قُرَيْظَةَ وَمَنَّ عَلَيْهِمْ حَتّٰى حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَتَلَ رِجَالَهُمْ
وَقَسَّمَ نِسَآءَهُمْ وَاَوْلَادَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا بَعْضَهُمْ لَحِقُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم
فَاٰمَنَهُمْ فَاَسْلَمُوْا الحدیث یہاں جو لفظ حاربوا واقع ہے اوس سے مراد یہ ہے کہ قبل اسکے کہ اوپر لشکر
اسلام کا عزم ہوا اونھوں نے غزوۂ خندق میں معاونت کفار مکہ کی کی تھی اور اونکا سردار کعب بن
اشرف ایک جماعت ہمراہ لیکر ابوسفیان سردار کفار مکہ کا حلیف ہوا تھا اور مسلم میں عمر بن الخطاب
سے روایت ہے کہ کانت اموال بنی النضیر مما افاء اللّٰه علی رسوله صلعم مما لم یوجف
علیه المسلمون بخیل ولا رکاب الحدیث اور چونکہ لفظ ما جو آیۃ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ
میں واقع ہے عام ہے پس ہر آنہ بدون دلیل تخصیص کے سبایا اور دیگر چیزوں کو متناول ہے اور پھر
اوسکے بعد جو یہ فرمایا کہ فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ
السَّبِيْلِ اس سے ثابت ہوا کہ فی مملوکہ اصناف مصرحۂ آیۂ متلوہ کے ہے پس یہ قول علما کا جو بعض مصنف
اعتراض کرتے ہیں ہر آنیہ بموجب حکم نص قرآن اور احادیث نبوی اور مطابق لغت عرب کے ہے
اور کوئی جرح اور اعتراض اوسپر وارد نہیں ہو سکتا **قال** مگر یہ دلیل اونکی دو وجہ سے غلط ہے
اول اسلیے کہ لڑائی کے قیدیوں کی نسبت خاص حکم آچکا ہے کہ وہ احسان کر کر یا فدیہ لیکر چھوڑ
دیے جاویں **اقول** یہ وجہ دو وجہ سے باطل ہے اول یہ کہ آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً
سے کسی طرح یہ لازم نہیں آتا کہ من و فدیہ علی سبیل منع الخلو عموماً واجب ہے چنانچہ بحث اسکی مقرر
آوے گی ان شاء اللہ تعالی دوسرے یہ کہ آیۂ مذکورہ اگر مفید حصر مفروضہ مجتہد ہے اور قبل از نزول اقدین النضیر

اور بنی قریظہ اور خیبر کے نازل ہوئی ہی تو ہر آینہ آیت سورۂ برأۃ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ سے اور قول و فعل صاحب وحی علیہم الصلوٰۃ والسلام سے جو بہ نسبت سبایائے بنی قریظہ و خیبر کے ظہور مین آیا منسوخ ہوگئی اور اگر بعد ان واقعات کے نازل ہوئی ہی تو واقعات مذکورہ کی نسبت جو قول علما کا ہی کسیطرح پر محل اعتراض نہین کیونکہ ہرگاہ آیت مذکورہ تا وقوع واقعات مذکورہ نازل ہی نہین ہوئی تھی تو اسکی بنا پر یہ بات بہ نسبت واقعات مذکورہ کے کہنے کہ لڑائی کے قیدیون کی نسبت خاص حکم آچکا ہی صریح خطا ہی صرف یہ امر باقی رہا کہ آیت مذکورہ ناسخ آیات سورۂ برأۃ اور اقوال اور افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوسکتی ہی یا نہین سو اسکی بحث عنقریب آویگی ان اللہ تعالے **قال** دوسرے اسلیے کہ افاء کے معنی لڑائی کے لوٹ کی نہین ہین بلکہ کافر بغیر لڑائی کے جو کچھ دین وہ فی ہی **اقول** یہ قول مصنف کا سراسر غلط ہی اور خلاف لغت اور خلاف قرآن ہی کما افاء اللہ علی رسولہ کے یہ معنی کسیطرح نہین ہوسکتے کہ جو کافرون نے دیا خدا کے رسول کو افاء کے معنی از روے لغت کے ہم ثابت کرچکے ہین کہ غنیمت دینے کے ہین پس وہ کون ہی کہ افاء اللہ کے معنی یہ کہے غنیمت دی کفار نے بلکہ صاف و صریح یہ معنی ہین کہ خدا نے غنیمت دی صحیح بخاری مین روایت ہی عن عمرؓ قال کانت اموال بنی النضیر مما افاء اللہ علی رسولہ مما لم یوجف المسلمون علیہ بخیل ولا رکاب فکانت لرسول اللہ خاصۃ یعنی مال بنی نضیر کا اوس قسم کا کہ فی کیا تھا اللہ نے اپنے رسول پر فرمائیے جناب مجتہد صاحب کیا بنی النضیر نے اپنا مال خود حضرت صلعم کو دیا تھا **قال** چنانچہ بحار الانوار مین لکھا ہی کہ الفئی ما حصل للمسلمین من اموال الکفار من غیر حرب ولا جہاد واصلہ الرجوع فی وہ چیز ہی جو کافرون کے مال مین سے بغیر لڑائی کے اور بغیر جہاد کے مسلمانون کے ہاتھ آوے **اقول** سند آپکی آپکے مدعا کو باطلان تمام باطل کرتی ہی آپنے فئی کے معنی گڑھے تھے کہ کافر بغیر لڑائی کے جو کچھ دین وہ فی ہی اور سند سے یہ ظاہر ہی کہ جو کچھ اموال کفار سے بغیر جنگ و جہاد کے ہات آوے وہ فی ہی

آپ ہی انصاف سے سمجھیے کہ کجا کفار دین اور کجا ہات آوے دونون مین بہت فرق ہی کہ معنی ثانی
متناول ہین غنائم کو نہ معنی اول ۵ مجتہد کو در لزوم و تقلید یہ فرق نکرد اجتہاد کش یا
تعدی لازم آمد بگیان اور یہ جو بحار الانوار مین ہی کہ من غیر حرب و جہاد اوسکے معنی وہی
ہین جو ہمنے اوپر لکھے ہین یہان مجتہد عصر نے یہ الفاظ بحار الانوار کے (واصلہ الرجوع)
نقل نہین کیے مگر ترجمہ اوسکا چھوڑ گئے کہ یہ الفاظ تقریر آیندہ مجتہد کہ چڑ بیڑ سے ہلاکر خاک کے برابر کیے
دیتے ہین **قال** البتہ کبھی کبھی مجاز غنیمت کے مال پر بھی فی کا اطلاق ہوجاتا ہی مگر جسکا اصلی
معنی بالکل صحیح اور درست اور مطابق واقع کے ہون تو مجازی معنی کے اختیار کرنیکی کوئی وجہ
نہین ہی **انتہی اقول** اس تقریر سے مجتہد عصر کے بہت صاف ظاہر ہوا کہ جناب مجتہد صاحب تک بھی
بحث حقیقت و مجاز کے کوچہ سے محض ناواقف ہین سو ہم اونکو آگاہ کرتے ہین کہ لفظ فی
کلام عرب مین بمعنی رجوع اور خراج و غنیمت اور سایۂ آفتاب اور اور چند معنی کے آیا ہی کلام سے
صاحب مجمع بحار اور بعض اور علما کے معلوم ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک یہ لفظ از قسم الفاظ مشترکہ
نہین بلکہ حقیقۃ بمعنی رجوع اور دیگر معانی مین منقول ہی اور یہی مطلب ہی اصل کا جو صاحب بحار الانوار نے
کہ اصلہ الرجوع یعنی اصل مین یہ کلمہ موضوع ہی واسطے خصوص رجوع کے اور دیگر معانی مین منقول ہی
مگر مجتہد صاحب اوسکو بسبب ناواقفی علوم عربیہ کے کچھ بھی نہین سمجھے اور اگر سمجھے تو خدا جانے کیا غلط
سمجھے اور جب خود عبارت مستند مجتہد صاحب سے ظاہر ہی کہ اصلی فی کے رجوع ہین
تو یہ فرمانا اونکا کہ جبکہ اصلی معنی بالکل صحیح و درست اور مطابق واقع کے ہون تو نیچ
معنی اختیار کرنیکی کوئی وجہ نہین ہی قابل تماشا ہی ظاہر ہی کہ اصلی معنی یعنی مفہوم رجوع اجگہ
کسیطرح درست نہین ہی سکتا اور اگر کسی طرح سے اوسکو تھہرا بھی دیجیے تو پھر مجتہد صاحب مجمل
کرینگے تو اس سے بہتر طریق پر براعات مناسبت حقیقت و مجاز کے ہم اوسکو غنیمت پر محمول
کرسکتے ہین اور اگر معنی اصلی سوا رجوع کے اور کچھ سمجھ رہے ہین تو اونکی نافہمی ہی **قال**
علاوہ اسکے تمام آیت مین اون موجودہ عورتون کی نسبت احکام ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پاس موجود تھین اور ملکت اور اخذ دونون ماضی کے صیغے ہین پھر حق تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیونکر
استدلال ہو سکتا ہو اقول ہم کہتے ہین کہ یہان صیغہ ماضی نہین ہو اور ہم کہتے ہین
کہ جو نہین کہ آیندہ اونکی ملکت متوقع ہو اونسے حال ہین مباشرت درست ہو اور ہم یہی
کہتے ہین کہ زمان مباشرت سے جو زمان ماضی متقارن ہو اسمین تحقق ملکیت کا ضرور ہو اور دلیل
ہماری بہت صاف ہو کہ آیہ سورہ معارج الذین ھم لفروجھم حافظون الا علی
ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ھم
العادون ۱۲ یہ آیت کہ مین قبل از ہجرت نازل ہوی اسلیے کہ سورہ معارج کل مکیہ ہو
اس آیہ مین تعبیر ہو اسکی کہ باوجود رفع حظر فتح قصور ہو پر از قرآن اور حدیث کہ سو اونکے
جو کوئی مخالفت کریگا تو وہ بحکم اونکے ہم العادون اور بحکم قصر کلام یا نکہ گا پس اگر
ملکت ایمانھم کے یہ ہو ہین کہ ملک ہو چکے ہین پھر فضول آیت تک تو جس قدر تسری
اہل اسلام مین بعد اسکے رہتی ہے سو پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بالاولی ہو اور جو
واقع ہوی اور جو تسری کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی جسکے صفت بھی معترض مین
بحکم قصر الاولاد آولئک ہم العادون سے ناجائز ہو ست اور الزام ارتکاب زنا کا اکثر
اصحاب کرام بلکہ خود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عائد ہو ست واہ جناب مجتہد صاحب کیا خوب تائید
اسلام کی کی کہ ایک سنی اور شیعہ کے ضمن مین اصول اسلام کے ہو ڈھا دینے کی تدبیر فرمائی
انظر کیف ضربوا لک الامثال فضلوا فلا یستطیعون سبیلا ۔ نظم

عاقل آرد معرفت را در میان	جاہل آرد معرفت را بر زبان	گفت پیغمبر عداوت از خرد
بہتر از مہری کہ از جاہل رسد	دوستی با مردم دانا کموست	دشمن دانا بہ از نادان دوست
ہمچو نادان دان مراعات خسان	کی کسی تخم شقاوت را کسان	الفرض بخراون معانی کے

خواہ مخواہ یہ بیان کرنا ہو کہ ہجرت سے پہلے کہ تحقق ملکیت کا زمانہ ماضی متقارن زمانہ مباشرت
مین ہو نا چاہیے اور کہان یہ ماضی اور کہان یہ ملکت ہو ہی نہین سکتی نہ یہ کہ جیسا

مجتہد صاحب نے باکنایہ کہدیا ہی اور نظائر اسکے کلام عرب خصوصاً کلام اللہ مین درباب احکام اوامر
ونواہی ثابت ہین لاتنکحوا ما نکح آباؤکم اسکے یہ معنی نہین ہین کہ نکاح کرو اون سے جنسے نکاح
کر چکے ہین باپ تمھارے اگر یہ معنی ہون تو بعد نزول اس آیت کے جنسے آپ نے نکاح کیا بیٹون کو
اون سے نکاح کرنا بحکم نص حرام ہوجاتا حالانکہ وہی معنی ہین کہ تمھارے نکاح سے پیشتر کے زمانہ مین اونسے
تمھارے آباء نکاح کیا ہو وکذلک حرمت علیکم امہٰتکم وبناتکم الی قولہ تعالیٰ او ما
ملکتم مفاتیحہ الایہ دیکھو یہان بھی صیغہ ماضی کا ہی اور اسکے یہ معنی نہین ہین کہ مالک ہوچکے
تم رد نزول اس آیت کے انما المؤمنون الذین امنوا باللہ ورسولہ الآیہ اسکے یہ معنی
نہین ہین کہ مومن نہین ہی ہین جو ایمان لاچکے ہین اللہ اور اسکے رسول پر بعد نزول اس آیت کے لایحرمون ما حرم اللہ
اسکے یہ معنی نہین ہین کہ نہین حرام جانتے ہین اسکو جسکو حرام کرچکا ہی اللہ بعد نزول آیتکے حتی یعطوا الجزیۃ عن ید
وہم صاغرون اسکے یہ معنی نہین ہین کہ حکم ٹھہرا دیگئے تھے اونکو اس معاملہ مین کہ جب کا بھیجکر اونسے جزیہ وصول کرین بعد نزول آیت کے حرمت علیکم المیتۃ والدم
ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع
الا ما ذکیتم الآیہ دیکھیے یہان کیسے صیغہ ماضی کے ہین اور حکم زمانہ ماضی ہی پر مقصور نہین ہی بلکہ
حال واستقبال کو بھی شامل ہی وکلوا مما غنمتم حلالا طیبا الآیہ غنمتم گرچہ زمانہ ماضی ہی کے ساتھ
مخصوص نہین ومما رزقنٰہم ینفقون انفاق مرزوق ماضی ہی پر مقصور نہین انفقوا
مما رزقنٰہم کا بھی یہی حال ہی علیٰ ہذا القیاس بہت آیات بلکہ جملہ آیات احکام مین اس طرز پر
صیغہ ماضی کا واقع ہوا ہی ہمارے دعوے کی دلیل ہین اور آپکے گڑھی ہوئے معنی کی تکذیب کرتے
ہین اور کلام معجز نظام اور جادہ فصحا کے کلام مین بھی دستور ہی کہ جب بہ حکم بسبب کسی وصف پر ہوتا
اور وہ وصف یقین الوقوع جمیع ازمنہ مین ہوتا ہی تو منتزع اوسکو بصیغہ ماضی تعبیر کیا جاتا ہی اور آپ بھی
معترف ہین کہ تفسیر قرآن مجید کی ایک آیت کی قرآن مجید کی دوسری آیت سے نہایت ٹھیک مستحسن اور
اور درست پر چلنے کا ہی اس بات کو یہان کیون نہین ملحوظ رکھتے پس یہ قول آپ کا اس آیت سے
رقیت مستقبلہ پر کیونکر استدلال ہوسکتا ہی بالبداہہ باطل ہی اور جس طرح پر لاتنکحوا ما نکح آباؤکم

اور مَا مَلَكَتْ مَفَاتِحَهٗ اور اور آتیوں سے آیندہ کے اور پر استدلال ہوسکتا ہے ایسا ہی اس آیت سے بھی استدلال ہوسکتا ہے اب صرف یہ بات رہی کہ آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً سے یہ آیات منسوخ ہوگئے ہیں یا نہیں سو اسکی بحث عنقریب آویگی ان شاء اللہ تعالیٰ **قال** آیت سے مفسر رحمۃ اللہ تعالیٰ سورۂ احزاب میں فرماتا ہے کہ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ ہمکو معلوم ہے جو کچھ مقرر کردیا ہمنے مسلمانوں پر اونکی جورؤں کے باب میں اور اونکے باب میں جنکے مالک اونکے ہاتھ ہوچکے ہیں **اقول** یہ آیت نص ہے مقرر کردینے حق ازواج اور حق مملوکات میں اور ظاہر ہے اس امر میں کہ ازواج غیر مالکت ایمانہم کے ہیں کیونکہ معطوف بغایر غیر معطوف علیہ ہونا چاہیے اور ثبوت ملک یمین میں کیونکہ اگر ملک یمین معدوم ہوتے یا ممنوع ہوتے تو اوسکے حقوق شرعیہ بھی معدوم اور ممنوع ہوتے نہ یہ کہ غذا کی طرف سے حقوق اونکے مسلمانوں پر فرض کیے جاتے **قال** آیت چہارم وہم خدا تعالیٰ نے فرمایا لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ نہیں حلال ہیں تجکو عورتیں اسکے بعد اور نہ یہ کہ اون جورؤں کے بدلے اور جورو دیں کرے اگرچہ اولکا حسن تجکو اچھا لگتا ہو مگر وہ جسکے مالک تیرے ہاتھ ہوچکے ہیں **اقول** یہ آیت مل ما ملکت یمینک میں نص ہے اور ظاہر ہے کہ ملکیت یمین میں **قال** یہ آیت اور اسکے پہلے آیت جسمیں تحدید ازواج ہے دونوں کا مطلب واحد ہے **اقول** کیسی غلطی فاحش ہے جسسے ظاہر ہوتا ہے کہ مجتہد عصر ایک حرف بھی قرآن کا نہیں سمجھتے اور نہ زبان عربی سے کچھ بھی واقف نہیں پہلی آیت یہ ہے يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اے نبی ہمنے حلال کیں تیرے لیے

بی بیان تیری چچی کے بیٹے بیٹیان تونے مہاجر ہوئی ہیں اور حلال کیں ہمنے وہ عورتین جنکا مالک ہوا ہی ہات تیرا اونہین
سے کہ خدا نے بطور فئی کے تجکو دین ہین اور حلال کین چچا کی بیٹیان اور پھوپھیون کی بیٹیان اور بیٹیان
ماموں اور خالاؤنکی بیٹیان جنہون نے تیرے ساتھہ ہجرت کی اور حلال کی ہمنے وہ عورت جو مسلمان
ہو اگر بخشے اپنی تئین پیغمبر کو اگر ارادہ کرے پیغمبر اوسکو نکاح کرنے کا خاص کر واسطے تیرے سوا اور
مسلمانون کے دیکھو اسمین جو بیان کہ نکاح مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سو جو تعین وہ حلال تھین اور
اونکے سوا ملوکات بھی حلال تھین ملوکات مین قید نہین ہی کہ اوسوقت حضرت کی سریہ ہون
جس طرح ہمارے ازواج مین قید تھی اور اونکے سوا چچا کی بیٹیان اور پھوپھی کی بیٹیان اور خالہ کی بیٹیان
اور ماموں کی بیٹیان جنہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ ہجرت کی ہو وہ بھی حلال ہین
اور اونکے سوا وہ عورت بھی حلال تھی جو بلا مہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ نکاح کرنا
چاہی اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اوسکے ساتھہ نکاح منظور ہو فقط اور اوس آیت مین
پنجر عورات تسعۂ موجودہ کے اور عورات حلال نہین اور تبدیل بھی حلال نہین یعنی اونمین سے
ایک کو طلاق دیکر بجاے اوسکے دوسری نکاح مین لاوین اور اس طرح پر نصاب تسعہ مین کچھہ زیادتی
نہووے تو یہ بھی درست نہین کلمۃ النساء عام ہی کلمہ بعد ظرف ہی مقطوع الاضافہ اسی سبب سے مبنی
علی الضم اور مضاف الیہ حسب قاعدۂ اعراب کے محذوف ہی دلالت کرتی ہی اوسپر ضمیر مجرور متصل
ہنّ کی کہ مرجع اسکا بجز نساء تسعۂ موجودہ کے عام نساء یعنی منکوحات تسعۂ موجودہ اور غیر منکوحات
ہو ہی نہین سکتا کیونکہ تبدیل غیر منکوحات کے باغیر منکوحات کے بمعنی محض ہی اور ہر چند کہ تبدیل
مستلزم نکاح عورت غیر موجودہ کا سوا تسعۂ موجودہ کے ہی کہ کالا یحل اوسکو بھی متناول ہی اور
بظاہر جملۂ لا ان تبدل ہمین من ازواج کا بسبب کافی ہونے لا یحل لک النساء کے کچھہ فائدہ نہین معلوم
ہوتا لیکن اونے تامل سے واضح ہی کہ جملۂ مذکورہ بیکار نہین اسلیے کہ حسب تقدیر مضاف الیہ (التسع) ہی
تو معنی جملۂ اولی کے یہ ہین کہ نہین حلال ہمین تجکو عورتین بعد ان نو کے پس جملہ سے ظاہر ہوا کہ
نصاب ازواج جس طرح پر ہمارے حق مین چار ہین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے نو ہین

اگر لحاظ عدد کے یا احتمال قوی باقی رہا کہ جس طرح پر کہ تبدیل ازواج اس قید کے ساتھ کہ موجودہ چار سے زیادہ نہ ہوا دین جائز ہی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی تبدیل ازواج اس قید کے ساتھ کہ نو سے زیادہ نہ ہوا دین جائز ہو اس احتمال کے قطع کرنیکے واسطے جملہ لا ان تبدل بھن من ازواج لایا گیا پس ظاہر ہوا کہ جملہ مذکورہ مشعر زائد نہیں بلکہ مفید معنی جدید ہی جملہ اولے سے حاصل تھے اور چونکہ بجز تقدیر تسع اور سب تقدیروں پر جملہ ثانیہ مشعر زائد ہوا جاتا ہی اور کلام معجز نظام اس قسم کے حشو و اطناب سے محفوظ ہی بلکہ علماء معانی و بیان کے نزدیک یہ مسئلہ مسلم ہی کہ التاسیس اولی من التاکید یعنی افادہ معنی جدید کا بہتر ہی تاکید سے اور جب کوئی لفظ محتمل تاکید اور تاسیس یعنی افادہ معنی جدید کا ہوتا ہی تو اوسکو وہی محمول اور پر تاسیس ہی کے کرتے ہین پس بحالحاظ بلاغت قرآن یہ بات واجب ہوئی کہ بجز لفظ التسع کے مضاف الیہ ظرف کا اور کچھ تقدیر کیا جاوے غرضکہ جب دونون قرینہ قوی اسپر دلالت کرتے ہین کہ مضاف الیہ ظرف کا کلمہ التسع ہی اور ملکت استثنا ہی نسا سے تو اب ہم یہ کہتے ہین کہ معنی آیت کے یہ ہین کہ نہین حلال تجکو عورتین بعد ان نو کے اور نہ یہ کہ بدلے تو ان نو سے اور ازواج کو اگر چہ پسند آیا ہو تجکو او نکا حسن مگر حلال ہین وہ جنکا مالک ہوا ہو ہاتھ تیرا پس نسا تسعۂ موجودہ تو بسبب قید من بعد کے حکم لا یحل سے محفوظ رہین اور حکم عدم تبدیل مخصوص ہوا ازواج تسعۂ موجودہ کے ساتھ اور کنیزین بہ سبب استثنا کے حکم لا یحل سے اور بسبب خصوصیت ازواج کے حکم ولا ان تبدل سے باہر رہین جب یہ امور ثابت ہوئے تو اب ہم کہتے ہین کہ آیت اولے یعنی یا ایھا النبی انا احللنا لک الایہ مین نسا موجودہ اور مملوکات یمین اور سوا اونکے اور عورات بھی جنکا بیان آیۂ مذکورہ مین ہی سب حلال تھین اور آیۂ ثانیہ مین بجز نسا موجودہ کے اور مملوکات یمین کے باقی سب حرام ہوگئین آیت اولے مین وہ باقی تحت احللنا لک داخل تھین اس آیت مین تحت لا تحل لک مین داخل ہوئین کمال تعجب ہی کہ مجتہد عصر نفی و اثبات یعنی احللنا اور لا تحل کو مضمون واحد تصور فرماتے ہین حالانکہ بینہ مین دونون آیتون مین تو بہ نسبت چند صنف کے ایجاب و سلب کا فرق ہی **قال** اس آیت کے

[illegible] مطلقاً اور تو نے حلال ہونے سے منع فرمایا تھا **اقول** بیشک کلمہ النساء عام ہے اسلیے کہ جمع
معرف باللام ہو مگر اتنا اور بھی آپ کو سمجھنا لازم تھا کہ قید من بعد سے متکوحات موجودہ حکم منع میں
نہیں **قال** مگر الا ماملکت کہنے سے وہ عورتیں مستثنے ہوگئیں جنکا بیان پہلی آیت میں ہوا
اسلیے کہ ماملکت یمینک اوس ملکیت کو بھی شامل ہے جو بسبب نکاح ہو **مما افاء الله علیك** کے
حاصل ہوئی ہو **اقول** اول تو یہ بات غلط محض ہے کہ ملک یمین ملک نکاح کو بھی شامل ہے
بلکہ ہم اوپر ثابت کرچکے ہیں کہ دونوں باہم متباین ہیں ثانیاً آیت سابقہ میں نکاح ساتھ بیان اعم
اور بنات خالات اور اخوال اور دیگر چند صنف کے جائز تھا وہ ماملکت کہنے سے کسطرح پر مستثنی
ہوگئیں اوپر تو کلمہ ماملکت کسی طرح پر صادق نہیں آتا تو سے مملوکہ تمہیں نہ فی الحال نکاح میں
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھیں پھر وہ کس طرح پر مستثنے ہوگئیں **قال** پس آیت کے معنی
یہ ہوے لا یحل لك النساء من بعد ولا ان تبدل بهن من ازواج ولو اعجبك
حسنهن الا ازواجك التي اتيت اجورهن او ما ملكت يمينك
مما افاء الله عليك **اقول** لا ادعا الله عليك ضالتك كيف تلوي لسانك
بكلمات تريد ها على كتاب الله ليحسب الناس من الكتاب وما هي
من الكتاب وتقول على الله ما لم ينزل به سلطانا وتبدل من تلقاء
نفسك ما لم يبسط الرسول صلعم ان يبدله كما قال تعالى قُلْ مَا يَكُونُ لِي
أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ **قال** یعنی یہ ہوے کہ نہیں
حلال ہیں تجھکو عورتیں اسکے بعد اور نہ یہ کہ اون جوروؤں کے بدلے اور جورو دیں کرے اگرچہ
اوکا حسن تجھکو اچھا لگتا ہو مگر تیری وہ جورویں جنکا مہر تو دے چکا ہے اور جو تیرے ہاتھ کی
ملک ہوچکی ہیں اونمیں سے جنکو اللہ نے تجھکو دیا ہے **اقول** مجتہد عصر نے مضاف الیہ ظرف کی تقدیر
ضمیر غائب کی جسکا مترجمہ ہے لفظ (اسکی) یعنی بعدہ یا بعدہا مگر پھر بھی مبہم ہی رہا معلوم نہوا
کہ مرجع ضمیر کیا ہے آیا نساے تسع ہیں یا اور کچھ اور اگر اور کچھ ہی تو اوس تقدیر کی دلیل کیا ہے اور

لزوم حشو اور بیکار ہونے جملۂ ثانیہ کا جسکی بحث ہمنے اوپر لکھی ہی کیا جواب ہی اور ضمیر غائب ہین کا
مرجع لفظاً یا تقدیراً کہان غائب ہو گیا اور ہن کی ضمیر متصل کا مرجع جو معتمد صاحب جو دوین ٹھہرائے ہین
چونکہ متذکرہ جو رودن کا اوپر نہ لفظاً ہی نہ تقدیراً یہ اضمار کس طرح پر صحیح ہوا پھر یہ کلمات کہ
(تیری وہ جو دوین جنکا مہر تو دے چکا ہی) آپنے کہان سے بڑھائے آپ کو کچھ بھی خدا کا خوف آیا
جو آپنے ارادہ اصلاح کلام پاک کا کیا یہان تو کوئی موقع تقدیر کا بھی نہین ہی جو ہم سمجھین کہ
اوس مقدر کو آپ لفظون مین لائے ہین یُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ
يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ پھر یہ جو آپنے
لکھا کہ اور جو تیرے ہاتھون کی الخ یہ اور کس لفظ کے معنی ہین آیت مین تو یہان حرف واو
نہین یہ بھی آپنے دل سے گھڑا پھر عربی مین لفظ اَوْ جسکے معنی یا ہین گڑھتے ہو اردو مین لفظ
اَوْر جو ترجمہ حرف واو کا ہی نہ اَوْ کا لکھتے ہو اوپر تمہید مین ازواج کو داخل ملکت یمینک قرار
دیتے ہو تفریع عربی مین ما ملکت یمینک کو قسیم ازواج ٹھہراتے ہو تفریع اردو مین بھی اوسکو
ازواج پر معطوف کرتے ہو کہ جس سے تغایر ان دونون کے درمیان مین ظاہر ہوتا ہی عجیب
کشمکش مین پڑے ہوئے ہو جاند کو خاک اور اگر چھپانا چاہتے ہو يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا
نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ یہ الفاظ (کہ جنکا تو مہر دے چکا ہی اور جنکو
اللہ نے تجھ سے یا ہی) آیت مین کہان ہین اس آیت کے کلمات اوس آیت مین اوس آیت کے
کلمات اس آیت مین ملا کر مانند اہل کتاب کے قرآن کی تحریف کے متہمتب ہوئے اور فرمایئے وعید
قرآنی كَمَا أَنزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا
يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُم بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ
وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ
الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ بیشک اونمین ایک فریق ہی کہ کتاب خدا کے ساتھ اپنی زبان کو پھیر
دیتے ہین تاکہ تم سمجھو اونکے پھیر کو کتاب سے حالانکہ وہ نہین ہی کتاب خدا سے اور کہتے ہین کہ وہ خدا کی

طرف سے ہی حالانکہ نہین ہی وہ خدا کی طرف سے اور بولتے ہین خدا پر جھوٹ حالانکہ خود بھی
جانتے ہین پھر کہنے پیشتر معنی نئی کے یہ گھڑا تھے کہ خدا نے کو عرب کی زبان مین نئی
کہتے ہین اور نہ ستکاری کو افار کے معنی مین کیون بھول گئے بلالحاظ مفہوم تخصیص
کے مطلقا نسبت خدا پر اکتفا کرنا آپکی مراد کے خلاف ہی **قال** آیت پانزدہم وَالَّذِينَ هُمْ
لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ
وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ اللہ صاحب نے فرمایا ہی کہ عورتون کو اپنی عورتون کے اور جنکے
مالک اونکے ہاتھ ہو چکے ہین سامنے آنا گناہ نہین **اقول** یہ آیت بھی ظاہر ہی ثبوت ملکیت
یہین ہین اس آیت اور آیہ ہشتم اور دہم مین ہم یہ تفسار کرتے ہین کہ مثلاً کسی بادشاہ
مماثل مقوقس نے بطور تحفہ کوئی چھوکری یا غلام کسی امیر مومنین کو دیا یا موجب اوس رسم
عرب کے کہ جنکے مطابق پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحاب کبار بقول آپکے
غلام و کنیزون کے مالک ہو چکے تھے اس عرصہ مین کوئی شخص مالک ہوا تو اوسکے باب مین
آپ کیا فتوی دیتے ہین اگر آپ یہ فتوی دینگے کہ وہ مالک اوسکا نہین اور وہ تحفہ اور غلام
و کنیز و مملوک نہین ہار اور احکام مملوکون کے جو قرآن مین ہین وہ بھی اونپر جاری نہونگے
تو ہم کہینگے کہ جو طریقہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیرو جاری تھا اوسکا بند کرنا
آپکے اختیار مین نہین جب کہ خدا فرماتا ہی کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
تو آپکا اجتہاد جو برخلاف اوسکے ہی ہرگز مقبول نہین ہو سکتا بلکہ بسبب مخالفت کتاب اللہ
تعالی و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسا اجتہاد ہرگز معتبر نہین ہی اگر آپ یہ کہین کہ ہمارا اجتہاد
خلاف کتاب اللہ کے نہین اسلیے کہ آیات مذکورہ مین الفاظ ماضی کے واقع ہین اس سبب سے
وہ احکام شرعیہ جو متفرع ملکیت پر ہین مخصوص ساتھ ملکیت زمانہ ماضی کے ہین تو ہم
کہینگے کہ یہ جواب آپکا بچند وجہ غلط ہی اوّل یہ ہی کہ تفرع احکام کا ملکیت ماضیہ پر مستلزم
خصوصیت کا ساتھ ملکیت زمان ماضیہ کی نہین اگر کوئی دلیل خصوصیت کی ہو تو بیان
کرو ثانیاً ہمنے مانا کہ تفرع احکام کا مخصوص ساتھ ملکیت زمانہ ماضی کے ہی مگر نفس ملکیت

یمین کی خصوصیت کی کیا دلیل ہے تا گنجائش زمانۂ ماضی آپ کے نزدیک کونسا زمانہ ہے آیا وہ زمانہ
جو بیشتر نزول آیات مذکورہ سے ہے یا وہ زمانہ جو بیشتر تفرع احکام سے ہے مثلاً آیۂ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ
حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُھُمْ میں جو لفظ ملکت بصیغۂ
ماضی واقع ہوا ہے کونسا زمانۂ ماضی مراد ہے آیا وہ زمانہ جو بیشتر نزول آیت سے ہی مراد ہے یا وہ زمانۂ
ماضی مراد ہے جو پیش از عدم حفظ فرج ہے یعنی تحقق ملکیت یمین کا قبل از نزول آیہ شریفہ ہے یا تحقق
ملکیت یمین کا قبل از مباشرت شرط ہے شق اول باطل محض ہے کیونکہ آیۂ مذکورہ مکیہ ہے اور ظاہر ہے
کہ مضمون قرآن کا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی نہیں سمجھ سکتا پس ہرگاہ جو پیغمبر
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں بعد از ہجرت سبایا بنی نضیر اور خیبر اور اوطاس وغیرہ میں
حدوث ملکیت کا متحقق ہوا اور خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماریہ قبطیہ کو بعد تملک بذریعہ
قبول مدیہ مقوقس سنہ ہجری میں سریہ بنایا تو ظاہر ہے کہ شق اول ہرگز ہرگز مراد نہیں
بلکہ شق ثانی ہی متحقق اور متعین ہے اور اگرچہ آیۂ مذکورہ فی نفسہ دونوں شقوں کو محتمل تھی مگر بسبب
لحوق بیان فعل خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فعل اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے بحضور و اجازت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شق ثانی میں مفسر ہو گئی کہ کسی
تاویل و تخصیص کی اور یمین کی گنجائش نہ رہی اور کچھ خصوصیت ساتھ زمانۂ ماضی کے باقی نہ رہی
اور سب توجیہات آپکی محض بے اصل و باطل ہو گئیں اگر آپ یہ کہیں کہ مراد ہماری زمانۂ ماضی
سے وہ زمانہ ہے جو قبل از نزول آیۂ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً سنہ ہجری میں نازل ہوئی ہے اور ان آیات میں سے
اکثر آیات قبل از سنہ ہجری بلکہ بعض آیات قبل از ہجرت مکۂ معظمہ میں نازل ہوئی ہیں پس
وہ آیات بنظر ہماری کل تہائی سیاق پر سنہ ہجری پر بھی دلالت نہیں کرتیں چہ جائیکہ اوسکی
قبلیت یا بعدیت پر دلالت کریں اگر آپ یہ کہیں کہ آیات مذکورہ آیۂ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا
فِدَآءً سے منسوخ ہو گئے ہیں تو ہم کہینگے کہ یہ قول آپکا باطل ہے بچند وجہ اول تو یہ کہ ادعائے

ناسخ ہونے آیۂ اِنَّا مَنَنَّا لَکَ بِوَاَنَّا قَدَّرْنَا کا محض بیدلیل صرف تحکم اور قول زبانی بلکہ باطل محض ہونا پس
بحث اسکی عنقریب آویگی انشاء اللہ تعالے دوسرے یہ کہ بفرض محال اگر آیۂ مذکورہ کو ناسخ سمجھا جاوے
تو صرف اس امر کی ناسخ ہوسکتی ہو کہ مقاتلین مشخصین کو رقیق کیا جاوے یا انکو قتل کیا جاوے اور ہمارا
استفتا اوس سے متعلق نہین بلکہ استفتا نسبت اون مملوکون کے ہو جو بطور ہدیہ کے مملوک ہون یا
جنکی غلامی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بقول آپکے بموجب رسم عرب کے جائز رکھی تھی یہ جواز جو بموجب
حکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھا اسکا حرام کرنے والا کون ہو آیا کوئی قول پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا ہو یا کوئی آیت قرآن کی ہو یا کوئی پیغمبر بعد نبی جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
آپکے زعم مین پیدا ہوا یا آپ ایسے رئیس المجتہدین اپنے زعم مین ہین کہ جسکو نسخ احکام رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نسخ احکام قرآن کا منصب حاصل ہو یاد کیجیے اس معیدکو مَا کَانَ
لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ
اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا تحقیق مذکورہ بالا بخوبی ثابت
ہوگیا کہ کلمہ ما ملکت ایمانکم یا ملکت ایمانہم یا ملکت یمینک جہان قرآن مین آیا ہو مفسر ہو درباب
حدوث و ثبوت ملکیت کے زمانۂ ماضی و استقبال مین اور اوسمین کسی تاویل و تخصیص کی گنجایش
نہین ہان محتمل نسخ ہو اور ناسخ اوسکا کوئی پایا نہین گیا پس بعد انقطاع وحی کے وہ آیات محکم
ہوگئین درباب تناول زمان ماضی و استقبال کے پس قول مصنف کا کہ آیات مذکورہ مین کوئی
لفظ نہین کہ رقیت مستقبلہ پر دلالت کرے محض بیجا اور سراسر مخالف آیات محکمات کے ہو
اور ہرگز ہرگز لائق نفاذ و جواز کے نہین اور معتقد اوسکا ہرگز معذور نہین واللہ الموفق والیہ
الصواب والیہ المرجع والمآب یہان تک بحث تھی کلمہ ما ملکت مین آگے اوس سے جناب مجتہد
نے ایک قاعدہ کلیہ اپنے دل سے گھڑ کر پیش کیا ہو اگرچہ ایسی واہیات بناوٹ بے اصل پر ہمکو دعوہ
ضرور تھی مگر ہمکو منظور ہو کہ فساد اجتہاد مجتہد عصر کا اونکے مقلدون کو عیانًا دکھلاوین تاکہ وے
دھوکے مین نرہین اور خوب سمجھ لین کہ تمہید قواعد شرعیہ ہر کسیکا کام نہین **قطعہ**

نه هر کجا سپهر بلند و فضا دلبری داند | نه هر کرا آینه ساز دسکندری داند | نه هر کرا طرف کلاه و بند نشست
کلاه داری و آئین سروری داند | یه کام او نهین حکمائے کرام وارث انبیا عظام کا هی محبوب لے محب جاه

اور سب انسانی کو خاک مین ملا کر محض حسب فرمان سعی بلیغ فرمائی هی اور عبادت و ریاضت و اتباع سنت مین مشغول رهتے هین اور اونکی سعی خدا تعالی کے نزدیک مشکور هو کر حکم تشریعی جو سیرت انبیا هی اونکو عنایت هوا هی ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ✤

رباعی

سر در غم عشق بوالهوس را ندهند | سوز دل پروانه مگس را ندهند | عمرے باید که یار آید بکنار
این دولت سرمد همه کس را ندهند

مثنوی

از کرده الله کار هر او باش نیست | خواب بنید خطه هندوستان
ارجمی بر پای هر قلاش نیست | پیل باید تا بخسپد او شبان
خرنه بنید هیچ هندستان بجو اب | خر ز هندستان نه کرد است اعتراب

قال یه بات صحیح هی که قرآن مجید مین بهت سے افعال صیغه ماضی سے بیان هوے هین حالانکه جو احکام اونکے نسبت هین زمانه مستقبله کو بهی شامل هین مگر افعال انسانی دو قسم کے هین ایک وه که جنکا تحقق و وقوع دونون ایک ساتهه هین مثلاً قتل کہ جب وه واقع هوگا اوسکا تحقق بهی هوگا پس ایسے افعال جو صیغه ماضی سے بیان هون اونکے احکام مستقبل کو بهی شامل هین کیونکه اونکا تحقق صرف وقوع فعل پر منحصر هی دوسری قسم کے افعال یعنی وه جنکا تحقق حکمی هی تو اونکا تحقق بغیر موجود هونے حکم کے نهین هوتا رقیت ایک حکمی شے هی تو جب تک حکم رقیت موجود نهو تحقق رقیت کسی فعل انسانی سے نهین هو سکتا اور حکم رقیت قرآن مجید مین موجود نهین هی پس جو الفاظ متضمن معنی رقیت صیغه ماضی بیان هوے هین وه رقیت مستقبله پر حاوی نهین هو سکتی **اقول** قوله افعال انسانی الی قوله تحقق بهی واقع هوگا قابل تماشا هی تحقق اور وقوع مین کیا فرق هی دونون مترادف هوتے هین مثلاً جب وقوع فعل هوگا تحقق بهی اوسکے ساتهه هی هوگا جب قتل واقع هوا تو هر آینه متحقق هوگیا ایسی هی جب ملک وقوع مین آیا تو تحقق بهی هو گیا پس کوئی فعل ایسا نهین که جسکا تحقق وقوع سے

مفارقت کرے اگر آپ یہ کہین کہ مراد ہماری وقوع سے نفس وقوع ہی خواہ شرعًا ہو یا نہو اور تحقق سے مراد یہ ہی کہ شارع نے بھی اوپر یہ حکم کیا ہو کہ حقیقت مین یہ فعل متحقق ہوا مثلاً قتل کہ ہر چند خلاف شرع ناحق کوئی کسیکو مار ڈالے تو شارع بھی اوسپر حکم کرتا ہی کہ حقیقت مین قتل متحقق ہوا برخلاف رقیت کے کہ اگر کوئی مسلم حر کو اپنا غلام بالجبر بنالے تو شارع یہ حکم نہین کرتا کہ غلام ہونا اوسکا متحقق ہوگیا تو ہم یہ کہینگے کہ حال نکاح کا بھی ایسا ہی ہی اگر کوئی شخص اپنے باپ کی منکوحہ سے نکاح کرے تو گو کہ وہ نکاح شرعًا متحقق نہوا مگر وقوع مین تو بیشک آیا پھر بھی آیت محرمہ مین اوسکو بلفظ ماضی تعبیر کیا گیا ہی حالانکہ وہ صیغہ زمانہ مستقبل کے واسطے بھی حاوی ہی کما قال تعالی لَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ پس کلیہ آپکا غلط ہوگیا اسی طرح ملک مین کہ آپکے نزدیک شرعًا ناجائز اور اصول کبائر ہی اوسکی نسبت آیت وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ مین صیغہ ماضی ہی حالانکہ حکم اوسکا زمانہ مستقبل کو بھی شامل ہی کیونکہ اگر زمانہ مستقبل کو شامل نہو تو سریہ بنانا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ماریہ قبطیہ کو اور سریہ بنانا اور اصحاب کا سبایا خیبر و اوطاس وغیرہما کو حکم استثنا سے خارج ہوجاوے اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل وعید وَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ہوجاوین العیاذ باللہ تعالی ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا قولہ کیونکہ اونکا تحقق صرف وقوع فعل پر منحصر ہی انتہی جناب یہ تو کچھ دلیل اسکی نہین ہوئی کہ اس قسم کے افعال فعل ماضی مستقبل کو بھی شامل ہوویں منحصر ہونا تحقق کا وقوع پر مستلزم اسکا نہین کہ فعل ماضی اون افعال کا استقبال کو بھی شامل ہوے اور چونکہ ملازمہ متحقق نہین پس یہ بناوٹ بے دلیل آپکی کسی صاحب عقل کے نزدیک تسلیم کے لائق نہین ہی قولہ دوسری قسم کے افعال الی قولہ وہ رقیت مستقبلہ پر حاوی نہین ہوسکتی انتہی کیون نہین ہوسکتی اسپر کیا دلیل ہی بلکہ ہم یہ کہتے ہین کہ یہ قول غلط محض ہی چنانچہ بیان اوسکا اسی طرح

بنسبت کا تنکحوا ما نکح اٰبآؤکم اور والذین ھم لفروجھم حافظون ۝ الا علی ازواجھم
او ما ملکت ایمانھم مین ہو چکا ہی قولہ حکم رقیت قرآن مجید مین مجمل نہین انتہی
یہ بھی غلط ہی ہم اوپر ذیل مین ہر ایک آیت کے بیان کرتے گئے ہین کہ یہ آیت ظاہر ہو ثبوت ملکیت
مین اور یہ نص ہی اور یہ مفسر ہی پس بالفرض یہ بقولہ مجتہد عصر کا دیدہ و دانستہ حق بات سے چشم پوشی
ہو یا جہالت محض ہو کہ ساری زلیخا پڑھ گئے اور یہ بھی نہ جانا کہ زلیخا مرد تھا یا عورت تھی شعر
چون ندارد جان تو قدر لیلیٰ بھر بخشش کرد ۃ او لیلیٰ اب ہم علاوہ آیات مذکورہ کے چند
آیات قرآن مجید لکھتے ہین جو اثبات رقیت مین نص اور مفسر ہین قال تعالی واعلموا انما
غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین
وابن السبیل ان کنتم اٰمنتم باللہ جانو اس بات کو کہ جو کچھ غنیمت کرو کوئی شے تو
تحقیق واسطے خدا کے ہی پانچوان حصہ اوسکا اور واسطے رسول کے اور واسطے قرابت والے کے اور
یتیمون اور مسکینون اور مسافر کے اگر تم یقین لائے ہو اللہ پر دیکھ لیجیے یہ آیت مفسر ہی اس بات مین
کہ جو کچھ غنیمت مین آوے کوئی چیز کیون نہو تو وہ مملوک ہی اگر کلمہ من شیء نہوتا تو بسبب تعمیم کلمہ
نص تھی اور چونکہ کلمہ من شیء سے احتمال تخصیص کسی شے کا ساقط ہو گیا تو اب یہ آیت مفسر ہو گئی
اس باب مین کہ غنیمت کے کوئی شے کیون نہو از قسم حیوان ہو یا انسان یا دیگر اشیا اور اسکا
ایک ہی حکم ہی اب اسمین کوئی احتمال تاویل و تخصیص کا باقی نہ رہا ہان احتمال نسخ باقی تھا مگر جب
اسکے کہ زمان نزول وحی مین کوئی آیت یا حدیث ناسخ اوسکی وارد ہوئی ہو پس یہ آیت محکم ہو گئی دوسری آیت
اثابھم فتحا قریبا ومغانم کثیرۃ یاخذونھا وکان اللہ عزیزا حکیما وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونھا فعجل لکم ھذہ غنایت کی سو مسلمین کو
فتح قریب اور بہت غنیمتین کہ لینگے وہ اونکو اور ہی اللہ غالب حکمت والا وعدہ کیا ہی تمسے اللہ نے
نے تمسے بہت سی غنیمتون کا کہ لوگے تم اونکو شتابی کی تمہارے واسطے اس غنیمت کی
درباب غنیمت خیبر نازل ہوئی ہین اور چونکہ لفظ مغانم جمع ہی کہ الفاظ عموم مین سے ہی اس سبب سے

نص ہو در باب غنیمت سبایا وحیوان وغیرہا کے اور چونکہ غنیم خیبر کا یہود وعدہ اثاثہم فحاز خیبر ہا ہم
آدمیں سبایا بھی تھیں چنانچہ صحیح بخاری میں انس سے منقول ہو قال صلی النبی صلعم الصبح قریبا
من خیبر بغلس ثم قال اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح
المنذرین فخرجوا یسعون فی السکک فقتل النبی صلعم المقاتلۃ وسبی الذریۃ
وکان فی السبی صفیۃ فصارت الی دحیۃ الکلبی ثم صارت الی النبی صلعم فجعل
عتقہا صداقہا اور دوسری روایت بخاری میں ہو سبی النبی صلعم صفیۃ فاعتقہا
وتزوجہا فقال ثابت لانس ما اصدقہا قال اصدقہا نفسہا فاعتقہا سنن
ابوداود میں روایت ہو کہ کان النبی صلعم سہم یدعی الصفی ان شاء عبدا وان شاء
امۃ وان شاء فرسا یختارہ قبل الخمس پس بسبب حوق بیان فعلی کے کلمہ غنیمت واسطے
شمول سبایا کے مفسر ہو گیا کہ احتمال تاویل وتخصیص آدمیں اب کچھ باقی نہ رہا تیسرے آیت
مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى
وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ جو غنیمت کہ بطور فی کے دی اللہ نے اپنے رسول کو اہل قری سے
پس وہ واسطے اللہ کے اور رسول کے اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے
مقصد ما دونی سے یہاں مال غنیمت ہو کہ کفار رعب اسلام سے بغیر زیادتی قتال کے بھاگ جاویں
اور بلا مقابلہ شدید وہ غنیمت ہاتھ آجاوے دیکھو لفظ فی خود باقرار مجتہد صاحب کے آدمیوں کو
بھی متناول ہو مشکوۃ میں حدیث میں ابن ماجہ کے نقل کی ہو عن ابی بکر نالصدیق رض
قال قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنۃ سیئ الملکۃ قالوا یا رسول اللہ صلعم الیس
اخبرتنا ان ہذہ الامۃ اکثر الامم مملوکین ویتامی قال نعم فاکرموہم ککرامۃ
اولادکم واطعموہم مما تاکلون الحدیث دیکھو نص صریح ہو اس باب میں کہ نسبت بعد
امتوں کے اس امت میں لونڈی غلام زیادہ ہونگے اور یہ امر بطور انعام کے بیان فرمایا ہو اور دوسرا
اوسکی یہ ہو کہ جہاد اس امت میں بنسبت اور امتوں کے زیادہ ہوگا اور ملکت کسری وقیصر

اور رابگان ہند وغیرہم کے بقہر وجہاد بات آویگی اور سبایا بہت آوینگے چنانچہ مغیرہ صحابی
بروقت مقابلہ بادشاہ فارس کے سپہ سالار سے کہتے ہین کہ اخبرنا نبینا صلعم عن رسالۃ
ربنا انہ من قتل منا صار الی الجنۃ وفی نعیم لم یر مثلھا قط ومن بقی منا ملک رقابکم
خبر دی ہمکو ہمارے پیغمبر نے بطور پیغام کے ہماری رب کی طرف سے کہ جو مارا جاویگا ہم مین سے تو جاویگا
بہشت مین اور ایسی نعمت مین کہ اوسکے مانند دیکھی ہی نہین گئی اور جو بچ رہیگا ہم مین سے
وہ مالک ہوگا تمھاری گردنون کا اور احادیث صحیحہ اس باب مین بہت ہین چند حدیث کا بیان
عنقریب آویگا اور چند یہان لکھے جاتے ہین صحیح بخاری مین جابر بن عبداللہ سے روایت ہے قال
قال رسول اللہ احلت لی الغنائم دوسری روایت مین ابی ہریرہ سے ہی قال قال رسول اللہ
صلعم احل اللہ لنا الغنائم عن ابی ذر قال قال رسول اللہ اخوانکم جعلھم اللہ تحت
ایدیکم الحدیث دیکھو ان احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت ہی کہ خداتعالی نے ہمارے واسطے
غنائم کو جنمین سبایا بھی داخل ہین حلال فرمائین ہمارے بھائیون یعنی بنی آدم کو ہمارے ہاتھون کے
نیچے یعنی مملوک بنا کر رہنا اور اوپر ہم حدیث واقعۂ بنی النضیر کی نقل کر چکے ہین کہ جسمین سعد بن
معاذ نے حکم قتل کرنے لڑنے والون کا اور لونڈی غلام بنانے ذریت کا دیا اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ لقد حکمت بحکم اللہ یعنی تو نے اے سعد حکم کیا ساتھ حکم خدا کے پس مین
حیران ہون کہ مجتہد عصر کو کیا ہوا ہی کہ ایسی ایسی نصوص مفسرات سے روگردانی فرماتے ہین
واعرہ الی اسد **قال** لفظ رقیت یہ لفظ چار جگہہ قرآن مجید مین آیا ہی چنانچہ اون آیتونکو ہمنے یہ
لفظ ہی ہم لکھ لکھتے ہین تاکہ معلوم ہو کہ ان آیتون مین کسی طرح حکم رقیت بہ تقبلہ مستنبط نہین ہوتا
اقول ہم بھی ہر ایک آیت کے ذیل مین تغلیط مجتہد عصر کی کرینگے اور دوام رقیت کو ثابت
کرینگے **قال** آیت اول سورۂ نساء مین فرماتا ہی وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً وَمَنْ
قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ
قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ

مُّؤْمِنَةٍ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ
عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ مسلمان کو نہین چاہیے کہ مسلمان کو مار ڈالے مگر یہ کہ انجانی سے مار دیا ہو جس شخص نے
انجانی سے کسی مسلمان کو مار ڈالا ہو تو گلو خلاصی کرے ایک مسلمان کی یعنی ایک بردہ آزاد
کرے اور خون بہا دے اوسکے وارثون کو مگر یہ کہ وہ معاف کر دین پھر اگر وہ تمھارے
دشمن کی قوم مین سے تھا اور وہ مسلمان تھا تو آزاد کرے مسلمان بردہ اور اگر ایسی قوم مین سے
تھا جنمین تم سے اور اونسے عہد ہی تو خون بہا دے اوسکے وارثون کو اور آزاد کرے مسلمان بردہ
اور جسکو مسلمان بردہ نہ ملے تو دو مہینے برابر روزے رکھے تاکہ اللہ اوسکو معاف کرے اقول
اس ترجمہ مین چند غلطی ہین اوّل (یہ کہ انجانی سے مار دیا ہو) ترجمہ صحیح نہین ترجمہ صحیح صرف
اس قدر ہے (مگر انجانی سے) دوسرے (گلو خلاصی کرے ایک مسلمان کی یعنی ایک بردہ
آزاد کرے اور خون بہا دیوے اوسکے وارثون کو) یہ ترجمہ سراسر غلط ہی مجتہد عصر نے جملۂ اسمیہ کو
جو ثبوت و دوام پر دلالت کرتا ہی ساتھ جملۂ فعلیہ کے بدل ڈالا ترجمہ صحیح یہ ہی (تو آزاد کرنا ہی
ایک بردہ مومن کا اور خون بہا مفوض ہی اوسکے وارثونکو تیسرے (اگر وہ تمھارے دشمن کی قوم
مین سے تھا) غلط ہی کان یہان واسطے ثبوت کے ہی جس طرح کان اللہ علیما حکیما مین ہی صحیح
ترجمہ یہ ہی کہ اگر وہ ہو اوس قوم مین سے جو تمھارے دشمن ہین) چوتھے (وہ مسلمان تھا
(غلط ترجمہ ہی جملۂ اسمیہ حالیہ کو فعلیہ سے بدل ڈالا صحیح یہ ہی (اور وہ مسلمان ہی) مخفی نہ رہے
کہ لفظ ہی جو ہمنے ترجمہ مین لکھا ہی اوس سے مراد مخصوص زمانۂ حال نہین بلکہ تعمیم ہے اوسکی
مقصود ہی کان ثبوتیہ کا ترجمہ کے واسطے کوئی لفظ اردو مین موضوع نہین لہذا یہ لفظ ہی
اوسکا ترجمہ کیا گیا پانچوین (اگر ایسی قوم مین سے تھا) یہان بھی کان ثبوتیہ ہی مخصوص زمانۂ
ماضی سے نہین اور چونکہ کلمۂ ان جو ماضی کو بھی مستقبل کر دیتا ہی کان مین داخل ہی ترجمہ اوسکا لفظ
تھا کسی طرح پر درست نہین چھٹے (خون بہا دے اوسکے وارثون کو اور آزاد کرے
مسلمان بردہ) یہان بھی جملۂ اسمیہ ہی اور ایسی ہی اس سے پیشتر بھی جملۂ اسمیہ ہی اور اوسکا

ترجمہ صحیح یہی ہے کہ خمان بہا ہی مفوض الیہ سکے وارثون کو اور آزاد کرنا ہی ایک بردہ مسلمان کا
تحریر رقبہ بحسب اقتضار النص صاف اوپر ثبوت رقیت کے دلالت کرتا ہی کیونکہ بدون ثبوت
رقیت کے تحقق تحریر متصور نہین اور چونکہ یہان جس قدر جملات ہین سب اوپر ثبوت اور دوام
دال ہین تو بہ نسبت اس آیت کے یہ قول مجتہد عصر کا کہ اس آیت سے حکم رقیت مستقبلہ کا مستنبط
نہین ہوتا محض غلط ہی آیت مین حکم ہی تحریر رقبہ کا اور یہ حکم بالاقتضار النص مثبت رقیت ہی اور
چونکہ تحریر رقبہ جملہ اسمیہ ہی کہ دوام پر دلالت کرتا ہی اور یہ حکم بھی زمانہ ماضی کے ساتھ مخصوص
نہین ہی پس جو حال اوسکا زمانہ ماضی کے ساتھ ہی وہی بہ نسبت دوام کے ہی غرضکہ اس آیت سے
اقتضار ثبوت رقیت کا بلا خصوصیت زمانہ ماضی کے واضح ہی **قال** اللہ تعالی نے سورہ مائدہ
مین فرمایا لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یؤاخذکم بما عقدتم
الایمان فکفارتہ اطعام عشرۃ مساکین من اوسط ما تطعمون اہلیکم
او کسوتہم او تحریر رقبۃ فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام اللہ تعالی تمکو نہین پکڑتا
تمہاری بیفائدہ قسمون پر مگر پکڑتا ہی اوسپر جسنے مضبوطی سے قسم کھائی تھی پھر اوسکا کفارہ
دس محتاجون کو متوسط درجہ کا کھانا کھلانا جیسا کہ تم اپنے گھر والون کو کھلاتے ہو یا اونکو
کپڑا پہنانا یا مسلمان بردہ آزاد کرنا ہی اور اگر نہ ملے تو تین دن روزے رکھنے ہین **اقول**
بہت ہی غلط ترجمہ کیا ہا عقدتم الایمان مین عقدتم صیغہ ماضی ہی مگر مراد ماضی بہ نسبت زمان
سواخذہ کے ہی جیسا کہ ہم اوپر اس قسم کے افعال مین ٹھہرا چکے ہین ماضی بہ نسبت وقت
نزول آیت یا اور کسی وقت کے نہین جیسا کہ مجتہد عصر نے ملکت ایمانہم مین خیال بندی کی ہی
پس ترجمہ عقدتم کا اس طور پر (کہ بمضبوطی قسم کھائی ہی) کہ جسکا خاص قسمون ماضیہ ہی سے
تعلق ہو جاوے غلط محض ہی ترجمہ بمن لم یجد کا بہت ہی غلط لکھا ہی لم یجد فعل متعدی ہی
ومجد المطلوب یجدہ اور کہ قال تعالی لو تجدون اللہ توابا رحیما وفی الحدیث وان
وجدناہ لبحرا وقال ابو الطیب شعر وقد وجدت مکان القول ذا سعۃ فان

وجہ لک لسانا قائلا نقل مجتہد عصر نے بسبب علم واقفیت کے لغات عرب سے اوسکا ترجمہ بلفظ لازمی یعنی (نہ ملے) کیا فاسد جب کلام پیدا ونکو بلا ذکر مفعول نظر آیا تو یہ سمجھے کہ یہ فعل لازمی ہی یہ نہ سمجھے کہ بسبب دلالت ماسبق کے کچھ ضرورت نہ تھی مفعول کے نہیں ہی علاوہ بران مقصود تعمیم تھیمون قسمون کفارہ کے ہی اور قرینہ اوسپر دلالت کرتا ہی اگر مفعول ضمیر والی جاتی تو تعمیم میں بادی النظر میں اشتباہ ہوتا کہ شاید مرجع اوسکا وہ ہو جو لفظوں میں قریب ہی اور اگر اعادہ سب اقسام کا کیا جاتا تو اطناب مخل تھا لہذا بلاغت قرآن مقتضی اسکی ہوئی کہ مفعول کو حذف کیا جاوے غرض کہ صحیح ترجمہ یہ ہی کہ پس جو شخص کہ نہ پاوے (یعنی تینوں قسموں کے کفارہ کو) تو تین دن کے روزے ہین بیان دلالت اس آیت کا ثبوت دوام رقبت پر مثل بیان آیت اولی کے ہی **قال** آیت سوم وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا جو کوئی تم مین سے اپنی جوروون مین سے کیسکو مان کہہ بیٹھے اور پھر جو بات کہی تھی اوس سے پھرنا چاہے تو آزاد کرے ایک بردہ اپنی جورو کو چھونے سے پہلے اس سے تمکو نصیحت ہوگی اور اللہ جانتا ہی جو تم کرتے ہو پھر جسکو نملے تو دو مہینے برابر روزے رکھے اپنی جورو کے چھونے سے پہلے اور جو نکر سکے تو ساٹھ محتاجون کو کھانا کھلاوے **اقول** یہ ترجمہ بھی بہت غلط ہی اگر ہم اوسکی سب غلطیون کا بیان کرین تو بہت طول ہوتا ہی معنی تمہارے مین غلطی کی ہی معنی یعودون لما قالوا مین غلطی کی ہی اور اور کلمات کے ترجمہ مین بھی غلطی ہی مگر جس قدر غلطیان کہ اس بحث سے متعلق ہین اور انکا بیان کیا جاتا ہی اول آزاد کرے غلط ترجمہ ہی یہان تحریر رقبہ جملہ اسمیہ جیسا پہلی آیات مین تھا مجتہد نے اوسکو فعلیہ کر دیا دوم لم یجد کا ترجمہ نہ ملے غلط کیا جیسا پہلی آیت مین غلط کیا تھا بیان ثبوت قیت کا اس آیت مین ہی مثل آیات سابقہ کے ہی **قال** آیت چہارم فَكُّ رَقَبَةٍ **اقول** اس آیت کا بیان شروع کتاب مین

ہو چکا ہو ان سب آیات سے ثبوت غلامی کا شرعًا بلا قید زمان ماضی و حال و مستقبل ثابت ہی کیونکہ
محل تحریر رقبہ شرعی ہی اگر بموجب حکم شارع کے کوئی شخص رقیق نہو تو اوسکی آزادی کافی نہین ہی
مثلاً کسی شخص نے اپنے باپ یا اور ذی رحم محرم کو کیسیکو بالجبر غلام بنا رکھا ہو اور وہ ان کفارات
مین اوسکو آزاد کردے تو کفارہ ادا نہوگا پس ان آیات سے ظاہر ہوا فساد قول مجتہد عصر کا کہ رقیق
موجود کو بموجب رسم جاہلیت کے غلام کنیز بنا رکھا تھا سے شرعی غلام نتھے **قال** ان تمام احکام
مین جو غلام نہ ملنے کی حالت مین اور دوسری قسم کے کفارون کا ذکر آیا ہی اس سے رقیت ماقبلہ کے
معدوم ہونے پر اشارہ نکل سکتا ہی **اقول** بشرطیکہ آپ سا مجتہد صاحب اجتہاد و صائب ذہن ثاقب
اشارہ فہم لغت وان ہو ورنہ نہین ہم آپکی اسی غلط فہمی کے سبب جہان کہین آپنے ترجمہ لم یجد کا
دے لے کھایا ہی آپکی تغلیط کرتے چلے آئے ہین اب سمجھیے کہ پانا کسی شخص کا کسی چیز کو مستلزم عدم
ہو جانے اوسکے وجود کا نہین ہو سکتا اگر یہان لفظ نہ ملنے کا ہوتا جیسا کہ آپنے ترجمہ کیا ہی تب بھی
کوئی صاحب فہم یہ اشارہ سنوی آپ کا نہ سمجھتا کیونکہ یہان مطلق نہ ملنا نہین ہی بلکہ آپہی کے ترجمہ کے
مطابق نہ ملنا مقید کسی فرد کے ساتھ ہی اور ظاہر ہی کہ کسی ایک فرد یا کئی فردون کو نہ ملنا کسی چیز کا
مستلزم اسکا نہین کہ وہ چیز فی نفسہ معدوم ہو جاوے مثلاً دولت ایمان کسی شخص کو نہ ملے یا اوسنے
پائی یا حج بیت اللہ کسیکو نہ ملا یا اوسنے اوسکو نہ پایا تو اس سے یہ لازم نہ آیا کہ دولت ایمان اور حج بیت اللہ
فی نفسہ معدوم ہو پس آپنے یعنی لم یجد کی تبدیل مین کوشش بھی بہت کی مگر مدعا کچھ حاصل نہوا
آپکے اس اشارہ پر حقیر بندہ مین بھی لکھا ہون کہ آیت اولی مین میسر نہونے رقبہ کا ذکر ہی اور آیت
ثانیہ مین میسر نہونے اطعام مساکین اور اونکے لباس کا بھی ہو اور آیت ثالثہ مین ذکر میسر نہونے
روزون کا بھی ہو پس مطابق آپکے اجتہاد سراپا سداد کے ان سب چیزون کے معدوم ہونے پر
زمانہ مستقبل مین اشارہ نکل سکتا ہی اور جب سب اصناف کفارہ کے معدوم ہونے پر اشارہ نکل سکتا ہی
تو آپکے اجتہاد بنیاد کے مطابق لغو ہو جاوے احکام الٰہی اور اینٹ کے لیے مسجد ڈھانے پر بھی
زمانہ مستقبل مین اشارہ نکل سکتا ہو العیاذ باللہ تعالے دوسرا نکتہ سنیے مثلاً آپکا کوئی مجتہد معاصر آپکا

معارضہ کرکے یہ کہے کہ آیہ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ مِنْکُمْ طَوْلًا اَنْ یَّنْکِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ
فَمِنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ وَمِنْ فَتَیٰتِکُمُ الْمُؤْمِنٰتِ مین جو بقول آپکے ارادہ عورتون کے عدم
استطاعت نکاح کے حالت مین کنیزکون کے نکاح کا ذکر آیا تو اس سے معدوم ہونیوالی استطاعت نکاح
زنان آزاد پر زمانہ مستقبل مین اشارہ نکل سکتا ہے پس بموجب اوس نص کے نکاح ساتھ کنیزکون
کے بھی باقی رہا اور چونکہ نکاح وجود منکوحہ کو مستلزم ہے تو وجود کنیزکون کا زمانہ مستقبلہ مین بموجب
اس اشارہ کے ثابت و متحقق ہوگیا فرمائیے کیا جواب دیجیے گا شعر شد غلامیکہ آب جو آرد * آب جو
آمد و غلام ببرد * نکتہ سوم قرآن مین ہے فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا
الآیہ یعنی اگر وضو کے لیے تم پانی نپاؤ تو تیمم کرو پاک مٹی سے یا آپکے ترتیب کے مطابق یہ کہنا ہے
کہ اگر تمنے پانی تو تیمم کرو پاک مٹی سے آپکے اجتہاد کے مطابق لازم آیا کہ چونکہ اس حکم مین باقی زمانے کی
حالت مین تیمم کا ذکر آیا ہے اس سے زمانہ مستقبلہ مین پانی کے معدوم ہونیکا اشارہ نکل سکتا ہے اشارے
اور نکتے تو اور بھی بہت ہین مگر فرصت کم ہے اور کتاب طویل ہوئی جاتی ہے والعاقل تکفیہ الاشارۃ
اگر عاقل کیلئے اشارہ بس ہے **قال** المقاب قرآن مین دو جگہ بمعنی عہد آیا ہے مگر کوئی لفظ بھی
اون آیتون کا جنمین یہ لفظ ہے رقیت مستقبلہ پر دلالت نہین کرتا انتہی **اقول** اگر احکام اون آیتون
کے مخصوص کسی زمانہ ماضی کے ساتھ ہین تو بیشک زمانہ مجتہد عصر کا صحیح ہے لیکن اگر وہ احکام
مستقبل کے بھی ہین تو آیات کی رقیت مستقبلہ پر دلالت کرنے مین کیا کلام ہے پس دیکھنا چاہیے
کہ احکام آیات مذکورہ مخصوص ساتھ زمانہ ماضی کے ہین یا زمانہ آیندہ کو بھی شامل ہین اگر شق
اول ہے تو اجتہاد مجتہد عصر کا صحیح ہے اور اگر شق ثانی ہے تو اجتہاد مجتہد عصر کا خلاف نصوص قرآن
قرآن کے غلط اور اجتہاد مقابلہ قرآن ہے اور یہ لفظ حدیث مین بھی وارد ہے کہ مجتہد مصیب
اوسکو چھوڑ گئے ہم اوسکو لکھتے ہین بخاری مین ضمن حدیث جنگ کسری مین منقول ہے عمر
کہتے ہین حتی اذا کنا بارض العدو خرج علینا عامل کسری فی اربعین الفا فقال
المغیرۃ سل عما شئت قال ما اشتر قال نحن اناس من العرب کنا فی بلاء شدید یا

وبلاء شديد نمص الجلد والنوى من الجوع ونلبس الوبر والشعر ونعبد الحجر والشجر
فبينا نحن كذلك اذ بعث رب السموات ورب الارض الينا نبيا من انفسنا نعرف
اباه وامه فامرنا نبينا رسول ربنا ان نقاتلكم حتى نعبد والله وحده او نؤدي الجزية
واخبرنا نبينا صلعم عن رسالة ربنا انه من قتل منا صار الى الجنة في نعيم لم ير مثلها قط
ومن بقي منا ملك رقابكم الحديث خلاصہ ترجمہ یہ ہو کہ مغیرہ کہتے ہین خبر دی ہمکو ہمارے نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے رب کی رسالت سے کہ جو ہمارا جاویگا ہم مین سے جاوے گا
بہشت مین ایسی عیش مین کہ جیسکے مانند کبھی دیکھا ہی نہین گیا اور جو بچ رہیگا ہم مین سے
مالک ہوویگا تمھارے رقاب کا یعنی فارس کے لوگ ہمارے غلام ہونگے جناب مجتہد صاحب
یہان تو کسی تاویل وتحریف کی گنجایش ہی نہین ہی **قال** آیت اول سورۂ بقر مین اللہ صاحب
نے اون باتون کو جو آیۂ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ مین بیان ہوئے ہین نیکیان گنا ہی اور
انہین کے ساتھ مسافرون اور سائلون کو خیرات دینا اور بردہ آزاد کرنے مین روپیہ خرچ کرنا نیک
کام فرمایا ہی **اقول** پوری آیت یہ ہو لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ
عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ
وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ الآیہ نہین ہی نیکی یہ کہ پھیرو تم اپنے مونہہ مشرق ومغرب کی طرف
لیکن نیکی یہ ہی کہ جو کوئی ایمان لایا خدا پر اور آخر دن پر اور فرشتون اور کتاب اور پیغمبرون پر
اور دیا مال کو اوسکی محبت پر قرابت والون اور یتیمون اور مسکینون اور مسافر اور مانگنے والون کو
اور گردنون کے چھڑانے مین اور قائم کیا نماز کو اور دی زکوۃ الآیہ جسکو کچھ بھی عقل ہی وہ نہین کہہ سکتا
کہ وہ نیکیان جنکا بیان اس آیت مین ہی مخصوص زمانۂ ماضی کے ساتھ ہین اور زمانۂ آیندہ کو شامل
نہین مگر ہان مجتہد عصر سے بعید نہین کہ فرماوین کہ اس آیت مین لفظ اٰمن اور اٰتی اور اَقام
سب صیغے ماضی کے ہین اس بنا پر آیت کو مخصوص زمانۂ ماضی کے ساتھ ٹھہرا کر فرماوین کہ مطلب یہ

کرنیکی وہ ہی جسکو کوئی ایمان لایا ہی اور دے چکا ہی مال قرابت داروں اور یتیموں اور مسافروں اور اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھوڑانے مین اور قائم کر چکا ہی نماز کو اور دے چکا ہی زکوۃ پس آیت کو اوپر نیکی ایمان اور خیرات اور رقیت اور نماز پڑھنے اور ادا ے زکوۃ مستقبلہ پر کچھہ دلالت نہین پس اسکے جواب مین اسی قدر کافی ہی کہ جب آپکے نزدیک آیت کو نیکی ایمان اور خیرات اور نماز اور زکوۃ پر زمان مستقبل مین کچھہ دلالت نہین اور آپ اون سب سے دست بردار ہین تو ہمکو آپ سے اس آیت مین زیادہ تر کچھہ مباحثہ نہین وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ

قال آیت دوم اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ سورۂ توبہ مین اللہ صاحب نے زکوۃ کے روپے کا خرچ بتلایا ہی کہ کہان کہان خرچ ہوگا اسیکے ساتھہ بتلایا کہ بردہ آزاد کرنے مین بھی خرچ کیا جاوے گا

اقول الحمد للہ یہان تو مجتہد عصر بھی قائل ہوے اسکے کہ آیندہ کو مصرف زکوۃ یہ لوگ ہین جنکا آیت مین بیان ہوا اور منجملہ اونکے غلام بھی ہین کہ جنکے آزاد کرنے کے واسطے مال زکوۃ دیا جاویگا پس یہ آیت ظاہر ہی وجود لونڈی غلامون کے باب مین زمانہ آیندہ مین لیکن اگر مجتہد عصر کسی دلیل قطعی سے انسداد اوسکا اور معدوم ہوجانا کسی زمانہ مستقبلہ مین ثابت کرسکین تو ثابت کرین مگر یہ اونسے ہرگز نہو سکیگا **قال** لفظ عبد یعنی غلام تین جگہہ قرآن مجید مین آیا ہی اور اوس سے بھی رقیت مستقبلہ پر استدلال نہین ہوسکتا ہی آیت اول وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ اللہ صاحب نے مسلمان عورتونکو مشرکین سے شادی کرنے کو منع کیا ہی اور بطور تاکید کے یہ فرمایا ہی کہ مسلمان غلام بھی ایک مشرک سے اچھا ہی اگرچہ وہ مشرک تمکو اچھا معلوم ہوتا ہو **اقول** چونکہ یہ آیت جملہ اسمیہ ہی اور جناب مجتہد دہر نے بھی ترجمہ بجملہ اسمیہ کیا اور جملہ اسمیہ دلالت دوام و ثبوت پر کرتا ہی پس دلالت آیت کی رقیت مستقبلہ پر اظہر من الشمس ہوئی مجتہد دہر پر لازم تھا کہ لفظ اچھا ہی کی جگہہ اچھا تھا لکھتے اگر یہ نادانستگی عربیت سے تو ثابت ہوتی جیسی اور جگہہ

ہوئی مگر مطلب تو بظاہر ثابت ہوجاتا ایسا ہی آیت دوم یعنی اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ
مین جناب مجتہد خود ہی رقیت مستقبلہ کے مقرہین ترجمہ فرماتے ہین کہ اگر غلام کو مارے تو غلام ہی
مارا جاوے اور دعوی یہ تھا کہ رقیت مستقبلہ پر استدلال نہین ہوسکتا معلوم نہین کہ استدلال
کس چیز کا نام سمجھتے ہین اور آیت سوم یعنی ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا مین ہم کچھ
کلام نہین کرتے یہان تذکرہ عبد مملوک کا بطور مثل کے ہی یہان کوئی حکم شرعی مملوک ہونے پر
متفرع نہین جیساکہ اور آیات مین ہی قال لفظ امتہ قرآن مجید مین دو جگہہ ہی اور کسی جگہہ سے
بھی رقیت مستقبلہ کا حکم نہین پایا جاتا اقول یہان بھی دیکھنا چاہیے کہ وہ آیات خمین
یہ کلمہ ہی صرف زمانہ ماضی کے ہی ساتھہ مخصوص ہین یا نہین بر شق اول مجتہد صاحب کا
اجتہاد صحیح ہی و بر شق دوم غلط قال آیت اول وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ
اقول بیان اسکا بعینہ بیان وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ کا ہی قال
آیت دوم وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ نکاح کرو
مسلمان رانڈون کا اور نیک چلن اپنے غلامون اور لونڈیون کا اقول دیکھو یہ حکم
زمانہ ماضی سے متعلق نہین بلکہ زمانہ مستقبل کیواسطے ہی کیونکہ حکم امر متعلق بزمانہ ماضی ہو ہی
نہین سکتا پس متفرع ہونا ایک حکم شرعی کا لونڈی غلام پر ہرائینہ بظاہر الآیہ دلالت کرتا ہی
وجود و ثبوت شرعی لونڈی و غلام پر زمانہ مستقبل مین قال لفظ فتیات قرآن مجید
مین دو جگہہ یعنی لونڈیون کے آیا ہی الی قولہ آیت اول سورہ نسا کی آیت ہی ذیل لفظ
تا ملکت مین بیان ہوچکی ہی اقول پوری بحث اس کلمہ پر اوس جگہہ نہین ہوئی اب ہم
وہ آیت پوری لکھتے ہین وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ
الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ
اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ
اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ

فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ
مِنْكُمْ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ
سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ
عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ
عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا اس آیت کے اور کلمات مین کلام کچھ ضرور نہین کیونکہ مماثل
اسکے جو کلمات ہین اور آیات مین واقع ہین اونمین کلام مفصل ہوچکا ہی پس وہی کلام انمین بھی ہی
مگر یہان جو بعد بیان جواز نکاح کنیز کے یہ فرمایا وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ یعنی
ہدایت کرے تمکو طریق اون لوگون کے جو تمسے پہلے تھے اس سے واضح ہوا کہ طریق جواز نکاح کنیز کا
اور اور احکام شرعی کنیزکون کے جو آیت مین بیان کیے گئے ہین طریق اون لوگون کا بھی تھا
جو ہمسے پہلے تھے اور کلمہ یہدیکم دلالت کرتا ہی اسپر کہ یہ طریقہ خدا کے نزدیک ناپسند
اور مبغوض نہین کیونکہ طریقہ مبغوض اور خلاف آئین قدرت اور قبیح کے بتانے کو احکام شرعی
مین بلفظ ہدایت تعبیر نہین کیا جاتا بلکہ ہدایت ایسی راہ بتانے کی ضد ہی فرمایا خدای تعالی نے
وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى یعنی گمراہ کیا فرعون نے اپنی قوم کو اور ہدایت نہ کی وَالسَّلَامُ
عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى سلامتی ہی اوسپر جو تابع ہوا ہدایت کا اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ
فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى ثمود کو ہدایت کی ہمنے پس دوست رکھا اونھون نے اندھاپن
یعنی گمراہی کو اوپر ہدایت کے فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَعَلَيْهَا جس شخص نے
ہدایت پائی تو اپنی ذات کے لیے اور جو گمراہ ہوا تو اوسکا ضرر اوسکی ذات پر پس اگر اس طریقہ
مین کوئی بات بھی موجب ناپسندیدگی کے مخالف آئین قدرت کے ہوتی تو ہرگز اوسکو
بلفظ ہدایت کے تعبیر نہ کیا جاتا اور چونکہ یہ احکام خاصۃً کنیزکون کے ہین اور داخل طریقہ راشدین
سابقین کے ہین اور وجود و ثبوت رقیت کے مقتضی ہین اور ہمکو واسطے زمانہ آیندہ کے
انکی ہدایت فرمائی گئی تو ثبوت رقیت مین زمانہ مستقبل اور اوسکے جواز شرعی مین کیا کلام

باقی رہا اور اسی بیان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کلمۂ ما ملکت ایمانکم سے مراد یہ نہیں ہے کہ جو زمانہ سابق میں تمہاری ملکیت ہو چکی ہیں کیونکہ جب یہ طریقہ ہمارا مطابق طریقۂ راشدین سابقین کے قرار پایا تو اگر حق میں ملکیت مقصور اور پر مملوکات سابقہ ہی کے ہوتی تو بیشک انکے حق میں بھی مقصور اور پر ملکیت سابقہ ہی کے ہوتی اور آیندہ کے لیئے جائز اور باطل اور فاسد ہوتی اور اگر ایسا ہوتا تو چونکہ ہم اونسے بہت پیچھے ظہور میں آئے ہیں ہمارے حق میں کیونکر جائز ہوتی اور چونکہ وہ طریقہ خود انہیں کے حق میں آیندہ کو جائز نہ تھا تو ہمکو انکے ناجائز طریقہ کے کسطرح ہدایت فرمائی جاتی اس بیان سے صاف ظاہر ہوا کہ کلمۂ ما ملکت ایمانکم مقصور اور پر زمان ماضی کے نہیں ہے اور جو لوگ اسکے خلاف کہتے ہیں وے لوگ ہر آینہ مصداق وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ اَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا کے ہیں واللہ الموفق الی الہدایۃ والصواب **قال** آیت دوم اللہ صاحب نے سورۂ نور میں فرمایا ہے وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا پر بدکاری کے لیئے جبر نکرو **اقول** یہ آیت بھی ثبوت رقیت میں ظاہر ہے اور اس آیت میں جو فتیات کا لفظ ایسا نہیں کہ جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ رقیت مخصوص اونہیں فتیات ہے جو زمانہ گذشتہ میں رقیق تھی بلکہ رقیت مستقبلہ ثابت ہوتی ہے کیونکہ لا تکرہوا نہی ہے اور نہی فعل مستقبل کے ساتھ متعلق ہوتی ہے نہ ماضی کے **قال** لفظ غلام و جاریہ قرآن مجید میں تو نہیں آئے مگر حدیث میں ہیں چنانچہ وہ حدیث لکھی جاتی ہے عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلعم لَا يَقُولَنَّ اَحَدُكُمْ عَبْدِي وَاَمَتِي كُلُّكُمْ عَبِيدُ اللّٰهِ وَكُلُّ نِسَاءِكُمْ اِمَاءُ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ غُلَامِي وَجَارِيَتِي وَفَتَايَ وَفَتَاتِي وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّي وَلْيَقُلْ سَيِّدِي وَفِي رِوَايَةٍ لِيَقُلْ سَيِّدِي وَمَوْلَايَ وَفِي رِوَايَةٍ لَا يَقُلِ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهِ مَوْلَايَ فَاِنَّ مَوْلَاكُمُ اللّٰهُ رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ ابو ہریرہ نے کہا کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کوئی تم میں سے یوں نہ کہوے کہ میرا غلام اور میری لونڈی تم سب خدا کے غلام ہو اور سب تمہاری عورتیں خدا کی لونڈیاں ہیں مگر یوں کہو کہ میرا لونڈا میری لونڈی اور میرا چھوکرا اور میری چھوکری اور غلام بھی تمکو نہ کہے

بلکہ میرے آقا و میرے مالک کہو اور ایک روایت مین آیا ہی کہ میرے مالک بھی نہ کہو کیونکہ تم سب کا مالک اللہ ہی یہ حدیث مسلم مین ہی اور مشکوۃ مین بھی اسکو نقل کیا ہی **اقول** واہ کیا خوب ترجمہ حدیث نبوی کا کیا کہ مخالفت پیغمبر صلعم مین ذرا بھی کوتاہی نکی پیغمبر صلعم فرماتے ہین کہ چاہیے کہ کہے غلام میرا مجتہد فرماتے ہین کوئی یہ نہ کہے کہ میرا غلام مخفی نہ رہی کہ اس حدیث مین بیان اون الفاظ کا ہی کہ جو قیقون کی نسبت کہنے چاہیین اور جو نہ کہنے چاہیین چنانچہ لفظ عبد و امۃ کے کہنے کی نہی فرمائی اور لفظ غلام اور جاریہ اور فتی اور فتاۃ کی اجازت دی ایسے ہی غلامون کو نہی کی کہ آقا کو کوئی رب یا مولی نہ کہے بلکہ سید کہے اور بحث اسکی کچھ اوپر بھی گذر گئی ہی زیادہ بحث یہان کچھ ضرور نہین مگر اس حدیث سے بھی رقیت مستقل کا ثبوت بخوبی ہوگیا کہ نہی اقوال آیندہ ہی کی ساتھ متعلق ہی اقوال ماضیہ کے متعلق ہرگز نہین ہوسکتی کما لایخفی علی من لہ ادنی لب

قال باب سوم **اقول** اس باب مین مصنف نے کچھ بحث علل و اسباب ملک و رقیت کی کی ہی مگر صاف ظاہر ہوتا ہی کہ جسقدر لکھا ہی محض نافہمی سے لکھا ہی نہ یہ سمجھے کہ علت کسکو کہتے ہین نہ یہ سمجھے کہ سبب کیا چیز ہی نہ یہ سمجھے کہ محل کیا ہی اگر مین اس مقام پر اون امور کی تفصیل بطریق تنبیہ مصنف کے لکھون تو طول ہوتا ہی لہذا اس بحث کو محول اور کتب اصول فقہ کے کرکے اس باب مین اون اقوال سے تعرض کرونگا جنکے تعرض کی ضرورت ہی **قال** علمای اسلام نے سبب طاری ہونے رقیت کا صرف غلبہ اور استیلا قرار دیا ہی **اقول** واہ جناب مجتہد عصر بسم اللہ ہی غلط اور چونکہ اسی بنا پر آپنے تمام خامہ فرسائی فرمائی ہی اور علمای اسلام پر طعن کیا ہی جب بنا ہی آپکی فاسد تو تمام خامہ فرسائی اور مطاعن آپکی بنای فاسد علی الفاسد ہی شعر آنکس کہ ندانند و ندانند کہ بداند × در جہل مرکب ابد الدہر بماند × جناب مجتہد صاحب یہ تو فرمائیے کہ علمای اسلام مین سے کسنے غلبہ اور استیلا کو سبب رقیت ٹھہرایا ہی وے تو غلبہ اور استیلا کو بہت صراحت کیساتھ سبب ملکیت کا لکھتے ہین نہ سبب رقیت اور لفظ ملک جو اونکی عبارات مین ہی مصدر معلوم ہوتا ہی من ملک یملک ملکا فہو مالک نہ مجہول من ملک یملک ملکا

اور رقیت مرادف ملک مصدر مجہول کا ہی نہ اوس ملک کا جو مصدر سے معلوم ہی اور سبب رقیت تو جیسا کہ ہمنے اول کتاب مین بیان کیا ہی کفر ہی نہ استیلا و غلبہ اور اگر آپ کو کچھ استعداد ہی تو آپ کو معلوم ہو سکتا ہی کہ زوال عصمت حریت اون لوگون سے ستلزم اسکا نہین کہ وہ ہمارے رقیق اور مملوک ہو جاوین مگر جب سبب ملک یعنی غلبہ اور استیلا متحقق ہو تو ہر آینہ وہ سبب اپنے محل مین موثر ہوگا اور وے لوگ ہمارے رقیق ہو جاوینگے پر اعجب ہی کہ آپنے یہ عبارت ہدایہ کی نقل کی کان الشرع اسقط عصمتہم جزاء علی جنایتہم وجعلہم ارقاء یعنی شرع نے ساقط کردی عصمت اونکی یعنی عصمت آزادی کے بسبب جزا ہی گناہ اونکی کی اور کردیا اونکو رقیق اور پھر بھی یہ نہ سمجھے کہ سبب رقیت کیا ہی اور سبب ملک کیا ہی شاید رقیت اور ملک کو شی واحد سمجھے ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ سبحان اللہ بریں استعداد دعوی اجتہاد جانا چاہیے کہ من جملہ امور معترضہ علی الالہیہ کے ہی وَهُوَ عَجُزٌ حكي شرع جزاء علی الکفر اصلا بہ یصیر المرء مخترعا للملاك وحقیقت ہر ایک انسان باعتبار جوہر انسانی کے متصف ہی بصفت آزادی کے اور کسیکا مملوک نہین ہاں ملک حقیقی کے اور اسی جوہر کے اعتبار سے وہ سائر حیوانات سے اشرف ہی مگر باعتبار نفس بہیمی کے مانند سائر بہائم کے ہی پس جب جوہر انسانی مغلوب ہوگیا اور نفس بہیمی غالب آگیا اور وہ عمل کرنے لگا کہ جو سراسر خلاف اقتضای جوہر انسانی کے ہین تو صفت خراوت اوس مین سے زائل ہوگئی اور عصمت حریت کہ باعتبار جوہر انسانی کے تھی بسبب مغلوب ہوجانے جوہر انسانی اور غالب ہوجانے نفس بہیمی کے باقی نرہی مثل سائر بہائم کے قابل تملک کے ہوگیا ان ہم الا کالانعام بل ہم اضل سبیلا اور جس قدر پاس جوہر انسانی کا خدا تعالی نے اپنے ذمہ کرلیا تھا اوس سے مذابری ہوگیا ان اللہ بریء من المشرکین یہ سبب کہ ہم اول کتاب مین مفصل لکھ چکے ہین مگر یہ ضرور نہین کہ جو چیز کہ قابلیت قابل تملک ہو وے بالفعل بھی مملوک ہووے دیکھو بہائم صحرائی اور طیور وحشیہ بالقوہ قابل تملک ہین بالفعل کسی بندہ کے مملوک نہین مگر جو کوئی اونپر مستولی ہوکر اونکو قید کرلے اوسکے مملوک ہو جاتے ہین بسبب اوسکے استیلا کے اسی طرح پر حال کفار

بہائم سیرت کا ہی کہ عرضہ للملک قابل تملک ہین جو کوئی اونپر غالب آگیا اور اوس نے قید اور اپنے
قبضہ مین کر لیا اوسیکے مملوک ہوگئے اور یہ بھی جانا چاہیے کہ سبب حقیقی جہاد اصطلاح مین اوسکو کہتے
ہین کہ جو حکم کی طرف طریق ہو جیسیکہ مسئلہ اتخن فیہ مین غلبہ اور استیلا ایک طریق ملک کا ہی
بسبب توسط علت اغتنام کے قال اللہ تعالے وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ
خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى الایہ كُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا الایہ
وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ الایہ اَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا
الْغَنَائِمَ الحدیث ان آیات وحدیث سے ظاہر ہو کہ غنیمت کرنا موجب ملکیت ہی اور غنیمت کرنا
متحقق ہوتا ہی غلبہ اور استیلا سے ہو جب ان نصوص کے پس غلبہ اور استیلا سبب ملک غنائم ہوا جب یہ تحقق
ہوا تو اب ہم بعض اقوال مجتہد پر توجہ کرتے ہین **قال** ان تمام روایتون سے ظاہر ہوتا ہی
کہ اگلے عالمون نے صرف غلبہ اور استیلا کو سبب ملکیت قرار دیا ہی **اقول** غلط نہی مجتہد عصر کی
ہو کہ ایسا فرماتے ہین اونھون نے جس قدر اقوال علما کے لکھے ہین انمین غلبہ اور استیلا کو
سبب ملک تصریح بیان کیا ہی سبب ملکیت کسی قول مین نہین لکھا چنانچہ عبارت ہدایہ
مع تشریح غلطی مجتہد ہم اوپر لکھ چکے ہین عبارت بحر الرائق خود مجتہد عصر نے اس طور پر
نقل کی ہی کہ فالاسباب ثلثۃ مثبت للملک وہو الاستیلاء وناقل للملک وہو البیع ونحوہ
وخلافۃ وہو الارث والوصیۃ اسباب ملک کو تین قسم پر منقسم کیا ایک وہ کہ مثبت ملک ہو
یعنی ملک جدید ثابت کرے اور وہ استیلا ہی اور دوسرا وہ کہ منتقل کردے ملک کو مانند
بیع وغیرہ کے اور تیسری وہ جو مالک کا قائم مقام کردے اور وہ ارث ووصیت ہی دیکھو
صاف لکھا ہی کہ استیلا سبب ملک ہی یہ نہین لکھا کہ استیلا سبب ملکیت ہی **قال** مگر اب ہمکو دیکھنا
چاہیے کہ غلبہ اور استیلا کو جو سبب ملکیت اور حربی کو مال مباح ٹھہرایا ہی آیا اسکے لیے
کوئی نص صریح قرآن حدیث مین موجود ہی یا نہین اسکا جواب صاف یہ ہی کہ کوئی نہین
اقول یہ محض نادانی مجتہد عصر کی ہی کیونکہ آیات قرآن مین صاف حکم ہی اَنَّمَا غَنِمْتُمْ

مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ الی غیر ذلک من الآیات والاحادیث
انسے صاف ظاہر ہے کہ غنیمت کرنا یعنی غلبہ اور استیلا سبب ہے ملکیت کا اور ملکیت متفرع ہے
غنیمت کرنے پر یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی وصف پر کوئی حکم مترتب ہوتا ہے وہی وصف سبب
حکم قرار پاتا ہے مثلاً حدیث مین آیا ہے کہ کُلُّ مَا اسْکَرَ فَهُوَ حَرَامٌ جو چیز کہ نشہ لاوے تو وہ حرام ہے
لَا تَنْکِحُوا مَا نَکَحَ آبَاؤُکُمْ مت نکاح کرو اوسکو جسکو نکاح کیا ہو تمہارے باپون نے پس معلوم ہوا
کہ نشہ لانا سبب حرمت ہے نکاح کرنا آبا کا سبب حرمت ہے اسی طرح پر مَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ
فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ الآیۃ اس آیت و دیگر آیات و احادیث مین غنیمت سبب
ملکیت ہے اس صورت مین یہ کہنا مجتہد کا کہ اسکا جواب صاف یہ ہے کہ نہین سراسر غلط اور تمام
غفلت ہے آیات قرآن اور زبان عرب سے ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ چند اسیرون کے اسیر
بحکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لونڈی غلام بنائے گئے اور ظاہر ہے کہ وہ کفار جن پر ہم
جہان تک غالب نہین ہوئے تا روز غلبہ اون پر حکم ملکیت کا نافذ نہین ہوا علی ہذا القیاس کسی
مسلمان کو لونڈی غلام نبایا بلکہ دار حرب مین بھی جو شخص مسلمان تھا اوس سے تعرض نہین کیا
آخر اسکا کچھ سبب تو تھا اور بجز اسکے اور کچھ سبب نہین کہ دار حرب مین جو کوئی مسلمان تھا
وہ محل ملک تھا اور قبل اسکے کہ کفار پر ہم فتح پاکر اونکو اسیر کرلین غلبہ اور استیلا متحقق نہ تھا
پس صاف ظاہر ہوا کہ کفر وہ چیز ہے کہ عصمت حریت کو زائل کر دیتا ہے اور غلبہ اور استیلا وہ چیز ہے
کہ جسکے سبب ہم اوس معدوم العصمت کے مالک ہوجاتے ہین اگر سوائے اسکے کوئی سبب
مجتہد عصر کی نظر مین ہو تو بیان فرماوین یہ بات نہین ہے کہ علماء اسلام نے پہلے سبب اپنے
دل سے نبایا بعد اوسکے اوسپر حکم غلامی کا مترتب کیا بلکہ اونھون نے قرآن و حدیث اور فعل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سبب رق اور سبب ملک دریافت کیا ہے اور قرآن و
حدیث سے ہو سبب رق کفر اور سبب ملک غنیمت کرنا یعنی غلبہ اور استیلا متحقق ہوا ہے اونھون نے
قیاس سے اسباب مقرر نہین کیے ہین حاشا وکلا غور کر لیجیے کہ جس طرح کی تصریح آیۃ

انما مغنم الایہ مین غنیمت کے سبب ملک ہونے پر دلالت ہی تصریح کی بیع کے سبب پر بھی نہین ہی
پس اگر کوئی نادان یہ بات کہے کہ ہمکو دیکھنا چاہئے کہ بیع کو جہاد سے سبب ملک ٹھہرایا ہی یا اسکے
لیے کوئی نص صریح کتاب و حدیث مین موجود ہی یا نہین اسکا جواب صاف ہی کہ کوئی نہین البتہ
یہ بات کہی جا سکتی ہی کہ اگر علماء نے اپنے ذہن مین سے سبیہ کو مملوک بالغ کا سمجھ کر ایسا ٹھہرا
لیا ہی تو غور کیجیے کہ وہ شخص کس درجہ کا نادان سمجھا جاویگا اور مسئلہ کا ناظر فیہ مین تو حکم قرآن
واحادیث سے ثابت کر چکے ہین کہ سبب ملک غنائم غلبہ اور استیلا ہی لیکن آپکے جناب عالی کہتے ہین کہ آپنے جو سبب رقیت لونڈی غلاموں کا ابتدای اسلام مین اتباع رسم جاہلیت
دل سے گھڑا ہی اور اوس بنا پر آپ کا سب کلام مبنی ہی آیا بقول آپکے اوسکے لیے نص صریح قرآن
وحدیث مین موجود ہی یا نہین اسکا البتہ جواب صاف یہ ہی کہ نہین **قال** البتہ یہ بات کہی
جا سکتی ہی کہ اگر علماء نے اپنے ذہن مین قیدیان جہاد کو لونڈی غلام سمجھکر اور صرف اپنی
رائے اور نہ کسی نص سے انکے رقیت کی وجہ غلبہ اور استیلا قرار دی **اقول** یہ آپکا مغالطہ ہی
آپنے خصیص عالمون کی کرتے ہو عالمون ہی نے نہین بلکہ خدا یتعالی اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے قیدیان جہاد کو لونڈی وغلام ٹھہرایا ہی اور یہ بھی آپ کا قول سراسر غلط ہی کہ
رقیت کی وجہ غلبہ اور استیلا قرار دی کسی عالم نے رقیت کی وجہ غلبہ اور استیلا قرار نہین دی
اگر آپ اونکے اقوال کو نہ سمجھین تو یہ آپ کا قصور ہی **قال** اور جہان کہین اوٹھوا نے ذرا بھی
غلبہ اور استیلا کسی قسم کا پایا وہان رقیت کو جاری کر دیا مسلمانون کا حربیون کو زبردستی
پکڑ لانا یا حربیون کا طور رندر کے بھیجنا یا حربیون کا دار الاسلام مین پکڑا جانا سب کو
جہاد کے غلبہ و استیلا پر قیاس کر لیا **اقول** روایت دوم فتاوی قاضی خان کو دیکھکر
اور بعد سمجھ لینے اس بات کے کہ قول منتی یہ کیا ہی گفتگو کیجیے اور جواب کہنے کے آپ کچھ
حرف زبان پر لائین یہ آپ کا دریدہ طعن پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دیکھیے اپنی ہی
تحریر کو پیٹ مارا فاستغفر اللہ کہکے اور دریاب پکڑے جانے حربے کے دار الاسلام مین

جو حرف زبان پر لاے ہو یہ بھی بیجا ہو اس قسم کے آدمی کو پیغمبر صلعم کے حکم سے قتل کیا گیا ہی
عن سلمة بن الاکوع قال اتی النبیّ عین من المشرکین وهو فی سفر فجلس عند
اصحابه یحدث ثم انفتل فقال النبیّ صلعم اطلبوه واقتلوه فقتلنی سلمة متفق علیه
آیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر مین ایک جاسوس مشرکون کا اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم سفر مین تھے پس بیٹھا وہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے پاس پھر چلا گیا پس فرمایا
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تلاش کرو اوسکو اور مار ڈالو اوسکو اور غرضکہ وہ پکڑا گیا اور مارا
گیا پس عطا کیا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجکو اوسکا اسباب متفق علیہ ہرگاہ کہ قتل ایسے
شخص کا جائز ہو تو استرقاق کہ عقوبت قتل سے کمتر ہی اوسکے جواز مین کیا کلام رہا اور اسکو بھی
غور فرمایئے کہ مفروضہ مہذب قوم مین جسکا نام مبس نہ وہ غلامی سے بدتر چیز ہی یا پھر یہ ہوتا
ہی مٹی وہ کاٹتا ہی کسی مال کا مالک نہین ہوسکتا جو کچھ محنت مشقت سے کوئی کام کرتا ہی اوس سے
متمتع نہین ہوسکتا مال اوسکا ضبط کیا جاتا ہی بطور میراث کے جو کچھ اوسکو پہونچتا ہی وہ ضبط
ہوجاتا ہی کھانے پینے سونے بیٹھنے اوٹھنے پائخانہ پیشاب کی اس قدر تکلیف اوسکو ہوتی ہی
کہ حد سے زائد نماز و روزہ سے مجبور رہتا ہی یار دوست جورو بچون سے جدا ہوتا ہی نکاح وہ نہین
کرسکتا غلامی مین اور اوسمین صرف غ ل ام اور ح ب س کا فرق ہی ورنہ فی المعنے
تو جو قیود اوسپر ہین غلام پر ہو ہی نہین سکتی غرض کہ جب محاربین مین سے کسی شخص کو وے
پکڑ لیتے ہین تو باوجود اس قدر تعلّی کے کہ ہماری سرزمین کو تاثیر آزادی ہی پھر بھی
اوسکو معنیٔ غلام سے زیادہ بنا لیتے ہین جب یہ حال ہی تو پھر آپ کو کیا مجال اعتراض باقی
رہگئی اور پھر جو آپ فرماتے ہین کہ جہاد پر قیاس کیا ہی یہ بھی آپ کی ناواقفی ہی بعض مرتبہ
کے ہوتے ہوئے قیاس کے کیا معنی ذری غور کرکے لکھا کیجیے **قال** کیسی تعجب کی بات
ہی کہ اگلی علمانے حربیون کی اولاد کا دارالحرب مین خرید و بیع اسلیے جائز قرار دیا ہی کہ اوسمین
بھی غلبہ اور استیلا کی صورت ہی **اقول** ایسے مختلف فیہ مسئلہ کو اس انداز پر لکھنا کہ جس سے

یہ بات ظاہر ہوئی کہ ائمہ کبار نے ایسا کیا ہی مبنی بر حسد اور عناد ملمائے اسلام ہی ہم کہتے ہین
کہ ہرگز یہ قول ابو حنیفہ یا شافعی یا مالک یا احمد یا ثوری یا محمد یا ابو یوسف رح یا اور کسی عالم کا
علمائے متقدمین سے نہین ہی بلکہ ایک استفتا جو اس باب مین ملبدگام پور مین ہوا اور منقی محمد
شرف الدین مرحوم نے اوسکا جواب لکھا ہی اوسمین صاف حکم عدم تملک کا دیا ہی اور
بر جندی شرح منتصر کے حوالہ سے لکھا ہی کہ یہی روایت حسن ہی ابو حنیفہ رح سے اور روایت ہشام عن
محمد رح سے اور یہی مختار ابو بکر محمد بن الفضل ہی اور یہی صحیح ہی پس یہ کہنا مصنف کا کہ
اکثر علمائے ایسا کہا ہی صاف غلط اور افترا ہی اگر کسینے متاخرین مین ایسا کہا ہو تو محمول اوپر
خطا کے ہی **قال** اب ہمارے علمائے اس غلبہ اور استیلا کو جو اپنی طبیعت کا ٹھہرایا ہوا دل تھا
یہان تک وسعت دی کہ غلبہ اور استیلا کرنے والے پر مسلمان ہونیکی بھی شرط ساقط کر دی اور
لکھ دیا کہ اگر کافر کافر کو بھی یہ غلبہ اور استیلا پکڑ لے تو وہ بھی اوسکا غلام ہو جاویگا چنانچہ
ہدایہ شریف مین لکھا ہی اذا غلب الترک علی الروم فبیعوھم واخذوا اموالھم ملکوھا
لان الاستیلاء قد تحقق فی مال مباح وھو السبب کہ جب کفار روم کفار ترک پر غالب
ہو جاوین اور بندی پکڑ لین اور مال لے لین تو اوسکے مالک ہو جاتے ہین کیونکہ استیلا
یعنی غلبہ متحقق ہو گیا مال مباح مین اور وہی سبب ملک ہی انتہی **اقول** ہم اوپر بیان
کر چکے ہین کہ کفر موجب زوال عصمت حربت ہی اور جب وہ عصمت زائل ہو گئی تو کفار
مثل بہائم کے قابل تملک ہو گئے اگر ایسا نہ ہوتا تو سبایا نبی مصطلق و بنی قریظہ اور خیبر
اور اوطاس کے بحکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ملکہ بحکم خدائے تعالی کے کس طرح پر مملوک
مسلمانون کی ہو جاتین کیونکہ جو چیز محل ملک نہین ہی وہ مملوک کسی طرح پر نہین ہو سکتی
اور ہم نے مجتہد عصر سے یہ بھی استفسار کیا ہی کہ اگر کفر سبب زوال عصمت حربت نہین ہی
تو اونکے نزدیک اور کیا چیز سبب کی ہی کہ جسکے قابل ملک ہو گئین ہم اسبات کو تو ہرگز تسلیم
نہ کرینگے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محض بے سبب صرف باتباع رسم جاہلیت ظلماً

دیدا وہ گونڈی غلام بنا لیا کیونکہ اتباع رسم جاہلیت سرتاپا ممنوع ہو قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ دیکھیے جس شخص کو یہ حکم ہو کہ صاف کہدے کہ مین تمہارے خواہشون کا تابع نہونگا اگر ایسا ہو تو مین ابھی گمراہ ہوگیا اور ہدایت پانیوالون مین سے نہون اور کہدے کہ مین ایک بڑی دلیل روشن پر ہون جو میرے رب کی طرف سے ہی اور تمنے اوسکو جھوٹھلایا ہی بھلا انصاف تو کیجیے جسکو یہ حکم صاف ترک اتباع رسم جاہلیت کا نافذ ہوا اور جو شخص بحکم خداوند متعال یہ کہتا ہو کہ مین تو ایک بڑی دلیل بیّن خداداد پر ہون آپ کا ذہن کس طرح پر قبول کرتا ہی کہ وہ اتباع رسم جاہلیت کا کرکے مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوجاوے العیاذ باللہ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا کیا مین غیر خدا کو پنچ بناؤن اور حال یہ ہو کہ خدا نے اوتاری ہی یہ کتاب تمپر مفصل دیکھو کیسا انکار شدید ہی اسبات کا کہ اس کتاب یعنی قرآن کی ہوتے ہوئے اتباع کسی اور رسم یا حکم کی کیجاوے وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِى الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ اور اگر تو اکثر زمینکے لوگون کی اطاعت کریگا تو وے گمراہ کرینگے تجکو خدا کی راہ سے وے لوگ خیال ہی کے تابع ہین اور وے تو اٹکل بچو چلتے ہین عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلعم ابغض الناس الی اللہ ثلثۃ ملحد فی الحرم ومبتغ فی الاسلام سنۃ الجاھلیۃ ومطلب دم امرء مسلم بغیر حق لیھریق دمہ رواہ البخاری فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دشمن ترین آدمیون کے خدا کے ساتھ تین ہین ملحد حرم مین اور طلب کرنیوالا اسلام مین رسم جاہلیت کا اور چاہنے والا خون مرد مسلم کا ناحق کہ بہاوے اوسکے خون کو روا سمجھکر یہ بخاری نے ای ایمانداران لوگو انصاف سے کہو کہ جسکے دل مین ایک ذرہ بھی نور ایمان ہوگا بھلا وہ یہ بات کہسکتا ہو کہ وہ قامع بدعت وقامع رسوم جاہلیت جسکو خدای تعالی بکلمہ سراج منیر تعبیر فرماتا ہی اور جس پر وہ کتاب اوتری کہ جسکو خدا یتعالی نور بین کہتا ہی ایسی تاریکی مین پڑے

کہ رسم جاہلیت کے پابند ہی مرتکب ایسے گناہ کا ہوئے کہ خلاف آئین قدرت اور قبیح لذاتہ اور جڑ تمام بدیون کی ہی اور پھر اسپر بھی اکتفا نکرے یہان تک سعد بن معاذ نے جو لونڈی غلام بنانے سبایا بنی قریظہ کا حکم دیا تو یہ کہا کہ لقد حکمت فیہم بحکم اللہ کہ قسم ہی کہ حکم دیا تو نے انکے حق مین بموجب حکم خدا کے حاشا وکلا العیاذ باللہ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیء کون شخص ظالم تر ہی اوس سے جس نے افترا کیا خدا پر جھوٹھ کہا یا کہا کہ وحی آئی ہی مجھپر حالانکہ کچھ وحی اوسپر نہ آئی تھی آدم بر سر مطلب کہ چونکہ رقیت حادثہ کے ثبوت مین کچھ شک وشبہ نہین ہی اور اوسکا سبب بجز اوسکے جو فقہاے امت نے لکھا ہی اور کچھ نہین ہی اور سببیت اوسکی آیت قرآن سے ثابت ہی اور مجتہد عصر نے بھی سبب اوسکا بجز ایسے امر کے کہ اوسکے قائل کو بجز منافق اور زندیق کے اور کچھ نہین کہہ سکتے بیان نہین فرمایا تو ہر آئینہ استدلال ہدایہ عظمہ کا علی رغم انف حاسدین کسی طرح پر محل جرح نہین مجتہد عصر خود ہی انصاف کرین کہ سبب ملکیت اور سبب رقیت لونڈی غلامون کا جداو نھون نے اتباع رسم جاہلیت دل سے گڑھا ہی عقلاً اور نقلاً مستحسن ہی یا وہ جو صاحب ہدایہ عظمہ نے برنباے اوامر شرعیہ کے بیان فرمایا ہی بہتر ہی جواب مجتہد صاحب پہلے کمال صاحب ہدایہ رحمہ اللہ کا سا تو حاصل کر لیجیے تب زبان طعن و جدال کی دراز کیجیے **مثنوی**

تا تو نمرودیست در آتش مرو	رفت خواہی اول ابراہیم شو
چون نہ سیماب ونے دریا بیے	پس مفگن خویش از خود را بیے
در زیانہا سود بسر آورد	او ز قعر بحر گوہر آورد
کاملے گر خاک گیرد در رشود	زر برناقص چو خاکستر شود
چون قبول حق بود آن مرد را	دست او در کار ہا ہست خدا
جہل آید پیش او دانش شود	جہل شد علمی کہ در ناقص رود
دست ناقص دست شیطان است و دیو	زانکہ اندر دام ابلیس است ریو

قال باینہمہ اب تک فضل الٰہی سے کسی بندگ نے یہ نہین فرمایا کہ حربیون کو مال مباح کس اصول پر قرار دیا آیا قرآن مجید مین یا حدیث نبوی مین یہ حکم آیا ہی یا حضرت جبرئیل

اون بزرگون پر وحی لائے تھے **اقول** اون بزرگون پر تو وحی کا آنا ہمارا اعتقاد نہین
اور نہ خود اونکا اعتقاد ہے اونھون نے تو صاحب وحی کے افعال اور اقوال سے ہر مسئلہ کو مستنبط
کیا ہے جب اونھون نے قرآن مجید مین کفار کی نسبت یہ وحی دیکھی اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ
اور یہ بھی قرآن مجید مین دیکھا کہ خدا اونکی عصمت سے بری ہو گیا چنانچہ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ
مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ اور عقل بھی مقتضی اسکی ہوئی کہ جب بسبب غلبۂ نفس بہیمی کے جوہر خاص
جسکو نفس انسانی کہتے ہین بہت ہی مغلوب کالمعدوم ہو گیا تو بیچارہ صفت بہیمی کے جوہر
طرح پر قابل مملوک ہونیکے ہی کچھ باقی نہین رہا اور افعال پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی
اسکے مؤید پایا کہ بعد غلبہ کے اونھون نے اونکو لونڈی غلام بنایا اگر وے مال مباح نہوتے
تو لونڈی غلام بنانا اونکا کسیطرح پر ممکن نتھا پس اس اصول پر اونھون نے حربیون کو مال
مباح ٹھہرایا اگر آپ کو استعداد مطالعۂ کتب اصول فقہ کی ہوتی تو آپ ان اصول پر مطلع
ہوتے اور یہ نہ فرماتے کہ اب تک کسی بزرگ نے ایسا نہ دیکھا ہے تلویح اور اصول فخر الاسلام
مے لکھتے ہین کہ اَلرِّقُّ هُوَ حَقُّ اللّٰهِ تَعَالٰی اِبْتِدَاءً یعنی اِنَّہٗ ثَبَتَ جَزَاءً لِلْكُفْرِ فَاِنَّ
الْكُفَّارَ لَمَّا اسْتَنْكَفُوْا عَنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاَحَبُّوْا اَنْفُسَهُمْ بِالْبَهَائِمِ فِیْ عَدَمِ
النَّظَرِ وَالتَّاَمُّلِ فِیْ اٰیَاتِ التَّوْحِیْدِ جَازَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِاَنْ جَعَلَهُمْ مَمْلُوْكِیْنَ مُبْتَذَلِیْنَ
بِمَنْزِلَةِ الْبَهَائِمِ وَلِهٰذَا لَمْ یَثْبُتِ الرِّقُّ عَلَی الْمُسْلِمِ اِنْتَهٰی وبڑا تعجب ہے کہ وہ حدیث نبوی
جسمین اونکی مباح ہونے پر نص صریح موجود ہے آپ کو معلوم ہو مگر از راہ مغالطہ کے باتون
مین ہیر پھیر کرتے ہو یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُبْطِلُوْنَ
چنانچہ قول آیندہ مین پوری بحث اسکی آتی ہے **قال** البتہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے یہ فرمایا کہ لڑائی مین لوٹ کا مال اللہ تعالے نے ہمکو مباح کیا ہے اور یہ نہایت عمدہ
اور ثابت ہے خوب اصول ہے مگر انسان کو مال مین داخل نہین فرمایا غالبًا ہمارے علمائے قیاس
سے انسان کو بھی مال سمجھا ہے **اقول** کلمات طیبات احادیث نبویہ یہ ہین حدثنا

جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلعم احلت لی الغنائم دوسری حدیث
جو ابو ہریرہ سے مروی ہو اوسکے کلمات یہ ہین احل اللہ لنا الغنائم رواہما البخاری
یہان دونون حدیثون مین غنائم بلفظ جمع معرف باللام واقع ہو کہ حاوی ہو اپنے جمیع متعلقات
کو پس معنی حدیثون کے یہ ہین کہ حلال کی گئی محکو سب غنائم اور حلال کین تحقیق واسطے ہمارے
سب غنائم جب یہ معلوم ہوا تو ہمنے فرض کیا کہ انسان مال مین داخل نہین مگر حدیث پیغمبر
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین جو مجتہد عصر نے لفظ مال اپنی طرف سے بڑھا دیا کیا اونپر حضرت
جبرئیل عرم یہ وحی لاتے تھے مگر اب تک تو فضل الٰہی سے اظہار اسکا نہین فرمایا ہے شاید آیندہ
کہین تو کہین اور چونکہ غنائم مین آدمی اور گھوڑا اور ہاتی اور دیگر حیوانات اور اور اشیا
از روی لغت اور عرف کے داخل ہین غنمہ یغنمہ فہو غانم وغنیم یغنم فہو مغنوم قال
ابو الطیب شعر یسیر جا اعطاک لا عن جہالۃ ولکن مغنوما تجی منک غانم
دیکھو اس شعر مین اطلاق مغنوم کا اوس شخص مستحق پر موجود ہی جسکا ذکر اشعار سابقہ مین ہو شعر
فی کل یوم ذا لدمستق مقدم تفاہ علی الاقدام للوجہ لاعم * علاوہ بران روے
لغت کے غنیمت و فی مرادف ہین چنانچہ علمای لغت نے ترجمہ غنیمت کا بلفظ فی کیا ہو اور فی
مین ہر آئینہ انسان بھی داخل ہو چنانچہ خود مجتہد بھی اسپر معترف ہین اور بحث اوسکی اوپر گذری
پس کچھ شک و شبہ اسمین نہین کہ کفار حربی بھی بوقت غلبہ کے داخل غنائم ہین اور جبکہ جنس
کہ داخل غنائم ہی وہ ہماری مملوک ہو اور ہمکو حلال ہو پس کفار حربی بھی ہمارے مملوک ہین خدا تعالے
فرماتا ہو کہ اثابہم فتحا قریبا ومغانم کثیرۃ یاخذونہا وکان اللہ عزیزا حکیما
یعنی عطا فرمائی اونکو فتح قریب اور غنیمتین کثیرہ کہ لیتے ہین وہ اوسکو اور ہی اللہ غالب حکمت والا
یہ خبر ہے غنائم خیبر کی کہ خیبر سبایا بھی نہین جب یہ بات ثابت ہو لی کہ لفظ مال گڑھا ہوا
مجتہد عصر کا بطور تحریف کے ہی اور حدیث شریف مین اسکا پتہ بھی نہین اور لفظ غنائم
جس طرح پر اور اشیا اور حیوانات کو متناول ہو ویسے ہی انسان کو بھی متناول ہو اور حدیث

نبوی مین اوسکی ملت پر فیض صریح ہی تو سب دعاوے اور اجتہادات مجتہد عصر کے من اولہ الی آخرہ
بجذافیرہ باطل ہو گئے اور مغالطات ہونا ہر ایک صاحب عقل پر مانند شمس نصف النہار
آشکار ہو گیا قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا اب ہم مجتہد صاحب سے دریافت
کرتے ہین کہ اموال حربیین جو خود آپکے اقرار سے بھی ملک غانمین ہو جاتا ہی آیا یہ حکم ملکیت کا
غلبہ اور استیلا ہی کی صورت مین ہی یا بغیر غلبہ اور استیلا کے بھی نافذ ہی مثلاً کوئی چیز حربی کی
از راہ سرقہ یا خیانت کے آپکے ہاتھ لگ جاے تو آپکی ملکیت ہو جاویگی اگر شق اول ہی تو آپکو
سبب استیلای غلبہ مین کیا کلام ہی اور اگر شق ثانی ہی تو سخت نامعقول ہی **قال** بہرحال جو ہو
اتنی بات ضرور تسلیم کرنی چاہیے کہ غلامی ایک مسئلہ ہی جسکو علماے اسلام نے نکالا ہی یا اختیار کیا ہی
اقول صرف علماے اسلام ہی نے اختیار نہین کیا بلکہ پیغمبران اسلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے
تا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از روی وحی آسمانی کے اختیار کیا ہی اونکی اتباع سے علماے
اسلام نے بھی اختیار کیا ہی **قال** مگر اسکو ایک مسئلہ شرعی منزل من اللہ کہنا کیسا جھوٹھ
اور اسلام پر کتنا بڑا اتہام کرنا ہی **اقول** کسقدر زیادہ تقریر اور جھوٹھی بات ہی توریت مین
یہ مسئلہ مسلّم قرآن مین یہ مسئلہ موجود پھر ہم نہین سمجھتے کہ مصنف کے نزدیک شرع کسکا نام
ہی فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِّنْ عِندِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ
کہہ تو لاؤ تم کوئی اور کتاب کہ ان دونون یعنی توریت اور قرآن سے زیادہ راہ نیک دکھلاے
ہو کہ اتباع کرون اسکا اگر ہو تم سچے اسکے جواب مین کوئی کتاب آسمانی تو پیش نکر سکوگے رہے
ولیو ولڈرمن اور ملکسن اور سارب وغیرہ کی راے پر جنکی تقلید سے انبیا پر طعنہ دہی
ہو پیش کروگے ولبس احادیث نبی آخر الزمان صلعم و صحف صاحب الملۃ الحنفیۃ البیضاء حضرت ابراہیم
علیہ السلام سے ثبوت اسکا واضح خود مصنف مقرر مین اسکی کہ توریت مین اجازت اسکی دی
موسے علیہ السلام نے اوسکو جائز رکھا عیسی علیہ السلام ایک حرف بھی بنسبت اوسکی زبان پر نہ لاے
قبل از نزول آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو

تسلیم کیا باوجود ان سب باتون کے پھر تکذیب اوسکی صاف تکذیب کتب آسمانی کی ہے
قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ
وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ
مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ
مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ
وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ کہو تم کہ ایمان لائے ہم خدا پر اور اوسپر جو اوتارا گیا ہمپر اور جو اوتارا
گیا ہے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اسباط پر اور جو دیے گئے ہین موسےٰ
اور عیسےٰ اور سب پیغمبر اپنے خداکیطرف سے ہم تفریق نہین کرتے اونمین سے کسیکی درمیان
مین اور ہم اوسکے فرمان بردار ہین پس اگر وے لوگ یعنی کفار ایسا ہی ایمان لاوین
جیسا تم ایمان لائے ہو تو وہ بھی راہ یاب ہوگئے اور جو پھر گئے تو جز این نیست کہ وہ ایک بڑے
جھگڑے مین ہین سو خدا کافی ہوگا اونکو اور وہ سننے والا ہے اور جاننے والا ہے تمان
اگر شرع مجتہد کی اقوال ولایتی صاحب دوست مجتہد اور ولیم ولز ڈوسن صاحب وغیرہ کے
ہین اور اونکے کلام کو وے مثل وحی ربانی سمجھتے ہین تو اونکے لیے یہ جواب کافی ہے
تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ
بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللّٰهِ قائم ہو جاؤ ایک بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان
ایک طرح پر ہے کہ نہ عبادت کرینگے ہم کسیکی بجز خدا کے اور نہ ٹھہراوینگے ایک ہمارا دوسرے کو
رب بجز خدا کے **قال** ان تمام حالات سے اور تمام فقہی روایتون سے جو مذکور ہوئین یہ بات
ثابت ہوگئی کہ فقہاے اسلام نے جو غلبہ اور استیلا کو سبب ملکیت قرار دیا ہے اسکی اصل
جہاد کے قیدیون کو لونڈی و غلام بنانے پر مبنی ہے پس اب ہمکو اس بات پر بحث کرنی چاہیے
کہ جہاد کے قیدیون کا لونڈی و غلام بنانا جائز ہے یا نہین کیونکہ اگر اون قیدیون کا لونڈی
و غلام بنانا ناجائز ثابت ہو جاوے گا تو یہ اصول ملکیت باطل ہو جاویگا اور سبکو تسلیم کرنا

پڑیگا کہ اسلام مین کوئی شخص اور کسی حالت مین لونڈی غلام نہین ہوسکتا پس اب ہم
امر مذکور کی بحث پر متوجہ ہوتے ہین **اقول** ہم بہت خوشی کے ساتھ اس مباحثہ کو
پسند کرتے ہین کیونکہ اسکے ضمن مین یہ بات مثل شمس نصف النہار ظاہر ہوجاویگی
کہ ہمارے علما کسقدر کتاب اللہ اور افعال اور اقوال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
تابع ہین اور کس کس احتیاط اور کوشش کے ساتھ سے استنباط مسائل شرعیہ فرماتے ہین
اور کس درجہ کی محافظت کلمات قرآن اور احادیث نبوی کی رکھتے ہین اور ایک بات بھی
پاس خاطر دوستون اور امرا سے زبان پر نہین لاتے لیکن ایک بات سنیے ہم باعلان تمام
مجتہد عصر کو آگاہ کیے دیتے ہین کہ چونکہ صفحہ ۱۱ پر سے مدعی اسکے ہوے ہین کہ ہم صرف خدا
اور خدا کے رسول کی اطاعت کرینگے اور کسیکی تقلید نکرینگے اسکا پاس اونکو رکھنا چاہیے
ہمنے بھی بمحاظ اونکے اس شرط کے التزام کیا ہی کہ بجز آیات قرآن اور احادیث صحیحہ کے اور کسی
چیز سے استدلال نکرینگے چنانچہ اوپر بھی ہم اوس التزام پر قائم رہے ہے اور آیندہ بھی قائم
رہینگے ایک شرط ہم اور بھی کرتے ہین کہ آیات قرآن مجید اور احادیث نبوی مین کوئی
قید کوئی شرط اپنی طرف سے نہ لگائینگے اور جو مصنف نے کوئی قید کوئی شرط بڑھائی تو
اوسکو ہرگز ہرگز قبول نکرینگے گو کہ مصنف کیسی ہی بڑے عالم مفسر کی تقلید سے اوس قید کو
پیش کرین لغت کے معنی اپنے دل سے نگھڑینگے اور یہ بات بھی نہ سنینگے کہ فلانے مفسر نے
یہی معنی لکھے ہین اگر مصنف نے کوئی معنی دل سے گڑے تو ہم کلام عرب سے سند
مانگینگے وہ تفسیر جو بطرف ابن عباس منسوب ہی اوسکی سند کچھ نہین اول تو ثبوت
اوسکا ابن عباس تک ہی نہین چلتا ثانیاً چونکہ مصنف اجماع صحابہ کو دلیل نہین سمجھتے پھر
بالفرض اگر ابن عباس ہی سے وہ تفسیر ہو تو بھی اصول مصنف پر بطریق اولی قابل
استدلال اور احتجاج کے نہین تعمیم و تخصیص الفاظ مین بدون دلیل شرعی کے نہ ہمکو
اختیار ہی نہ مجتہد صاحب کو ہوگا لغت کے معنی مین البتہ علما لغت اور کلام فصحا اور

اور شعرائے عرب کو مستند سمجھینگے تو اکثر اعراب و تصاریف کلمات مین اکابر علمائے
نحو کے کلام کو مستند سمجھینگے بعد ان شرائط کے ہمکو کچھ ضرور نہین کہ ہم کسی مفسر قرآن
یا شارح حدیث کی عبارت نقل کرین یا جو عبارات مجتہد عصر نے لکھے ہین اونکی طرف
توجہ کرین اب ہم مستعینًا باللہ یہ مباحثہ شروع کرتے ہین وبحبل اللہ توفیقہ ہم اس میدان
مین فتحیاب و غالب ہوکر مخالفین کو غلام ہی بنا کر چھوڑینگے وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ
عِنْدِ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ ۝ **قال** باب چہارم اس بات کے بیان
مین کہ قیدیان جہاد کے لونڈی غلام بنانے کا کوئی حکم قرآن مجید یا حدیث صحیح مین نہین ہے
اقول جس شخص نے قرآن غور سے پڑھا ہوگا اور احادیث کی کتابین دیکھی ہونگی وہ
ہرگز یہ لفظ زبان پر نہین لاسکتا قرآن اور احادیث مین بہت صاف حکم ہے چنانچہ کچھ
اوپر اوسکی تصریح ہوئی ہے اور کچھ آگے آویگی اگر مجتہد عصر اونکو ندیکھین یا نہ سمجھ سکین تو اونکی
بصر و فہم کا قصور ہے ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؎ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ؎ **قال**
کوئی شخص نہین کہہ سکتا کہ قرآن یا حدیث مین کسی جگہہ یہ حکم ہے کہ جو لوگ جہاد مین پکڑے
جاتے ہین وہ لونڈی غلام ہوجاتے ہین **اقول** جب خود خدا تعالے قرآن مین فرماتا ہے
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى الآیہ
اٰتَاهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ
كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ الآیہ یعنی جانو تم جو لوٹ مین لاؤ تم کچھ چیز
تو خمس اوسکا واسطے اللہ اور واسطے رسول اور صاحبان قرابت وغیرہ کے ہے جسکا
بیان آیت مین ہوچکا اللہ نے مسلمانون کو فتح قریب اور مغانم بہت کہ لینگے وے اوسکو
وعدہ فرمایا تمسے خدا نے بہت مغانم کا کہ لوگے تم اوسکو پس جلد تر دے تمکو یہ غنیمت
یعنی غنیمت خیبر کہ جسمین سے بایا بھی تھین اور اسباب مین بسبب ورود احادیث صحیحہ
مشہورہ کے کچھ کلام اور انکار نہین ہوسکتا کہ چار خمس غانمین کے ہین اور لام للتمیز و للتعلیل

مین ملک کا ہو جیسا کہ لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض مین ہو پس صاف ثابت ہوا کہ جو چیز غنیمت مین آوے کوئی چیز کیون نہو جسپر اطلاق شی کا صحیح ہو اوسکا خمس تو مملوک خدا اور رسول اور قرابتداران و دیگر اصناف مصرحۂ آیت کا ہی اور چار خمس مملوک غانمین کے ہین اور چونکہ سبایای مغنومہ پر بھی باطلاق شئے کا بالبداہۃ صادق ہو پس یہ آیت تعمیم اور تناول سبایا مین ہر گز نہ مفسر ہو کہ کسیطرح قابل تاویل و تخصیص کے نہین دوسری آیت وَعَدَکُمُ اللّٰہُ مَغَانِمَ کَثِیْرَۃً تَاْخُذُوْنَھَا فَعَجَّلَ لَکُمْ ھٰذِہٖ الایہ عَجَّلَ لَکُمْ ھٰذَا مین لام تملیک ہی جیسے کہتے ہین وہبت لزید دینارا تمیز کے آیت اَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا وَّمَغَانِمَ کَثِیْرَۃً یَّاْخُذُوْنَھَا الایہ عنایت کی اونکو فتح قریب اور غنیمتین بہت کہ لینگے وے اوسکو اور چونکہ اس مغانم عنایت الٰہی مین سبایا بھی داخل تھین پس کون شخص یہ کہہ سکتا ہی کہ قرآن و حدیث مین حکم لونڈی غلام بنائے جانے کا نہین ہی اور چونکہ اس آیت اور آیت دوم کی غنیمت معجلہ بنسبت مغانم خیبر کی ہی اور اوسمین سبایا بھی تھین کہ بحکم پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقسیم ہو کر مملوک غانمین کی کی گئین پس یہ سبب تعلق بیان فعلی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ آیت بھی مفسر ہو گئی در باب ملکیت سبایا جہاد اور تناول کلہ مغانم مین سبایا کو چنانچہ تذکرہ اسکا آئندہ بھی آویگا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُحلت لنا الغنائم واحل اللّٰہ لنا الغنائم من بقی منا ملک رقابکم چنانچہ بیان اسکا اوپر گذر گیا اور آئندہ بھی آویگا جب ایسے نصوص مفسر موجود ہین تو وہ کون ہی کہ یہ کہہ سکتا ہی کہ جہاد کے قیدیون کے مملوک کرنیکا قرآن و حدیث مین حکم نہین ہی **قال** مگر اگلے عالمون نے قرآن مجید سے اس مسئلہ کے استنباط پر کوشش کی ہی اقول ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ ضمناً اس بحث مین ایک غرض ہماری یہ بھی ہی کہ ہم خوب ظاہر کر دین اس امر کو کہ صحابۂ کرام اور دیگر علماے عظام نے احتیاط کرنے مین بہت کوشش کی ہی اگر وے مانند مجتہد دہر کے احتیاط مین کوشش نہ کرتے تو مثل مجتہد عصر فاش غلطیون مین پڑ جاتے

اور مثل مجتہد عصر کے وہ بھی یہ کہدیتے کہ کوئی شخص نہین کرسکتا کہ قرآن مین آنحضرت اونہین کا کام تھا کہ ہر ایک آیت اور حدیث کو جیسے وہ تھے ویسا ہی سمجھا اگر ظاہر تھی تو ظاہر اور اگر نص تھی تو نص اور اگر مفسر تھی تو مفسر سمجھا برخلاف مخالف مجتہدون کے کہ مجمل کو مفسر سمجھے اور مفسر کو مجمل باتباع ہوائے نفسانی اور حُب جاہ کے خدا کے کلام پاک اور احادیث مقدسہ مین اپنے دل سے قیدین بناکر موجد تحریف ہوے **قال** چنانچہ اوسکو اس مقام پر لکھتے ہین اور جو غلطیان اوس سے استنباط مین ہین اونکو بھی بیان کرتے ہین **اقول** ماشاء اللہ کیا کہنا آپ ایسے مجتہد تو نہین جیسے اور مجتہد غریب بیچارہ تھے کہ خدا سے بھے ڈرتے تھے پیغمبرون کا بھی بہت ادب اور پاس کرتے تھے آپ تو خدا کی بھی غلطیان پکڑتے ہین اور پیغمبرون کی بھی خدا تعالی کی کیسی غلطی فاش آپنے پکڑی کہ جو چیز اکبر الکبائر اور افحش الفواحش جرسب بدیون کی ہے اوسکے ارتکاب کی اوسنے توریت مقدس مین اجازت دی موسی عرم اور انکے بعد انبیای بنی اسرائیل کی آپنے کیسی غلطی پکڑی کہ اونہون نے اکبر الکبائر کو جائز رکھا اور شریعت مقرر کیا عیسی عرم کی کیسی غلطی فاش پکڑی کہ وے عالیجناب ایک حرف بھی اوسکے منع اور انکار کا زبان پر نہ لائے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیسی غلطی فاش آپنے پکڑی کہ اونھون نے باتباع رسم جاہلیت کے ایسے اکبر الکبائر اور اصل جملہ قبائح کو جاری رکھا جب آپ اس پایہ عالیہ پر ہین تو بیچارے علماے اسلام کہ بہمہ جہت تابع فرمان خدا اور انبیاے کرام عرم کے ہین آپکو اونکی غلطیان بیان کرنہین کیا تامل ہے **ابیات**

چگونہ جان بسلامت برم ز سفاکی	کہ بر درش ملک الموت بسمل افتادہ ست
ناوک نے تیرے صید نجھیر ہزار جا نہ مین	تڑپے ہی مرغ قبلہ نما آشیانہ مین

مگر ہم بھی جانچتے ہین کہ تغلیط آپکی صحیح ہوی یا آپ خود غلط ہین **قال** استنباط اول وہ کہتے ہین کہ بہت سی جگہ قرآن مجید مین اور احادیث صحیح مین لونڈیان اور غلامون کا ذکر آیا ہی اور بہت سے احکام اونکی نسبت بیان ہوے ہین اور اس سے پایا جاتا ہی کہ اسلام مین بھی لونڈی غلام کا رکھنا

جائز کہا گیا ہی مگر یہ دلیل تقیت مستقبلہ سے متعلق نہین ہوسکتی **اقول** ہم نہین جانتے
کہ مراد آپکے استقبال سے کیا ہی جہان مقام تفصیل کا ہوتا ہی وہان مغالطہ عوام کے لیے بہت ہی
اجمال کو کام مین لاتے ہین اگر مراد استقبال سے استقبال بہ نسبت زمان نزول آیات
مذکورہ کے ہو تو سراسر غلط ہی چنانچہ اس شق کو ہم خود آیہ کریمہ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ
إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ سے باطل کر چکے ہین اور بہت دلیل قوی
سے یہ ثابت کر چکے ہین کہ آیات مذکورہ جنمین ملکت ایمانکم یا مانند اسکے کلمات وارد ہوے ہین
وہ شامل ہین اوس زمانہ پر بھی جو بہ نسبت زمانہ نزول آیات کے ماضی تھا اور اس زمانہ پر بھی
جو مستقبل ہی اور بہ نسبت شمول و عموم ازمنہ کے آیات مذکورہ مفسر ہین اور آپنے جو ملکت کا
ترجمہ یہ کیا تھا کہ مالک ہو چکے ہین اسکی غلطی ہمنے خوب ظاہر کردی ہی اور اگر مراد استقبال سے
استقبال بہ نسبت نزول آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً ہی تو ہرگز نہ یہ آیات زمانہ
نزول سے جسقدر ازمنۂ مستقبل ہین ہین اونکو متناول ہوسکین پس استثناط زمانۂ بعد یت
اما منا بعد و اما فداء کا بدون اسکے کہ یہ آیت اون آیات کی ناسخ ہو متصور نہین ہوسکتا
کیونکہ قبل اس آیت کے تو استثنا کسی زمانہ کا آیات مذکورہ سے پایا نہین جاتا اگر وہ آیت
نازل نہوتی تو مجتہد عصر بھی اون آیات کو جمیع ازمنۂ مستقبلہ کے لیے تسلیم فرماتے مگر
اس آیت کے نزول سے مدت حکم آیات مذکورہ کی ظاہر ہوئی اور یہی معنی ہین نسخ کے پس
اب اسپر مدار تمام دعاوی مجتہد عصر کا رہا کہ یہ آیت اون آیات کی ناسخ ہی سو اثبات اوسکا
وظیفہ مجتہد عصر کے ہی اور ہمپر یہ امر ہی کہ اثبات نسخ پر مجتہد عصر جو دلائل پیش کرین ہم اونپر جرح
کامل پیش کرین مگر مجتہد عصر ناسخ ہونے آیت مذکور اور منسوخ ہونے آیات مسطورہ پر ایک
دلیل بھی پیش نکرسکے اور ہمارے پاس دلائل ابطال دعوے نسخ کے بہت موجود ہین چنانچہ
مختصر بیان اونکا آویگا **قال** اسلیے کہ ہم یہ بات ثابت کر آئے ہین کہ قبل نزول آیت
حرمت کے جس قدر لونڈی و غلام موجود تھے اون سبکو اسلام نے بطور لونڈی غلام کے

تسلیم کیا تھا **اقول** اس قدر تقریر سے تو بعد آپ کا ثابت نہین ہوتا یہ تو ہمارا ہی دعوی ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لونڈی غلامون کو بطور لونڈی غلامون کے تسلیم فرمایا نہ بطور احرار کے آپکے ذمہ تو اثبات اس بات کا واجب ہے کہ بعد ازان اوس تسلیم کو واسطے آیندہ کے منسوخ فرمایا مگر یہ امر آپ سے نہ پیشتر ثابت ہوسکا نہ بعد اسکے ہوسکے **قال** اور اون احکام مین کوئی لفظ بھی ایسا نہین جو رقیت مستقبلہ پر دلالت کرتا ہو **اقول** ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ وہ کلمات اون سب زمانہ کو متناول ہین جو آیات کے نزول سے پہلے تھے اور جو آیات کے نزول کے بعد آوینگے مگر بتجدید زمانۂ استقبال کا اثبات آپکے ذمہ رہا کہ وہ زمانۂ مستقبلہ جو تا روز نزول آیت اما منا بعد واما فداء آرہا تھا اوسکو تو متناول ہے اور اوسکے بعد کو نہین خلاصۂ کلام یہ کہ اگر کلام بلکہ بمعنی ماضی بنسبت زمانہ نزول آیات کے لیا جاویگا جیسا کہ آپنے ترجمہ کیا ہے تو قباحت مذکورہ بالا لازم آویگی اور اگر بمعنی ماضی بنسبت وقوع فعل کے جیسا کہ ہمنے شرح اوسکی کی ہے لیا جاویگا تو بالقید جمیع ازمنۂ مستقبلہ پر دلالت کریگا اس حالت مین جو شخص مدعی اسکا ہووے کہ یہ حکم فلانی مدت تک باقی رہا اور آیندہ کو نہ رہا تو وہ پر اثبات نسخ از روی دلیل شرعی کے واجب ہے از جملہ ایسی دلیل شرعی قائم نہوگی تو وہی آیات واسطے ثبوت رقیت کے قیامت تک کافی ہین پس قول مصنف کا کہ اون احکام مین کوئی لفظ بھی ایسا نہین جو رقیت مستقبلہ پر دلالت کرتا ہو غلط محض ہے اور اساس استنباط کی تغلیط خود غلطی ہے **قال** استنباط دوم اللہ تعالے نے سورۂ برائۃ مین نسبت اون مشرکین عرب کے جنہون نے اپنے تمام عہد توڑ دیے تھے اور وعدہ اور بدعہدی کرنے لڑائی شروع کر دی تھی یہ فرمایا فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ جب مہینے حرمت کے لڑائی منع ہوگذر جاوین تو مشرکین کو مارو جہان پاؤ اور اونکو پکڑو اور اونکو گھیرو اور ہر جگہ اونکی گھات مین بیٹھو پھر اگر وہ توبہ کرین اور نماز پڑھین اور زکوۃ دین تو اونکا راستہ چھوڑ دو

بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہی **اقول** آیت مین کچھ تخصیص مشرکین عرب کی نہین اور نہ اونکی ہی کہ جنھون نے عہد کرکے توڑ دیا تھا البتہ آیہ سابقہ مین اون مشرکین کو جنھون نے عہد کیا تھا اور اسے عہد پر قایم تھے اونکی نسبت اتمام عہد کا حکم نافذ ہی اور مشرکین عرب اور غیر عرب اور وہ مشرکین جنھون نے عہد توڑ دیا تھا اور غیر اونکے سب اسی عموم مین داخل ہین بدلیل اذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بری من المشرکین ورسولہ الآیہ فالعبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص الاسباب اھ ہم کے معنی یہ نہین ہین کہ گھیر واونکو بلکہ معنی اوسکے یہ ہین کہ تنگ کرو اونکو حصرہ یحصرہ کضربہ یضربہ ضربا وحصرا حقیق علیہ کذا فی الصحاح القاموس اور پکڑو اونکو وطلب اونکا یہ ہی کہ اسیر کرو اونکو خلوا سبیلہم لغوی معنی یہ ہین کہ راہ اونکی خالی کرو ولیکن بطور استعارہ کے یہ کلام تعرض نکرنے مین مستعمل ہی یعنی تعرض نکرو **قال الشاعر**

وقال کل خلیل کنت آملہ + لا الھینک انی عنک مشغول + فقلت خلوا سبیلی لا ابالکم

فکلما قدر الرحمن مفعول + **قال** ملا احمد جونپوری نے اس آیت کا نام آیہ استرقاق رکھا ہی اور علماء اسلام کے بڑی دور رقیت پر یہ آیت ہی مگر کوئی شخص بھی جسکے دل کی آنکھین ضلالت تقلید سے اندھی نہین ہوئی ہین کہہ نہین سکتا ہی کہ اس آیت سے رقیت ثابت ہوتی ہی **اقول** علماء کرام اسلام نے رقیت کا مدار ثبوت کچھ اسی آیت پر نہین رکھا بلکہ یہ آیت تو اقتضاء رقیت پر دلالت کرتی ہی ماسوا اسکے چند آیات ایسے ہین کہ عبارۃ رقیت پر دلالت کرتے ہین چنانچہ ہمنے اونکو اوپر لکھا ہی اور آگے اس سے ہم اونکی شرح کرینگے مگر مجتہد عصر نے اونکو نسیا منسیا ایسا کردیا کہ اونکا نام بھی نہین کیا نبذ فریق من الذین اوتوا الکتب کتاب اللہ وراء ظھورھم کانھم لا یعلمون پھینک دیا ایک فریق نے اون لوگون مین سے جو دی گئی تھی کتاب خدا کی کتاب کو اپنی پیٹھون کے پیچھے گویا کہ وہ کچھ جانتے ہی نہین **قال** اس آیت مین یا حکم قتل کرنیکا یعنی لڑنے کا ہی یا قید کرنے کا یا کافرون کے رستون کے روکنے کا ہی تاکہ وہ مسلمانون پر فوج نہ لاسکین یا شب خون یا اور کسی قسم کی لوٹ مار نہ کرسکین اور اون قیدیون کو غلام لونڈی بنانے کا

کہین فکر بھی نہین انتہی مختصراً **اقول** قتل کرنیکے معنی مجتہد عصر نے لفظ یا لفظ یعنی بیان فرمائے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اسقدر ناواقف ہین لغات عرب سے کہ ایسے معروف لفظ کے بھی معنی سے واقف نہین یا فرط تقلید گمراہون کے سبب تحریف قرآن پر آمادہ ہین العیاذ باللہ جناب مجتہد صاحب کیا وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا کے یہ معنی ہین نہ مارے وہ اوس سے یا یقین کیا اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً کے معنی یہ ہین کہ کیا تو نے نفس زکی سے یہ لفظ تو اُردو مین بھی زبان زد خلائق ہی بڑا تعجب ہی کہ آپ سا مجتہد عصر ایسی غلطی مین پڑے کہ ایسی مشہور لفظ کے معنی خلاف واقع بیان کرے **شعر**

چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ✦ صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد ✦ حباب آپ تو اورون کی غلطیان پکڑنے پر مستعد ہوئے تھے خدا کی قدرت دیکھیے کہ کیسی غلطی فاش مین آپ ہی پکڑے گئے **شعر** چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ✦ میلش اندر طعنۂ پاکان نہد

خیر اسکو جانے دو ایسی غلطیان آپکی تو بیحد و بشمار ہین کہان تک کوئی اونکو پکڑے گا دوسری بات سنیے کہ تعلیل اس حصر اور گھات کی اس طور پر کہ تارکوہ مسلمانون پر فوج نہ لاسکین یا نسب خلیفہ یا اور کسی قسم کی لوٹ مار نہ کرسکین سراسر بیجا ہی قرآن مین یہ تعلیل اصلا نہین اپنے دل سے مجتہد عصر نے گھڑی ہی جناب مجتہد صاحب آپنے اسی مونہہ سے مجتہدین امت محمدیہ پر دربارہ بیان کرنے سبب ملکیت کے اعتراض کیا تھا جس مونہہ سے آپ خود تعلیل بیجا فرماتے ہین یہان بھی تو وہی الفاظ فرمائیے کہ آیا اسکے لیے کوئی صریح نص قرآن و حدیث مین موجود ہی یا نہین اسکا جواب صاف ہی کہ کوئی نہین مجتہد عصر نے اپنے دل سے گھڑی ہی اور آپ جو فرماتے ہین کہ اون قیدیون کو غلام اور لونڈی بنانے کا ذکر بھی نہین ہم بھی تسلیم کرتے ہین کہ عبارت آیت مین استرقاق مذکور نہین لیکن جب کہ آیات و احادیث صحیحہ مین استرقاق اسیرون کا وارد ہی چنانچہ بیان اوپر گذر گیا اور آئندہ بھی آویگا پس ایک نتیجہ اسیری کا استرقاق بھی قرار پایا پس استدلال اونکا اس کبریٰ سے استدلال ہی بلازوم سے لازم پر اور اس قسم کا استدلال البتہ مفید ظن ہوتا ہی بشرطیکہ کوئی دلیل اوسکی معارض نہو اور تائید اوسکی اور ادلہ شرعیہ سے پائی جاوے

علاوہ و بران دیکھنا چاہیے کہ اون قیدیون کا انجام بموجب حکم شارع کے کیا ہوا یا فدیہ لیکر
چھوڑ دیے گئے یا بلا فدیہ ہی چھوڑ دیے گئے یا قتل کیے گئے یا لونڈی غلام بنائے گئے یا کوئی
اور صورت ہین مدینہ منورہ مین جیلخانہ تھا کہ اوسمین بیعاد یا دائمی محبوس ہوے غرضکہ جیسا عمل
شارع نے اونکے ساتھ کیا ہو اوسیکو حکم تشریعی اور حکم خدا سمجھنا چاہیے اور چونکہ ہم اوپر یہ شرط
ٹھہرا چکے ہین کہ اس بحث مین ہم اتباع کسی مفسر کا نہ کرینگے اور مصنف اول ہی مین یہ شرط
قرار دے چکے ہین کہ بجز خدا اور رسول کے کسیکی تقلید نہ کرینگے پس ہمکو توجہ بطرف عبارات
تفاسیر منقولہ مصنف کے ضرور نہین **قال** استنباط سوم والمحصنات من النساء الا ما ملکت
ایمانکم الخ استنباط چہارم قولہ تعالی وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک
ان دونون آیتون کا بیان ہم دوسرے باب مین بہ بحث بیان لفظ ما ملکت بخوبی کر چکے ہین اور
بخوبی ثابت کر دیا ہو کہ ان آیتون سے استرقاق پر استدلال کرنا محض غلطی ہو **اقول** ہمنے اوسی جگہ
یہ بات بخوبی ثابت کر دی ہو کہ آپنے اپنی خواہش نفسانی کے سبب ان آیات کے معانی مین سراسر
تحریف کی ہو اور جسقدر آپنے لکھا ہو سب خلاف لغت اور خلاف محاورۂ عرب اپنے جی سے
گھڑ کر لکھا ہو اور جو کچھ آپنے وہان لکھا ہو محض بتقلید ایک قول ضعیف کے جو فخر رازی نے نقل
کیا ہو لکھا ہو کسیطرح پر لائق قابل نہین ہو کہ کچھ بھی التفات اوسپر کیا جاوے **قال**
استنباط پنجم بخاری اور مسلم مین یہ حدیث ہو کہ سئل رسول اللہ صلعم من اھل الدیار
یبیتون من المشرکین فیصاب من نسائھم وذراریھم قال ھم منھم وفی روایۃ
ھم من اٰبائھم **اقول** ہمارے کسی فقیہ نے اس سے استدلال نہین کیا خود مصنف نے جو قول قاضی
اسکی تفسیر مین لکھا ہی اوس سے ظاہر ہی کہ وہ مراد استرقاق مین شک کرتے ہین پس ہمکو اوسپر
کچھ بحث ضرور نہین **قال** استنباط ششم ترمذی اور ابو داود مین ہی عن سمرۃ بن جندب
عن النبی صلعم قال اقتلوا شیوخ المشرکین واستحیوا شرخھم ای صبیانھم پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بڑی عمر کی مشرکون کو مار ڈالو اور اونکے بیٹیون یعنی بچون کو

زندہ رکھو **اقول** کلام اس حدیث مین وہی ہی جو استنباط دوم مین ہی پس ہم اسمین بھی زیادہ بحث کی ضرورت نہین جانتے **قال** استنباط ہفتم بہت بڑا استدلال علمائے اسلام کا جواز استرقاق پر فعل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اگر یہ ہو تو آمنا وصدقنا ہمارا ہی سر آنکھون پر مگر ہمکو اس بات سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کیا انکار ہی **اقول** آمنا وصدقنا تو آپکی صرف زبان ہی پر ہی ورنہ استرقاق کے معاملہ مین تو آپکو سب انبیا پر اعتراض ہی خصوصاً پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو آپ اس معاملہ مین یا بنا بر رسم جاہلیت بصراحت کہتے ہین ؎ جامی چہ لاف میزنی از پاک دامنی ؎ بر خود تو ایہمہ داغ شراب چیست ؎ مگر جائز رکھنے استرقاق کا جو آپ انکار کرتے ہین آپکا انکار بیجا ہی بہت احادیث صحیحہ سے استرقاق جیسا کہ آپکا ثابت ہی چنانچہ چند احادیث کا بیان اوپر ہو چکا ہی اور چند احادیث اور بھی ہین کہ ہم قریب ترا نکو ذکر کرینگے اور بعد ثبوت کے انکار امر ثابت کا مقبول نہین **قال** اس استدلال کی صحت یا غلطی تین امر کی بحث پر منحصر ہی اول اسپر کہ قرآن مجید مین جہاد کے قیدیون کے لونڈی وغلام نہ بنانے کا کوئی حکم ہی یا نہین **اقول** نفس ثبوت اسپر اصلا منحصر نہین جائز ہی کہ وہ حکم قرآن مین ابتدا مین ہوا اور بعد اوسکے باحادیث مشہورہ منسوخ ہو گیا ہو **قال** کیونکہ اگر ہو تو اوس کے برخلاف فعل رسول مقبول کیونکر ہوا ہوگا **اقول** اس دلیل سے تقریب تمام نہین ہوتی ممکن ہی کہ بسبب نسخ کے ایسا ظہور مین آیا ہو **قال** دوسرے اسپر کہ اگر کوئی ایسا حکم قرآن مین موجود ہو تو اسبات کو دیکھنا ضرور پڑیگا کہ اسکے بعد فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا ہوا ہی کیونکہ یہی فعل منشای استنباط مسئلہ شرعی ہوگا نہ اور کوئی **اقول** یہ بات مسلم ہی اگر بالفرض قرآن مین کوئی حکم وارد ہی اور اوسکے ورود کے بعد فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکے معارض ایسا ثابت ہو کہ تطبیق دونون مین نہو سکتی ہو تو بیشک حکم اول کو بسبب فعل وقول صاحب وحی کے منسوخ سمجھکر حکم ثانی کو محکم اور نافذ سمجھنا واجب ہوگا **قال** تیسرے اس امر پر کہ اگر کسیوقت کوئی فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلاف اس حکم

ہوا ہی تو وہ قبل اسکے ہوا ہی یا بعد اسکے کیونکہ اگر اوسکا وقوع قبل اوسکے ثابت ہو تو وہ فعل مقام استناد ہی
مسئلۂ شرعی کا نہین ہو سکتا **اقول** بیان اسکا مطابق امر ثانی کے ہم چونکہ یہ استنباط ہی
بر قول و فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو پس اول بحث اسمین چاہیے تھی کہ آیا ایسا ثابت ہی
یا نہین کیونکہ ہم مدعی ثبوت ہین اور مجتہد عصر منکر ہین پس اول ثبوت و عدم ثبوت مین گفتگو کرنی
لازم تھی اور تعارض آیت سے اور بھی اس سے کہ یہ افعال اور اقوال نزول آیت سے پیشتر کی ہین
یا بعد کے بعد اوسکے بحث کی جاتی مگر مجتہد صاحب برعکس چلے خیر کچھ پروا نہین اونھین کی
خوشی سہی **قال** باب پنجم اس بات کے بیان مین کہ قرآن مجید مین جہاد کے قیدیون کی اندہی
غلام نہ بنانے کا حکم موجود ہی جسکو ہم آیت حریت کہتے ہین **اقول** کوئی ایسا حکم موجود نہین
کہ جس سے غلام نہ بنانا سمجھا جاتا ہو یا اوس سے تحریر رقیقون کی لازم آوے اور اوس بنا پر کوئی
اوسکو آیت حریت کہہ سکے **قال** قال اللہ تبارک و تعالی فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً
اللہ صاحب نے فرمایا ہی کہ جب تم مقابل ہو کافرون سے تو اونکی گردنین کاٹو جبکہ تم اونپر غلبہ سان کر چکو
تو اونکو قید کر لو پھر قید کرنیکے بعد یا تو اونپر احسان رکھکر یا اونسے فدیہ چھوڑ ائی لیکر چھوڑ دو
اقول چونکہ تمامتر استدلال مجتہد عصر کا آیہ کریمہ اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الآیہ سے ہی اور اسمین
اونکے استنباط کا اوسی آیت پر ہی پس ضرور ہوا کہ ہم قبل اسکے کہ استدلال اور استنباط مجتہد پر
مین کچھ کلام کرین ایک مقدمہ ترتیب دین کہ جسمین بیان دلالت آیت کا اور طریق
اصولیین اور بیان یعنی آرا کا سوا نقل قول ائمۂ لغت اور نحاۃ اور اہل صناعہ یعنی منطقین کے
شرح لکھا جاوے **مقدمہ** یہ مقدمہ مشتمل ہو اوپر تین فصل کے **فصل** اول بیان دلالت
آیت مین اور طریق اصولیین کے اور اوسمین تین مقصد ہین **مقصد اول**
قال اللہ تعالی فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰٓى اِذَآ
اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً جب ملاقی ہو تم اونکے کافرون سے

جو کافر ہو کے ہین تمارا ہی گرونکا یہان تک کہ جب خوب مجروح کر چکو اونکو تو محکم کرو
بندونکے تب اختیار رکھتے ہو کیا احسان کرو بعد کیا فدیہ یعنی من و فدا قبل از اثخان
تو جائز ہی نہین بعد از اثخان تمکو اختیار دیا گیا چاہو اوپر احسان کرو چاہو فدیہ لو کلمہ حتی
سے جو آیت مین واقع ہی ظاہر ہی کہ قبل از اثخان من و فدا محظور ہین چنانچہ آیت
وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ سے یہ مدعا اس کے
اور غایت اس خطر کے وقوع اثخان ہی اور چونکہ بمطابق اقوال مفسرین رحمہم اللہ تعالے
اور اعتراف جناب قائل سلمہ اللہ تعالی کے کلمہ اَمّا اس آیت مین واسطے تخییر کے ہی تو یہ
تخییر ہی بعد از اثخان کے درمیان اون دو شیونکے جو قبل از اثخان محظور تھین یعنی
جب تک اثخان پایا جاوے تب تک من و فدا محظور ہین بعد از وجود اثخان اون دونون
امرون مین جو پیش از اثخان محظور ہین اختیار دیا گیا کہ چاہو احسان کرنا اختیار
کرو چاہو فدیہ لینا **مقصد دوم** اس آیت مین ضمیر منصوب اثخنتموہم جو خود کوئی
اور ضمائر مجرور و مقدرہ یعنی اضربوا تابہم و شدوا وثاقہم تمنون علیہم و تفدون بہم
یہ سب ضمائر راجع ہین طرف الذین کفروا کے جو فاعل لفعل تضربوا واقع ہی یعنی طرف مفعول
لفعل کے پس ظاہر ہوا کہ یہ آیت خاص مقاتلین سے متعلق ہی نہ سب یا عورات
و ذراری سے کہ جنکی نسبت ضرب رقاب اور اثخان کی ممانعت ہی **مقصد سوم**
آیت کریمہ سے بہت صاف واضح ہی کہ محل من و فدا کی وہی شخنین ہین جو بعد از
اثخان مشدود الوثاق ہوئے ہون چنانچہ خود مجتہد بھی پہلے بحسب منسوخی آیت من و فدا
مین فرماتے ہین کہ آیہ من و فدا بعد ختم ہونے لڑائی کے اون لوگون سے علاقہ رکھتی ہی
جو قید ہو گئے ہون اور لڑنے پر قادر نہون برہانی مقصد اول ہم کہتے ہین کہ اصول
مین مبرہن ہو چکا ہی کہ تخییر بین الشیئین یا اشیا صرف اوس حالت مین مفید حصر ہوتی
ہی جب کہ وہ دونون شی یا اشیا واجب ہون اور چونکہ یہ بات یہان ثابت ہی

کہ اس آیت مین تخییر مین الواجبین نہین بلکہ تخییر بعد وجود اتحاد ہی درمیان اون دو شیئون کے
کہ قبل از اتحاد مخطور رہین پس یہ تخییر کسیطرح مفید حصر نہین ہو سکتی بعید نہین کہ کوئی
شخص ناواقف حقیقت علم اصول فقہ سے یہ کہنے لگے کہ ہم اصول کی ڈھکوسلون کو
تسلیم نہین کرتے ہر چند یہ کہنا ہی اوسکا دلیل علی اوسکی بے علمی پر ہی کیونکہ مسائل اصول
برہانی ہین مگر پھر بھی مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اس مسئلہ اصول کے دلیل عقلی بطور اختصار
کے اسجگہ لکھون اور وہ یہ ہی کہ وجوب بدون ایجاب کے متحقق نہین ہو سکتا اور تخییر اور ایجاب متحد
المفہوم نہین اور نہ باہم متلازمان ہین اور ہر گاہ کہ مجرد تخییر عین ایجاب نہین نہ مستلزم
ایجاب ہی پس مجرد تخییر سے ایجاب ثابت نہین ہو سکتا ہی ہان اگر وجوب دونون شیئون
یا اشیا کا ثابت ہو چکا ہو اور پھر اونکے درمیان مین حکم تخییر نافذ ہو تو بلا شک و شبہ وہ تخییر
بسبب وجوب ثابت کے مفید حصر کے ہوگی کیونکہ اس حالت مین اگر مفید حصر نہو تو سوائے
دو شیئون یا اشیا کے واجب کے اور ایک شی کا وقوع بھی جائز ہو اور جب ارتفاع اشیا مخیرہ کا
اور اور اشیا کا وقوع بھی جائز ہوا تو وجوب اشیا مخیرہ کا باقی نہ رہا ہذا خلف لیکن یہ دلیل
تخییر بعد الخطر مین جاری نہین ہو سکتی کیونکہ جواز وقوع شی ثالث اور ارتفاع
اشیا مخیرہ کا منافی اوسکا نہین ہی کہ دو شیئین جو بتخییر مخطور تھین بعد از صدوث
کسی امر کے اونمین حکم تخییر کا نافذ ہوا ممکن ہی کہ قبل از وجود کسی قید یا شرط یا باب
یا علت کے بعض شیا جائز ہون اور بعض مخطور ہون اور بعد از وجود قید و شرط مخیرہ
کے وہ شیا جو جائز تھین بدستور جائز رہین اور جو شیا کہ مخطور تھین اونمین بھی
حکم تخییر کا نافذ ہو دیکھو ہوازن کو قبل از حکم تخییر بخبر ترک سبایا اور اموال کے لینا
مال یا سبایا کا کسیطرح روا نتھا بعد از نفاذ حکم اختار وا احدی الطائفتین اما
السبی و اما الاموال اگر چہ اختیار لے لینے ایک شی کا منجملہ اموال و سبایا کے ثابت ہوا
مگر امر ثالث یعنی ترک دونون شیئون کا جو بتخییر مخطور نتھا اب بھی ممنوع نہوا اور تخییر

منافی اوس ترک کی نہ ہوئی یہ ہی وجوہ ہین کہ خود غیر صلعم اور اونکے اصحاب اور جمیع اہل قرون مابعد کے
علماے اعلام اور زبان دانان عرب نے آجتک اس آیۃ کو مثبت حصر کا درمیان من وفدا اور موجب حرمت
استرقاق وقتل کا نہین سمجھا اور مستدلان قائل بسملہ اسد تعالی کا اس آیۃ سے تمامتر مبنی ہی اوپر
عدم واقفیت کے زبان عرب اور ضوابط وصول استنباط احکام سے الغرض آیۃ متلوہ کسی طرح پر مثبت حصر
نہین اور اگر ہم حصر مزعومہ جناب قائل کو بطور فرض محال کے تسلیم بھی کرلین تب بھی بحکم مقصد دوم
مخصوص ہی ساتھ مقاتلین کے اور سبایاے ذراری اور عورات سے اصلا متعلق نہین اور بحکم مقصد ثالث
منجملہ مقاتلین کے بھی متخنین سے تعلق رکھتا ہی نہ غیر متخنین سے اور سبب خصوص تعلق کے عموما
حکم عدم جواز استرقاق کا جیسا کہ مزعوم جناب قائل بسملہ اسد تعالی کا ہی ہرگز ہرگز ثابت نہین ہوتا

فصل دوم درمیان تفصیل کلمہ اما اور او کے بموجب لغت عرب اور طرق استعمال کے
مخفی نہ رہے کہ او اور اما دونون کے ایک معنی ہین صحاح اما بالکسر والتشدید سوف عطف
بمنزلۃ او في جميع احكامها الا وجه واحد وهو انك تقول مررت بزيد او عمرو
الشك واما تقول مررت بهذا اما زيدا فلا بد من تكريرها يعني كلمہ اما بكسر ہمزہ وتشدید میم حرف
عطف کا ہی بمنزلہ او کے ہی سب احکام مین مگر ایک وجہ مین اور وہ یہ ہی کہ تو او مین شروع کریگا
بطور یقین کے پھر پہونچیگا تجکو شک اور اما مین شروع ہی شک کے ساتھ ہوگا اور ضرور
پڑیگا مکرر لانا اما کا خلاصہ یہ ہی کہ ابتداے کلام مین شروع بلفظ او نہین ہوتا معطوف
او لایا جاتا ہی اور اما مین معطوف اور معطوف علیہ دونون پر حرف اما لانا واجب ہی پھر بحث
او مین لکھتا ہی او حرف اذا دخل على الخبر دل على الشك والابهام واذا دخل على الامر
والنهي دل على التخيير كقولك كل السمك او اشرب اللبن اي لا تجمع بينهما ولا باحد
كقولك جالس الحسن او ابن سيرين يعني او حرف ہی کہ جب خبر پر داخل ہوتا ہی تو دلالت
کرتا ہی شک پر اور ابہام پر اور جب داخل ہوتا ہی امر و نہی پر تو دلالت کرتا ہی او پر تخییر کے مانند
قول تیرے کے کل السمک او اشرب اللبن کہا تو مچھلی کو یا پی دودھ کو یعنی جمع نہ کر درمیان انکے

اور بھی دلالت کرتا ہی اباحت پر جیسے جالس الحسن او ابن سیرین مجالست کر تو حسن کے ساتھ یا ابن
سیرین کے ساتھ فی القاموس اما ثم لمعان للشک کجاءني اما زید او اما عمرو اذا لم یعلم
الجائی منھما او لایھام کما یعذبھم واما یتوب علیھم والتخییر اما ان تعذب واما
ان تتخذ فیھم حسنا والاباحۃ تعلم اما فقھا واما نحوا یعنی اما کی مفتوح کے لیے
آتا ہی واسطے شک کے جیسے آیا زید یا عمرو جب کہ آنے والا معلوم نہو اور ایہام کے یعنی مخاطب
کو وہم میں ڈالنے کے لیے اور واسطے تخییر کے جیسے یا یہ کہ عذاب دے تو اونکو یا یہ کہ لے اونمیں
بھلائی اور اباحت کے واسطے جیسے سیکھ تو یا فقہ کو یا نحو کو آہن ہشام مغنی لبیب میں لکھتے ہیں
لاما خمسۃ معان احدھا الشک والثانی الایھام والثالث التخییر والرابع الاباحۃ
والخامس التفصیل اما کے پانچ معنی ہیں ایک شک دوسرے ایہام تیسرے تخییر چوتھے
اباحت پانچویں تفصیل اور بحث اومیں تخییر کی یہ شرح کی ہی کہ ما یمتنع فیہ الجمع نحو تزوج
ھندا او اختھا وخذ من مالی درھما او دینارا تخییر اوسکو کہتے ہیں کہ جسمیں جمع نہوسکتی ہو
جیسے کہ کھاوے کہ نکاح کر یا ہند کو یا اوسکی بہن کو اور لے میرے مال میں سے یا درم یا دینار
اور اباحت کی شرح کی ہی ما یجوز فیہ الجمع اباحت وہ ہی کہ جسمیں جمع جائز ہو اور یہ اقوال
اونکے مطابق محاورۂ عرب کے ہیں چنانچہ اون مثالوں سے جو اونھوں نے لکھی ہیں اور بھی امثلہ
ذیل سے یہ بات ثابت ہی حدیث وفد ہوازن میں جسکا بیان آگے آویگا یہ کلمات ہیں قال
رسول اللہ صلعم اختار والحدی الطائفتین اما السبی واما المال فرمایا رسول اللہ صلعم نے
اختیار کرو ایک کو دونوں میں سے یا مال کو یا قیدیوں کو دیکھو اسکا مطلب یہ نہیں ہی کہ ان
دونوں کے سوا تیسری صورت ممنوع ہی کیونکہ اگر وے لوگ دونوں میں سے ایک بھی نہ لیتے
بلکہ دونوں کو چھوڑ دیتے تو اونکا حق تھا شرعًا اونپر کچھ واجب نتھا کہ چھوڑ دینے کی شق کو
قبول نکریں بلکہ مطلب یہ ہی کہ مجموعۂ دونوں چیزیں تملکونہ ملیں گی صحیح بخاری میں کتاب الدیات
میں قول افصح العرب صلعم منقول ہی من قتل لہ قتیل فھو بخیر النظرین اما ان یودی واما ان یقاد

دیکھو باتفاق علما اور بحکم قرآن سولے ان دونون شقون یعنی سوے دیت اور قصاص کے
تیسری صورت عفو کی بھی مشروع ہی اور حصر اونھین دونون صورتون مین نہین ہی دوسری حدیث
مین فیروز دیلمی اپنے باپ سے روایت کرتا ہی کہ قال قلت یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
انی اسلمت وتحتی اختان قال اختر ایتھما شئت کہا فیروز دیلمی کے باپ نے کہ کہا مینے ای
رسول اللہ صلعم مین اسلام لایا اور میرے نکاح مین دو بہنین ہین یعنی دو عورتین ہین کہ ایک
دوسرے کی بہن ہی فرمایا پیغمبر صلعم نے اختیار کرتو اون دونون مین سے جسکو چاہے دیکھو
یہان یہ مراد نہین ہی کہ تیسری صورت ممنوع ہی بلکہ اوسکو جائز تھا کہ دونون کو چھوڑ دیتا بلکہ مقصد
یہ ہی کہ جمع دونون مین ممنوع ہی اسی طرح ہر اس قسم کے کلام مین اکثر مراد تخییر یعنی مانعۃ الجمع
ہوتی ہی چنانچہ ایک حدیث مین وارد ہی من قتل متعمدا دفع الی اولیاء المقتول فان شاءوا قتلوا
وان شاءوا اخذوا الدیۃ یعنی جسنے مارڈالا کسیکو عمدا تو وہ سونپ دیا جاویگا مقتول
کے وارثون کو اگر وے چاہین تو اوسکو مارڈالین اور اگر چاہین تو خون بہالی لین دیکھو
یہان سے یہ مراد نہین کہ انھین دونون صورتون مین حصر ہوگیا بلکہ ادنی ایک تیسری بات کا بھی
اختیار ہی کہ عفو کرکے چھوڑدین خلاصہ کلام یہ ہی کہ اما اور او وسطے احد الامرین یا احد الامور
کے ہی چنانچہ شریف رضی لکھتے ہین ینبغی ان یعرف ان جواز الجمع بین الامرین فی تعلم
الفقہ او النحو لم یفھم من اما او او بل لیست ھی الا لاحد الشیئین فی کل موضع وانما
استفیدت الاباحۃ مما قبل او مما بعدھا واما دلالتھا فی الاباحۃ او فی التخییر علی
احد الشیئین فھی علی السواء بل معانی الشک والابھام والتفصیل والتخییر والاباحۃ
جمیعا لیست مما استفید من او وانما دلت علیہا ھی بدلائل فی جمیع مواقعھا الا علی
احد الشیئین او الاشیاء وتلک المعانی المذکورۃ تعرض للکلام من قبل او بل من قبل
اشیاء اخر اس بیان سے ظاہر ہوا کہ دلالت اما اور او کی اوپر شک اور ابہام وغیرہا کے
بالذات نہین بلکہ اما اور او در باب دلالت کے اوپر امور مذکورہ کے محتاج قیام قرائن کے ہین

اور جہان کہین کلام شارع مین واقع ہونگے تو در باب ارادہ کسی معنی کے معانی مذکورہ سے
بسبب اجمال کے ہر آئینہ محتاج بیان شارع اور قیام قرائن شرعیہ کے ہونگے پس ماسخن فیہ مین نظر
کرنا چاہیے کہ آیا قرائن تخییر یعنی منع جمع کے قائم ہین یا منع خلو کے مجتہد عصر کے بیان سے کوئی
قرینہ منع خلو کا پایا نہین جاتا اور واقع مین بھی کوئی قرینہ منع خلو کا موجود نہین البتہ قرائن تخییر
یعنی منع جمع کے موجود ہین اولاً یہ کہ جواز قتل و استرقاق باقرار خصم پیش از ورود اس آیت کے
بھی ثابت ہی اور وہ جواز جو سابق سے تھا اوسکی نسخ کے واسطے کوئی نص بزعم خصم بھی موجود
نہین پس کلمہ اما معارض اوس جواز کا نہین ہو سکتا اور منسوخ نہ ناجواز سابقہ کا از روے
کسی نص صریح کے قرینہ اسپر ہو کہ کلمہ اما آیت ماسخن فیہا مین بمعنی تخییر ہی نہ بمعنی منع خلو تو ہمنے
پیشتر ثابت کر دیا ہی اور آیندہ بھی خوب ثابت کر دینگے کہ جواز قتل و استرقاق کا تا روز وفات
پیغمبر صلعم کے باقی رہا اور اوسپر عمل ہوتا رہا پس یہ معاملہ حضرت پیغمبر صلعم کا قولاً و فعلاً ہر آئینہ
بیان اوس اجمال کا ہو گیا اور کلمہ اما در باب ارادہ معنی تخییر کے مفسر اور متعین ہو گیا تا الثاً آیات
قرآنی جو اس کتاب مین ہمنے نقل کیے ہین اور اون سے قتل اور استرقاق بتصریح تمام واضح ہی
مفسر اسکے ہین کہ کلمہ اما واسطے تخییر یعنی منع جمع کی ہو پس گاہ کہ مدار اور پر دیگر قرائن اور وجوہ کے ہو قرائن اور
وجوہ مؤید دعوی مجتہد کے کچھ نہین بلکہ بطلان دعوی مجتہد پر قرائن و دلائل قائم ہین پس
صورت مین یہ آیت کسی طرح پر مثبت دعوی مجتہد کی نہین ہو سکتی اور ارادہ حصر کا کلمہ اما سے
ممنوع ہی اور ادعا اسکا کہ کلمہ اما بالذات واسطے حصر کے ہی سراسر ناواقفی لغت عرب سے ہی بالکل غفلت ہی

فصل سوم

در بیان طریق سہل اہل صناعہ یعنی منطقیین کے المنفصلۃ ما حکم فیہا بمعاندۃ قضیۃ
لاخری اما ثبوتا و انتفاء و لیسمی حقیقیۃ و ثبوتا فقط و لیسمی مانعۃ للجمع او انتفاء
فقط و لیسمی مانعۃ الخلو یعنی قضیہ منفصلہ مثل اوسکے کہ جسمین بحث ہی) وہ ہر جسمین حکم کیا جاوے
معاندہ ایک قضیہ کا دوسرے کے ساتھ ثبوتاً اور انتفاءً اسکا نام ہی منفصلہ حقیقیہ مثال اسکی

یہ ہو کہ زید اما عالم و اما غیر عالم اس مثال مین معاندت ثبوتاً اور انتفاءً ہو کہ نہ یہ ہو سکتا ہو کہ زید عالم بھی ہو اور غیر عالم بھی اور نہ یہ ہو سکتا ہو کہ دونون مین سے کچھ بھی نہو) یا ثبوتاً ہی فقط اسکا نام مانعۃ الجمع ہو (مثال اسکی یہ ہو ہذا الشی اما فرس و اما حجر یہ تو نہین ہو سکتا کہ وہ چیز گھوڑا بھی ہو اور پتھر بھی ہو مگر یہ ہو سکتا ہو کہ دونون مین سے کچھ بھی نہو) یا انتفاءً ہو فقط اسکا نام مانعۃ الخلو ہو (مثال اسکی یہ ہو کہ ہذا الشی اما غیر انسان و اما غیر حیوان جمع ممکن ہو کہ مثلاً پتھر ہو تو غیر انسان بھی ہو اور غیر حیوان بھی ہو مگر خلو ممکن نہین پس تحقیق مذکورۂ بالا سے ثابت ہوا کہ لفظ اما منجملۂ چند معانی کے معنی تخییر مین بھی مستعمل ہو اور یہی معنی اوسکے مجتہد عصر نے اختیار فرمائے ہین چنانچہ اخیر صفحہ ۱۳۲ مین وہ لکھتے ہین کہ یہی معنی علماے اسلام نے بھی تسلیم کیے ہین اور حوالہ بیضاوی اور کشاف وغیرہ کا دیتے ہین کہ جنمین تصریح تمام اس اما کو واسطے تخییر کے لکھا ہو اور تحقیق مرقومۂ بالا سے یہ بھی ثابت ہو چکا کہ معنی تخییر کے منع الجمع ہین یعنی یہان اما او و منع الجمع مین مستعمل ہو جب یہ سب امور تحقق ہو چکے تو صحیح ترجمہ آیت کا یہ ہو کہ بعد مسکین بانھ لینے کے تمکو اختیار رہو گا چاہو اونپر احسان رکھو گے چاہو اونسے فدیہ لو گے غرض کہ چھوڑ دینا اور فدیہ لینا تمھارے اختیار پر مفوض فرمایا ہی نہ یہ کہ تمپر واجب گردانا ہی پس اب مجتہد عصر فرماوین کہ وے منع الجمع سے منع الخلو پر کس طرح استدلال کرتے ہین اونکا تو استدلال تمامتر اس بات پر مبنی ہو کہ قضیہ اما مثنا بعد و اما فذا مانعۃ الخلو ہو کہ ان دو شقون کے سوای تیسری ممنوع ہو حالانکہ خود اما کو بمعنی تخییر یعنی مانع الجمع کی تسلیم فرماتے ہین اور چونکہ مانع الجمع مستلزم مانعۃ الخلو کی نہین چنانچہ مثال مذکور سے ثابت ہو پس خود باعتراف مجتہد عصر کے دعوی اونکا سراسر غلط اور باطل ہو گیا والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی محمد و آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین جب ہم خود اعتراف اور تصریح مجتہد عصر سے اپنا دعوی ثابت کر چکے تو ہمکو کچھ ضرورت نہ تھی کہ مجتہد عصر کے اقوال کی طرف کچھ بھی توجہ کرین مگر تشحیذ الاذہان کچھ توجہ کرتے ہین **قولہ** قال اللہ تبارک و تعالی

الی قولہ یا احسان رکھکر چھوڑ دو **اقول** دیکھ لو اس آیت مین نہ آزاد کرنے رقیقون کا حکم ہی اور نہ
ممانعت استرقاق ثابت ہوتی ہی البتہ اختیار فدیہ لینے کا مقاتلین مشرکین سے یا احسان رکھنے کا
اور نہ ثابت ہی مگر ثبوت اختیار من و فداذکور کا مستلزم ممانعت استرقاق کا بالعموم یا بالخصوص
اور بھی مستلزم ممانعت قتل اسیرون کا نہین ہی بیان یہ بات اوس صورت مین لازم آتی کہ اما
بجز معانی منع خلو کے اور کسی معنی مین مستعمل نہوتا اوسوقت مین البتہ یہ کہہ سکتے تھے کہ ان دو
حال سے خالی نہین کہ یا احسان کرو یا فدیہ لو حال آنکہ یہ امر غیر مسلم ہی چنانچہ بیان اوسکا
مقدمہ مین بفصل گذر چکا **قال** اور لفظ انما اور الما کا حصر کے لیے آنا ہی **اقول** اسی سے
صاف ظاہر ہی کہ مجتہد عصر زبان عرب سے کچھ بھی واقف نہین کہان انما کہان الما و آنما مین
انما کمجملہ الفاظ قصر کے ہی کہ فائدہ قصر الصفۃ علی الموصوف یا قصر الموصوف علی الصفۃ
کا بطریق قصر حقیقی یا قصر اضافی کے دیتا ہی مگر آج تک کسی نحوی نے یا کسی عالم لغت نے
یہ نہین کہا کہ آنا بھی بمعنی قصر و حصر کے آتا ہی علماے معانی نے بھی اوسکو بمجملہ الفاظ قصر
کے نہین لکھا اگر کسی نے ایسا لکھا ہو تو بیان فرماوین ورنہ مصرعہ مقالات بیہودہ طویل
تہی ست ہا دیکھیے کہ یہ قول ہمارا زید انما قائم و اما قاعد مستلزم منع خلو با انفصال
حقیقی کا نہین ہوسکتا کیونکہ یہ کلام اوپر منع جمع کے محمول ہوسکتا ہی لیکن جب ہم یہ
کہینگے انما زید اما قائم او قاعد تو بیشک فائدہ قصر کا دیگا اور خلو ممتنع ہوگا نظیر اسکی
انا الذی اندا حامی الذمار و انما ابن فارع حسبی بھم انا او مثلی بس انما یا آو کو
بالذات مانند انما کے مفید حصر و قصر سمجھنا تمہارا واقعی مجتہد کی علم لغت عرب سے ہی
اگر بحقیقت حرف تردید مفید قصر ہوتا تو پھر حرف قصر کا اوسپر داخل کرنا جیسا کہ شعر مذکورہ بالا
مین واقع ہوا جائز نہوتا کیونکہ جمع ہونا دو کلمہ قصر کا بے دریغ جائز نہین اور کلام عرب مین
کہین پایا نہین گیا اور اس آیت مین تو کسی طرح پر حصر کا دعوی صحیح ہی نہین سکتا کیونکہ
جب چھوڑ دینا واجب ٹھہرا تو سے لوگ فدیہ کیون دینگے اور سدے سو مال اپنا کیون صرف

کرینگے پس لامحالہ ضرور ہوا کہ احسان رکھکر چھوڑ دیے جاوین یا کوئی تیسری صورت نکلے
صورت اول پر تو تخییر باطل ہوگئی کہ ہمکو بجز احسان رکھکر چھوڑ دینے کے اور کچھ اختیار ہی
نہین رہا اور صورت ثانی مین ہمارا مدعا ثابت ہوا اور حصر باطل ہوگیا وہو المطلوب علاوہ
براین یہ حصر تمامتر مخالف آئین سیاست اور منافی عقل کے ہین اسلیے کہ مثلاً ایسی واقعہ
واقع ہوا کہ جمعیت کفار کی بہت کثرت سے ہو اور اونمین سے ایک جماعت کثیر مدبران جنگ
آزمودہ صنادید کہ جنکے مارے جانے سے برہمی جماعت کفار مظنون و متیقن ہو بعد تغلب لیے
کے اور جد وجہد کثیر کے کسی تدبیر سے گرفتار ہوگئے تو آیا عقل سلیم و آئین سیاست
مقتضی ہوگا کہ اوس جماعت کو چھوڑ دیا جاوے اور جماعت محاربین کو خود اپنے عمل سے
مدد دیکر غالب کرلیا جاوے یہ بات تو ہرگز ہرگز کوئی صاحب عقل پسند نہ کریگا **قال** یعنی
عربی زبان کا یہ قاعدہ ہو کہ جب کوئی حکم اس طرح پر دیا جاوے کہ یا یہ کرو یا یہ کرو تو اون دونو
مین سے ایک کا کرنا ضرور ہوتا ہو اور اوسکے سوا کسی اور بات کے کرنے کا اختیار نہین رہتا
اقول کسی قاعدہ دان کا قول اپنے ادعاے باطل پر سند لاتے تو ہم اوسکی طرف توجہ
بھی کرتے دیکھو ہمنے اپنے مدعا پر کسقدر سندین اقوال ائمہ نحاۃ ولغت اور نظائر کلام
عربا کی پیش کین ہین آپ سے تو ایک بھی سند نہ لائی گئی پھر آپ کس مونہہ سے ایسا دعوی باطل
پیش کرتے ہین دیکھیے کہ ذوالقرنین کو اختیار دیا گیا کہ چاہو اون لوگون کو عموماً تعذیب
کرو چاہو اون لوگون مین عموماً اپنا احسان رکھو **اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ**
حُسْنًا مگر چونکہ یہ تخییر بھی اسلیے اوسنے تیسری صورت اختیار کی کہ دونون صورتون سے علاوہ
تھی یعنی بعض کی تعذیب اور بعض کی اوپر احسان چنانچہ بتصریح اوسکا ذکر قرآن مجید مین مذکور
ہو قال تعالیٰ **اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا**
وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ِۨالْحُسْنٰى کہ جو ظالم ہوا تو اوسکو مین عذاب دونگا
پھر وہ پھیرا جاویگا اپنے رب کی طرف پس عذاب دیگا اوسکو سخت عذاب اور جو ایمان لاویگا

اور نیک کام کریگا تو جزا اوسکے لیے احسان کی ہی علاوہ بران آیت مین تو یہ حکم نہین کہ یا
فدیہ لیلو یا احسان رکھو بلکہ باقتضای تخییر یعنی آیت کے یہ ہین کہ بعد اسکے تمکو اختیار ہوگا چاہو
فدیہ لو چاہو احسان رکھو مجتہد جو یہ کہتے ہین کہ ایسی صورت مین ایک کا کرنا ضرور ہوتا ہی صاف
غلط ہی جالس الحسن اوابن سیرین کے باتفاق اہل زبان اور سنجاۃ کے یہ معنی نہین کہ جمع
درمیان مجالسہ حسن اور ابن سیرین کے ممنوع ہی اور صرف مجالسہ ساتھہ ایک ہی کے واجب
ہی اور ایسی ہی اِمّا کُلَ السَّمَکَ و اما تشرب اللبن کے یہ معنی نہین کہ ان دونون مین سے ایک کا
کھانا واجب ہی بلکہ باتفاق اہل زبان ونحاۃ کے مراد یہ ہی کہ جمع نہ کر ان دونون مین غرض کہ
سب تقریر مجتہد کی مبنی اور پر نا واقفی کی زبان عرب سے ہی اور تحقیق اس باب مین وہی ہی جو
ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ اراوہ منع جمع ومنع خلو اور الفضال حقیقی کا صرف اوپر قرائن کے ہی
کلمہ اِمّا اور اَوْ ان معانی مین سے بالذات کسی معنی پر دلالت نہین کرتا **قال** پس اس آیت
کے نازل ہونے کے بعد کوئی قیدی نہ قتل ہوسکتا ہی نہ لونڈی وغلام بنایا جا سکتا ہی اور نہ
اسکے کہ منّا یا فداً چھوڑ دیا جاوے اور کچھہ اوسکے ساتھہ نہین ہوسکتا **اقول** اول تو
یہ کلیہ مجتہد کا بربناء تمہیدات مجتہد وہر بھی غلط ہی کیونکہ آیت متلوہ صرف مقاتلین شخنین سے
علاقہ رکھتی ہی جیساکہ اوپر بیان ہوچکا غایۃ الامر بفرض تمہیدات مجتہد وہر بھی اسقدر ہی کہ اس
آیت کے بعد کوئی قیدی منجملہ مقاتلین شخنین کے نہ قتل ہوسکتا ہی نہ رقیق بنایا جا سکتا ہی
ثانیاً اگر درحقیقت ایسا ہوتا کہ اوس آیت سے حکم ایجاب انحصار کا دونون شقون مذکور
مین بغیر خدا اصلعم سمجھتے تو وقع مین کوئی قیدی نہ قتل ہوسکتا نہ رقیق بنایا جاتا لیکن چونکہ ایام
غزوہ ہوازن مین جو بعد فتح مکہ کے ہی سلمہ بن الکوع نے ایک شخص کو کفار مین سے گرفتار کرکے
بحکم پیغمبر صلعم قتل کیا ابن اخطل حبشی ستار کعبہ سے پناہ پکڑی تھی اوسکے قتل کا حکم پیغمبر
صلعم نے دیا اور وہ قتل کیا گیا اور یہ عاملہ بعد فتح مکے کے ہی غزوہ اوطاس جو بعد از فتح مکہ ہی
اوسکی سبایا کو لونڈی غلام بنایا گیا اور اونکی حق مین وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

نازل ہوئی غزوۂ طایف مین جو شوال سنہ بھجری مین ہوا حضرت صلعم نے عبد اللہ بن ابی امیہ
فرمایا کہ اگر خدا تمکو فتح طایف نصیب کرے تو لیلیجیو تو غیلان کی بیٹی کو غلاوہ انکے اور بہت
واقعات ہین کہ جنسے یہ بات ثابت ہی کہ بعد نزول آیت امامنًا وامافداً کے بحکم پیغمبر صلعم
قتل بھی ہوا اور استرقاق بھی ہوا اگر واقع مین آیت مذکورہ فایدہ وجوب حصر کا بخشتی تو نہار
بحکم پیغمبر خدا صلعم قتل اور استرقاق نہوتا لیکن چونکہ لازم باطل ہی فالملزوم مثلہ اس تحقیقات
سے واضح ہوا کہ آیت مذکورہ بسبب لحوق بیان فعلی اور قولی جناب رسالت مآب صلعم اور
بیان آیۃ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کی مفسر ہی عدم ارادہ وجوب
حصر مین تو اب مجتہد عصر کو اوسکیسیطرح کی گنجایش تاویل اور تخصیص کی نرہی **قال** علمای
اسلام نے بھی اس آیت کی تفسیر مین یہی معنی تسلیم کیے ہین چنانچہ چند تفسیرون سے اس
مقام پر بطور سند کے مضمون اور عبارت لکھی جاتی ہی تاکہ معلوم ہووے کہ ان معنون سے
کوئی انکار نہین کرسکتا **اقول** صاحب کشاف اور بیضاوی اور مدارک اور معالم نے
جو کچھ لکھا ہی ہم اوسکا انکار نہین کرتے اون سب نے اِمّا کو محمول اوپر تخییر کے کیا ہی اور تخییر
کے معنی ہم اوپر بیان کرچکے ہین بالفرض اگر عبارات تفاسیر کی ہمارے خلاف بھی ہون
تب بھی ہمکو اونسے کچھ تعرض ضرور نہوتا کیونکہ ہم مقلدانہ گفتگو نہین کرتے مگر ہم یقین کرتے
ہین کہ بعد مطالعہ ہماری تحقیق کے آپ اس آیت کی تفسیر مین بھی اونکو حسب عادت مطعون
فرماوین گے یا اون کی تفسیرون کی کچھ تاویل دل سے گھڑین گے ایک بات اور بھی
لایق اظہار کے ہی کہ ترجمہ عبارات تفاسیر مذکورہ جو مجتہد عصر نے کیے ہین اکثر غلط ہین صیغہ ہاے
مضارع کو تو عموماً بمعنی امر کے بغیر کسی دلیل شرعی کے ترجمہ کیا ہی اور علاوہ اوسکے اور بھی
غلطیان ہین مگر چونکہ ہم مقلدانہ بحث نہین کرتے پس ہمکو ترجمہ عبارات تفاسیر سے کچھ تعرض
ضرور نہین **قال** زمانہ جاہلیت مین اور نیز کسقدر ابتداے زمانہ اسلام اور قبل نزول
اس آیت کے قیدیون کو مار ڈالنے یا لونڈی وغلام بنا لینے یا احسان رکھکر یا فدیہ لیکر

چھوڑ دینے کا رواج تھا اقول کسیقدر ابتدائے زمانۂ اسلام کے کیا معنی ابتک یہی حکم ہی مگر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بلا فدیہ چھوڑ دینا قیدیان جہاد کا ایسی حالت مین کہ وے اپنے کفر پر قائم ہووین اور دار الحرب کو لوٹ جاوین جائز نہین اور فدیہ لینے مین اونکے دو قول ہین قول مشہور عدم جواز ہی اور روایت سیر کبیر مین ہی کہ لا باس بہ اذا کان بالمسلمین حاجۃ آیت إِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً کی نسبت مجتہد عصر کا قول ہی کہ زمانۂ فتح مکہ رمضان سنہ ۸ ہجری مین نازل ہوئی اور زمانۂ نزول وحی تشریعی کا ۲۳ برس ہی جو تیرہ برس مکے مین اور دس برس مدینے مین منجملہ اس ۲۳ برس کے تو خود بقول مجتہد عصر بھی ۱۰ برس تک برابر استرقاق کا جواز رہا اور وہی دستور مروج رہا پھر یہ لفظ کہنا کہ کسیقدر زمانۂ اسلام مین یہ رواج تھا محض مغالطہ ہی اور ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ ایک شخص اسیر غزوۂ ہوازن کا کہ بعد اوسکے تھا قتل کیا گیا اور سبایای غزوۂ اوطاس کہ وہ بھی بعد اوسکے ہی لونڈی غلام بنائے گئے اور آیت وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ اونکی ہی واقعہ مین نازل ہوئی تیسیر الوصول الی جامع الاصول مین حرف عین کے باب بعث علی بن ابی طالب وخالد بن ولید مین ہی عن بریدۃ قال بعث رسول اللہ صلعم علیا الی خالد لیقبض منہ الخمس فاعطاہ فاصطفی علیؓ منہا سبیۃً فاصبح وقد اغتسل لیلا وکنت ابغض علیا فقلت لخالد الا ترٰی الی ھذا فلما قدمنا علی رسول اللہ صلعم ذکرت ذلک لہ فقال یا بریدۃ اتبغض علیا قلت نعم قال لا تبغضہ فان لہ فی الخمس اکثر من ذلک اخرجہ البخاریؒ بریدہ رضؓ نے کہا کہ بھیجا علی بن ابی طالبؓ کو پیغمبر خدا صلعم نے خالدؓ کے پاس کہ لیوین اونسے خمس پس دیدیا خالد رضؓ نے اونکو پس چھانٹ لی علی رضی اللہ عنہ نے ایک چھوکری اوسمین سے پس صبح کی علی رضؓ نے اور حال یہ کہ اوسنے غسل کیا اور بر اجانتا تھا مین اونکو پس کہا مینے خالد رضؓ سے کیا نہین دیکھتا تو اسکو پھر جب ہم آئے پیغمبر صلعم کے پاس تو ذکر کیا مینے اسکا پس فرمایا کہ اے بریدہ کیا برا جانتا ہی تو علیؓ کو مینے کہا کہ ہان فرمایا کہ برا نہ جان اوسکو کہ اوسکے

لیے اس سے زیادہ ہی خمس مین روایت کی یہ بخاری نے دیکھو یہ معاملہ چند روز پیشتر کا حجۃ الوداع سے ہی کہ اوس سے قریب تین مہینے بعد حضرت صلعم نے انتقال فرمایا ہی پس وہ کونسا زمانہ نزول وحی یا اوس سے بعد کا تھا کہ جسمین یہ روح موقوف و منسوخ ہوگیا **قال** اور کوئی حکم نازل نہین ہوا تھا **اقول** یہ بھی غلط ہی اور تکذیب اوسکی اون آیات اور احکام سے جو ہمنے اوپر لکھے ہین اور بھی اون آیات سے ظاہر ہی جو در باب رہائی اسارٰی بدر کے نازل ہوئی ہین جنمین چھوڑ دینے قیدیان بدر کو بعد لینے فدیہ کے ناپسند فرمایا اور چھوڑ دینے ایسے قیدیون کے ممانعت فرمائی گئی ہی پس اگر مجتہد عصر یہ فرماتے کہ غزوۂ بدر کے بعد سے تا فتح مکہ من و فدا کی ممانعت رہی بعد ازان وہ بھی جائز ہوگیا یا اپنے اجتہاد فاسد کے مطابق یہ کہتے کہ بعد ازان وہی واجب ہوگیا تو البتہ گنجایش بھی تھی اور یہ قول اونکا کہ زمانۂ اسلام الی قولہ کوئی حکم نازل نہین ہوا یہ تو سراسر غلط اور باطل محض اور خود اونکے اقوال کی برخلاف ہی **قال** اس آیت مین قیدیون کی نسبت حکم نازل ہوا جس مین بجز من و فدا کے اور کوئی حکم نہین ہی اور اسلیے قتل و استرقاق جائز رہا **اقول** بارے الحمد للہ کہ آپ کی تقریر سے بھی یہ بات ثابت ہوئی کہ جواز قتل و استرقاق جو پیشتر سے چلا آتا ہی اوسکی نسبت کوئی حکم نہین ہوا اور جب اوسکی نسبت کوئی حکم نہین ہوا تو وہ جواز بدستور رہا اور منسوخ نہوا پس یہ کہنا آپ کا کہ اسلیے قتل و استرقاق جائز رہا سراسر بیجا ہی کیونکہ جب قتل و استرقاق کی منسوخی کا حکم نہین ہی اور پیشتر سے وہ جائز چلا آتا تھا تو اوسکو کس چیز نے منسوخ کردیا آپ پر اثبات اسکا واجب ہی کہ اس آیت سے من و فدا ہی واجب ہوگیا اور قتل و استرقاق ممنوع ہوگیا اور یہ امر کلیۃً امّا سے ہرگز ثابت نہین ہوسکتا کوئی دلیل وجوب کی پیش کیجیے **قال** اس آیت پر جو بعض صریح ناقابل التاویل ہی علماے اسلام نے متعدد طرح سے بحث کی ہی چنانچہ ہم اون تمام بحثون کو مع اونکی تردید کے اس مقام پر لکھتے ہین **اقول** جناب مجتہد تو مجتہد عصر ہین واقفیت لغات عرب سے

جو بڑی شرط اجتہاد کی ہو خوب ہی سکتے ہین بس مین تو کیا منصب رکھتا ہون کہ اونکی حرف گیری کرون مگر فاضل بت شکن کا شعر در باب تخطیہ ہندو کے مینے دیکھا ہی اوسکو لکھتا ہون شعر

خلاف رای سواب ست این خلاف زرا ۔ نہ گرید انکہ نباید بہای ، در تردید ۔ ردودہ تردیدا

وتردادا فتردد در جبل ، مردد ھائر بائر اور اس آیت کو در باب حصر وجوب من وفداء کے نص سمجھنا یہ بھی سراسر ناواقفی مجتہد عصر کی ہی اور ہم اس آیت مین کچھ تاویل پیش نہین کرتے بلکہ جو معنی اسکے ازروے لغت کے ہین اوس سے اصلا تجاوز نہین کرتے البتہ مجتہد عصر خلاف لغت کے تاویل باطل آیت مین فرماتے ہین کہ امنا کو واسطے حصر کے بر خلاف لغت کے سمجھے ہین اور اپنا عیب ہمپر لگاتے ہین **قال** بحث اول متعلق زمانہ نزول آیت **اقول** شروع کتاب مین آپ نے بہت شد ومد سے یہ بات فرمائی ہی کہ صرف خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کرینگے اور کسی مدعوی ملا مجتہد فقیہہ کی تقلید سے غلطی مین نہ پڑینگے اور یہ بھی اوس مقام پر لکھا ہی کہ جہان آپ اپنے اس عہد کو نہ نباہینگے اوسی جگہہ ہم آپ کو سلام کرینگے اب وہ وقت آگیا ہی کہ آپ بجز تقلید کے ایک حرف بھی زبان سے نہ لاوینگے اور ہم آپ کو وہ معاہدہ یاد دلاوینگے **قال** یہ آیت سورہ محمد صلعم مین ہی اور ہم دعوی کرتے ہین کہ سورہ محمد مکے مین بزمانہ فتح مکہ یعنی سنہ ۸ ہجری مین نازل ہوئی ہی اور اس دعوے کے ثبوت پر تین قطعی دلیلین ہین **اقول** ناظرین اس بحث کو اول سے تا آخر دیکھ لین کہ کسی دلیل سے مجتہد عصر کی دعوی اونکا یعنی نزول آیت کا زمانہ فتح مکہ یعنی سنہ ۸ ہجری مین ثابت نہین اور جسقدر اس باب مین اونھون نے دلائل پیش کین ہین سب مبنی بر تقلید اور بے سند مثلا ابن عباس کا قول لکھا تو اوسکی کچھ سند نہین بلکہ وہ بھی صرف مبنی بر تقلید اور تقلیدی اقوال سے بھی مدعا ثابت نہین ہوتا بعض اقوال سے جو یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ یہ سورہ مکہ ہی ظاہر اوہ اقوال علماے حنفیہ کے ہین وہ یہ کہتے ہین کہ جبل از ہجرت یہ آیت نازل ہوئی تھی اور اسمین یہ اشارہ تھا کہ آیندہ جہاد فرض ہوگا اور بشارت

تھی کہ تم کفار پر فتح پاؤ گے بعد ازاں آیات سورۂ انفال و برائۃ سے آیۃ من وفد اکی منسوخ
ہو گئی اور تفصیل اسکی آگے آوے گی پس مجرد یہ قول کہ یہ سورہ مکیہ ہے واسطے اثبات اس امر
کے کافی نہیں ہے کہ اون قائلین کا مطلب یہ ہے کہ یہ آیت بزمان فتح مکہ نازل ہوئی ہے دیکھیے بعد
سورتوں کی نسبت یہ لکھا ہے کہ یہ مکیہ ہیں اسسے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ بزمان فتح مکے میں نازل
ہوئی ہوں پس اگر سورۂ محمد صلعم کی نسبت کسی نے یہ لکھا کہ مکیہ ہے تو اس سے کیونکر لازم آیا
کہ بزمانۂ فتح مکے میں نازل ہوئی کیا لفظ مکیہ منسوب طرف فتح مکہ کے ہے جو مجتہد عصر نے ایسا
گمان فاسد کیا ہے اب ہم دلائل قطعیۂ مجتہد عصر پر متوجہ ہوتے ہیں **قال** اول یہ کہ تفسیر عزیزی
میں لکھا ہے کہ بعض علما کا قول ہے کہ سورۂ محمد صلعم مکے میں نازل ہوئی ہے **اقول** یا د فرمائیے
معاہدے کو اور اپنے دعوے ترک اتباع و تقلید کو صلت علی الاسد و سلمت عن الشاۃ
اور بعد ازاں یہ التماس ہے کہ بعض علما کا قول بھی سہی مگر یہ تو کسی نے بھی نہیں کہا کہ بروز
فتح مکہ نازل ہوئی پھر آپ کا مدعا کہ بروز فتح مکہ نازل ہوئی ہے اس قول غیر ثابت سے بھی بایں قول دوسرے کہ حضرت
ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت بعد جنگ بدر نازل ہوئی ہے چنانچہ تفسیر کبیر میں تحت آیۃ
مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى یہ قول ابن عباسؓ کا مندرج ہے **اقول** یاد فرمائیے
معاہدہ اور دعوی ترک اتباع کو بڑا تعجب ہے کہ آپ نے اوس مضمون کو جو تفسیر کبیر میں بعد نقل
قول ابن عباس کے لکھا ہے اس جگہ بیان نکیا حالانکہ صاحب تفسیر مذکور نے اس قول کی
بدلیل قوی تضعیف کی ہے اور صاف لکھا ہے کہ لیس کذلک یعنی یہ بات نہیں پس آپکی وہ مثل
ہے کہ الغریق یتشبث بکل حشیش علاوہ بران قول غیر ثابت ابن عباس میں بھی بقول تفسیر
کبیر میں منقول ہے یہ نہیں کہ آیۃ من وفد از مانۂ فتح مکہ میں نازل ہوئی اور نزول بعد جنگ بدر
مستلزم نزول کا بروز فتح مکہ نہیں ہے پس اس قول ضعیف سے بھی دعوی مجتہد صاحب کا کسی
طرح پر ثابت نہیں ہو سکتا **قال** تیسرے یہ کہ علمائے حنفیہ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت بدر کی لڑائی
میں اوتری تھی **اقول** یہ کسی کا قول نہیں صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور

اسی طرح پر صاحب توضیح اور صاحب فتح القدیر لکھتے ہین اونہین سے کسی نے یہ نہین کہا کہ
یہ آیت بدر کے روز نازل ہوئی ہے پس اسکی بنا پر جسقدر مجتہد عصر نے لکھا ہے سکو اوسکی طرف
توجہ ضرور نہین ہان اسقدر ہمکو لکھنا ضرور ہے کہ یہ تیسری دلیل مجتہد عصر کی ہے اس امر کے اثبات
پر کہ یہ آیت ہمراہ فتح مکے کے نازل ہوئی ہے مگر یہ دلیل کسی طرح پر مجتہد عصر کی مدعا پر دلالت
نہین کرتی اگر بالفرض کسی نے یہ کہا بھی ہو کہ یہ آیت بدر مین اوتری ہے اور اوسکا وہ قول غلط
بھی نہ ہو تو اسسے یہ امر کیونکر ثابت ہوا کہ وہ آیت فتح مکہ کے دن اوتری ہے پس غلطی مجتہد عصر
کی اس قول سے استدلال کرنے مین مبنی بر زور سے زیادہ روشن ہے ارباب عقل کی جناب مین التماس ہے کہ وے
تینون دلیلون پر مجتہد عصر کی نظر فرماوین اور انصاف کرین کہ یہ کیسے مجتہد عصر ہین کہ ان
دلائل کو جنسے ایک ذرہ بھی ثبوت نزول آیت کا فتح مکہ مین نہین دلائل قطعیہ اور ثبوت مذکور
کے فرماتے ہین اگر انھین کا نام دلائل قطعیہ ہے تو دیکھیے کہ دلائل ظنیہ کیا نما شاد کھاوین اب
ہم کہتے ہین کہ الحق احق ان یتبع خود اوس سورۃ کے مضمون کو دیکھا چاہیے کہ اوس سے
کیا معلوم ہوتا ہے یا یہ معلوم ہوتا ہے کہ مکی ہے یا مدنی ہے اگر مدنی ہے تو کس زمانے مین نازل ہوئی ہے
ہم مین کہتا ہون کہ یہ سورۃ ظاہر اً مکیہ نہین ہے کیونکہ اسمین یہ آیت ہے کہ وَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ
قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ بہت قریے قوت مین شدید تر تھے تیرے قریے سے
جسمین سے نکال دیا وہان کے رہنے والون نے تحقیق یہ ظاہر ہوا کہ بعد ہجرت پیغمبر صلعم کے یہ
سورۃ نازل ہوئی پس ظاہر امدنی معلوم ہوتی ہے اور چونکہ اسی سورۃ مین ہے وَيَقُولُ الَّذِينَ
آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ فَإِذَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ رَأَيْتَ الَّذِينَ
فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ
مَّعْرُوفٌ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ کہتے ہین وہ لوگ
جو ایمان لائے ہین کیون نہین اوتاری گئی سورۃ (یعنی فرضیت جہاد مین) پس جب نازل
ہو گئی کوئی سورۃ محکمہ اور ذکر کیا جاویگا اوسمین لڑائی کا تو دیکھے گا تو اون لوگون کو جنکے دل مین

ان کیون نازل نہ ہوئی
جملہ فعلیہ واقعہ
الا للاستفہام
الانکاری
الجملۃ
الاستفہامیۃ
الانکاریۃ
حال
من
الضمیر
المجرور
فی
لہم
الواقع
خبرا
مقدما
لطاعۃ
مبتدا
مؤخر
وقول
معروف
عطف
علی
طاعۃ

بیماری ہی کہ تکے گین نجکو تکنا اوسکا سا جس پر بیہوشی موت کی چھاگئی ہو پس خرابی ہی اونکی طاعت
اور بات سچی بہتر ہی پین جب پیگا ہو جاویگا وہ کام (یعنی واجب ہو جاویگا جہاد) تو اوسوقت اگر
سچے رہین گے تو بہتر ہوگا اونکے لیے اس سے صاف ثابت ہوا کہ یہ سورۃ فرضیت جہاد سے
پیشتر اوتری ہی جسوقت مین کہ مسلمان آرزو کرتے تھے کہ جہاد فرض کیا جاوے اور اس بات
مین کہ قرآن نازل ہووے پس نزول اس سورۃ کا اوائل سنین ہجرت مین ہی جنگ بدر
سے پیشتر قبل از فرضیت جہاد صاف عیان ہی اگر کوئی یہ کہے کہ اس سورۃ مین جو آیت ہی
کہ اِذَا لَقِیتُمُ الَّذِینَ کَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ کہ جب بمقابلہ مین ہو تم اون لوگون سے جو
کافر ہین پس مارنا گردنون کا ہی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ جہاد پیشتر فرض ہو چکا ہی تو اب
اوسکا یہ ہی کہ یہ بھی واسطے استقبال کے ہی جیسا کہ فَاِذَا عَزَمْتَ الْاَمْرُ مین بیان کیا گیا یعنی جب
آیندہ ایسا ہو کہ تمھارا مقابلہ کفار سے پڑے تو اونکو خوب قتل کیجیو اسلیے کہ حروف اذا جو
واسطے غیر مفاجات کے ہی غالب اوسمین یہ ہی کہ متضمن ہوتا ہی معنی شرط کو اور ظرف ہوتا ہی
استقبال مین قال تعالی اِذَا دَعَاکُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَا اَنْتُمْ تَخْرُجُونَ جب
بلاویگا تمکو بلانا زمین سے اوسوقت مین تم نکل آؤگے قال الشاعر والنفس راغبة اذا
رغبتها واذا تُرَدُّ الی قلیل تقنع پس اس آیت سے فرضیت جہاد کی ثابت نہین ہوئی البتہ
اشارہ نکلتا ہی کہ آیندہ جہاد فرض ہوگا اور اوسوقت تمکو یہ کام کرنا ہوگا جب یہ امور متحقق
ہوئے تو اب ہم یہ کہتے ہین کہ دعوی مجتہد صاحب کا کہ یہ سورۃ ایام فتح مکہ مین نازل ہوئی ہی
تمامتر غلط ہی اور خود اوسی سورۃ سے تکذیب مجتہد عصر کی ثابت ہو علاوہ بران ایک دلیل
اور علماے حنفیہ کی طرف سے اسپر قائم ہوئی ہی کہ یہ سورۃ قبل از واقعہ بدر نازل ہوئی ہی
چنانچہ ہم اوسکو آیندہ لکھینگے اور ہر گاہ کہ مجتہد عصر کے پاس کوئی دلیل قوی یا ضعیف کہ
جس سے یہ گمان بھی پیدا ہووے کہ یہ سورۃ ایام فتح مکے مین نازل ہوئی ہی نہین ہی تو دعوے
اونکا بمقابلہ دلائل مذکورہ کے ہرگز لائق التفات کے بھی نہین ہی کیونکہ دعوی بلا دلیل

فائدہ جلیلہ

فی نفسہ لائق التفات کے نہین ہوتا چہ جائکہ بمقابلہ اوسکے دلائل موجود ہون ــــ
فائدہ جلیلہ مجتہد عصر یہ امر ثابت نہ کرسکے کہ آیت اما منا بعد واما فداء بر وزفتح مکہ نازل ہوئی ہے تو آیندہ جہان مجتہد عصر اسکے اثبات کا حوالہ دینگے ہم باین الفاظ اوسکا رد کرینگے کہ دیکھو فائدہ جلیلہ **قال** بحث دوم متعلق بمعنی حصر امام ابوحنیفہ صاحب تو قیدیون کا چھوڑنا کسی طرح جائز نہین سمجھتے **اقول** مذہب حنفیہ ہمنے اوپر بیان کردیا ہے **قال** مگر امام شافعی رضی اللہ عنہ اور امام احمد حنبل صاحب فرماتے ہین کہ قیدیون کا قتل کرنا بھی جائز ہے اور لونڈی وغلام بنانا بھی جائز ہے اور احسان رکھکر اور فدیہ لیکر چھوڑ دینا بھی جائز ہے **اقول** فتح القدیر مین لکھا ہے کہ بقولنا قال مالک واحمد اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مالک اور امام احمد اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالی اسپر متفق ہین کہ بدون فدیہ کے چھوڑ دینا قیدیون کا اونکے کفر پر جائز نہین ہے **قال** جن بزرگون نے قیدیون کی نسبت چارون امر یعنی قتل و استرقاق ومن وفداء جائز قرار دیے اونھون نے یہ دیکھ لیا کہ تمام غزوات مین کیا کیا واقع ہوا اور اوس سبکو اونھون نے جائز قرار دیا **اقول** اونپر واجب تھا کہ افعال واقوال رسول اللہ صلعم پر غور فرماتے پھر اونھون نے اونپر بہت احتیاط سے جیسا کہ چاہیے غور فرمائی **قال** مگر غور صرف اسپر کرنا تھا کہ جب قیدیون کی نسبت خاص حکم آچکا اوسکے بعد کیا کیا ہوا **اقول** صرف اسپر غور کرنا اور حالات سابقہ پر توجہ نکرنا یہ کام نادانون اور نے احتیاطون کا ہے مجتہدین امت نے سب حالات سابقہ اور مستقبلہ پر غور فرمائے ہی اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے اس آیت پر اور حالات سابقہ اور حالات مستقبلہ پر بخوبی غور کرکے چارون امر جائز رکھے ہین اگر وہ اس آیت پر غور نفرماتے تو من وفدا کو کیون جائز رکھتے کیونکہ دوسری آیت جو غزوہ بدر کے قیدیون مین نازل ہوئی تھی اوس سے تو من وفدا کی ممانعت ظاہر تھی اور اونھون نے بعد کے حالات پر بھی بخوبی غور کی اور غزوہ اوطاس کے سبایا پر بھی نظر کی اور آیت والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم کی شان

نزول اور اوسکے کلمات کی مفہوم پر خوب غور کی ہی تب اوسنون نے یہ چار دن امر جائز ٹھہرائے ہین **قال** یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی ہی کہ اوسکے بعد بجز من و فداء کے اور کچھ نہین ہوا **اقول** جھوٹھی بات ہی بلکہ برعکس اوسکے بخوبی ثابت ہوگیا ہی کہ ہوازن وغیرہ کے بعض قیدی قتل کیے گئے اور بعض کو رقیق بنایا گیا اور غزوہ اوطاس کے قیدی لونڈی غلام بنائے گئے **قال** بہرحال منشا ان اختلافات کا کچھ ہی ہو جبکہ مابعد کے عالمون نے ایمہ مین یہ اختلاف دیکھا تو لپنے اپنے مذہب کی طرفداری سے آیہ کریمہ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً مین جو صریح حصر ہی اوسپر کج بحثی شروع کی اور کہا اس سے حصر ہی مراد نہین ہی **اقول** انصاف کرو اور اسوقت حب جاہ اور تقلید دوستون کو طرف کرکے فرماؤ کہ کج بحثی آپ کی ہی یا اونکی آپ مدعی حصر کے ہین آپنے کون سی دلیل اسپر منتہی کی کہ اما واو سطے حصر کے ہی جسقدر معانی علمای لغت نے اما کے لکھے ہین اونمین تو حصر کا نام بھی نہین ہم بدلائل دعوی حصر کو باطل کر چکے ہین آپنے جو خلاف لغت ایک بات طبیعت سے گھڑ کر لکھدی تو فرمائیے کہ کج بحثی آپکی ہی یا اونکی تعجب ہی کہ آپ اپنے دل مین کچھ نہ شرمائے اور دوستون کی طرفداری سے جو ایک بات طبیعت سے گھڑی تھی اوسکو کج بحثی تصور نہ کرکے اپنے جرم کا الزام صلحا اور علما پر لگانے لگے آپ کی وہ مثل ہی کہ اولٹا چور کوتوال کو ڈانٹے سو واقع مین یہ بات ٹھکانہ اون لوگون کا ایک کمال یہ بھی ہی کہ آپسے لوگ اوپر طعن کیا کرین ولنعم ماقال واذا اتتک مذمتی من ناقص فہی الشہادۃ لی بانی فاضل **قال** چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہی کہ اما وانما للحصر وحالھو بعد لا اسر غبی منحصر فی الامرین بل یجوز القتل والاسترقاق والمن والفداء نقول الخ **اقول** واہ جناب مجتہد صاحب گرے تو ایسے گرے کہ اثبات معنی لغت پر فخر رازی کے قول کو تقلیداً سند لائے جسکو آج تک کسی نے علمای لغت اور علمای علوم عربیہ مین شمار بھی نہین کیا پھر اس بات کو تو ہم ہرگز پسند نہ کرینگے

کہ ایک معاملہ مین تو فخر رازی کی تقلید اور دوسرے جزو مین اوسپر انکار شدید امّا کو جو اونھون نے مثل انما کے واسطے حصر کے ازراہ غلطی کے قرار دیا اوس غلطی مین تو آپ اونکی پیروی اور تقلید کرنے لگے اور جو اونھون نے بعد غلطی کے اوس غلطی کے توجیہ کی تو اوسپر نام دھرنے لگے معنی لغت مین فخر رازی اصلا سند نہین وہ علماے لغت مین سے نتھے مشاہیر نحاۃ مین سے بھی نتھے علماے بیان مین سے بھی نتھے پس جو اونھون نے انّما کو بمعنی انما کے برخلاف لغت عرب اور برخلاف ائمہ لغت و نحو و بیان کے تسلیم کیا تو تسلیم اونکی سراسر غلط تھی اوس غلطی کی آپ نے محض تقلید ایبروی کی یہ بات آپ کی قابل تسلیم نہین مگر چونکہ پھر بھی فخر رازی کمال رکھتا تھا باوجود غلطی کرنیکے معنی لغت مین غلطی کے نتیجہ سے لوٹ پلٹ کر نکل گیا خرابی تو ناقصون کی ہی کہ خود بصیرت نہین رکھتے اور کسی صاحب کمال کا ہاتھ نہین پکڑتے اس سبب سے ہمیشہ مبادی اور مقاصد مین غلطی مین ہی پڑے رہتے ہین اگرچہ ہمکو کچھ ضرورت کسی بحث کی اس امر مین نہین کیونکہ یہ توجیہ فخر رازی کی مبنی اوپر بناے فاسد کے ہی مگر پھر بھی ہم شرح کرتے ہین عبارت تفسیر کبیر کی جس سے محتہد عصر نے استدلال فرمایا ہی تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ بفرض تسلیم حصر کے بھی آیہ مستدلہ اور ممانعت قتل و استرقاق کے دلالت نہین کرتی قال فی تفسیرہ قولہ تعالی فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ حتی لبیان غایۃ الامر بالبیان غایۃ القتل والقتل جاءنا حتی جواذا اثختموہم پر داخل ہی واسطے بیان غایۃ امر کے ہی نہ واسطے بیان غایۃ قتل کے حال یہ ہی کہ قتل تو جائز ہی یعنی کوئی یہ نہ سمجھے کہ بعد اثخان قتل جائز نہ رہا اور غایۃ قتل اثخان ہی تک ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ حکم وجوب قتل کے غایۃ اثخان ہی کہ بعد اثخان قتل واجب نہ رہا بلکہ جائز ہو گیا یعنی پیش از اثخان بجز قتل کے اور کچھ نتھا اب سوائے قتل کے وہ امور جو آیندہ مذکور ہین شروع ہو گئے اور قتل بھی جائز رہا کہ بحسب مصالح جاہین قتل کرین جاہین امور مذکورۂ ما بعد پر عمل کرین

واذا التحق الشخن بالشیخ الهرم والمراد کما اذا قطعت یداه ورجلاه فنهی عن قتله
اور جب لائق ہو جاوے شخن ساتھ بوڑھی مرد کے یعنی کٹ جاویں اوسکے دونوں ہاتھ یا دونوں پاؤں
تو نہی کی گئی ہے اوسکے قتل سے ٹھ یعنی جب مشخنین کا ایسا حال ہو جاوے کہ مانند پیران
ضعیف کے تمامتر بیکار ہو جاویں تو جو نہی احادیث میں پیران ضعیف کے قتل کی وارد
ہے وہ نہی اونکو بھی شتاول ہو گی اور قتل اونکا منہی عنہ ہو گا ثم قال تعالی فَشُدُّوا الْوَثَاقَ
امر ارشاد مشکیں باندھنے کا امر امر ارشاد ہے یعنی امر استحبابی ہے امر وجوبی نہیں کہ مانع جواز
قتل ہووے ثم قال تعالی فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً وفیه مسائل المسئلة الاولے
اما واما الحصر وحالهم بعد الاسر غیر منحصر فی الامرین بل یجوز القتل والاسترقاق
والمن والفداء فنقول هذا ارشاد فذکر الامر العام الجائز فی سائر الاجناس والاسترقاق
غیر جائز فی اسراء العرب فان النبی صلعم کان معهوداً فلم یذکر الاسترقاق واما القتل
فلان الظاهر فی الشخن الامان ولان القتل ذکر بقوله فاضرب الرقاب فلم یبق
الا الامران ٹھ اور یہ تین کئی مسئلے ہیں پہلا مسئلہ اما اور اما واسطے حصر کے ہے اور
حال اونکا بعد قید غیر منحصر ہے اون دونوں امر میں بلکہ جائز ہے قتل اور استرقاق اور من اور فداء
پس کہتا ہوں میں کہ یہ امر ارشادی ہے یعنی وجوبی نہیں پس ذکر کیا وہ امر عام کہ سب اجناس
میں جاری ہے اور استرقاق ناجائز ہے عرب کے قیدیوں میں کہ تھے پیغمبر اونکے ساتھ
اس سبب سے استرقاق کا ذکر نہ کیا گیا اور قتل تو اس واسطے کہ ظاہر مشخنین میں بیکار ہو جاتا ہے
اور اس سبب سے بھی کہ ذکر کیا ہے قتل کا اس قول سابقہ میں فاضربوا الرقاب پس
باقی رہے مگر دو امر یعنی من و فداء فحاصل کلام کا یہ ہے کہ من اور فدا کا حکم وجوبی نہیں
بلکہ استحبابی ہے اور دو چیزیں جو مستحب ہوں اونکے خارج سے ذکر کرنے سے نامشروع ہونا اور
مباحات کا لازم نہیں آتا اور چونکہ استرقاق عرب جائز نہیں اور مشخنین میں اکثر بھی بات ہے
کہ وے بیکار ہو جاتے ہیں کہ اونکا قتل منہی عنہ ہے اور سوا اسکے قتل کا جواز قول سابق یعنی

ضرب الرقاب سے بھی ظاہر ہے چنانچہ توجیہ اسکی اوپر مذکور ہو چکی ہے پس واسطے بیان اسباب
اور فضیلت کے بعملہ چاروں صنفوں مذکورہ کے یہی دو صنف یعنی من و فداء باقی رہ گئیں
پھر آگے لکھتے ہیں والفداء یجوز ان یکون مالا وان یکون غیر من الاسری او شرط یشترط
علیھم او علیہ وحدہ الا اور فداء جائز ہے کہ مال ہووے اور یہ کہ سوائے مال کے ہو کہ اوسکے
بدلے قیدی کے لیے جاویں یا کوئی شرط اون سب پر یا صرف اکیلے اسی شخص پر لگائی جاوے
پھر مسئلہ ثالثہ کے آخر میں لکھتے ہیں المقصود ھھنا ارشاد المؤمنین الی الفضل الذی قصدہ
اس جگہ ارشاد مومنین کا ہے طرف فضیلت کے یعنی حکم من و فداء کا ایجابی نہیں ہے بلکہ امر
فضیلت و ندب ہے غرضکہ تفسیر امام رازی کی مطابق بھی باوجود تسلیم کرنے اس امر کے کہ امام
واسطے حصر کے ہے وجوب من و فداء اور ممنوع ہونا قتل و استرقاق کا لازم نہیں آتا غایۃ الامر
یہ ہے کہ من و فداء احسن ہے اور قتل و استرقاق سے افضل ہے اور مجتہد عصر نے کوئی دلیل وجوب
من و فداء کی پیش نہیں کی کہ حصر میں الیہ جسمیں مستلزم عدم جواز امر ثالث کا ہووے اب ہم یہ دیکھتے
ہیں کہ مجتہد عصر فخر رازی کے اقوال کو کن کن وجوہ سے رد کرتے ہیں مخفی نہ رہے کہ فخر رازی نے
بعد تسلیم حصر کے جو توجیہ کی ہے خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ ذکر من و فداء کا ارشاد ہے اس امر کا کہ
یہ دونوں باتیں جمیع اجناس عرب و عجم میں جائز ہیں اور استرقاق عرب کے لوگوں کا جائز نہیں کیونکہ
اونمیں سے تھے اسلیے ذکر استرقاق کا نکیا گیا تاکہ عموم اوسکا نہ سمجھا جاوے رہا قتل تو اوسکا حال یہ ہے کہ شد
وثاق متخنین کا جو آیۃ میں حکم ہے کیونکہ الوثاق جمع کلۃ الوثاق معرف باللام ہے تو لام تعریف بعوض مضاف الیہ
ہے یعنی اصل میں شدوا وثاقھم تھا مضاف الیہ جو ضمیر راجع طرف متخنین کے تھی اوسکو حذف
کر کے لام تعریف اوسکے عوض میں لے آئے اور چونکہ شد الوثاق صرف متخنین ہی ٹھہری
اور متخنین بالیقین ناکارہ بات پانوں سے اپاہج معذور ہی ہونگے پس وجوب قتل اوسے
ساقط ہو گیا پس کوئی چیز باقی نہ رہی مگر یہی دونوں امر یعنی من و فداء اور علاوہ بران قتل کا حکم
کلا ضربوا الرقاب سے ثابت ہے مگر غیر متخنین میں تو وہی واجب رہا متخنین میں واجب نہ رہا

غایت وجوب قتل انتہا تک تھی اور رفع وجوب سے جواز باطل نہیں ہوسکتا مجتہد عصر ایک
حرف بھی تقریر فخر رازی کا نہیں سمجھے پہلے ہی غلطی تو یہ کی کہ اوسنے جو یہ لکھا تھا فلان الظاهر
فی المتخنین الازمان کہ لفظ ازمان کا یہ مطلب سمجھے کہ اسکے لیے کچھ زمانہ چاہیے کہ لفظ ازمان کو
مادۂ زمان سے جو بمعنی ساعات ہی تصور فرمایا اور اوسی طرح پر اوسکا ترجمہ کردیا کہ ہین مجبور ہین
لغت عرب سے آگاہی حاصل نہین مادہ معروف ہی پر اوسکو حمل فرمایا یہ غور نہ کی کہ فخر رازی
کی عبارت مین لفظ افعال ہی کہ دلالت کرتا ہی اوپر اشتقاق کے اور زمانہ جامد ہی شاید کہ اوسکو
افعال بفتح ہمزہ بصیغہ جمع تصور کیا اور یہ غلطی بالائے غلطی ہی چونکہ لغت عرب سے واقف
نہین ہین عبث مدعی اجتہاد ہوئے ہین ہر جگہہ پر غلطی پر غلطی کرتے چلے آتے ہین حال آنکہ
ازمان جو تفسیر کبیر مین بیان واقع ہی زمانہ سے نہین بلکہ زمانت سے ہی جسکے معنی ہین آفت
زدہ ہوجانا جاندار کا چنانچہ کہتے ہین کہ فلانے کو مرض مزمن لاحق ہی یعنی ایسا مرض ہی کہ
جسنے اوسکو بیکار اور ماؤف اور معذور کردیا ہی صراح زمانۃ بالفتح برجای ماندگی عمر ک ا

ف ۲ رجل زمن بفتحتین ہا ایسمہ غلط کاری کے مجتہد صاحب فخر رازی پر معترض ہوکر فرماتے
ہین **قال** جو لغویت اس تقریر کی ہی وہ خود اوس سے ظاہر ہی اول تو یہ کہنا غلط ہی کہ قوم
عرب کا استرقاق ناجائز تھا **اقول** کوئی دلیل اسپر لائے ہوتے یا اونکے دلائل کو رد کیا
ہوتا عدم جواز استرقاق عرب کے جو لوگ قائل ہین وے اسپر کئی دلیلین پیش کرتے ہین اول
حدیث متفق علیہ قریش والانصار و مزینۃ واسلم وغفار واشجع موالی لیس لہم مولی دون
اللہ ورسولہ یعنی قریش اور انصار اور مزینہ اور اسلم اور غفار اور اشجع یہ خود آقا ہین نہین ہی اونکا
کوئی آقا سوائے خدا اور رسول کے دوسری حدیث جسکا ذکر آگے آویگا کہ ایک کنیز عائشہ رض
کی نسبت پیغمبر خدا صلعم نے عائشہ رض سے فرمایا کہ اعتقیہا فانہا من ولد اسمعیل آزاد کردے
اسکو کیونکہ یہ اولاد اسمٰعیل عم سے ہی تیسری دلیل اونکی یہ ہی کہ یہ غیر عربی قوم مین سے ہین اور
جسطرح استرقاق بنی اسرائیل شریعت موسویہ مین جائز تھا اسی طرح استرقاق بنی اسمٰعیل کا

شریعت محمدیہ مین جائز نہین کہ جامع دونون مین ایک ہی بات ہی بدون ردوجوہ فرق کہدینا یہ بات کہدینی کہ یہ کہنا غلط ہی ہرگز مقبول نہین ہوسکتی چندے بعد دریاب اعتراض جاریہ حمیدیہ کے آپ نے خود سبب اعتراض اسکو قرار دیا ہی فانما من عادۃ الجہل کہ وہ اولاد اسمعیل ہی پھر آپ اس باب مین فخر رازی پر کسطرح پر معترض ہوسکتے ہین **قال** اور بالفرض اگر کوئی قوم حکم استرقاق سے مستثنے تھی تو اوسکو مستثنی کرتا نہ یہ کہ اوس حکم کے بیان ہی کو متروک کیا جاتا **اقول** جناب آپ بھی تھوڑے عرصے کے بعد المشرکین سے مشرکین عرب مراد لیتے ہین چنانچہ عنقریب بحث اوسکی آتی ہی پس اگر فخر رازی نے بھی الذین کفروا سے کفار عرب مراد لیے اور وہی وجہ پیش کی ہو جو آپکی پیش کی کہ تمام کفار سے مقابلہ اور اونکی گردنین مارنی تو محال عادی ہی پیش کی اور بسبب خصوصیت آیت کے کفار عرب سے کچھ ضرورت استثنا کی نہ سمجھی تو اب کس مونہہ سے اوسپر معترض ہوسکتے ہین **قال** اور ازمان کے سبب سے حکم قتل کا بیان نہ کرنا یا ہو حکم قتل عین لڑائی مین ہی اوسکو بعد لڑائی کے قیدیون کی نسبت منسوب کرنا ایسی لغو باتین ہین کہ کوئی اوسپر التفات نہین کرسکتا **اقول** دونون اعتراض مجتہد عصر کے بلا دلیل اور محض لغو ہین امام رازی کا یہ مطلب ہی کہ بیان ازمان مین اور فدا اور قتل مین حصر تھا یعنی کفار عرب اولاد اسمعیل کے حق مین سوائے من اور فدا اور قتل کے اور کسی چیز کا حکم نتھا بعد انقضاء ازمان قتل واجب نرہا پس دو ہی صورتین باقی رہگئین سو انھین کو بیان کیا گیا اس تقریر مین کیا لغویت ہی وجہ لغویت تو بیان فرمائی ہوتی اسی طرح پر یہ جو فرماتے ہین کہ جو حکم قتل عین لڑائی مین ہی آنحضرت بھی بلا دلیل ایک لغو بات ہی مجتہد عصر اسپر اگر کوئی دلیل رکھتے ہون تو پیش کرین کہ بعد احکام جو عین لڑائی مین ہین بعد لڑائی کے وہ منسوخ ہوجاتے ہین اور مبدل ہوجاتا اونکا ضرور ہی ہم کہتے ہین کہ یہ بات غلط ہی دیکھو نبی قریظہ کے مقاتلین کو اسیر کرکے قتل کرایا گیا اگر قول مجتہد عصر کا صحیح ہوتا تو اونکو ہرگز قتل نہ کرایا جاتا سوا اسکے امام رازی جو یہ لکھتے ہین کہ یہ امر اوراستادی ہی یعنی ایجابی نہین ہی اسکا کیا جواب ہی مجتہد صاحب نے

اسپر نہ کچھ اعتراض کیا نہ اجواب ثابت کیا غرضکہ ایک بات بھی امام رازی کی مجتہد عصر سے
اوٹھہ نہ سکی اور مجملاً اسقدر بلا دلیل کہدینا کہ یہ بات لغو ہی دلیل عجز اور سراسر افو ہی اور اصلا
قابل التفات نہین **قال** بحث سوم نسبت معنی مَنّ و فدا مَن کے معنی قیدیون کو بغیر
احسان رکھکر اور فدا کے معنی کچھ لیکر چھوڑ دینے کے ہین اور یہ ایسے معنی ہین کہ کوئی بھی
اس سے انکار نہین کرسکتا **اقول** من کے یہ معنی نہین بلکہ معنی مَنّ انعام ہین چنانچہ علمائے
لغت اسپر متفق ہین اور ایسی بات ہو کہ کوئی اس سے انکار نہین کرسکتا یُمُنُّونَ عَلَیْکَ
اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَکُمْ بَلِ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیْکُمْ وَتِلْکَ نِعْمَۃٌ تَمُنُّہَا عَلَیَّ اَنْ
عَبَّدْتَّ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ **قال** تفسیر احمدی مین لکھا ہی کہ من کے معنی قیدی کافر کو بغیر کچھ
لیے چھوڑنے کے ہین اور فدا کے معنی کچھ مال لیکر یا مسلمان قیدی کے بدلے مین کافر
قیدی کو چھوڑ دینے کے ہین المن ان یترک الاسیر الکافر من غیر ان یوخذ منہ شیء
والفداء ان یترک ویاخذ منہ مالاً او اسیرًا مسلمًا انتہے **اقول** جناب آپ یہان غیبت
کو کام مین لائے اور تھوڑی عبارت جو اس سے پہلے ہی چھوڑ دی ورنہ معلوم ہو جاتا کہ یہ
معنی مطلق من کے نہین بیان کیے بلکہ اوس مَن کے ہین جسکی صاحب شارح وقایہ نفی
کا قائل ہی اور یہ قول بھی تفسیر احمدی مین قول شارح وقایہ کا نقل کیا ہی چنانچہ عبارت اوسکی یہ ہی
کہ وقال فی شرح الوقایۃ وھھنا الاسارٰی استرقھم او ترکھم احرارًا او منہ لنا او لھم
اھل ذمۃ لنا ونفی منّھم وفداءھم والمنّ ان یترک الاسیر الکافر من غیر ان یوخذ
منہ شیء والفداء ان یترک ویاخذ منہ مالاً او اسیرًا مسلمًا یعنی کہا ہی شرح وقایہ مین اور قتل
کرے امام قیدیون کو بارقیق کرلے اونکو یا چھوڑ دے اونکو ذمی ٹھہراکر اور نہ مانے اونکی من اور
فداء اور یہ من (یعنی جسکے نفی کا حکم ہی) یہ بات ہو کہ قیدی بغیر کچھ لیے چھوڑ دیا جاوے اور
یہ فدا یہ بات ہو کہ بدلے مین مال یا قیدی مسلمان کے چھوڑ دیا جاوے پس ظاہر ہوا کہ یہ
تعریف من کی جو شرح وقایہ مین ہی مطلق من کی نہین بلکہ اوس من کی ہی جسکی نسبت وہ لکھتا ہی

کہ نفی الن الخ جب یہ امر تحقق ہوا کہ من کے معنی مطلق احسان اور انعام کے ہین پس وہ شتمل ہو
اوپر ہر طرح کے احسان کے پس منجملہ اوسکے بھی ایک صورت احسان کی ہو کہ جان بچا دیجاوے اور تحریق بنا لیا جاوے
یا جزیہ لیکر ذمی کر دیا جاوے **قال** یہ تمام تاویلین بلکہ تحریفین صحیح معنون کی غلط اور خیالی
معنون کی طرف صرف بات کی پیچ اور مذہب کی طرفداری اور تقلید کی گمراہی کے سبب
کی گئی ہین **اقول** بات زبان سے کہدینی بہت آسان ہو مگر جو بات زبان سے
نکالی جاوے اوسکو ثابت کرنا لازم ہو کوئی دلیل تحریف اور غلطی کی لکھی ہوتی اور اگر آپ
دل مین انصاف کرین اور ایمانداری کو ہاتھ سے نہ دین تو یہ توجیہ اون توجیہات سے
ہزاران ہزار درجہ بہتر ہو کہ جو آپ نے معنی ملکت ایمانکم مین اور معنی اَفَاۤ اللہ اور معنی اَمَّا
مین کی ہین کیونکہ یہ توجیہ گو کہ کیسی ہی ہو مگر خلاف لغت کے نہین اور آپ کی وہ توجیہات
باوجود رکاکت اور زیافت اور انکار مقام کے سراسر خلاف لغت کے ہین پس اس توجیہ
پر اطلاق تحریف کا کسی طرح پر نہین ہو سکتا مگر آپ کی توجیہات پر بلاشک و شبہ اطلاق
تحریف اور گمراہی مین کچھ کلام نہین **قال** بحث چہارم متعلق خاص ہونے اس آیت
کے اکثر علما سے حنفیہ کا قول ہو کہ یہ آیۃ قیدیان بدر سے مخصوص ہو پس قول کی غلطی فاسد
بحث اول سے بخوبی ثابت ہو اسلیے کہ اوس بحث مین ہمنے ثابت کر دیا ہو کہ بدر کی لڑائی
تک یہ آیت نازل ہی نہین ہوئی تھی **اقول** ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ سورہ محمد صلعم
جسمین یہ آیت ہو جنگ بدر سے پیشتر نازل ہوئی ہو اور یہ بھی ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ علماے
حنفیہ سورۂ محمد صلعم کو مکیہ سمجھتے ہین یعنی قبل از ہجرت نازل ہوئی ہو اور بعد اوسکے سورۃ
انفال کی آیات سے اور سورۂ براءۃ کی آیات سے منسوخ ہو گئی مجتہد عصر جو یہ فرماتے
ہین کہ ہمنے ثابت کر دیا ہی کہ بدر کی لڑائی تک یہ آیت نازل ہی نہین ہوئی تھی غلط ہی دیکھو
فائدہ جلیلہ بحث اول کا یہان ایک شبہ وارد ہوتا ہی اور وہ یہ ہی کہ جب جنگ
بدر سے پیشتر یہ آیت نازل ہو چکی تھی تو پیغمبر خدا صلعم نے جو قیدیان بدر کو فدیہ لیکر رہا

کردیا تو اوسپر انکار شدید کیون نازل ہوا کیونکہ اونھون نے بموجب تخییر کے عمل کیا تھا تو علمائے
حنفیہ اسکے جواب مین یہ کہتے ہین کہ چونکہ آیت مین ایجاب نتھا بلکہ تخییر تھی اور تخییر کے معنی معلوم
ہو چکے ہین کہ مستلزم منع خلو کا نہین ہی پس اونکو یہ بھی جائز تھا کہ اساری بدر کو قتل کرین
مگر اونھون نے ایک روز انتظار وحی کا اس باب مین کیا کہ کیا کرنا چاہیے اور مشورہ اصحاب
رضوان اللہ علیہم سے کیا اور رائین اس باب مین مختلف ہوئین آخر کو جناب پیغمبر صلعم نے
اک بات ازروے اجتہاد کے اختیار کی لیکن اگرچہ اوس بات کی رخصت تھی مگر عزیمت
اوسکی خلاف مین تھی اور مقتضاے وقت یہ نتھا کہ اونکو چھوڑ دیا جاوے بلکہ مقتضاے
وقت یہ تھا کہ صنادید قریش کو اوسوقت قتل کیا جاوے تاکہ آیندہ جمعیت اونکی کم ہوجاوے
اور رعب اسلام دلون پر بیٹھ جاوے اور معاملہ انبیا کا یہ ہی کہ اونپر ایسی غزیمت کے ترک
بھی انکار شدید اور تہدید کی جاتی ہی پس جو انکار اور تہدید قرآن مین اس فعل پر ہی منشا
اوسکا ترک عزیمت ہی اور یہ تقریر اونکی ایسی ہی کہ واسطے رد شبہہ مذکورہ کے ہر آیینہ کافی ہی
مجتہد عصر بھی اوس سے انکار نہین کر سکتے کیونکہ اونھون نے تبیین الکلام مین خود یہ
عبارت لکھی ہی کہ البتہ انبیا سے نیک ارادہ اور زیادہ نیکی حاصل کرنے کی نیت سے خطاے
اجتہادی کا ہونا ممکن ہی اور ظاہر ہی کہ جو کام نیک ارادہ سے کیا گیا ہو وہ گناہ شرعی نہین
مگر انبیا کی نسبت وہ بھی گناہ ہی انتہی اور علماے حنفیہ یہ بھی کہتے ہین کہ معنی لولا کتاب من اللہ
سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم کے یہی ہین یعنی اگر آیت رخصت کی پیشتر خدا کی
طرف سے نہ اوتری ہوتی تو تمکو اس لینے پر عذاب سخت ناک پہونچتا لیکن چونکہ پیشتر آیت
رخصت اوتر چکی تھی اسلیے مجرد ترک غزیمت پر کچھ عقاب نہ کیا گیا اور حجت اونکی یہ ہی
کہ اگر یہ آیت واقعہ بدر سے پیشتر نازل نہین ہوئی تھی تو اور کون سی آیت تھی جسکا ذکر آیت
لولا کتاب من اللہ سبق مین ہی اور بعض مفسرین جو کتاب کے بمعنی حکم لیتے ہین اور پھر حکم کی
شرح یہ کرتے ہین کہ وہ یہ حکم ہی کہ خدا عقاب نہ کریگا مجتہد پر اوسکی اجتہاد مین یا یہ کہ حکم

مراد یہ ہو کہ عذاب نہ کریگا اہل بدر کو اور سبق کی جو یہ تفسیر کرتے ہین کہ سبق اثبات فی اللوح المحفوظ یعنی پیشتر ہو چکا ہی ثابت کرنا اوسکا لوح محفوظ مین ان سب کو وے تسلیم نہین کرتے اور وے یہ کہتے ہین کہ ان سب تاویلات مین ارتکاب مجاز غیر متعارف اور حذف چند کلمات کا ہی اور کوئی قرینہ اوسپر قائم نہین ہی پس حقیقت کو چھوڑکر مجاز غیر متعارف اور حذف کلمات کثیرہ قائل ہونا بلا قیام قرینہ قویہ کے اصلا جائز نہین ہی اور وے یہ بھی کہتے ہین کہ فرض کیا جاوے کہ یہ آیت جو جواز مَن و فداء پر دلالت کرتی ہی مدنیہ ہی ہو تب بھی آیت کتاب من اللہ سبق سے مطابق بیان مذکورہ کے لازم آتا ہی کہ نزول اوسکا قبل از واقعہ بدر ہی بعد تمہید ان مطالب کے وے یہ کہتے ہین کہ آیت مَن و فداء جو قبل از واقعۂ بدر کے نازل ہوئی ہی آیت مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ مناسب نہین پیغمبر کو کہ اوسکے پاس قیدی ہون جب تک کہ نہ مار گراوے اونکو خاک مین تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا تم ارادہ کرتے ہو یعنی فدیہ لینے سے متاع دنیا کا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ اور اللہ ارادہ کرتا ہی آخرت کا یعنی خدا یہ بات پسند کرتا ہی کہ کفر و شرک روے زمین سے محو کیا جاوے اور کفار کو چھوڑ انجاوے اور دیگر آیات قتل سے منسوخ ہو گئے پس بعد ازان حکم مَن و فداء کا باقی نرہا اگر کوئی یہ کہے کہ اون آیات سے تو صرف قتل کا وجوب دریافت ہوتا ہی پس لازم آیا کہ استرقاق بھی جائز نہو یا یہ کہ ان آیات کو بھی منسوخ ٹھہرایا جاوے تو اسکے جواب مین وہ یہ کہتے ہین کہ بیشک ان آیات سے ایسا ہی مستنبط ہوتا ہی لیکن چونکہ در باب جواز استرقاق کے احادیث صحیحہ قولی و فعلی بہت منقول ہوئی ہین اور وے احادیث از قسم مشاہیر بلکہ متواتر المعنی ہین اور اس قسم کی احادیث سے ہمارے نزدیک زیادت علی النص ثابت ہی علاوہ بران آیات وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ الآیۃ اور آیۃ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ اور آیۃ اٰتَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا اور آیۃ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

مفسرین ثبوت استرقاق مین سوائے اسکے مقصود اصلی یعنی کمزور کردینا محاربین کا
اور گھٹا دینا اونکی جماعت کا جیسا کہ صورت قتل مین ہی صورۃ استرقاق مین بھی تصور ہوسکتا ہے
ان دلائل قطعیہ سے زیادت علی النص جائز ہوئی اور اس قسم کی زیادت ہمارے نزدیک
اگرچہ ایک قسم ہی اقسام نسخ سے کہ بیشتر ایک ہی چیز جائز تھی اب اسکے ایک اور چیز
بھی زیادہ ہوگئی مگر مراد اطلاح مین اسکا نام زیادۃ علی النص ہی جسطرح کہ آیت وضو مین
صرف پاؤن کا دھونا فرض تھا مگر بسبب خبر مشہور کے مسح علی الخفین بھی جائز ہوا
پس اب بجز قتل و استرقاق کے کوئی چیز جائز نہین اگر کوئی کہے کہ بعد جنگ بدر کے بھی احسان
رکھکر اور فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا ہی چنانچہ روایات مفصلۂ ذیل سے یہ بات ثابت ہی اول
حدیث متفق علیہ بعث رسول اللہ صلعم خیلا قبل نجد فجاءت برجل من بنی حنیفۃ
یقال لہ ثمامۃ بن اثال فربطوہ بساریۃ من سواری المسجد فخرج الیہ النبی صلعم فقال
ماعندک یا ثمامۃ فقال عندی خیر یا محمد ان تقتل تقتل ذا دم وان تنعم تنعم علی شاکر وان کنت تریدالمال
فاسال منہ ماشئت فترک حتی کان الغد فقال ماعندک یا ثمامۃ قال عندی ما قلت لک ان تنعم تنعم علی شاکر فترک
حتی کان بعد الغد فقال ماعندک یا ثمامۃ قال عندی ما قلت لک قال اطلقوا ثمامۃ فانطلق الی نخل
قریب من المسجد فاغتسل ثم دخل المسجد فقال اشهد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا
رسول اللہ یا محمد واللہ ما کان علی وجہ الارض وجہ ابغض الیّ من وجهک فقد اصبح
وجهک احب الوجوہ الیّ واللہ ما کان من دین ابغض الیّ من دینک فاصبح دینک
احب الدین الیّ واللہ ما کان من بلد ابغض الیّ من بلدک فاصبح بلدک احب البلاد
الیّ الحدیث بھیجا پیغمبر صلعم نے سوارون کو طرف نجد کے پس لے آئے وہ ایک آدمی
کو بنی حنیفہ مین سے کہ اوسکو ثمامہ بن اثال کہتے تھے پس باندھ دیا اوسکو مسجد کے ایک
ستون سے پس نکلے اوسکی طرف پیغمبر صلعم پس اوس سے کہا کہ کیا ہی تیرے نزدیک اے
ثمامہ پس کہا اوسنے خیر ہی اے محمد اگر قتل کریگا تو قتل کریگا ایک جاندار کو اور اگر انعام کریگا

تو انعام کریگا ایک شکر گذار پروردگار مال لینے کا ارادہ ہو تو طلب کر جو کچھ چاہے پس وہ بدستور رکھا گیا جب دوسرا دن ہوا تو اوس سے پیغمبر صلعم نے پوچھا کہ کیا ہی تیرے نزدیک اے ثمامہ اوسنے کہا کہ جو مینے کل کہا تھا کہ اگر انعام کریگا تو انعام کریگا ایک شکر گذار پر پھر بدستور رہنے دیا اوسکو یہان تک کہ تیسرا دن ہوا پھر فرمایا پیغمبر صلعم نے کیا ہی نزدیک تیرے اے ثمامہ اوسنے کہا جو کچھ پہلے مینے کہا ہی پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ کھول دو ثمامہ کو پس گیا وہ نخل کے پاس قریب مسجد کے پھر نہایا پھر داخل ہوا مسجد مین پھر کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ اے محمد قسم خدا کی ہی کہ روے زمین پر کوئی مونہہ میرے نزدیک دشمن تر تیرے مونہہ سے نتھا پس اب تیرا مونہہ سب سے زیادہ مجھکو دوست ہو گیا کوئی دین ناپسند تر تیرے دین سے مجکو نتھا اب تیرا دین سب سے زیادہ محبوب ہو گیا تیرا شہر سب سے زیادہ برا تھا میرے نزدیک اب سب سے زیادہ محبوب ہو گیا دوم حدیث مسلم ان ثمانین رجلا من اہل مکۃ ھبطوا علی رسول اللہ صلعم من جبل التنعیم متسلحین یریدون غرّۃ النبی صلعم و اصحابہ فاخذھم + سلما فاستحیاھم وفی روایۃ فاعتقھم فانزل اللہ تعالی وَھُوَ الَّذِیْ کَفَّ اَیْدِیَھُمْ عَنْکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ عَنْھُمْ بِبَطْنِ مَکَّۃَ اسّی آدمی تنعیم کے پہاڑ سے اوترے بطرف پیغمبر صلعم کے ارادہ کرتے تھے غفلت یا دھوکا دینا پیغمبر صلعم کا پس پکڑ لیا اونکو صلحا پس زندہ رکھا اونکو اور ایک روایت مین ہی کہ آزاد کر دیا اونکو پس اوتاری اللہ نے یہ آیت کہ خدا وہ ہی جسنے باز رکھا اونکے ہاتھون کو تمسے اور تمھارے ہاتھون کو اونسے بطن مکہ مین ۔۔۔ حدیث سوم مسلم کان ثقیف حلیفا لبنی عقیل فاسرت ثقیف رجلین من اصحاب رسول اللہ صلعم واسر اصحاب رسول اللہ صلعم رجلا من بنی عقیل فاوثقوہ فطرحوہ فی الحرۃ فمر بہ رسول اللہ صلعم فنادا ہ یا محمد یا محمد فیما اُخذتُ قال بجریرۃ حلفائکم ثقیف فتوکہ ومضے فنادا ہ یا محمد یا محمد فرحمہ رسول اللہ صلعم فرجع قال ماشانک قال انی مسلم فقال لو قلتھا وانت تملک امرک افلحت کل الفلاح قال فقداہ رسول اللہ صلعم

بالرجلین اللذین اسرا قبلهما ثقیف تھے ثقیف ہم عہد بنی عقیل کے پس قید کرلیا ثقیف
نے دو آدمیون کو اصحاب پیغمبر صلعم مین سے اور قید کرلیا اصحاب پیغمبر صلعم نے ایک آدمی
بنی عقیل مین سے پس اوسکو باندھکر دھوپ مین ڈال دیا پس اوسپر گذرے پیغمبر صلعم
پھر اوسنے پکارا ای محمد ای محمد کس گناہ مین مین پکڑا گیا ہون فرمایا کہ اپنے ہم عہدون کے
جرم مین یعنی ثقیف کے پھر یہ دستور اوسکو چھوڑکر چلے گئے پھر اوسنے پکارا ای محمد ای محمد پس
اوسپر رحم فرمایا اور پھر آئے اور کہا کہ کیا شان ہی تیری اوسنے کہا مین مسلمان ہون فرمایا
کہ اگر تو یہ کہتا اوسوقت مین کہ اپنے اختیار مین تھا تو فلاح پاتا پوری فلاح پھر عوض مین
دو قیدیون کے جنکو ثقیف نے قید کرلیا تھا دیدیا اوسکو سو اسکا وے جواب تفصیل دیل
دیتے ہین حدیث اول سے مدعا ہمارا ثابت ہی کہ تین روز تک ثمامۃ بن اثال نے درخواست
فدیہ دینے اور احسان رکھنے کی کی مگر پیغمبر خدا صلعم نے منظور نہ فرمائی اگر فدیہ یا احسان
رکھکر چھوڑ دینا فرض ہوتا تو بیشک اول ہی روز اوسکو چھوڑ دیتے اور تیسرے روز بھی
اوسکو ایسا نہین چھوڑا کہ وہ دار حرب کو لوٹ جاوے بلکہ فراست یا وحی کی رو سے جب
دریافت ہوا کہ اوسکا دل مائل بہ اسلام ہی اور تھوڑی ہی ملاطفت اور تالیف سے اظہار
اسلام کریگا تب یہ لفظ فرمایا کہ اطلقوہ یعنی کھول دو اسکو چنانچہ بمجرد کھولدینے کے وہ
مسلمان ہوگیا اگر بلا تعرض وہ دار حرب کو لوٹ جاتا تب البتہ استدلال اس حدیث
سے گنجایش رکھتا تھا پس یہ حدیث ہمارے مدعا کی مثبت ہی نہ ہمارے خلاف کی۔
حدیث دوم سے مدعائے خصم ثابت نہین ہوتا کیونکہ اونکی گرفتاری قہراً نہین ہوئی
بلکہ صلحاً ہوئی تھی اور وفائے عہد ہر ائمہ واجب ہی اور یہ معاملہ بعد صلح حدیبیہ کے
وقت مراجعت کے حدیبیہ سے ہوا ہی چنانچہ بیان اسکا آگے آویگا حدیث سوم سے
ظاہر ہی کہ وہ اسلام کا مدعی تھا پس اوسکا چھوڑ دینا یا اوسکے بدلے دو مسلمان لے لینے
ہمارے مدعا کے مضر نہین دیکھی جناب مجتہد عصر آپنے تحقیق اور تدقیق امام الائمہ ابوحنیفہ رح

کی اونکی تحقیق اور دلائل کے مطالعہ کے بعد کون شخص ہی کہ اونکے خلاف اس باب مین کہہ
دے سکتا ہی اگر آپ کچھہ استعداد رکھتے ہین تو اونکی دلائل کو رد کیجیے مگر آپ سے انشاء اللہ تقر
یہ ہرگز نہو سکیگا وہ مسئلہ ہی کہ آپکے زعم فاسد مین یہ تھا کہ اس مسئلہ مین امام ہمام نے غلطی فاش
کی ہی اسی سبب سے بہت شد و مد سے آپنے حسب عادات جاہلان علماے حنفیہ پر زبان
طعن کی کھولی تھی آپ لوگون کے زعم فاسد مین یہ ہی کہ امام ہمام قیاس پر زیادہ عمل کرتے
ہین اور احادیث و آیات کی طرف توجہ کم فرماتے ہین مگر آپ لوگون کا یہ زعم سراسر فاسد
اور تمامتر حسد ہی دیکھو اس مسئلہ خاص مین کسقدر کوشش بلیغ فرماکر یہ فتوی دیا ہی اور کس
درجہ اتباع آیات اور احادیث کا واجب سمجھا ہی **قال** بحث پنجم نسبت منسوخ ہونے اس
آیت کے **اقول** بحث اسکی بہت مفصل مذکور ہوئی **قال** اتنی بات یاد رکھنی چاہیے
کہ اس مبحث مین علاوہ دو غلطیان ہین اول یہ کہ سورہ براءۃ کی آیت مین جو عنقریب بیان ہوگی
استرقاق کا مطلق ذکر نہین پس اوسکا آیت استرقاق نام رکھنا محض غلط ہی **اقول** جب
علماے حنفیہ اس بات کو ثابت کر چکے کہ حکم من و فداء کا منسوخ ہوگیا اور اون آیات سورۂ
براءت اور سورۂ انفال مین اسیر کرنے اور قتل کرنیکا حکم ہی اور احادیث صحیحہ مین اساری
کے حق مین حکم استرقاق کا بھی وارد ہی اور اسیری سبب ہی استرقاق کا پس ما عتبار تسمیۃ
المسبب باسم السبب اگر نام اون آیات کا آیات استرقاق رکھا تو کچھہ غلطی نہین مگر
چونکہ آیت اما منا و اما فداء مین مطلق ذکر حریت کا نہین اور من و فداء مستلزم و سبب حریت بھی
نہین پس مجتہد عصر نے جو نام اوس آیت کا آیت حریت رکھا ہی البتہ محض غلط اور بے سبب ہی
قال دوسرے یہ کہ آیت قتل کو یا سورۂ برایۃ کو جو آخر ما نزل کہا ہی یہ بھی غلط ہی علما کا قول
ہی کہ سورۂ براءۃ یک لخت پوری اوتری ہی اوسکے بعد کوئی پوری سورت نہین اوتری
پس جتنی سورتین کہ پوری پوری اوتری ہین اونمین اخیر سورت البتہ اخیر ہی الا آخر ما نزل
نہین ہی فتدبہ **اقول** یہ قول مجتہد عصر کا کہ علما کا قول ہی کہ سورۂ براءۃ یک لخت پوری

اوتری ہی الخ غلط محض ہی اور سراسر افترا اونکا قول یہ ہی کہ معظم سورۂ براۃ کہ اول سے
تا قریب چالیس آیتون کے ہی ایک مرتبہ نازل ہوئی ہی اور یہ ہی مراد ہی لفظ کاملۃ سے
ہم آمین اس جگہہ زیادہ بحث ضرور نہین جانتے یہی سہی کہ سورۂ براۃ کے بعد کوئی سورۃ
پوری نہین اوتری جو کہ سورۂ براۃ مین حال غزوۂ تبوک اور دیگر حالات ایسے ہین کہ
جنسے ثابت ہوتا ہی کہ رجب ۹ سنہ ہجری مین یا کچھہ بعد اوسکے اور قبل از ذی القعدہ ۹ سنہ
ہجری کے اوتری ہی کیونکہ اوسی مہینے مین حضرت ابوبکر صدیق رضہ اور حضرت علی رضہ کو
اوسکی آیات کے اعلان کرنیکے واسطے ایام حج ابوبکر صدیق مین پیغمبر خدا صلعم نے مکے کو
بھیجا تھا پس ہر آئینہ آیت اما منا بعد و اما فداء سے کہ بقول غیر ثابت مجتہد سنہ ہجری مین
نازل ہوئی تھی بعد کو نازل ہوئی ہی اور اس مقام پر اسقدر کافی ہی زیادہ بحث کرنا کچھہ ضرور نہین قال غرضکہ ان
روایتون سے حنفیون کا مذہب یہ معلوم ہوا کہ وہ آیت من وفدا کو منسوخ بتاتے ہین پس
اس امر پر بحث کرنیکے لیے اولاً اون آیات کو جنکو ناسخ قرار دیا ہی یا جنکا ناسخ قرار دینا ممکن ہی
اس مقام پر نقل کرتے ہین اقول ایک آیت جسمین صاف حکم اسکا ہی کہ اسیرون کی جب
تک کہ خونریزی نہ کی جاوے اور اونکو مار کر خاک مین نہ ملا دیا جاوے کوئی بات لائق
نہین مجتہد نے یہان چھوڑ دی ہم اوسکو مع شان نزول لکھتے ہین فلما اسروا الاسارٰی
(یعنی اساری بدر) قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما ما
ترون فی ھؤلاء الاساری فقال ابوبکر رض یا نبی اللہ ھم بنو العم والعشیرۃ اری ان
تاخذ منھم فدیۃ فیکون لنا قوۃ علی الکفار وعسی اللہ ان یھدیھم للاسلام
فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما تری یا ابن الخطاب قال قلت لا واللہ یا رسول
اللہ ما اری الذی رای ابوبکر ولکنی اری ان تمکنا فنضرب اعناقھم فتمکن علیا من
عقیل فیضرب عنقہ وتمکنی من فلان نسیبا لعمر رض فاضرب عنقہ فان ھؤلاء ایمۃ
الکفر وصنادیدھا فھوی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما قال ابوبکر ولم یھو ما قلت

فلما کان من الغد جئت فاذا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وابو بکر رضہ قاعدین
وھما یبکیان قلت یا رسول اللہ صلعم من ای شیء تبکے انت وصاحباک فان وجدت
بکاء بکیت وان لم اجد بکاء تباکیت لبکائکما فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ابکے للذی عرض علیّ اصحابک من اخذھم الفداء لقد عرض علیّ عذابھم
ادنے من ھذہ الشجرۃ شجرۃ قریبۃ من نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ عزوجل
مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ الی قولہ تعالی فَکُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ
حَلٰلًا طَیِّبًا فاحل اللہ الغنیمۃ لھم۔ جب اسیر کیا بدر کے قیدیون کو فرمایا رسول
اللہ صلعم نے ابو بکر رضہ سے اور عمر فاروق سے کیا راے دیتے ہو ان قیدیون کے باب
مین کہا ابو بکر رضہ نے ای نبی اللہ یہ بنی الاعمام اور کنبے کے لوگ ہین میری راے یہ ہے کہ انسے
ہم فدیہ لین تاکہ ہمکو قوت ہو جاوے کفار پر شاید کہ خدا انکو بھی ہدایت اسلام کی کردے
پھر فرمایا رسول اللہ صلعم نے کیا راے دیتا ہی تو ای بیٹے خطاب کے کہا عمر رضہ نے کہ
مینے کہا کہ نہین واللہ ای رسول اللہ مین وہ راے نہین دیتا جو ابو بکر نے دی ہے
لیکن میری راے یہ ہے کہ ہمکو قادر کردے تو اسپر کہ ہم انکی گردنین مارین قادر کردے
علی کو عقیل بن ابی طالب پر کہ وہ اوسکی گردن مارے اور مجھکو قادر کردے کہ فلان شخص
جو میرا قریب ہے اوسکی گردن ماروں پس بتحقیق یہ لوگ پیشوا ے کفر ہین اور سردار کافرون
کے ہین پس میل فرمایا رسول اللہ صلعم نے طرف قول ابی بکر کے اور نہ میل فرمایا طرف
میرے قول کے پھر جب ہوا دوسرا دن تو آیا مین پس دیکھتا ہون کہ رسول اللہ صلعم
اور ابو بکر رضہ بیٹھے ہوئے ہین اور رو رہے ہین مینے کہا یا رسول اللہ صلعم کس بات سے
تم اور تمھارے صاحب رو رہے ہین اگر اوس بات سے مجھکو بھی رونا آویگا تو مین
بھی رووُنگا اور اگر نہ رونا آویگا تو تمھارے رونے کے سبب سے رونا آوُنگا پس فرمایا رسول
اللہ صلعم نے روتا ہون اس بات پر جو تیرے اصحاب نے بسبب لینے فدیے کے مجھپر پیش کی قسم ہے

کہ تحقیق بخشیں کیا گیا مجھ غذاب اوسکا قریب تراس درخت کے یعنی ایک درخت سے جو قریب
تھا پیغمبر صلعم کے پس اوتاری اللہ نے یہ آیت مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ
يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تا كُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا پس حلال کی اللہ تعہ نے غنیمت
اونکے لیے رواہ مسلم پس اس آیت اور اس حدیث سے صاف ثابت ہی کہ جو رائے
حضرت عمر رضہ کی تھی یعنی یہ بات کہ اونکو قتل ہی کیا جاوے وہی پسند بیٹھہرے اور گذشتہ
جو کچھہ ہو اتھا معاف فرماکر آیندہ کے واسطے اوسی کے مطابق وحی قرآنی نازل
ہوئی اور بجز اثخان اسارے اور حل غنیمت کے اور کسی چیز کی اجازت نہ دی گئی
پس اجازت من وفدا کی جو پیشتر تھی وہ منسوخ ہوئی **قال** اول آیت سورہ انفال الَّذِينَ
عَاهَدْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ۝ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ
فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝ خدا یتعالی پیغمبر صاحب سے
فرماتا ہی کہ جنسے تو نے عہد کیا ہی پھر وہ ہر دفعہ اپنا عہد توڑتے ہین اور عہد توڑنے سے
پرہیز نہین کرتے پھر اگر تو اونکو لڑائی مین پاوے تو اون لوگون تک جو اونکے پیچھے ہین
تتر بتر کردے شاید کہ وہ عبرت پکڑین **اقول** اگرچہ ترجمہ مجتہد عصر کا تمامتر غلط ہی لیکن
اور غلطیان معمول اوپر اسکے ہین کہ مجتہد عصر زبان عرب سے خوب واقف نہین اسلیے
مزید کو یعنی مجرد اور دو جملون کا ایک جملہ ٹھہراتے ہین لیکن فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ کا جو ترجمہ
اسطور پر کیا ہی کہ تو اون لوگون تک جو اونکے پیچھے ہین تتر بتر کردے عمداً تحریف کی ہی
جناب مجتہد صاحب اون لوگون تک آپ نے کس لفظ کا ترجمہ کیا غایت مغیا یہان کہان
ہی حتی یا الی جو غایت پر دلالت کرتا ہی اس آیت مین ہرگز نہین پس آپ نے معنی غایت کہان
سے گڑھ لیے باے جارہ جو ضمیر غائب پر داخل ہو اوسکے معنی کہان جاتے رہے مخفی
نرہے کہ باے جارہ جو ضمیر غائب پر داخل ہو باے سببیت ہی اِلَّا كُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ
بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَشْرَبَهُمْ كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَنْ نَصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ اهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُمْ مَا سَأَلْتُمْ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ

شعر لاتکذبن الاموات کثرۃ قلۃ ۔ الا اذا شقیت بک الاحیاء وقال لعمرک ما الوزیۃ مقعدی ۔ ولا فرس یموت ولا بعیر ۔ ولکن الوزیۃ فقد شخص ۔ یموت بموت خالق کثیر اور تقفن کے یہ معنی یہان نہین ہین کہ پاوے بلکہ جہان مقام حرب مین مستعمل ہوتا ہی وہان معنی ثقف کے گرفتار کر لینے اور غالب آنیکے ہوتے ہین قال الشاعر **شعر** فاما تثقفونی فاقتلونی ۔ وان تثقف فسوف ترون مالی یعنی اگر تم مجکو پکڑ لو یا غالب آؤ تو مار ڈالو اور جو مین تمکو پکڑ لون گا یا غالب آؤنگا تو دیکھ لیجیو میری شان کو قاموس مین ہی ثقفہ کسمعہ صادفہ او اخذہ او ظفر بہ او ادرکہ انتہے پس صحیح معنی آیت کے یہ ہین کہ اگر تو اونکو پکڑ لے لڑائی مین تو تو پریشان اور تتر بتر کر دے بسبب اونکے اون لوگون کو جو اونکے پیچھے ہین جب یہ معنی متحقق ہوئے تو اب جناب مجتہد کو چاہیے کہ ایک دم کے واسطے گمراہی پاس دوستون کو برطرف کر کے دیکھین کہ تفریق اور تتر بتر کر دینا اور مجاہدین کا یا قتل و استرقاق اسیرون مین متصور ہی یا اونکو رہا نے دیکر انکی جمعیت مین شامل کر کر اونکی جمعیت کو مجتمع اور قوی کر دینے مین کونسا صاحب عقل ہی کہ دوسری شق اختیار کر سکتا ہی مجتہد عصر قائل ہین کہ یہ آیت بنی قریظہ کے باب مین نازل ہوئی ہی پھر اونھین کے مناسب حال اس آیت کے تفسیر کیجیے اور دیکھیے کہ بحضور پیغمبر صلعم صاحب وحی کے کہ اونسے زیادہ کوئی کلام خدا کو نہین سمجھ سکتا بنی قریظہ کا کیا حال کیا گیا کہ اونمین سے جو قابل لڑنیکے تھے اونکو قتل کیا گیا اور جو قابل لڑنے کے نتھے اونکو لونڈی غلام بنایا گیا کسی شخص کو اونمین سے بہ فدیہ یا بدون فدیہ کے چھوڑا نہ گیا چنانچہ بخاری مین ابن عمر رضہ سے روایت ہی قال حاربت النضیر وقریظۃ فاجلا بنی النضیر واقر بنی قریظۃ ومن علیھم حتی حاربت قریظۃ فقتل رجالھم وقسم نساءھم واموالھم واولادھم بین المسلمین الا بعضھم لحقوا بالنبی صلے اللہ علیہ وسلم فامنھم واسلموا کہا ابن عمر رضہ نے کہ لڑے تھے نضیر اور قریظہ پس جلا وطن کر دیا تھا پیغمبر خدا صلعم نے

بنی نضیر کو اور ٹھہرا رہنے دیا تھا بنی قریظہ کو اور احسان رکھا اوپر یہان تک لڑے
بنی قریظہ پھر قتل کیا اونکے مردون کو اور تقسیم کر دیا اونکی عورتون اور مال اور بچون کو
درمیان مسلمانون کے مگر کچھ لوگ اون مین سے جو مل گئے تھے پیغمبر خدا صلعم سے تو اونکو
امن دی پھر وہ اسلام لائے چونکہ یہ حدیث مفسر ہی آیت کی اور بسبب لحوق اس بیان کے
وہ آیت مفسر ہو گئی اور معنی آیت کے یہی متعین ہوئے کہ جب پیغمبر خدا صلعم عمل ہوا اس
کوئی چارہ نہین اس سے کہ فشرد بہم کا ترجمہ یہی کیا جاوے کہ فشرد بقتلہم و استرقاقہم
من خلفہم یعنی پراگندہ کر دے بسبب قتل اور استرقاق اونکی کے اون لوگون کو جو اونکے
پیچھے ہین کما قال الشاعر ع الّا اذا شقیت بک الاحیاء یعنی مگر کہ بدبخت ہو جاوین زندہ لوگ
بسبب قتل کرنے تیرے کے اونکو و کما قال اللہ تعالی لیغیظ بہم الکفار یعنی تاکہ غصے
مین ڈالے بسبب خوشحالی اور سعادت مسلمانون کی کفار کو اور اسطور پر تفسیر آیت کی
اعلام مفسرین نے کی ہی چنانچہ خود مجتہد عبارات اونکے بطور سند اپنے قول کے بحوالہ
مدارک لکھتے ہین فشرد بہم قال ابن جاج افعل بہم ما تفرق جمعہم و تفرد بہ من
یلیہم یعنی اونکے ساتھ وہ کام کر کہ جس سے اونکی جمعیت مین تفرقہ ڈال دے
اور تنہا کر دے تو بسبب اوس فعل کے اون لوگون کو جو اونسے نزدیکی رکھتے ہون دیکھیے
لو یہ سند جو مجتہد لائے ہین صاف ہمارے مدعا کے موافق ہی کیونکہ تنہائی اور تنہا رہ جانا
اور لوگون کا اسی صورت مین متصور ہی کہ اون قیدیون کو چھوڑ آجاوے اور درصورت
چھوڑ دینے کے تو تکثیر جماعت ہو گئی تفریق کہان باقی رہی پھر مجتہد عصر عبارت تفسیر کبیر
کو سند لاتے ہین فمعنی الآیۃ انک ان ظفرت فی الحرب بھؤلاء الکفار فلّذین ینقضون
العھد فافعل بھم فعلا یفرق بھم من خلفھم قال عطاء تنخن فیھم القتل حتی
یخاف غیرھم و قیل لکلّ بھم تنکیلا لیتشرد غیرھم من ناقضی العھود یعنی معنی
آیت کے یہ ہین تحقیق تو اگر پکڑ لے تو اون کفار کو جو عہد توڑتے ہین تو اونکے ساتھ وہ

معاملہ کرکے پراگندہ کردے وہ معاملہ بسبب اونکے اون لوگون کو جو بعد اونکے ہین کہا عطا
لے کہ خوب طرح پر قتل کرا ونکا تاکہ ڈرین تجھسے ماسوا اونکے اور کہا گیا ہی کہ ایسی تعذیب کر
اونکی کہ اونکی تعذیب پراگندہ کردیوے اونکے غیرون کو جو توڑنے والے عہد کے ہین
دیکھیے لو اس تفسیر سے بھی ہمارا ہی مدعا ثابت ہی کہ وہ کام کرنا چاہیے جسسے جمعیت کفار کی
پراگندہ ہوجاوے نہ وہ کہ جس سے جمعیت مین قوت اور کثرت ہوجاوے بموجب قول عطا
بن یسار کے جو اس تفسیر معتمدہ مجتہد عصر مین مذکور ہی صرف قتل ہی اونکا واجب ہی اور
بموجب دوسرے قول کے کہ اوسمین مطلق تعذیب ہی جواز استرقاق بھی سمجھا جاتا ہی مگر مین فدا
کی نفی دونون قولون سے ثابت ہی پھر مجتہد عصر تفسیر کشاف کی سند لاتے ہین فشرد بھم
من خلفھم ففرق عن محاربتك ومناصبتك بقتلھم شر قتلة والنكاية فيھم من وراۂھم
من الكفرة حتى لا يجسر عليك احد بعدھم اعتبارا بھم وتعاظما بحالھم اس عبارت
کے معنی مین مجتہد صاحب نے بہت ہی تصرف فرمایا ہی چنانچہ ہم اوسکی شرح کرینگے اور ایک جملہ
اوپر سے چھوڑ دیا فاما اقتصاد فنھم وتظفرن بھم فشرد بھم الخ معنی صحیح اس عبارت کے
یہ ہین کہ جب تو اونکو پکڑ لے اور فتحیاب ہوجاوے اونپر تو بسبب بری طرح کے قتل کرنے
کے اونکو اور اونکے ہمنون مین چکنا چور کرینکے پراگندہ کردے اپنی جنگ اور عداوت سے
اون لوگون کو جو سوا اونکے ہین کافرون سے تاکہ بعد اونکے کوئی تجھپر جرأت نکرے اونکے
حال سے عبرت اور نصیحت پکڑکر دیکھو یہ تفسیر ہمارے مدعا کے موافق ہی اور اس سے
اسیران مقاتلین کے حق مین بجز اسکے کہ اونکو خوب قتل کرو اور خوب زخمون مین چکنا چور
کرو اور کسی چیز کی اجازت نہین پائی جاتی اور اس تفسیر سے بھی ظاہر ہی کہ باء جارہ بہم مین
باء سببیت ہی اور معنی بہم کے یہ ہین کہ بسبب اونکے قتل کے اور اس تفسیر مین ایک لفظ
ہی شر قتلة یہ لفظ مبالغہ قتل مین مستعمل ہوتا ہی ایسے مقام پر کہ جہان بے دھڑک ذلت و
رسوائی سے قتل کیا جاتا ہی عرب کہتے ہین قتلة قتلة سوء وشر قتلة دوسرا لفظ آیا ہی

والنکایۃ فھو نکایۃ کے معنی ہین قتل وجرح نکیت العدو فی العدو نکایۃ اذا قتلتہ وجرحتہ قال ابو النجم نکے العدا وونکر الاضیافا یعنی قتل کرتے ہین ہم دشمن کو اور اکرام کرتے ہین ہم میہمانون کو اگرچہ اور تراجم مین بھی مجتہد عصر نے خیانت بہت کی ہے پر ہمنے بسبب اسکے کہ ہم کچھ مقلد انہ گفتگو نہین کرتے اوس سے کچھ تعرض نہین کیا لیکن چونکہ جار اللہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ منجملہ اعلام علماے علم لغت وتصریف ونحو وبیان کے ہے ایسے شخص کے کلام کی صیانت کا ہمارا حق ہے اور ہمپر واجب ہے کہ اوسکے کلام کی در باب بیان ومعانی ولغت ومحاورہ عرب کے بہت حفاظت کرین اور بد دیانتی اوسمین چلنے نہ دین لہذا ہم مجتہد عصر کی خیانت کا عبارت کشاف مین اعلان کرتے ہین اوس نے لکھا ہے ففرق عن محاربتك ومناصبتك بقتالھم مجتہد عصر اوسکے ترجمے مین ازراہ خیانت کے لکھتے ہین کہ (لڑنے سے اور بری طرح قتل کرنے سے) دیکھو کیسی خیانت ظاہر ہے جسکو کچھ بھی دخل ہوگا علم عربیت مین وہ اس خیانت کو خوب سمجھ لیگا مفسر نے لفظ عن اوپر محاربۃ کے داخل کیا اور مناصبت کو اوسپر معطوف کیا اور عن واسطے بعد اور مباعدۃ کے مستعمل ہین عرب کہتے ہین رامیت السھم عن القوس چونکہ جدائی اور مباعدت تیر کی کمان سے متحقق ہے اسلیے لفظ عن یہان آیا اور پھر مفسر کلام نے قتالھم کو مفصول بلا عطف لایا اور لفظ قتال پر باسببیت داخل کی مجتہد عصر نے مدخول عن اور مدخول باسببیت کو معطوف ومعطوف علیہ ٹھہراکر غلط ترجمہ کردیا نہ عن کے معنی کا لحاظ کیا نہ باسببیت کا اوسکا مدعا تو یہ تھا کہ اپنی جنگ ومقابلہ سے دور کردے قیدیون کے ماسوا لوگون کو اور یہ دور کرنا کس طرح پر حاصل ہوگا یہ دور کرنا بسبب قیدیون کے قتل کے ہوگا مجتہد عصر نے اوسکے مدعا کے سراسر خلاف ترجمہ کیا پھر اوسنے لفظ کنایہ واسطے لفظ قتل کے یہان اختیار کیا مجتہد عصر نے اوسکے بھی معنی طبیعت نیا دوست سے گھڑکر غلط الکدے یعنی اوسکا ترجمہ بلفظ خرابی کرکے اصل مدعا کو خراب ہین ونعوذ باللہ من شرور انفسنا وسیئات اعمالنا اور ہم کہتے ہین کہ علاوہ ان مفسرین کے جماعت مترجمین نے بھی

اسی طرح پر آیت کا ترجمہ کیا ہی جسطرح ہمنے کیا ملا حسین واعظ لکھتے ہین فشرد بہم پس پریدہ
گردان و متفرق ساز بسبب قتل ایشان بمن خلفہم آنرا کہ از پس عہد ایشان فرار سند۔
شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین متفرق ساز بسبب کشتن ایشان آنانرا کہ پس پشت
ایشان باشند انتہی کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم مفسرین کے اقوال سے استدلال تقلیدی کرتے
ہین ہرگز نہین، بلکہ عمدہ ترجمہ آیت کا مطابق لغت و محاورہ عرب کے پیشتر کردیا ہی اور ہر لغت
پرسند اہل زبان کی پیش کی ہی اس مقام مین ہمنے جو عبارات مفسرین کی لکھی ہین اپنی
طرف سے نہین لکھین بلکہ مجتہد عصر جو تقلیداً اونسے استدلال غلط کرتے تھے اونکی
غلطی کے اظہار کے واسطے نقل کی ہین ورنہ ہمکو اونکے نقل کی کچھ ضرورت نتھی۔ الغرض
جب بموجب بیان فعلی جناب صاحب وحی علیہ الصلوۃ والسلام اور بموجب لغت عرب
اور محاورۂ فصحاء و بلغاء کے ہم ثابت کرچکے کہ معنی تشرید کے پراگندہ کرنا اور متفرق اور
تتر بتر کرنا ہی اور کلمۂ بہم ہر آئینہ از روے فعل صاحب وحی علیہ الصلوۃ والسلام مفسر
بقتل و استرقاق ہی اور من و فداء مستلزم تخریب و انتماع جمعیت کا ہی چنانچہ یہ بات ملاحظہ
حال اسیران بدر سے ثابت ہی کہ بعد رہائی کے غزوۂ احد و احزاب مین پھر مجتمع ہوکر محاربات
کو پڑھ آئے پس من و فداء ہر آئینہ مستلزم ایسی چیز کا ہی جو صراحۃً مناقض تشرید ہی
اور بھی منافی قتل و استرقاق ہی کہ بموجب فعل صاحب وحی علیہ الصلوۃ والسلام کے کلمۂ
بہم اونکے ساتھ مفسر ہوا ہی پس آیت مستشہدہ ہر آئینہ مفسر ہوئی در باب وجوب قتل
و استرقاق کے لیکن اب یہان کلام اس رہا کہ کلمۂ شرد بصیغۂ امر جو یہان واقع ہی آیا
واسطے ایجاب کے ہی یا بیان اولویت و افضلیت کے ہی اگر شق اول ہی تو آیت مؤید مذہب
حنفیہ کی ہی کہ جب تشرید مفسر بہ فعل رسول اللہ صلعم واجب ہوئی تو من و فداء جائز بھی نہین رہا
اور اگر شق ثانی ہی تو مذہب شافعی کی صحت کے واسطے ایک وجہ ظاہر ہوئی ہی اور ہمکو اس
باب مین کچھ زیادہ بحث منظور نہین ہی کیونکہ ہم نسبت جواز استرقاق کے بحث کرتے ہین

نسبت عدم جواز من وفدا اور وجوب قتل واسترقاق جو باہم ہمارے علماء مین مختلف فیہ ہی بحث نہین کرتے **قال** دوم آیت سورۂ براءۃ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ جن مشرکین عرب نے عہد شکنی کی تھی اونکی نسبت خدا تعالی نے اپنے نبی سے فرمایا کہ جب وہ مہینے جنمین لڑائی منع ہی گذر جاوین تو مشرکون کو مارو جہان پاؤ اور اونکو پکڑو اور گھیرو اور بیٹھو اونکی گھات مین ہر گھات کی جگہہ مین پھر اگر وہ کفر سے توبہ کرین اور نماز پڑھین اور زکوۃ دین تو اونکا رستہ چھوڑ دو بیشک اللہ ہی بخشنے والا مہربان **اقول** اس آیت کے ترجمے مین بحث اوپر گذر چکی ہی **قال** سوم آیت سورۂ بقر اللہ صاحب نے فرمایا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ جو لوگ تمسے لڑتے ہین تم بھی اونسے خدا کی راہ مین لڑو اور زیادتی مت کرو بے شک اللہ زیادتی کرنے والون کو دوست نہین رکھتا اور قتل کرو اونکو جس جگہہ پاؤ اور نکالو اونکو جہان سے اونھون نے تمکو نکالا اور فساد کرنا قتل کرنے سے بھی زیادہ سخت ہی اور اونسے کعبے کے پاس مت لڑو جب تک کہ وہ تمسے وہان نہ لڑین پھر اگر وہ تم سے لڑین تو اونکو مارو یہی سزا ہی کافرون کی پس اگر باز رہین وہ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہی اور لڑو اونسے تا آنکہ نرہے فتنہ اور ہووے دین صرف خدا ہی کا **اقول** صحیح ترجمہ آیت کا یہ ہی کہ لڑو خدا کی راہ مین اون لوگون سے جو تم سے لڑین اور زیادتی نکرو کہ تحقیق اللہ دوست نہین رکھتا زیادتی کرنے والون کو اور قتل کرو اونکو جہان کہین پکڑ لو اور نکال دو اونکو جہان سے

اونھون نے تمکو نکال دیا تھا اور فتنہ سخت تر ہی قتل سے اور نہ لڑو اون سے مسجد حرام
کے پاس تا آنکہ وے تمسے نہ لڑین اوسمین پھر اگر وے تمسے لڑائی کرین تو قتل کرو اونکو
ایسی ہی سزا کافرون کی پھر اگر وے باز رہین تو خدا بخشنے والا ہی مہربان اور لڑو اونسے
تا آنکہ نہ رہے فتنہ اور رہو وے دین صرف خدا ہی کا + یہان استدلال ہی واقتلوہم حیث
ثقفتموہم سے معنی ثقف کے ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ مجرد پانا نہین ہی بلکہ پکڑ لینا ہی
ازروے غلبہ اور فیروزی کے چنانچہ علامہ زمخشری لکھتے ہین کہ الثقف وجود علی وجہ
الاخذ والغلبۃ ومنہ رجل ثقف سریع الاخذ لاقرانہ فاما تثقفنہم فاقتلوہم فی من
ثقف فلیس الی المخلوہ یعنی ثقف کے معنی ہین پانا بروجہ پکڑ اور غلبہ کے اور اسی سے ہی
رجل ثقف یعنی جلد پکڑ لینے والا ہی اپنے ہمسرون کو اور اوسکی سند پر یہ شعر ہی
اگر پکڑ لیگے تم مجکو تو مار ڈالوگے پھر مین جسکو پکڑ لونگا تو نہین ہی اوسکی زندگی
پس آیت لفظ ہی اس بات مین کہ جب تم پکڑ لو کفار کو تو مار ڈالو اور چونکہ ظاہر امر واسطے
وجوب کے ہی تو قتل قیدیون کا واجب ہوا اور جب قتل واجب ہوا تو من وفدا منسوخ ہو گیا
اور یہی ہی قول علماے حنفیہ کا **قال** چہارم آیت سورہ نساء وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا
فَتَكُونُونَ سَوَاءً فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا
فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا
اقول ترجمہ اسکا یہ ہی کہ دوست رکھا اونھون نے کہ کاش تم کافر ہو جاؤ جیسے کہ وہ
کافر ہوئے تو ہو جاؤ تم برابر اونکے پس نہ بناؤ اونمین سے اپنے دوست جب تک کہ وہ
خدا کی راہ مین ہجرت نہ کرین پس اگر وہ نہ مانین تو اونکو پکڑو اور قتل کرو جہان کہین
پاؤ اور نہ بناؤ اونمین سے کسی کو دوست اور نہ مددگار **قال** پنجم آیت سورہ نساء سَتَجِدُونَ
آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا
فَإِنْ لَمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ

حیث ثقفتموھم واولئکم جعلنا لکم علیھم سلطانا مبینا ۝ پاؤ گے تم اور لوگو نکو جو
ارادہ رکھتے ہین اسکا کہ تمسے بھی امن مین رہین اور اپنی قوم سے بھی امن مین رہین جب لوٹائے
جاتے ہین فتنے کی طرف کو تو خوب پلٹ پڑتے ہین اوسمین پس اگر ترک تعرض تمھارا نکرین
اور صلح تمسے نہ کرین اور اپنے ہاتھ نہ روکین تو پکڑو اونکو اور قتل کرو جہان کہین پکڑلو یہ
وہ لوگ ہین کہ ہنے اون پر پوری کردی تمھاری دلیل روشن **اقول** ان دونون آیتون مین یہ
ہو کہ پکڑو اور مارڈالو جہان پکڑلو اور صیغۂ امر دلالت کرتا ہی وجوب پر دلالت کرتا ہی پس حکم ماخوذین
کا قتل واجب ہی تو من و فدا کہان رہگیا بلکہ نسخ اوسکا ظاہر ہی چونکہ مجتہد عصر کا حکم صراحۃً
برخلاف ان آیات کے ہی لہذا طرح طرح کے مغالطے دیتے ہین چنانچہ فرماتے ہین **قال**
فرض کیا جاوے کہ یہ آیتین آیت من و فدا کی ناسخ ہین تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ قیدیون کا چھوڑنا
جائز نہین بلکہ قتل کرنا چاہیے مگر اون کا لونڈی و غلام بنانا ثابت نہوگا اور ہمکو اسمین بحث اگر
کہ لونڈی و غلام بنانا جائز نہین **اقول** ہم وجوہ استرقاق ضمن بحث آیت ماکان لنبی ان
یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض اور آیت فضرب الرقاب مین بیان کرچکے ہین وہان دیکھ لینا
چاہیے حاجت اعادہ کی نہین یہان بحث نسخ حکم آیت من و فدا کی ہی سو وہ بخوبی ثابت ہوگئی
قال مگر ہم صرف اسی پر اکتفا نکرینگے بلکہ ثابت کرینگے کہ ان آیتون سے آیت من و فدا کا
منسوخ قرار دینا صحیح نہین ہی **اقول** ہم بھی دیکھتے ہین کہ آپ کسطرح پر اپنا مدعا ثابت کرسکتے
ہین مگر یاد رہے کہ خلاف لغت جو کوئی معنی گڑھے اور بابے جادہ کو بمعنی کاف جادہ کے
بیان کیا یا محض کسی قول غیر ثابت پر تقلیداً عمل کیا یا کوئی غیر ثابت روایت کتب سیر و تاریخ
سے نقل کی تو ہم اوسکو ہرگز منظور نکرینگے اور سہولت الزام مجتہد عصر پر عائد کرین گے
قال آیت سورۂ انفال (یعنی فشرد بھم من خلفھم) یہود بنی قریظہ کے حق مین
نازل ہوئی ہی جنسے سنہ ہجری مین لڑائی ہوئی تھی **اقول** ہمنے اسکو تسلیم کیا اور ہم اوپر ثابت
کرچکے ہین کہ آیت من و فدا سنہ ہجری یعنی غزوۂ بدر سے پیشتر نازل ہوچکی ہی غزوہ مدینہ مین

نازل ہوئی ہو خواہ مکہ مین **قال** میں جب کہ یہ آیت قبل نازل ہونے آیت من فدا کے
نازل ہو چکی تھی تو اوسکی ناسخ کیونکر ہو سکتی ہی **اقول** ذری پھر سوچیے کہ سنہ ہجری پہلے تھا
یا سنہ ہجری اسکو سمجھ کر جو کچھ فرمانا ہو فرمایئے **قال** علاوہ اسکے کوئی لفظ بھی آیت کا
آیت من فدا کا منسوخ کرنے والا نہین **اقول** یہ مرحلہ بھی بخوبی طے کر لیا ہی تفسیر آیت اولے
مین ہم ثابت کر چکے ہین کہ آیتہ مذکورہ مفسر ہی بیان استرقاق اور قتل اسارے مین **قال** جبکہ
اس آیت مین قتل کی تصریح نہین اور نہ قیدیون کا ذکر ہی تو اوس سے نص صریح آیت من و
فدا کی جو بالتخصیص قیدیون کے لیے ہی کیونکر منسوخ ہو سکتی ہی **اقول** اوس آیت مین سب
کچھ موجود ہی آیت مذکورہ مفسر ہی در باب قتل و استرقاق کے اور مفسر سے نسخ نص ہرگز ثابت جائز
ہی مگر نص سے نسخ مفسر مین کلام ہی بعد اسکے مجتہد عصر اوس حدیث کی تحریف پر متوجہ ہوئے
جسمین تفسیر فعلی آیت فشدوا وثاقہم کی مذکور ہی اور جسکے سبب ہم اوس آیت کو مفسر در باب قتل و
واسترقاق اسارے کے کہتے ہین مگر وہ امر قبل از شروع اس بحث کے لکھتے ہین کہ آیندہ جہان جہان
کام آوین اور بار بار لکھنا نہ پڑے اول یہ قاعدہ جناب صلعم کا دستور تھا کہ جب کوئی بات تعلیما
فرماتے تھے یا کچھ خبر دیتے تو اوسکو کئی کئی بار اعادہ کیا کرتے تھے تاکہ ہر کوئی سمجھ لے
چنانچہ ترمذی نے شمائل مین انس بن مالک رضہ سے روایت کی ہی اور بخاری نے بھی یہی
مضمون نقل کیا ہی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعید الکلمہ ثلثا لتعقل عنہ تھے
رسول اللہ صلعم اعادہ کرتے تھے ایک بات کو تین بار تاکہ خوب سمجھ لیا جاوے اسی سبب سے بعض احادیث
مین الفاظ مراوفہ یا قریب المعانی کا باہم اختلاف ہی اور جب ایسے کلمات کسی حدیث
مین واقع ہون تو اونکو ایک ہی معنی پر محمول کرنا چاہیے تاکہ باہم تناقض متحقق نہو سکے
اور بہت لحاظ رکھنا چاہیے اسکا کہ ایسے انداز سے اون کلمات مین سے کسی کلمہ کی
تفسیر نہ کی جاوے کہ تناقض یا تعارض لازم آجاوے دوسرے بخاری کا دستور ہی کہ
جہان کہین راوی کا شک کسی کلمہ مین ہوتا ہی اوسکی تصریح کرتا ہی کہ شک فلان اور اسلئے کہ

مستند کر دیتا ہی چنانچہ یہ بات دیکھنے والون صحیح بخاری مخفی نہین اب ہم مجتہد کی تعریف پر
توجہ کرتے ہین **قال** یہود بنی قریظہ نے خود اپنے تئین اس شرط پر سپرد کیا تھا کہ جو سزا
عہد شکنی اور لڑنے کی اونکی نسبت سعد بن معاذ تجویز کرے وہ اونکو دیجاوے اور
رسول خدا صلعم نے اس بات کو قبول کر لیا تھا اور اس سے ثابت ہوتا ہی کہ خود رسول خدا
صلعم نے اس آیت سے یہ خیال نہین فرمایا تھا کہ خواہ نخواہ اونکے قتل ہی کا حکم ہی **اقول**
کلام اسمین کہ اونھون نے خود اپنے تئین سپرد کر دیا تھا اور کچھ معاملہ پیش آیا تھا عنقریب
آویگا بالفرض اگر اونھون نے عاجز ہوکر اپنے تئین خود سپرد کیا تو اونکے اپنے تئین خود سپرد
کر دینے سے یہ بات کیونکر ثابت ہوئی کہ رسول اللہ صلعم نے اس آیت سے یہ خیال نہین
فرمایا تھا کہ آیت مین اونکے قتل کا حکم ہی اگر مجتہد صاحب کوئی دلیل اس دعوے پر رکھتے
ہون تو پیش کرین **قال** اسمین کچھ شک نہین کہ وہ قتل ہوئے مگر نہ کسی حکم منصوص اس
آیت سے بلکہ سعد بن معاذ کی پنچایت سے **اقول** بنی قریظہ پر بسبب عہد شکنی کے بمجرد
فراغ کے غزوہ احزاب سے لشکر کشی ہوئی یہان تک حضرت صلعم نے اپنے اصحاب پر تاکید
فرمائی کہ نماز عصر کی بنی قریظہ مین ہی پڑھین اور روایت بخاری اور مسلم مین ہی کہ جبریل آئے
اور اونھون نے پیغمبر صلعم سے کہا کہ تمنے ہتھیار رکھول ڈالے حالانکہ ہمنے ابھی تک
ہتھیار نہین کھولے اور اشارہ کیا کہ بنی قریظہ پر فوج کشی کیجیے چنانچہ اوسی وقت بنی قریظہ
پر لشکر کشی ہوئی اور اون سے لڑائی ہوئی چنانچہ مسلم مین ہی کہ تقاتلہم رسول اللہ صلعم تقاتلہ کیا اون سے پیغمبر صلعم نے
جب وے مغلوب ہوئے تو تنگ ہوکر سعد بن معاذ اوسی انصاری رضی کے حکم پر راضی ہوئے اونھون نے حکم دیا کہ اونکے لڑنے والون
قتل کیا جاوے اور اونکی ذریت کو لونڈی غلام بنایا جاوے رسول اللہ صلعم نے فرمایا لقد حکمت بحکم اللہ عزّ وجلّ
یعنی فیصلہ کیا تو نے ای سعد بن معاذ یہ حکم خدائے عزوجل کے اور بعد اوسکے موجب اوسی حکم کے
پیغمبر صلعم نے اونکے لڑنے والون کو قتل کیا اور اونکی ذریت کو مجاہدین مین تقسیم فرمایا
چنانچہ بخاری نے کتاب المغازی باب حدیث بنی النضیر مین روایت کی ہی فقتل رجالهم

وقسم نساءهم وابنائهم واموالهم واولادهم بين المسلمين قتل کیا پیغمبر صلعم نے اونکے مردونکو
اور تقسیم کیا اونکی عورتون اور اموال اور اولاد کو درمیان مسلمانون کے پس یہ جو مجتہد عصر
فرماتے ہین کہ اس سے ثابت ہوتا ہی کہ خود رسول خدا صلعم نے اس آیت سے یہ خیال نہین فرمایا
تھا کہ خواہ انخواہ اونکے قتل ہی کا حکم ہی محض مغالطہ ہی سعد بن معاذ رضہ نے بھی آیت کا یہی مطلب
سمجھا کہ مطابق اوسکے حکم دیا اور پیغمبر خدا صلعم نے بھی ویسا ہی سمجھا کہ بہ نسبت حکم سعد بن
معاذ رضہ کے یہ فرمایا کہ قضیت بحکم اللہ عزوجل اور پھر اوسی حکم کو جاری کیا کہ مطابق اوسکے
قتل و استرقاق عمل مین آیا اور یہ جو فرماتے ہین کہ نہ کسی حکم منصوص اس آیت سے بلکہ سعد
بن معاذ رضہ کی پنچایت سے یہ بھی مغالطہ ہی حکم منصوص آیت کیا معنی یہ حکم سعد بن معاذ اور
تسلیم کرنا رسول اللہ صلعم کا اوس حکم کو اور نسبت اس حکم کے یہ فرمانا کہ قضیت بحکم اللہ عزوجل
نص سے بڑھکر مفسر اوس آیت کا اس درجہ پر ہو گیا کہ وہ آیت محکمات و مفسرات لین ہو گئی
کہ بجز اسکے اور کسی محل پر محمول ہی نہین ہو سکتی اور جسقدر احمال اوس آیت مین تھا سب اس تفسیر
فعلی اور قولی سے جاتا رہا اور سعد بن معاذ کی پنچایت حکم آیت کے برخلاف تو نہین تھی جو
مجتہد عصر نے اوسکو بہ لفظ اضراب یعنی بلکہ کے لکھا ہی اگر اوسکا حکم خلاف آیت کے ہوتا تو پیغمبر
خدا صلعم ایسے حکم کو جو خلاف قرآن ہو کس طرح پر جاری کر دیتے اور اوسکی نسبت اسطرح پر یہ فرماتے
کہ قضیت بحکم اللہ عزوجل آور اگر بنی قریظہ کے حق مین یہ عمل جو وقوع مین آیا بموجب حکم آیت
کے نتھا تو آپ ہی فرمائیے کہ امتثال حکم آیت کا کسی اور طرح پر ہوا اور اگر اور طرح پر ہوا تو اوسکو
ثابت کیجیے تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ اس امر کو آپ بھی تسلیم کرتے ہین کہ حکم آیت فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ
فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ بنی قریظہ کے حق مین نازل ہوا ہی اور مخاطب اسکے پیغمبر
خدا صلعم ہین اور کلمہ شرد بصیغہ امر وارد ہی کہ اس جگہہ دال ہی اوپر وجوب کے پس بیشک پیغمبر صلعم پر فرض
تھا کہ بامتثال حکم آیت کے حکم آیت کو بہ نسبت بنی قریظہ کے جاری فرماتے کیونکہ عصیان شان
انبیا کے سراسر خلاف ہی پس اگر مطابق فیصلہ سعد بن معاذ رضہ کے امتثال آیت کا ہوا تو مجتہد صاحب

فرماوین کہ اور کسطرح پر ہوا اگر ہم اس فیصلہ سعد بن معاذ رض کو امتثال حکم آیت کا نہ سمجھین تو سراسر
بدبختی اور شامت ہماری اور قساوۃ قلبی ہے کہ ایک الزام تو ہمنے اسے صحابی جلیل القدر پر کہ
جسکے حق مین پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہین کہ اھتز عرش الرحمن لموت سعد بن معاذ رواہ
البخاری اور اوسکے حق مین اصحاب سے فرماتے ہین کہ قوموا الی سیدکم اور خیر کم رواہ مسلم
اور اونکے حسن عاقبت کی اس حدیث متفق علیہ مین خبر دیتے ہین عن البراء قال اُھدیت
لرسول اللہ صلعم حلۃ حریر فجعل اصحابہ یمسونھا ویتعجبون من لینھا فقال اتعجبون
من لین ھذہ لمنادیل سعد بن معاذ فی الجنۃ خیر منھا والین بڑا الزام لگایا کہ اونھون
نے حکم خدا کے برخلاف فیصلہ کیا اور مرتے وقت وبال اس جرم کبیرہ کا اپنے اوپر لیا اور
دو الزام ہمنے پیغمبر صلعم پر عائد کیے ایک یہ کہ امتثال حکم آیت کا کچھ نہ کیا دوسرا یہ کہ ازراہ
ظلم و تعدی کے برخلاف کتاب اللہ کے جو ایک ظالم نے فیصلہ کر دیا اوسکو جاری کر کے
بہت سے آدمیون کو کہ مستحق قتل کے نتھے اور فدیہ لیکر یا احسان رکھکر چھوڑ دینا اور مکافات
تھا قتل کر دیا اور اون کی ذریت کو آپس مین تقسیم کر لیا حال آنکہ خود یہ فرمایا
کرتے تھے کہ انما انا بشر وانکم تختصمون الی ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجتہ من
بعض فاقضی لہ علی نحو ما اسمع منہ فمن قضیت لہ بشیء من حق اخیہ فلا یاخذ منہ فانما
اقطع لہ قطعۃ من النار متفق علیہ نہین ہون مین بشر اور تم جھگڑا لاتے ہو میرے پاس
اور شاید کہ ہووے ایک تمھارا تیز زبان اپنی حجت مین دوسرے سے پس مین حکم کرون
اوسکے حق مین جیسا کہ سنون مین اوس سے پس جو شخص کہ حکم کرون مین اوسکے حق مین
کسی چیز کا اوسکے بھائی کے حق مین سے پس چاہیے کہ نہ لیوے اوسکو کہ خبر این نیست
کہ مین دوزخ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دیتا ہون انھی دیکھو اس حدیث مین حضرت صلعم نے
کسقدر تاکید فرمائی ہے اسکی کہ اگر حکم یا حاکم حکم مین غلطی کر کے ایک کا حق دوسرے کو دلانے
کا حکم صادر کرے تو اوس فریق کو جسکے حق مین حکم دیا گیا ہے نہ چاہیے کہ بموجب اوس حکم کے

متمتع ہووے غرضکہ مجتہد دھر کی بنا پر الدا سخت جرم فہیم کا خود پیغمبر صلعم پر عائد ہوا کہ قول زبانی تو یہ اور جب معاملہ پڑا تو آپ ہی اپنے قول کے برخلاف عمل کرنے بیٹھے ۔ العیاذ باللہ صاحب مجتہد صاحب باین الزام دعوی اسلام و کتعرفنھم فی لحن القول قال چنانچہ حدیث بخاری مین یہ واقعہ مذکور ہی کہ ابن سعید خدری نے روایت کی لما نزلت بنو قریظۃ علی حکم سعد بن معاذ بعث رسول اللہ صلعم وکان قریبا منہ فجاء علی حمار فلما دنا قال رسول اللہ صلعم قوموا الی سیدکم فجاء فجلس الی رسول اللہ صلعم فقال لہ ان ھؤلاء نزلوا علی حکمک قال فانی احکم ان تقتل المقاتلۃ وان تسبی الذریۃ قال لقد حکمت فیھم بحکم الملک ۔ کہ جب یہود بنی قریظہ نے سعد بن معاذ کے پنچایت پر اپنے تئین سپرد کیا تو رسول خدا صلعم نے سعد بن معاذ کو جو وہان سے پاس ایک جگہ مین تھے بلایا وہ گدھے پر سوار ہوکر آئے جبکہ وہ قریب پہونچے تو آنحضرت نے لوگون سے کہا کہ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہوجاؤ پھر سعد بن معاذ آئے اور پیغمبر صلعم کے پاس بیٹھے آپ نے اون سے فرمایا کہ ان لوگون نے تمھاری پنچایت پر اپنے تئین سپرد کردیا ہی سعد بن معاذ نے کہا کہ مین یہ حکم دیتا ہون کہ جو لوگ انمین لڑنے والے ہین وہ تو قتل کردیے جاوین اور اونکے بچے قیدی بنالیے جاوین آپ نے فرمایا کہ تمنے ان لوگون کے حق مین بادشاہ کا سا حکم دیا۔

اقول یہ حدیث بخاری و مسلم مین کئی طریق سے مروی ہی یہ روایت جو مجتہد نے نقل کی ہی طریقہ سلیمان بن حرب سے ہی اور طریقون سے جو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہی ہم اوسکو لکھتے ہین روایت بخاری محمد بن بشار کے طریق پر قال سمعت ابا سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قضیت بحکم اللہ عز وجل وربما قال بحکم الملک ۔ یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے فیصلہ کیا تو نے بموجب حکم اللہ عزوجل اور کبھی یہ فرمایا کہ بحکم الملک مخفی نرہے کہ الملک اسماء الٰہی مین سے ہی ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ پس دونون کلمون کے ایک ہی معنی ہین اور بمطابق قاعدہ مذکورہ کے ہرگز نہ چاہیے کہ دونون کلمون کے ایسے

معنی ٹھہرائے جاوین کہ باہم تناقض ہوجاوے روایت مسلم بروایت ابوبکر بن ابی شیبہ و ابن
بشار فقال النبی صلعم قضیت بحکم اللہ و ربما قال قضیت بحکم الملک فرمایا رسول اللہ صلعم نے
کہ حکم دیا تو نے بحکم اللہ اور کبھی یہ فرمایا کہ بحکم الملک اور روایت محمد بن مثنی مین یہ لفظ نہین کہ ربما قال
قضیت بحکم الملک اور روایت زہیر بن الحرب سے مسلم مین ہی فقال رسول اللہ صلعم لقد
حکمت بحکم اللہ وقال مرۃ بحکم الملک قسم ہی کہ تحقیق حکم دیا تو نے بموجب حکم خدا کے اور
دوسری بار فرمایا کہ بحکم الملک اور مسلم مین بطریق ابوکریب یہ ہی فقال لقد حکمت فیھم بحکم اللہ
عزوجل یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ قسم ہی کہ حکم کیا تو نے انہین بحکم اللہ عزوجل بخاری مین
بروایت ابوالولید یہ کلمات ہین لقد حکمت بحکم الملک یعنی قسم ہی کہ تو نے حکم کیا موافق
اوسکے کہ جسکا حکم دیا تھا خدا نے ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ حضرت پیغمبر صلعم جب کوئی بات فرمایا
کرتے تھے تو کئی کئی مرتبہ اوسکو کہا کرتے تھے اوسی بنا پر یہان بھی کئی روایتین ہین اور سب کے
ایک معنی ہین اگرچہ ان سب طایات مین اشارہ ہی بطرف آیہ کریمہ کے کہ بموجب حکم خدا کے یعنی آیۃ
متلوہ کے تو نے حکم دیا مگر روایت بما حکمہ الملک مین بہت ہی صاف فرمایا کہ تو نے حکم دیا مطابق
اوس حکم کے جو خدا نے حکم دیا تھا پھر مجتہد عصر نے بحکم الملک کا جو ترجمہ بطور کیا کہ بادشاہ کا
سا حکم دیا اس سے ثابت ہی کہ جناب مجتہد کو ہنوز معنی بائے جارہ اور کاف جارہ مین بھی تمیز نہین
ہی یہان بحکم الملک نہین جو اونھون نے بادشاہ کا سا ترجمہ کیا یہان تو بحکم الملک ہی جسکے معنی
ہوئے بحکم خدا یا بفرمان خدا جناب مجتہد صاحب نے باجارہ تو بہت جگہ قرآن مجید مین دیکھا ہوگا
إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ
فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝ وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنجِيلِ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فِيهِ ۚ فَأَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ
وَمِنْ آيَاتِهِ أَن تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ۚ وغیر ذلک کیا ان آیات کی آپ کے
نزدیک یہ معنی ہین حکم کرتے تھے پیغمبر توریت کا سا جنھون نے نہ حکم دیا خدا کا سا لہذا وہ کافر ہین
چاہیے کہ حکم دین اہل انجیل اوس چیز کا سا جو خدا نے نازل کیا ہی انجیل مین ہم کہتے ہین کہ

جواوتاری ہی خدا سے + خدا کی نشانیون مین یہ ہی کہ قائم ہین آسمان و زمین اوسکے حکم کا سا
سبحان اللہ باین استعداد و دعوی اجتہاد کچھ ہم جناب مجتہد سے دریافت کرتے ہین کہ اوسکے
ترجمے مین جو لفظ بادشاہ ہی اس سے مراد بادشاہ حقیقی ہی یا اور کوئی بادشاہ اگر صورت اول
ہی تو عین مدعا ہمارا ہی اور در صورت دوم ظاہر ہی کہ جماعت ملوک تو مراد ہو ہی نہین سکتی کیونکہ لفظ
مفرد سے ارادہ جماعت کا صحیح نہین اگر ایسا ہوتا تو لفظ الملوک وارد ہوتا ہی یہ بات کہ کوئی
ایک بادشاہ غیر معین مراد ہو سو یہ بھی صحیح نہین کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو الملک معرف باللام واقع نہ ہوتا
باقی رہا یہ امر کہ کوئی بادشاہ معہود معین مراد ہو سو یہ بھی صحیح نہین کیونکہ سیاق و سباق کلام سے
مذکرہ کسی بادشاہ کا لفظاً یا معناً پایا نہین جاتا کہ جسکی طرف لام تعریف سے اشارہ سمجھا جاوے
خود مجتہد بھی نہین کہہ سکتے کہ وہ بادشاہ معین کون ہی جسکا سا حکم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے
دیا تھا اور کون سا قرینہ اوسپر دال ہی مجتہد صاحب کی غلط فہمی پر کبھی یہ ہوئی چاہیین کہ
تو نے اوس بادشاہ کا سا حکم دیا اور چونکہ کسی بادشاہ کا تذکرہ اوپر لفظاً و معنی نہین ہی کہ جسکی
طرف لام عہد کا اشارہ سمجھا جاوے پس کلمۃ الملک سے بجز بادشاہ حقیقی کے اور کچھ مراد ہو ہی نہین سکتا
اور یہی ہی مدعا ہمارا اگر یہ کہا جاوے کہ الملک مین لام عہد ذہنی ہی کہ جو حکم مین نکرہ کے ہوتا ہی
تو اوسکا جواب یہ ہو کہ لام عہد ذہنی کے آنے کے واسطے کوئی قرینہ چاہیے بغیر قرینے کے
ارادہ اوسکا صحیح نہین ہی کما صرح بہ العلامۃ التفتازانی حیث قال یطلق المعرف بلام الحقیقۃ
الذی ھو موضوع للحقیقۃ المتحدۃ فی الذھن علی فرد موجود من الحقیقۃ باعتبار کونہ
معھوداً فی الذھن وجزئیاً من جزئیات تلک الحقیقۃ مطابقاً ایاھا وذلک عند قیام
قرینۃ علی ان لیس القصد الی نفس الحقیقۃ من حیث ھی ھی بل من حیث الوجود و من حیث
وجودھا فی ضمن جمیع الافراد بل بعضھا انتھی علاوہ بران اس تقدیر پر بحسب زعم مجتہد صاحب
معنی یہ ہوئے کہ حکم دیا تو نے کسی ایک بادشاہ کا سا اور یہ معنی تمامتر مہمل و مجمل و محض لغو ہین
کہ نہ وہ ایک بادشاہ صاحب کا حکم معلوم ہی نہ حکم مشبہ بہ کی کیفیت معلوم ہی کہ حکم عدل ہی یا حکم ظلم ہی +

پس ایسے معنی حمل اور لغو پر عمل کرنا کلام افصح الفصحا کو نہایت بیجا اور سبنی بر کمال تعسف ہی اور ہرگاہ باعتبار ان معانی کے بھی یہ امر متعین نہین ہوتا کہ وہ حکم حکم ظلم تھا اور مدعا مجتہد کا ان تاویلات و تحریفات رکیکہ سے صرف یہ ہو کہ سعد بن معاذ کا حکم حکم ظلم برخلاف حکم خدا تعے اور برخلاف مرضی پیغمبر خدا صلعم تھا پس تاویلات و تحریفات مجتہد دھرمی سے سوا ہو گئین اگر یہ فرماوین کہ مراد یہ ہی کہ بحکم الملک الجابر یعنی حکم دیا تو نے بادشاہ ظالم کا سا تو ہم یہ کہینگے کہ اسقدر حکومت طلبی آپ کی مسلمانون کو گوارا نہین ہو آپ کوئی پیغمبر نہین کہ صاحب حق عزم کلام مین اصلاح پر اصلاح دیے جاوینگے اور مسلمان اوسکو منظور کرتے رہین گے حال آنکہ یہ زیادتی بھی آپ کے برخلاف قرائن حالیہ کے ہی ظاہر ہی کہ اگر وہ حکم بادشاہ ظالم کا سا ہوتا تو پیغمبر عادل خلیفہ خدا سے عدل کے اوسکو کیونکر جاری فرماتے سو اسکے اگر وہ حکم پنچایت کا حکم ظلم ہوتا تو چونکہ بنی قریظہ بھی اوس سے راضی تھے تو ایسا حکم پنچایت کا جسمین متحد فریقین تھین یعنی خدا سے تعے کی مرضی کے بھی خلاف تھا فریقین بھی اوسپر رضامند تھے جاری کرنے دانے حکم کے بھی اوسکو برا اور ظالمانہ سمجھتے تھے باینہمہ خراہیون اور ظالم کے اوسکو جاری کیون کیا اوسکو باطل کیون نہ کر دیا اگر آپ تو تم پرستان مغربیہ و شمالیہ کے تقالید کی ظلمت سے مکلل دیکھین تو صاف یقین فرمالین کہ تعبیر کرنا جناب رسول اللہ صلعم کا اس ایک مضمون کو کئی عبارتون مین یعنی کبھی یہ فرمانا کہ حکمت بحکم اللہ عزوجل اور کبھی یہ فرمانا کہ حکمت بحکم الملک اوپر کبھی یہ فرمانا کہ حکمت بما احکم بہ الملک اسی غرض سے تھا کہ کوئی کج فہم تہمت ظلم کی سعد بن معاذ پر نہ لگاوے پس واسطے تکرار بعبارات متنوعہ اوس مضمون کو ادا فرمایا کہ شائبہ ظلم تہمت کا بھی باقی نرہے مگر ہٹ دھرمی کا کچھ علاج نہین پھر مجتہد نے نزلت کا ترجمہ جو یہ کیا ہی پنچایت پر اپنے تئین سپرد کیا یہ سپرو گی نزلت کے معنون مین کہان سے پیدا کی اپنی ہوے نفسانی کی اتباع سے جس لفظ کے جو معنی چاہی گھڑ کر لکھدیے نہ لغت کا اتباع ہی نہ محاورے کی پیروی ہی من مانی مگر جانی ہی سمجھے کہ نزول کے معنی ہین در آمدن بامفرود آمدن عربی مین اوسکا ترجمہ

حلول اور یہ لفظ بلا واسطہ اور بواسطہ باے جارہ وعلی جارہ کے بھی متعدی ہوتا ہی قال فی
القاموس النزول الحلول نزل بھم وبھم وعلیھم نزولا ومنزلا حل انتھے پس جو
لفظ کہ بتوسط علی نزل کے بعد واقع ہو وہی ہی جسکی طرف نزل متعدی ہی پس معنی لما نزلت
بنو قریظۃ کے یہ نہین ہین جو آپ نے گھڑے ہین بلکہ معنی یہ ہین کہ بنو قریظہ سعد کے حکم مین
آئے یعنی اونھون نے اوسکو اپنا حاکم اس امر مین بنایا انا انزلنا بساحۃ قوم فساء صباح
المنذرین جب ہم داخل ہوئے کسی قوم کے میدان مین تو کیا بری ہی صبح ڈرائے گیون کی
آپ نے از راہ ناواقفی کے لغت ومحاورہ عرب سے ایک مفعول نزلت کا اور پیدا کیا یعنی لما نزلت
بنو قریظۃ انفسھم علی حکم سعد تو آپ نے نزلت کو متعدی الی ھین ٹھہرایا ایک بتقدیر باء وسطہ دوسرا مذکور بواسطہ
علی پھر جب ایسا کیا تو لازم آیا کہ نزلت بمعنی انزلت یا نزلت لیا جاوے یعنی فعلت فعلا کو
بمعنی افعلت افعالا یا فعلت تفعیلا کے ٹھہرایا جاوے ورنہ تقدیر صحیح نوگا + وما ھذا الا الجھل المبین
غرضکہ جب مجتہد عصر ترجمہ کسی آیت یا حدیث کا فرماتے ہین اور سمین بغیر تحریف کے باز نہین رہتے
تحقیقات مذکورہ سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ سعد بن معاذ نے بموجب آیت قرآنی کے حکم قتل و
استرقاق بنی قریظہ کا دیا تھا اور اوسی کو پیغمبر خدا صلعم نے جاری فرمایا اور اوسی طرح پر امثال
حکم آیت کا بحضور جناب رسول اللہ صلعم کے ہوا نہ اور کسی طرح پر اور جسقدر مجتہد عصر نے حدیث کے
معنی مین تحریف کی ہی کسی طرح پر قابل التفات کے نہین قال اس تمام واقعہ سے جو اس حدیث
مین مذکور ہی بخوبی ظاہر ہی کہ بنی قریظہ کے قتل کا کوئی حکم منصوص نہ تھا اقول جناب
مجتہد صاحب بفعل رسول اللہ صلعم سے حکم آیت کا مفسر ہوگیا تو وہ تو منصوص سے بھی ایکدرجہ
بڑھ گیا منصوص کیا وہ تو مفسر ہوگیا پس اوسمین تاویل کیسی گنجایش نہ رہی اگر آپ کے نزدیک سوائے
اس حکم کے جسکا امثال پیغمبر خدا نے کیا اوس آیت کا اور کوئی حکم منصوص تھا تو اوسکو بیان کیجیے
اور چونکہ آیت مصدر بصیغہ ایجاب ہی کہ حضر صلعم پر امثال اوسکا ہر آئینہ واجب ہی تو یہ بھی ثابت کیجیے
کہ آپ نے اوس منصوص فحوی کی کسطرح پر تعمیل ہوئی ورنہ یہ سب باتیں ہوئے آپ کی محض مشاغبہ ہی اب ہم دوسری

آیات کو جو اس باب مین وارد ہوئی لکھتے ہین اور اوس سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ معاملہ مطابق
حکم خدا کے ہوا اور خدا اس باب مین اپنا انعام مؤمنین پر بیان کرکے اونکی کوشش اور صدق
و خلوص نیت پر اونکی مدح کرتا ہے مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ
مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ
وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا وَرَدَّ اللَّهُ
الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا
عَزِيزًا وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ
فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَ
دِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَمْ تَطَئُوهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ان آیات
کو ذری غور کرکے پڑھیے اور دیکھیے کہ اول تو خدای تعالی نے مؤمنین کے اوپر اونکے
صدق کے اور اوپر اس بات کے کہ اونھون نے جیسا خدا سے عہد کیا ہے اوسمین کچھ فرق نہین
کیا صفت و ثنا کی اور جزاے خیر کا اونکو مستحق ٹھہرایا اور پھر اپنے انعام اور اپنی طرف سے
جزاے خیر جو اونکو دی اوسکو بیان فرمایا کہ تمھاری طرف سے قتال احزاب مین وہ خود کافی
ہوگیا اور جنھون نے احزاب کی مدد کی تھی یعنی بنی قریظہ اونکے دل مین تمھارا رعب ایسا ڈال
دیا کہ ایک فریق کو تو اونمین سے تمنے قتل کیا اور ایک فریق کو گرفتار کرلیا اور اونکی زمین اور
گھرون اور مال کا تمکو وارث کردیا اور سوا اسکے اوزمین کی عطا کا وعدہ فرمایا غور فرمایئے
کہ اگر قتل و استرقاق بنی قریظہ کا ظلماً واقع ہوتا اور بحکم خداے تعالی کے نہوتا تو اوس عالم کو
احساناً کسطرح بیان فرماتا بلکہ برعکس اوسکے عتاب نازل ہوتا **قال** مگر بعض متکلمین بریں بحث
کرینگے کہ اس حدیث کے اخیر مین جو لفظ بحکم الملک ہے اوسمین یہ بھی روایت ہے کہ وہ لفظ
بحکم الملک لام کے زبر سے یعنی فرشتے کے اور ایک روایت مین صاف بحکم اللہ ہے اور اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ اونکے قتل کا اور اونکے بچون کو قیدی یا لونڈی و غلام بنا لینے کا حکم

حکم تھا **اقول** جناب مجتہد صاحب یہ مکابرہ نہین یہ تو اصل بات ہی ہمنے اور پر ثابت کردیا ہی کہ اگر الملک بکسہ لام ہی تب بھی اوس سے مراد احکم الحاکمین ہی اور ہمنے یہ بھی ثابت کردیا ہی کہ بحکم الملک + وبحکم اللہ + وبما حکم بہ الملک + یہ تینون کلمے فرمائے ہوئے جناب رسالت مآب صلعم کے ہین کہ ایک بار بحکم اللہ عزوجل فرمایا دوسری بار بحکم الملک فرمایا تیسری بار بما حکم بہ الملک فرمایا اور یہ بھی ثابت کردیا ہی کہ مراد الملک سے یہان کوئی بادشاہ غیر معہود بادشاہان دنیا سے نہین ہوسکتا اور جو آپنے بحکم الملک کے یہ معنی گھڑے ہین کہ حکم بادشاہ کا سایہ صاف تحریف ہی یہ معنی کسی طرح پر نہین ہوسکتے پس آپ ہی انصاف کیجیے کہ اسقدر ہیرپھیری جھوٹی بات کی جو آپ کررہے ہین مکابرہ اور مشاغبہ آپکا ہی یا ہمارا **اقال** مگر یہ محنت بیجا ہی اسلیے کہ ہرگاہ خود وہ آیت موجود ہی اور اوسمین قتل کا کوئی حکم موجود نہین ہی تو اختلاف روایت پر استدلال نہین ہوسکتا **اقول** وہ آیت موجود ہی اور وہ تفاسیر جنسے آپنے استدلال کیا ہی وہ بھی موجود ہین اوس آیت اور اون تفاسیر سے بجز حکم قتل و استرقاق اور کوئی چیز ثابت ہی نہین البتہ آپنے جو ترجمہ غلط باسے جارہ کے یعنی الی جارہ خلاف لغت کیا ہی اوسمین ذکر قتل کا نہین مگر چونکہ ترجمہ آپکا صاف تحریف قرآن ہی اسلیے اوسکا کچھ اعتبار نہین اور اوسکی بنا پر جو آپنے یہان لکھا ہی کہ قتل کا اوسمین کوئی حکم نہین یہ بنا فاسد علی الفاسد ہی اور آپ کی اس تقریر سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپکو فن مناظرے مین بھی مہارت اور فنون کے کچھ دخل نہین کیونکہ آپنے یہ دعوی کیا کہ آیت مین قتل و استرقاق کا حکم نہین جسکے اوس دعوی کے رد کے واسطے آیت کا ایسا صحیح ترجمہ آپنے دیکھا کہ جس سے یہ ظاہر ہی کہ ایسے معاملے مین سوا قتل و استرقاق کے اور کچھ اجازت نہین اور اوس صحیح ترجمے کی تایید کے واسطے ایک ایسا فعل و قول رسول اللہ صلعم کا بھی پیش ہوا کہ جو مفسر اوس آیت کا ہی اور اوسمین بجز قتل و استرقاق کے اور کچھ نہین ہی پھر آپ جو یہ فرماتے ہین اوسمین قتل کا کوئی حکم نہین تو یہ توجیہ آپکی مصادرۃ علی المطلوب ہی کہ اصلا التفات توجہ کے نہین پس باطل ہوئی توجیہ سفیہ

آپ کی اور ثابت ہوا مدعا ہمارا جب مجتہد صاحب بدلائل قویہ مغلوب ہوئے تو بطرف توہمات
اور اغلوطات کے متوجہ ہوئی چنانچہ فرماتے ہین کہ معہذا لام کا زبر پڑھنا صرف شبہ تخمینیں خطی کا ہی
اور روایت بخاری کی اسمین زیادہ اعتبار کے لائق ہی **اقول** اگر کوئی کہے کہ لام کا زبر
پڑھنا صرف شبہ تخمینیں خطی ہی اور روایت بخاری اسمین زیادہ اعتبار کے لائق ہی تو فرمایئے
جناب اسکا کیا جواب ہی مخفی نرہے کہ الملک جو بکسر لام وفتح لام پڑھا گیا ہی یہ قرأت
صحیح بخاری کا اختلاف قرارت ہی بخاری کی شیوخ مین کیسکو اسمین شک نہین ہوا بخاری تک
کلمہ الملک منقول ہوا ہی قرأے بخاری کو یہ شبہہ ہوا کہ بخاری نے بکسر لام نقل کیا ہی یا بفتح لام اسی سبب سے
نسخجات بخاری مین اس کلمہ پر دونون حرکتین لکھکر لفظ معًا باریک قلم سے لکھدیا جاتا ہی
پس یہ دونون احتمال برابر ہین فی نفسہ ایک کو دوسرے پر ترجیح نہین مگر چونکہ اس حالت
مین توافق دونون کا اوپر ایک مراد کے ممکن ہی پس واجب ہی کہ ایک ہی مراد پر دونونکو
محمول کیا جاوے اور حمل اوپر مراد واحد کے صرف اسی صورت مین ممکن ہی کہ دونون سے
مراد بحکم اللہ لیا جاوے علے الخصوص کہ اس ارادے کی تایید پر اور روایات موجود ہین اور یہ بات
بلا دلیل کہدینی کہ بکسر لام صحیح ہی اور بفتح لام شبہ ہی محض تحکم ہی علے الخصوص ایسی صورت
مین کہ اوسکی تایید مین صاف لفظ بحکم اللہ موجود ہی **قال** اور جس روایت مین لفظ اللہ کا
ہی وہ صرف راوی کی سمجھ ہی کہ لفظ ملک بکسر لام سے وہ خدا سمجھا اور مطابق اپنی سمجھ کے بجاے
لفظ ملک بکسر لام کے لفظ اللہ کہدیا **اقول** اگر کوئی یہ کہے کہ جس روایت مین لفظ الملک کا ہی
وہ صرف راوی کی سمجھ ہی کہ لفظ اللہ یعنی اسم ذات کو اوسنے باسم صفت تعبیر کیا تو فرمایئے
اسکا کیا جواب دیجیے گا مخفی نرہے کہ ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ کلمہ بحکم الملک اور
بحکم اللہ عزوجل اور بما حکم بہ الملک سب فرمائے ہوئے جناب پیغمبر خدا صلعم کے ہین اور سب کے
ایک ہی معنی ہین چنانچہ خود اون روایات مین تصریح اسکی ہی کہ ایک مرتبہ پیغمبر صلعم نے بحکم الملک
کہا دوسرے مرتبہ بحکم اللہ عزوجل کہا تیسری مرتبہ بما حکم بہ الملک فرمایا اور قول مجتہد محض بیدلیل ہی

کہ ہرگز قابل التفات کے نہین اگر وہ مدعی اسکے ہین کہ یہ راوی کی غلطی ہی تو اسکو ثابت کرین اور یہ بھی بیان کرین کہ کس راوی کی غلطی ہی اور بغیر اس بیان اور اثبات کے تو ہم انکے قول کو محض لغو اور سراسر واہیات سمجھتے ہین علاوہ ان سب امور کی روایت الملک بکسر لام بھی مجتہد کے قول کی کچھ تایید نہین ہو سکتی بلکہ اوس سے بھی ہمارا ہی مدعا ثابت ہی چنانچہ بیان اوسکا اوپر گذر گیا **قال** علاوہ اسکے سیرت ہشامی مین لکھا ہی **اقول** جناب ایک ذری زحمت دیجیے کہ مین آپکی تحریر کا صفحہ ۱۶۱ و ۱۶۲ پہ ملاحظہ کرون اور دیکھون کہ یہ سیرت ہشامی جس سے آپ استدلال کرتے ہین معتبرات کے ہی یا کہ ایسی ہی کہ جسکی نسبت آپ لکھتے ہین کہ دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیجاوے اور پھر آپ کے اوس قول کو بھی دیکھ لون جو آپنے اوائل رسالہ ہذا مین لکھا ہی کہ ہم بجز خدا اور خدا کے رسول کے کسی سے مجتہد وغیرہ کے اتباع سے گمراہی مین نہ پڑینگے جناب ملینے اون سب تحریرات کو دیکھ لیا اور آپکی لاف و گذاف اوائل رسالہ کو بھی خوب ملاحظہ کر لیا بعد ملاحظہ ان سب امور کے جناب کو سلام کرتا ہون مصرعہ جل ہوا ہوا ایصبا دیکھا تجھے ؎ شعر رجا می چہ لاف میزنی از پاک دامنی ؎ بر خرقہ ملوث اینہمہ داغ شراب چیست ؎ پھر کبھی سیرت ہشامی سے مسلمانون کے مقابلے مین کچھ استدلال نہ فرمایا کیجیے اور آیندہ ایسی بڑھی ہوئی بات بھی زبان پہ نہ لایا کیجیے کہ جسکا نباہ آپ سے لوگون سے مشکل ہی مصرعہ چہ اکاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی **قال** بہرحال یہود بنی قریظہ کسی طرح قتل ہوئے ہون ہمکو صرف یہ بحث ہی کہ اس آیت سے آیت من وفدا کا منسوخ ہونا لازم آتا ہی یا نہین **اقول** یہ امر تو مسلم ہی کہ یہ آیت واسطے تعذیب بنی قریظہ اور امثال اونکی کے نازل ہوئی ہی اور طریقہ تعذیب بنی قریظہ کا از روے قول و فعل جناب رسالت مآب صلعم کے قتل و استرقاق ثابت ہوا پس اگر مستفاد آیت من وفدا بحسب زعم مجتہد عصر وجوب من یا فدا کا فرمن کیا جاوے اور کلمۂ اما کو واسطے افادۂ حصر کے سمجھا جاوے تو لزوم نسخ آیت مین بسبب ثبوت قتل و استرقاق کے کیا کلام ہی

پس یہ کہنا مجتہد عصر کا کہ یہ بات علانیہ ہوگئی کہ کس طرح اوسکا منسوخ ہونا لازم نہیں آتا

علانیہ باطل اور بالبداہۃ غلط ہے

الحمد للہ والمنہ کہ ہمنے اس بحث مین مجتہد عصر کو خوب ہی مغلوب کیا اور بہت خوبی کے ساتھ ازروے قواعد عربیہ اور لغت عرب اور محاورۂ عرب کے مجتہد عصر کی غلطیان پکڑین اور اونکی تحریف کا اعلان کردیا اور اونکے لاف وگذاف کی بھی خوب ہی قلعی کھول دی کہ جب وہ مغلوب ہوگئے تو باوجود مبالغہ تمام اور لاف وگذاف مالا کلام کے سیرت ہشامی جو ایک تاریخ کی کتاب غیر مستند ہے اوسکی پناہ پکڑنے لگے اب وہ دوسری آیت مین بحث کرتے ہین ہم اوس آیت اور اوس سے ماقبل کی آیت جو ایک ساتھ نازل ہوئی ہین اور باہم متناسق اور ایک دوسری کی مفسر ہے لکھتے ہین قال تعالی براءۃ من اللہ ورسولہ الی الذین عاھدتم من المشرکین فسیحوا فی الارض اربعۃ اشھر واعلموا انکم غیر معجزی اللہ وان اللہ مخزی الکافرین ○ واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بری من المشرکین ورسولہ فان تبتم فھو خیر لکم وان تولیتم فاعلموا انکم غیر معجزی اللہ وبشر الذین کفروا بعذاب الیم الا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا ولم یظاھروا علیکم احدا فاتموا الیھم عھدھم الی مدتھم ان اللہ یحب المتقین ○ فاذا انسلخ الاشھر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم وخذوھم واحصروھم واقعدوا لھم کل مرصد فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فخلوا سبیلھم ان اللہ غفور رحیم ○ اب ہم مجتہد عصر کے اقوال کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور اونکے لاف وگذاف کو بھی دیکھتے ہین کہ آیا وہ بوجود عوے کرتے تھے کہ ہم بحکم خدا اور خدا کے رسول کے اوکسی کی تقلید سے گمراہی مین نہ پڑینگے اس بات کا اونھون نے نباہ کیا یا یہ کہ تقلید مین پڑکر خدا اور خدا کے رسول کی بھی نہ سنی اور گمراہی مین پڑ گئے قال آیت سورۂ توبہ قبل فتح مکہ نازل ہوئی تھی اقول ایسی جھوٹھی بات مجتہد نے فرمائی کہ جسکا جھوٹھا خود

اوپنین آیات سے عیان ہی اور بیان اوسکا یہ ہی کہ یہ امر متفق علیہ ہی کہ فتح مکہ رمضان ۸ سنہ ہجری
مین ہوئی اور حج اکبر جسکا ذکر آیت مین ہی وہ ۹ سنہ ہجری مین ہوا اور حجۃ الوداع ۱۰ سنہ ہجری
مین ہوا ربیع الاول ۱۱ سنہ ہجری مین پیغمبر صلعم نے وفات پائی ۹ سنہ ہجری مین پیغمبر صلعم
بعد فتح مکہ کے چند روز مکے مین قیام فرما کر مدینہ کو واپس گئے تھے ۹ سنہ ہجری مین خود
حج کو تشریف نہ لے گئے تھے ابوبکر صدیق رض کو امیر حج مقرر کر کے بھیجا تھا اور بعد روانگی ابوبکر رض
کے علے بن ابی طالب رض کو آیات سورۂ برأۃ دیکر اعلان و ایذان کے واسطے روانہ فرمایا
بخاری مین روایت ہی ان ابا ھریرۃ قال بعثنی ابوبکر فی تلک الحجۃ فی مؤذنین بعثھم
یوم النحر یؤذنون بمنی ان لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان
قال حمید بن عبدالرحمن ثم اردف رسول اللہ صلعم بعلی بن ابی طالب فامرہ ان یؤذن
ببراءۃ و ہمارے ایذان نوین ذی الحجہ ۹ سنہ ہجری مین ہوا پس ظاہر ہوا کہ نزول آیات کا کچھ پیشتر
ذی الحجہ ۹ سنہ ہجری سے ہوا فتح مکہ تک یہ آیات نازل ہی نہین ہوئی تھین علاوہ بران ان
آیات مین یہ حکم ہی فاذا انسلخ الاشھر الحرم فاقتلوا المشرکین الآیہ حالانکہ بعد فتح مکہ
کے جو شہر حرم تھے اونکے گذر جانے پر یہ حکم تھا اور نہ فتح مکہ سے پیشتر مہلت چار ماہ کی دی
گئی تھی جسکا ذکر آیت فسیحوا فی الارض اربعۃ اشھر مین ہی اور بڑی دلیل صریح
یہ آیت ہی انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا
جزین نیست کہ مشرکین نجس ہین پس نزدیک نہ ہوین مسجد حرام کے اس برس کے بعد اس سے صاف ظاہر
ہوا کہ جس برس کے بعد آیندہ کو مشرکین کے واسطے ممانعت دخول مسجد حرام کی ہوئی وہ یہی
سال ہی جسمین یہ آیات نازل ہوئی ہین اور باتفاق ارباب سیر و مفسرین اور محدثین اور
فقہا وہ سال نو ان ہجری تھا کہ جسمین جناب خلیفۃ الرسول اللہ ابوبکر صدیق و امیر المومنین جناب
علی مرتضی رضی اللہ عنہما نے اعلان و منادی کردی کہ الا لا یحج بعد العام مشرک
الخ کما رواہ البخاری غرضکہ جب خود آیات بینات سے ثابت ہوا کہ یہ آیات بعد فتح مکہ کے ۹ ہجری

مین قریب ایام حج کے نازل ہوئی ہین تو قول مجتہد کا کہ یہ آیات قبل از فتح مکہ نازل ہوئی
ہین صریح جھوٹھ اور محض بنظر دھوکا دینے اور پاس سخن باطل کے ہے العیاذ باللہ قال
تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے اتم اقول چل دئے حضرت مجتہد صاحب ایسی مونہہ سے
لاف وگذاف کے کلمات فرمائے تھے ہمارا سلام لیجیے کیا صاحب معالم عین خدا اور رسول
خدا ہین کیا یہ محمد بن اسحٰق و مجاہد غیر خدا و رسول خدا ہین کیا یہ قصہ جو صاحب معالم نے لکھا ہے باسناد
قوی کتب معتبرۂ حدیث مین جنکی تعیین آپنے خاتمہ رسالہ مین فرمائی ہے مرقوم ہے فرض کیا جائے
کہ اگر معالم التنزیل سے مدعا آپکا ثابت ہوا تو آیات تنزیل پر آپ اوسکو اس بات مین
کس بنا پر ترجیح دیتے ہین مصرعہ بر خرقۂ تو انیمہ داغ شراب چیست یہ علاوہ بران
معالم التنزیل مین آیات کہان ہے کہ یہ آیت قبل فتح مکہ کے نازل ہوئی ہے اور عین تو یہ الفاظ ہین
نزلت فی اہل مکۃ یعنی نازل ہوئی ہے یہ سورۃ حق اہل مکہ مین اور بعد اونکے تمام قصہ تا روز
حج اکبر نقل کیا ہے کہ جسکو آپنے فتح مکہ تک نقل کر کے چھوڑ دیا ہم اوسکو تمام و کمال معالم سے
نقل کرتے ہین اول تو معالم مین یہ عبارت ہے وابتداء ھذا الاجل یوم الحج الاکبر و
انقضاؤہ الی عشر من شھر ربیع الاٰخر فاما من لم یکن لہ عھد فانما اجلہ انسلاخ
الاشھر الحرم وذلک خمسون یوما وقال الزھری الاشھر الاربعۃ شوال وذو القعدۃ
وذو الحجۃ والمحرم لان ھذہ الاٰیۃ نزلت فی شوال والاول ھو الاصوب علیہ الاکثرون
پھر چند سطر بعد لکھا ہے وقیل نزلت ھذہ الاٰیۃ قبل تبوک وقال محمد بن اسحٰق ومجاھد
نزلت فی اھل مکۃ وذلک ان رسول اللہ صلعم عاقد قریشا یوم الحدیبیۃ علی
ان یضع الحرب عشر سنین یامن فیھا الناس ودخلت خزاعۃ فی عھد النبی صلعم
ودخلت بنو بکر فی عھد قریش فعدت بنو بکر علی خزاعۃ فنالت منھا واعانتھم
قریش بالسلاح فلما تظاھرت بنو بکر و قریش علی خزاعۃ ونقضوا عھدھم خرج
عمرو بن سالم الخزاعی حتی وقف علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال

اشعار كامرئ اني ناشد محمدا ؛ حلف ابينا وابيه الاتلدا ؛ كنت لنا ابا وكنا ولدا ؛
ثمت اسلمنا ولن ننزع يدا ؛ فانصر هداك الله نصرا عتدا ؛ وادع عباد الله يأتوا
مددا ؛ فيهم رسول الله قد تجردا ؛ في فيلق كالبحر يجري مزبدا ؛ ابيض مثل
الشمس يسمو صعدا ؛ ان سيم خسفا وجهه تربدا ؛ ان قريشا اخلفوك الموعدا
ونقضوا ميثاقك المؤكدا ؛ هم بيتونا بالهجير هجدا ؛ وقتلونا ركعا وسجدا ؛
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا نصرت ان لم انصركم فتجهز الى مكة ففتح مكة
سنة ثمان من الهجرة فلما كان سنة تسع اراد رسول الله صلعم ان يحج فقال
انه يحضر المشركون فيطوفون عراة فبعث ابا بكر رضي الله عنه تلك السنة
اميرا على الموسم ليقيم للناس الحج وبعث معه باربعين اية من صدر براءة
ليقرأها على اهل الموسم ثم بعث بعده عليا رضي الله عنه على ناقة العضباء ليقرأ
على الناس صدر براءة وامره ان يوذن بمكة ومنى وعرفة ان قد برئت ذمة الله و
ذمة رسوله صلى الله عليه وسلم من كل مشرك ولا يطوف بالبيت عريان فوجم
ابو بكر فقال يا رسول الله بابي انت وامي أنزل في شأني شيء قال لا ولكن لا ينبغي ان يبلغ
هذا الا رجل من اهلي اما ترضى يا ابا بكر انك كنت معي في الغار وانك صاحبي
على الحوض قال بلى يا رسول الله فمضا ابو بكر رضي الله عنه اميرا على الحج وعلي ليؤذن
ببراءة فلما كان قبل الترويه بيوم خطب ابو بكر الناس وحدثهم عن مناسكهم
واقام للناس الحج والعرب في تلك السنة على منازلهم التي كانوا عليها في الجاهلية
من الحج حتى اذا كان يوم النحر قام علي بن ابي طالب رضي الله عنه فاذن في الناس
بالذي امر به وقرأ عليهم سورة براءة وقال زيد بن منيع سألنا عليا بأي شيء بعثت
في الحجة فقال بعثت باربع لا يطوف بالبيت عريان ومن كان بينه وبين رسول
الله صلعم عهد فهو الى مدته ومن لم يكن له مدة فاجله اربعة اشهر ولا يدخل الجنة

الا نفس مومنة ولا یجتمع المسلمون والمشرکون بعد عامهم هذا شوهج النبی صلعم
سنة عشر حجة الوداع انتہے دیکھو اس عبارت معلم سے صاف ظاہر ہو کہ آیات سورہ
براءۃ ۹ سنہ ہجری مین نازل ہوئی ہین کیونکہ اون آیات مین جو یہ حکم ہو کہ اس سال کے بعد کوئی
مشرک مسجد حرام مین نجاوے حج اکبر مین اوسکا اعلان کرایا گیا اور حج اکبر ۹ سنہ ہجری مین ہوا
پس ظاہر ہوا کہ آیات سورۂ براءۃ ۹ سنہ ہجری مین ایک برس بعد فتح مکہ کے نازل ہوئین
قال اس روایت سے صاف ظاہر ہو کہ یہ آیت قبل فتح مکہ نازل ہوئی تھی اور ہمنے اوپر
ثابت کیا ہو کہ آیت من وفدا بعد فتح مکہ نازل ہوئی ہو پس یہ آیت اوسکی ناسخ نہین ہوسکتی
اقول یہ جو مجتہد صاحب نے فرمایا کہ اس روایت سے ظاہر ہوا سو یہ روایت مستند مجتہد
پیغمبر صلعم سے نہین صرف مجاہد اور محمد بن اسحق کا قول ہو جو جملہ صحابہ کے بھی نتھے غرضکہ
اونکے قول سے ثبوت زمانۂ نزول آیت کا ہویا نہو اسقدر تو ثابت ہوگیا کہ وہ دعوی
کہ شروع رسالہ مین مجتہد صاحب نے کیا تھا کہ ہم صرف خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت
کرینگے اور کسی مولوی ملا فقیہ مجتہد کی تقلید سے غلطی مین نہ پڑینگے محض لاف وگذاف
تھا کہ کچھ بھی عمل اوسپر نہوا اور آخر کار یہی ہوا کہ تقلید ہی کرنی پڑی ؎ انچہ دانا کند کند
ناداں ولیک بعد از قبول رسوائی ۔ اب ہم کہتے ہین کہ نہ اس عبارت معلم سے
یہ بات ثابت ہو کہ آیات سورۂ براءت قبل از فتح مکہ نازل ہوئی ہین بلکہ یہ بات ثابت ہی
کہ ایک برس بعد فتح مکہ کے یعنی ۹ سنہ ہجری مین نازل ہوئی ہین اور نہ مجتہد سے بیشتر
یہ بات ثابت ہوسکی کہ آیت من وفدا بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی ہو یہان تک اوپر
یہ دعوی بھی مجتہد کا نہ تھا کہ آیۃ مذکور بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی بلکہ اوپر تو یہ دعوی تھا
کہ یہ زمانۂ فتح مکہ مین نازل ہوئی ہو بعد زمانۂ فتح مکہ کا تو نام اسی وقت زبان پر مجتہد صاحب
کے آیا ہو دیکھیے اس بعدیت کو روز وفات جناب رسالت مآب پر نہ محمول فرماوین تاکہ
احتمال نسخ ہی باقی نرہے کیونکہ جب مدار صرف مجرد قول مجتہد ہی پر ہو اور دلیل کچھ درکار نہین

تو بروز فتح مکہ اور بروز وفات پیغمبر صلعم کہدینا دونون یکسان ہین نہ ثبوت اسکا ہی نہ اوسکا ہی
دیکھو فائدہ جلیلہ بحث اول کا اور ہم مثبتہ دلائل علماے حنفیہ کے اس امر کے اثبات پر قائم کر چکے
ہین کہ آیہ سین وفد اقبال واقعہ بدر کے نازل ہوئی ہی مجتہد صاحب اپنے دلائل اور علماے
حنفیہ کے دلائل کو مقابلہ کر کے دیکھین اور آپ ہی خدا کو حاضر ناظر جانکر فرماوین کہ علماے
حنفیہ کے دلائل قوی ہین یا تو ہمات مجتہد عصر کے **قال** بعض مکابر یہ بات کہین گے کہ سورہ
براءۃ کے بعد کوئی سورۃ نازل نہین ہوئی اور اسلیے سورہ محمد صلعم کا جسمین آیت من وفد
ہی سورہ براءۃ کے بعد نازل ہونا صحیح نہین ہی مگر یہ کہنا بالکل غلط ہی ایک حدیث مین آیا ہی کہ
سورہ براءۃ اون سورتون کی اخیر سورۃ ہی جو پوری ایک دفعہ اوتری ہین مگر اسکو بھی علمانے
تسلیم نہین کیا اور اس حدیث مین شبہ کیا ہی چنانچہ ہم اپنے اس قول کی تصدیق کے لیے اوس
حدیث کو مع عالمون کی تشکیک کے اس مقام پر نقل کرتے ہین بخاری مین لکھا ہی کہ عن البراء
قال اخر سورۃ نزلت کاملۃ سورۃ براءۃ واخر سورۃ نزلت خاتمۃ سورۃ النساء یستفتونک
قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ فی القسطلانی استشکل ھذا من حیث انہ نزلت
شیئا فشیئا فالمراد بعضھا او معظمھا والا فقیھا ایات کثیرۃ نزلت قبل
سنۃ وفاۃ النبوایۃ **اقول** بخاری مین یہ حدیث دو جگہہ کتاب التفسیر مین نقل کی
ہی ایک آخر سورۃ نساء مین بروایت سلیمان بن حرب وہان یہ الفاظ ہین حدثنا سلیمان
بن حرب قال حدثنا شعبۃ عن ابی اسحٰق سمعت البراء اخر سورۃ نزلت کاملۃ من
اللہ واخر ایۃ نزلت یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ دوسری جگہہ شروع
براءۃ مین وہان یہ الفاظ ہین حدثنا ابو الولید قال حدثنا شعبۃ عن ابی اسحٰق سمعت
البراء یقول اخر ایۃ نزلت یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ واخر سورۃ
نزلت براءۃ **اقول** ان دونون جگہہ کاملۃ کا لفظ نہین ہی اور اس روایت مین کچھہ اشکال
نہین ہی بلکہ ان تیسری جگہہ جو روایت کی ہی اوسمین لفظ کاملۃ کا واقع ہی اور اوسکے معنی نہین

تمام سورۃ بلکہ مراد یہ ہے کہ کاملہ سورۃ یعنی معظم اور بڑی بڑی باتین شروع کی چنانچہ راوی نے
بمقابلہ کاملہ کے خاتمہ سورۃ النساء کا بیان کیا ہے پس ظاہر ہے کہ مراد اوسکی فواتح سورۃ براءۃ ہے
پیغمبر خدا صلعم کا دستور تھا کہ جب کوئی آیت متفرق نازل ہوتی تو فرما دیتے تھے اجعلوہا فی
سورۃ کذا چنانچہ یہ روایت ترمذی و دیگر صحاح مین موجود ہے یعنی اوسکو فلانی سورۃ مین
شامل کرو سو جتنی سورتین نازل ہوئی ہین وہ سورۃ براءۃ سے پہلے نازل ہوئی ہین یعنی فواتح
سب سورتون کی سورۃ براءۃ کی فواتح سے پہلے اوتر چکی ہین گو کہ کسی سورۃ مین کوئی آیت
پیچھے سے ایسی شامل ہوئی ہو کہ بعد نزول فواتح سورۃ براءۃ سے نازل ہوئی ہو اور مجتہد
صاحب جو فرماتے ہین کہ علما نے اس حدیث پر شبہہ کیا ہے آخر کسی عالم نے حدیث مین شبہہ نہین کیا
یہ کسی نے نہین کہا کہ یہ حدیث مشتبہ یا در اصل براء بن عازب رضہ سے منقول نہین ہے یا موضوع
یا ضعیف ہے چنانچہ مجتہد صاحب نے جو اپنے دعوے شک و شبہہ پر قول قسطلانی کا دلیل ٹھہرایا ہے
اوس سے اونکی تکذیب عیان ہے قسطلانی نے لفظ استشکال کا بولا ہے لفظ شک و شبہہ کا نہین کہا
اور استشکال مضمون حدیث مین شک و شبہہ نہین پڑ سکتا ایک شخص کے ذہن مین ایک بات مشکل
ٹھہری تو ضرور نہین کہ وہ بات مشکل ہو کر اور اوس سے مضمون حدیث مین شک و شبہہ پڑ جاوے
دیکھو جو بات قسطلانی کو بادی النظر مین مشکل نظر آئی تھی خود اونسے اوس اشکال کو رفع کر دیا مگر
چونکہ آپنے خود بحث اول زمانہ نزول آیت مین فرمایا ہے کہ ہم دعوی کرتے ہین کہ سورۂ محمد صلعم
مکہ مین بزمانہ فتح مکہ نازل ہوئی پس حدیث براء بن عازب سے بخوبی یہ بات ثابت ہو گئی کہ سورۂ
محمد صلعم فواتح سورۂ براءۃ سے پہلے اوتری ہے کیونکہ جب اوس حدیث سے یہ امر ثابت ہوا کہ فواتح
سب سورتون کی سورۂ براءۃ سے پہلے اوتر چکی ہین تو جو سورۃ کہ پوری دفعۃ واحدۃ نازل ہوئی
اور بجما بجما نہین اوتری تو البداہۃ وہ سورۃ بجمیع آیاتہا سورۂ براءۃ سے پہلے اوتر چکی ہے
اور چونکہ سورۂ محمد دفعۃ واحدۃ نازل ہوئی ہے تو وہ بھی ہر آئینہ سورۂ براءۃ سے پہلے اوتر چکی
ہے اور سورۂ براءۃ خصوصًا فواتح اوسکے جنمین یہ آیت قتل واقع ہے بلاشک شبہہ متاخر سورۂ

محمد سے ہی اور یہی تھا مدعا ہمارا کہ بخوبی ثابت ہو گیا **قال** اب ہم اس بحث سے بھی قطع نظر کرتے ہیں اور اس بات پر غور کرتے ہیں کہ آیۃ سورۂ براءۃ سے آیت من وفدا منسوخ بھی ہو سکتی ہے یا نہیں اور کہتے ہیں کہ منسوخ نہیں ہو سکتی آیت سورۂ براءۃ میں دو جملہ ہیں جنسے آیت من وفدا کی منسوخ ہونے پر استدلال ہو سکتا ہے اول فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ اور دوسرا حیث وَجَدْتُمُوهُمْ مگر انسے استدلال محض غلط ہے اول جملہ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ میں الْمُشْرِكِينَ کا لفظ ہے اسکا الف لام استغراق کا تو ہو نہیں سکتا کیونکہ اگر استغراق کا ہو تو معنی یہ ہونگے کہ تمام مشرکین کو مار ڈالو اول تو یہ ایسا حکم ہو گا جو طاقت انسانی بلکہ عادت الٰہی سے بھی خارج ہے دوسرے تمام احکام جزیہ لینے کے اور صلح کرنیکے بالکل باطل ہو جاوینگے **قول** ہم شرح اس لام کی کہ آیا عہد کا ہے یا استغراق کا ہے بعد کو کرینگے اب تو ہم مجتہد عصر کے دلائل پر جو اونھوں نے اوپر اثناء ارادہ استغراق لام کے قائم کیے ہیں توجہ کرتے ہیں دلیل اونکی صرف وہمی ہے کچھ یہ ضرور نہیں ہے کہ امتثال اسکا ایک ہی زمانہ میں یا کسیقدر زمانہ ممتد محدود میں ہو بلکہ بحکم الجہاد ماض الی یوم القیمۃ کے اس حکم کی تعمیل ہوتی رہنے چاہیے اور جہاں اونپر قابو چلے وہاں مارنا چاہیے مامورین کو اپنی طرف سے کوشش بلیغ امعین کرنی چاہیے اگر اونکے حد اختیار سے کسیکا قتل خارج ہووے تو امر کی امتثال میں کچھ قصور نہیں آپ غور فرمائیے کہ اوسکو تو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جو مشرکین مقابلہ پر آوین تو اونکے حق میں حکم اقتلوا المشرکین کا نافذ ہے اور اہل اسلام مامور ہیں کہ اون سبکو قتل کریں لیکن اگر کوئی اونمیں سے بھاگ جاوے اور ہاتھ نہ آوے یا لڑائی بگڑ جاوے تو امر کی صحت میں کچھ کلام نہیں ہو سکتا کیونکہ امر تو اون سب کے قتل کا تھا مگر چونکہ حد اختیار سے بسبب بعض موانع کے امتثال اوسکا خارج رہا تو اس سے امر میں کچھ نقصان نہیں آتا نظیر اسکی اسی سورۃ میں دیکھ لیجیے قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝ آیکی دلیل سے لازم آیا کہ تیمم بھی صحیح نہو بلکہ اس سے بھی کوئی خاص لوگ مراد ہون کہ جنکا اب تک کسیکو علم حاصل نہوا کیونکہ وہ دلیل تو اسمین بھی جاری ہوسکتی ہی مگر یہان تو لام بھی نہین کہ جسکو عہد پر محمول کیا جاوے گا معہذا ایک قید حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ جو آیت مین موجود ہی اوس سے آپکے سب تو تہمات کا جواب حاصل ہی اوسپر بھی لحاظ کیجیے دلیل دوم کا صاف جواب ہی کہ معاہدین ہر ایک قسم کے بموجب حکم اِلَّا الَّذِیْنَ عَاهَدْتُّمْ الآیہ کے مستثنے ہین اور مستثنا مانع استغراق نہین جاٰءَنِی الْقَوْمُ کُلُّهُمْ اجمعون الا زیدًا دیکھیے اسکو کوئی زبان کا جاننے والا یہ نہین کہہ سکتا کہ لام جو داخل ہی قوم پر لام استغراق نہین وما مثلہ فی الناس الا ھکذا دیکھو لام جو الناس پر داخل ہی غیر از استغراق اور کسی معنی پر محمول نہین ہوسکتا **قال** پس ضرور ہی کہ الف لام عہدی ہی **اقول** وس معہود کو معین فرمائیے اور دلیل اوسکے معہود ہونے کی لاسئیے آپ جو عبارات تفاسیر بیضاوی و مدارک اور احمدی اور کشاف اور معالم کا سند لائے ہین اون سے ظاہر ہی کہ معہود وہ مشرکین ہین جو عہد توڑین اور مقابلہ کرین ہمنے مانا کہ وہ بھی مشرکین معہود ہین اسی بات پر قائم رہیو اس عہد کو توڑ دیو اسی عہد کو آپکے ہم منظور کرکے آپکے قول آیندہ مین بحث کرینگے **قال** پس اس آیت سے نص صریح آیت من وفد کی منسوخ قرار دینے کو ضرور ہی کہ کسی نص صریح قرآنی سے یہ بات ثابت کیجاوے کہ المشرکین مین سارے مشرکین ہی داخل ہین اور یہ بات ثابت نہین تو دعوی نسخ باطل ہی **اقول** ہمکو اس تقریر پر مجتہد عصر کے نہایت تعجب ہوتا ہی ہم سمجھتے ہین کہ دیدہ و دانستہ اونھون نے یہ شاعبہ کیا ہی ہمنے قول مجتہد عصر کا تسلیم کیا کہ لام المشرکین مین عہد ہی کا سہی لیکن اگر معہودین مین ہی کے اُسارے ہودین تو وہ حکم جو نسبت معہودین کے ہی بہ نسبت اونکے اسارے کے کسطرح نص نہوگا اور وہ اُسارے اوس حکم سے کیونکر خارج ہوجاوینگے یا کوئی اور قاعدہ مجتہد صاحب نے گھڑا یا اور قسم لام کی بنالی کہ جسکی بنا پر وہ عہد اور عہد کا فائدہ دے ہمنے فرض کیا

کہ مطابق تفاسیر متندہ مجتہد عصر کے لام عہد کا ہی اور اوس سے منجملہ مشرکین کے صرف ناقضین عہد مراد ہین پس ہم کہتے ہین کہ حکم اُقتلوہم بہ نسبت کل ناقضین عہد کے ہی اور چونکہ ناقضین عہد مین وے لوگ بھی تھے جو اب اسیر ہوئے پس ہر آئینہ وے بھی تحت حکم اُقتلوہم داخل ہوگئے پس وہ حکم جیسا اورون کی نسبت منصوص ہی ویسا ہی اُساری کی نسبت بھی منصوص ہی اور یہ نہین ہوسکتا کہ دونون حکم یعنی حکم فعلیت ایجاب قتل کل ناقضین اور دوام سلب قتل اُساری کہ بعض ناقضین مین سے ہین جمع ہوسکے کیونکہ جائز رکھنا امکا التزام اجتماع نقیضین کا ہی غور فرمائیے کہ جب یہ حکم دیا گیا کہ کل ناقضین عہد بالفعل قتل کیے جاوین تو بموجب قواعد فن میزان کے یہ قضیہ کہ بعض ناقضین عہد کبھی قتل نہ کیے جاوین صاف نقیض اوسکی ہی اور جب باہم دونون کے تناقض کہ جسکو اصطلاح فقہا مین تعارض ادلہ کہتے ہین متحقق ہوا تو لازم آیا کہ واسطے رفع تعارض کے ایک کو منسوخ دوسری کو ناسخ ٹھہرایا جاوے اور چونکہ ہم ثابت کر چکے ہین کہ آیت من وفد الآ اس آیت سے پہلے نازل ہوئی ہی علاوہ بران خود مجتہد بھی اس آیت کے منسوخ ہونیکے قائل نہین پس لازم آیا کہ آیت من وفد ہی منسوخ ٹھہری اور یہ نہین ہوسکتا کہ المشرکین مین جو لام ہی اول تو اوسکو عہد کا ٹھہرا کر منجملہ مشرکین کے صرف ناقضین عہد اوس سے مراد لین اور پھر عہد در عہد تجویز کرکے اونمین سے خاصتہ غیر اُساری مراد لین کیونکہ اس صورت مین ایک قسم لام کی لام عہد در عہد پیدا ہوتی ہی اور یہ برخلاف لغت کے ہی پس باطل ہوئی سب تقریر مجتہد عصر کی اور ثابت ہوا مدعا ہمارا، والحمد للہ رب العالمین

قال دوسرے جملہ حیث وجدتموہم کو اُساری سے کچھ تعلق نہین ہی **اقول** مین نہین سمجھتا کہ مجتہد صاحب کیا سمجھ رہے ہین اور کیا فرما رہے ہین حیث وجدتموہم جملہ ظرفیہ ہی اور اقتلوہم سے متعلق ہی اور اس سے جواب آپکے تو ہم محال عادی کا حاصل ہوتا ہی یہ جملہ متعلق نہین بلکہ قید جملہ سابقہ کی ہی معلوم نہین ہوتا کہ اسکی نسبت آپ کیا فضول باتین تحریر فرما رہے ہین اور ہمکو اوسسے تعرض ضرور نہین معنی آیت کے صاف یہ ہین کہ مارڈالو مشرکین کو جہان پاؤ

اونکو قال معہذا ان تمام آیتون مین جو مشرکین کے قتل کا حکم ہی وہ عین لڑائی کی حالت مین ہی
اس سے اور آیت من وفدا سے جو بعد ختم ہونے لڑائی کے اون لوگون سے علاقہ رکھتی ہی جو
قید ہو گئے ہین اور لڑنے پر قادر نہین ہین کیا تعلق ہی احکام حالات مختلفہ ایک دوسرے کی
ناسخ نہین ہو سکتی اقول جناب اس آیت کے کلمات مین تو کوئی کلمہ ایسا نہین کہ جس سے
یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ حکم قتل مخصوص ہی عین حالت لڑائی سے یہ تو آپ کی تحریف صریح ہی ہم
اس تحریف کو ہرگز نہ مانینگے اور اس قول کی تکذیب احادیث صحیحہ سے ظاہر ہی بخاری مین
انس بن مالک رض سے روایت ہی ان النبی صلعم دخل مکۃ یوم الفتح وعلی راسہ المغفر
فلما نزعہ جاء رجل فقال ابن اخطل متعلق باستار الکعبۃ فقال اقتلوہ داخل ہوئے
پیغمبر صلعم روز فتح کے مکہ مین اور اونکے سر پر خود تھا جب اوتارا خود کو تو آیا ایک آدمی پس کہا
اوسنے کہ ابن اخطل لپٹا ہوا ہی کعبہ کے پردون سے فرمایا پیغمبر صلعم نے قتل کرو اسکو اور سوائے
اسکے اور کئی شخص بھی بعد فتح مکہ کے قتل کر لئے گئے ہین اور ایک شخص ہوازن مین سے
قبل از غلبہ گرفتار ہو کر بحکم پیغمبر صلعم قتل کیا گیا ہی چنانچہ اوپر ہمنے یہ امور احادیث صحیحہ سے
ثابت کر دیے ہین بخاری مین ابوہریرہ رضہ سے روایت ہی قال بعثنا رسول اللہ صلعم
فی بعث وقال لنا ان لقیتم فلانا وفلانا لرجلین من قریش سمّاھما فحرقوھما بالنار
ثم اتیناہ نودّعہ حین اردنا الخروج قال انی کنت امرتکم ان تحرقوا فلانا وفلانا
بالنار وانّ النار لا یعذب بھا الا اللہ فان اخذتموھما فاقتلوھما بھیجا ہمکو پیغمبر صلعم نے ایک
لڑائی مین اور فرمایا ہمسے کہ اگر ملو تم فلان فلان کو دو آدمیون کا نام لیا جو قریش مین سے
تھے تو اونکو پھونک دیجیو آگ سے پھر جب ہم پیغمبر صلعم سے رخصت ہونے کو آئے جب چلنے کا ارادہ
کیا تو فرمایا کہ مینے تمکو حکم دیا تھا کہ فلان فلان کو آگ مین جلا دیجیو اور تحقیق آگ سے کوئی
تعذیب نہین کر سکتا مگر اللہ پس اگر تم اونکو پکڑ لو تو قتل کر دیجیو اونکو دیکھیے یہان اخبرون
یعنی اسیرون کی نسبت صاف حکم دیا کہ انکو مار ڈالیو علاوہ بران خود کلمہ حدیث وجدتموھم اسیر

دال ہی کہ قید عین معرکۂ کارزار کی نہین ہی جہان پاؤ وہان مارڈالو پس اونکو خاص معرکۂ کارزار
مین قرار دینا خلاف ظاہر آیت کے عمل کرنا ہی اور عبارات تفاسیر جو مجتہد صاحب نے بطور سند کے
پیش کی ہین اونمین کہین تخصیص میدان کارزار کی نہین بلکہ اون سے بھی ہمارے ہی قول کی تائید
حاصل ہی کہ ہیت جو ظرف ہی اوسکی تفسیر کرتے ہین من حیل وحرم یعنی حرم یا باہر حرم سے جہان
کہین پاؤ قتل کرو اور بعضون نے کہین یہ نہین لکھا کہ باہر میدان کارزار کے قتل کرو **قال** آیت سورۂ
بقر الخ **اقول** ہم اس آیت کی تفسیر اوپر ضمن شمار آیات ناسخہ مین کر چکے ہین اور وجہ استدلال
کی بھی اوس جگہہ لکھی ہی **قال** آیت سورۂ البقر بھی صلح حدیبیہ مین جو ۶ سنہ ہجری مین ہوئی تھی نازل
ہوئی اور اسلیے اوسکی ناسخ نہین ہو سکتی **اقول** یہ تو جناب مجتہد صاحب کا معمولی عذر ہی کہ
ہر جگہہ اوسکو پیش کیا کرتے ہین بعض جگہہ بسبب عدم ثبوت اور بعض جگہہ بسبب ثبوت عدم کے منظور
کیا جاتا ہی چنانچہ یہان بھی ایسا ہی حال ہی **قال** تفسیر معالم التنزیل مین ہی عن ابن عباس نزلت
ھذہ الآیۃ فی صلح الحدیبیۃ الخ **اقول** معالم التنزیل مین یہ الفاظ ہین وقال الکلبی
عن ابی صالح عن ابی عباس الخ خود مجتہد صاحب نے خاتمۂ رسالے مین کتاب کلبی کو داخل معتبرات
نہین کیا پس اوس سے استدلال اونکا بیجا ہی علاوہ بران فرض کیا کہ یہ آیت ۶ سنہ ہجری مین
اوتری ہی مگر ثبوت نزول آیت من وفد کا ۹ سنہ ہجری مین کیا ہی ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ
آیت من وفد اغزوۂ بدر سے پیشتر نازل ہو چکی ہی پس قول مجتہد کا کہ اوسکی ناسخ نہین ہو سکتی
سراسر غلط ہی **قال** قطع نظر اس بات کے کہ یہ آیت قبل آیت من وفد کے نازل ہوئی تھی
اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ اس آیت سے آیت من وفد منسوخ بھی ہو سکتی ہی یا نہین بوضاحت
ہی کہ کسطرح منسوخ نہین ہو سکتی اسلیے کہ اس آیت مین جو حکم ہی وہ خاص اون اہل مکہ کے لیے
ہی جو بر خلاف عہد کے لڑنے پر تیار ہون تمام مشرکین سے متعلق نہین ہی پس قیدی جو
بعد قید کے لڑنے پر قادر نہین رہتے اس حکم مین داخل نہین ہو سکتی **اقول** افسوس ہی کہ
جسقدر لاف وگذاف شروع رسالے مین مجتہد عصر نے کیا تھا اوسکے پاسنگ بھی نباہ نہ کیا

اور برخلاف اوس لاف وگذاف کے ہر مقام پر وہ بندۂ تقلید ہو گئے اب اگر وے تقلید سے
دست بردار ہو کر ہماری بات سنین تو ہم اونکے سامنے تفسیر آیت کی کرین مخفی نرہے کہ
پوری آیت یہ ہی وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ
الْمُعْتَدِينَ ۝ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ
مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ فَإِن قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ
كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۝ فَإِنِ انتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ
لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنِ انتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ۝ لڑو
خدا کی راہ مین اون لوگون سے جو تم سے لڑین اور زیادتی نکرو تحقیق خدا دوست نہین رکھتا زیادتی
کرنے والون کو اور مار ڈالو اونکو جہان کہین پکڑ لو اور نکالدو اونکو جہان سے اونھون نے
نکالدیا ہمکو اور فتنہ سخت تر ہی مار ڈالنے سے اور نہ لڑو اونسے پاس مسجد حرام کے تاوقتیکہ وے
تمسے لڑین پس اگر لڑین وے تمسے تو قتل کرو اونکو ایسی ہی ہی سزا کافرون کی پس اگر وے
باز رہین تو خدا بخشنے والا ہی مہربان اور لڑو اون سے تاکہ نہووے فتنہ اور ہووے دین خدا
ہی کا پس اگر وے باز رہین تو نہین ہی زیادتی مگر اوپر ظالمون کے جاننا چاہیے کہ ہمارے
دین مین ابتدا یہ جنگ و قتال جائز نہین بلکہ لازم ہی کہ اول کفار کو دین خدا کی طرف بلاوین اور
اونکو سمجھاوین اگر باوجود اتمام حجت کے وے باز نہ آوین اور اطاعت حکم نکرین اور لڑنے پر
آمادہ ہووین تو اوس وقت خدا سے مدد مانگین اور مقابلہ شروع کرین چنانچہ یہی ہی مراد آیت کی
اور جسنے یہ سمجھا ہی کہ جب کفار لڑنے کو ہمپر آوین تب ہمکو اونسے لڑنا روا ہی ورنہ نہین ظاہرا
غلط سمجھا ہی دیکھو یمن اور تبوک وغیرہ پر حضرت نے فوج کشی فرمائی اون لوگون مین سے کون لڑنے
آیا تھا اور کس سے عہد ہوا تھا کہ اوسنے عہد شکنی کی مصر و روم و شام و اسکندریہ فارس
و دیگر بلاد پر جہاد ہوا اون مین سے کون ہم سے لڑنے آیا تھا اور کس نے عہد کر کے عہد توڑ دیا تھا
مگر ہان یہی بات تھی کہ اطاعت اسلام گوارا نہ کر کے آمادۂ جنگ ہوئے تھے اور جب وے آمادۂ جنگ

تو ہر آیہ مصداق الذین یقاتلونکم کی ہوگی جو آیہ متلوہ مین ہی ہوگئی پس دعاے نسخ اس آیت کا صریح غلطی ہی پھر خداے تعالی فرماتا ہی کہ واقتلوھم حیث ثقفتموھم اسکے معنی بہت صاف ہین یعنی اون لوگون کو جہان تمسے لڑنے کو آمادہ ہوون قتل کرو جہان کہین پکڑلو اور پہر ہم معنی ثقفتموھم کے بیان کر چکے ہین اب ہم مجتہد عصر کی تقریر پر بحث کرتے ہین **قولہ** اسلیے کہ اس آیت مین جو حکم ہی وہ خاص اہل مکہ کے لیے ہی الخ **اقول** غلط بات ہی کہین سے تخصیص اہل مکہ کی ثابت نہین ہمنے فرض کیا کہ اہل مکہ کے معاملے مین نازل ہوئی ہو مگر کسی خاص شخص یا خاص صنف کے معاملے مین اترنے سے حکم عام مخصوص اوس شخص یا اوس صنف کے ساتھ نہین ہوجاتا العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص الاسباب اور ہمنے یہ بھی بطور فرض محال فرض کرلیا کہ یہ آیت مخصوص مشرکین مکہ کے واسطے ہی لیکن مجتہد صاحب فرماوین کہ کیا آیت من وفدا اونکے نزدیک متعلق مشرکین مکہ سے ہین اگر نہین تو دلیل اونکی مستثنے ہونیکے حکم اس آیت سے کیا ہی اور اگر ہی تو کچھ کلام اسمین نہین کہ اس آیت سے منسوخ ہوگئی کیونکہ جب دونون کا تعلق مشرکین مکہ ہی سے ہی اور ایک مین حکم قتل وجوبا ہی دوسری مین اجازت من وفدا کی ہی تو بلا شک وشبہ ایک کا منسوخ ہونا لازم ہی **قولہ** پس قیدی جو بعد قید کے لڑنے پر قادر نہین رہتے اس حکم مین داخل نہین ہوسکتے **اقول** جناب بعد اسیری کی قدرت وعدم قدرت کا آیت مین کچھ تذکرہ نہین ہی جب وے مومنین سے لڑنے پر آمادہ ہوے تو اونپر (یقاتلونکم) صادق آگیا اور جب اسیر ہوگئے تو مصداق ثقفتموھم ہوگئی پس مصداق مقاتلہ کے قبل اسیری کے اور مستوجب قتل کے بعد اسیری کے ہوگئے اور وقتلوا معطوف ہی قاتلوا پر اس سے صاف واضح ہی کہ دونون امر ہونے چاہہین اگر وقتلوا سے بھی مراد زمانہ کا زمانہ ہی ہوتا تو یہ جملہ بیفائدہ ہوجاتا کیونکہ جملہ قاتلوا الذین الآیہ اس معنے کے لیے کافی تھا حاجت دوسرے جملے کی کچھ نہ تھی بعد اسکے جو مجتہد عصر نے کچھ عبارت تفسیرون کی لکھکر اونپر رجوع کی ہی ہمکو تو جواوسکی طرف ضرور نہین کیونکہ ہم پابندی اقوال مفسرین کچھ گفتگو نہین کرتے بلکہ ایک ایسے بڑے مجتہد عالیقدر جلیل الشان رفیع المکان

امام مجتہدان کی طرف سے رد مطاعن طاعنان کررہے ہین کہ جسکی اجتہاد صائب اور علم وفضل کے
سب معترف ومجتہدان قائل ہین پس ہمکو صرف اتباع کلمات طیبات قرآن مجید ضرور ہے پھر ہمنے
اون کلمات کی تفسیر مطابق لغت وعلم بیان کے کردی بعد ازان ہمکو توجہ کسی مفسر کے
قول پر ضرور نہین **قال** صاحب تفسیر مدارک نے جو معنی ثقف کے گھڑے ہین اول تو وہ لائق تسلیم
کے نہین کیونکہ ثقف کے معنی پکڑکر اور غلبہ کرکر پانیکے جو اوسنے بیان کیے ہین جنسے قیدی
بن نکلتا ہے اسکی کوئی سند نہین ہے **اقول** آپکی ناواقفی ہے کہ یہ صحیح بات پر طعنہ دیتے ہین ہمنے تو
بھی اوسکی لکھی ہے اور بڑے بڑے علماے لغت کے اقوال اسکے معنی مین نقل کیے ہین اونکو
دیکھ لیجیے تاکہ آپ کو معلوم ہوجاوے کہ قول صاحب مدارک تمام تر صحیح ہے اور طعنہ آپ کا مبنی اوپر
بےعلمی کے ہے مگر آپ پر واجب ہے کہ آپ کوئی ایسی سند پیش کرین کہ جہان لفظ ثقف مقام
غیر غلبے مین مستعمل ہوا ہو **قال** معہذا وہ صاف صاف قیدیون پر دلالت بھی نہین کرتے
کیونکہ مقاتلین سے نسبت بھی صادق آسکتے ہین **اقول** کیا خوب یہ نئی طرز استدلال کی آپنے
گویا جناب ہم کہتے ہین کہ ہمیشہ امر جزیہ دینے والون کو قتل کرو ہم بھی تو یہی کہتے ہین کہ اگر اطاعت اور جزیہ قبول کرین تو پھر لڑنے
پر مستعد ہون تو لڑو اور مارڈالو اونکو جہان کہین پکڑلو جس جگہ سے ہنسے نجات ہے کسیکو پکڑلیا تو یا مثل حکم آیت قرآن
ہمپر واجب ہوا کہ اونکو قتل کرین بسر اسکا ہے کہ آپنے کسطرح چاروکش قاعدے سے خارج تصور فرمائے ہین مقاتلین صادق
آنا دوسری بات ہے اور سراسر کا خارج ہوجانا دوسری بات ہے آپ پر اثبات اسکا لازم ہے کہ اسراس حکم سے خارج ہین نہ کہ مقاتلین کی
نسبت بھی صادق آسکتے ہی علاوہ بران اسرا مقاتلین بھی تو ہی ہے ہین
پس صدق آیت کا مقاتلین پر بعینہ صدق اوسکا ہے اسرا بظاہر جو فرق کہ مقاتل و قاتل
مین ہے جناب سامی کو ابھی تک وہ اطلاع نہین اسی سبب سے شاید آپ مقاتل کو بمعنی قاتل کے
سمجھے ہین اوساوسی بنا پر آپ کی یہ توجیہ ہے زری کتب لغت کو ملاحظہ کیجیے اور خاصیت
ابواب کو کتاب سیبویہ مین نہین دیکھ سکتے تو فصول اکبری مین ہی دیکھیے **قال** بقطع نظر ان
سب باتون کے اگر بالکل سب تقریر مخالفین تسلیم کرلیجاوے تو جو حکم اس آیت مین ہو وہ منسوخ

اہل مکے سے ہوگا جنکی نسبت متعدد احکام مخصوصہ صادر ہوئے تھے اور اسلیے عمومیت آیت من وفدا کا مخصص ہوگا نہ مبطل **اقول** یہ کیا ضرور ہے اگر متعدد حکم مخصوص نسبت اہل مکہ کے صادر ہوئے جملہ احکام نسبت اہل مکے کے مخصوص ہوں ان سے کوئی دلیل آپکے پاس ہے تو پیش کیجیے اور یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ اگر سبب نزول حکم عام کا کوئی واقعہ خاص ہو تو اوس حکم کی تعمیم کو باطل کرکے اوسی واقعۂ خاص کے ساتھ مخصوص کردیا جاوے چنانچہ یہ ایک مسئلہ متفق علیہ ہے کہ العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص الاسباب ایسے تو بہت حکم عام نکلینگے کہ واقعۂ خاص میں نازل ہوئے ہیں مگر آج تک کوئی اونکی خصوصیت کا قائل نہیں اور پیغمبر صلعم کے روبرو بھی اونکے عموم ہی پر عمل ہوا اور چونکہ یہ آیت بھی ایسی ہی ہے پس کہنا کہ حکم اس آیہ کا مخصوص اہل مکہ سے ہی ہوگا صریح غلط ہے اور ہرگز لائق تسلیم نہیں اگر ایسا ہو تو سب آیات فرضیت جہاد بہ نسبت اہل مکہ کے ہی مخصوص ہوجاوین اور سب جہاد جو وقوع میں آئے اور اونکے سبب اسلام نے غلبہ اور ترقی روز افزون پائی سب سفک الدما محض فتنہ و فساد موجب خرابی عاقبت مجاہدین قرار پاوین العیاذ باللہ تعالی + اب ہم جناب مجتہد کی تقریر کا الزاما اور نیز اعادہ کرتے ہیں اور منتظر جواب ہیں یعنی قطع نظر ان سب باتوں کے اگر بالکل تقریر مجتہد تسلیم کرلی جاوے تو جو حکم آیت من وفد ہو وہ مخصوص ساتھ قریش مکہ کے ہوگا جنکی نسبت متعدد احکام مخصوصہ صادر ہوئے تھے اور اسلیے حکم جواز من وفد کا عام نہوگا بلکہ مخصوص باہل مکہ ہوگا **قال** اب باقی رہگئیں سورۂ نساء کی آیتین وہ بھی قبل فتح مکہ یعنی قبل نزول آیت من وفد نازل ہوئی ہیں اور اسلیے اوسکی ناسخ نہیں ہوسکتیں **اقول** یہ تو آپکا معمولی عذر ہے کہ ہر جگہ اوسکو پیش فرماتے ہیں مگر ایک جگہ بھی اوسکو ثابت نہ کرسکے پس جس طرح پر اور جگہہ نامنظور کیا گیا ہے یہاں بھی منظور نہیں ہوسکتا **قال** علاوہ اسکے ان آیتون میں بھی وہی لفظ حیث وجدتموھم ہے جسکی نسبت ہم اوپر بحث کرآئے ہیں کہ قید یہ متعلق نہیں ہے اور اسلیے آیت من وفد کا ناسخ نہیں ہوسکتا اور جو کہ علماء حنفیہ میں سے بھی کسی عالم نے ان آیتوں کو ناسخ آیت من وفد نہیں کہا ہے اسلیے ہم بھی اور زیادہ بحث کرنیکی کچھ ضرورت نہیں سمجھتے **اقول** ہم بھی اوپر انھیں کلمات طیبات سے

حکم قتل اسارے ثابت کر چکے ہین کہ مستلزم نسخ وجوب من و فدا ہی اور علماے حنفیہ نے کچھ تخصیص
کسی آیت ناسخہ کی نہین کی چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ لنا قولہ تعالی اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ
وَجَدْتُمُوهُمْ وما رواہ منسوخ لما تلونا مطلب اب سکا یہ ہی کہ جن جن آیات مین یہ لفظ
ہین یا اونکے معنی مین ہین وہ ناسخ ہین من و فدا کی مگر چونکہ ہم پوری بحث اوپر لکھہ چکے ہین
ہمکو اب زیادہ تر بحث ضرور نہین ہی قال ب ہم آیت من و فدا کے غیر منسوخ ہونے کو ثابت
کرینگے لیے اور اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ قیدیون کے ساتھہ بجز من یا فدا کے اور کچھہ
نہین ہو سکتا ایسی دلیل بیان کرنے پر متوجہ ہوتے ہین جسپر مسیکو گفتگو کا محل نہ رہے گا اقول
تصریحات مرقومۂ سابق سے یہ امر ثابت ہی کہ من و فدا مین علماے امت کے دو قول ہین ایک یہ کہ جائز
نہین اور ابتدا مین تھا مگر منسوخ ہو گیا دوسرا قول یہ ہی کہ واجب نہین جائز ہی کہ امام اوسپر عمل
کرے اگر مصلحت دیکھے قول اول کے رد کے واسطے تو البتہ یہ بات کافی ہو گی کہ جس قسم کے
دلائل سے اونھون نے نسخ ثابت کیا ہی اوسی قسم کے دلیل سے اوسپر عمل ثابت کر دیا جاوے
دوسرے قول کے رد کے لیے مجرد ثبوت عمل کافی نہین جب تک کہ یہ امر نہ ثابت ہو کہ قتل و استرقاق
کی ممانعت فرمائی کیونکہ مجرد عمل دلیل جواز تو البتہ ہو سکتا ہی مگر دلیل وجوب نہین ہو سکتا پس اگر
کسی قیدی سے فدیہ لیا گیا یا بلا فدیہ اوسکو چھوڑ دیا تو اس فعل سے جواز من فدا کا ثابت ہو گا مگر ممانعت
قتل و استرقاق کی ہرگز ثابت نہین ہو سکتی اور اگر کہین کسی جگہہ یہ ثابت ہو گیا کہ پیغمبر صلعم کی حضور
بعد نزول آیت من و فدا کے استرقاق اور قتل پر عمل ہوا تو بلا تامل یہ بات متحقق ہو جاویگی کہ
حکم من و فدا یا منسوخ ہو گیا یا من و فدا واجب نہین بلکہ جائز ہی اور امام کے اختیار مین ہی کہ
حسب مصلحت وقت اوسپر عمل کرے یا نہ کرے اب ہم ایک اور بات بھی کہتے ہین کہ علماے حنفیہ کا
قول یہ ہی کہ آیت من و فدا قبل از غزوۂ بدر نازل ہوئی چنانچہ صاحب توضیح نے تصریح تمام
اوسکو لکھا ہی اور دلیل اوسکی اوپر ہم ذکر کر چکے ہین اگر واقع مین جیسا کہ مجتہد عصر فرماتے ہین
کہ من و فدا واجب ہی ایسا ہی ہو تو کچھہ شک نہین کہ وہ منسوخ ہی آیات مذکورہ سے اور تایید اوسکے

معاملے بنی قریظہ اور بنی المصطلق اور خیبر اور دیگر معاملات سے جو بحضور جناب پیغمبر صلعم ظہور میں آئے
واضح ہے اور علمائے شافعیہ کا قول یہ ہے کہ آیت میں فدا میں اختیار دیا گیا ہے من و فدا واجب نہیں ہے
تب بھی آیات قتل سے بلحاظ ظاہر موجب امر کے وجوب ہے منسوخ ہونا اوسکا لازم آتا ہے مگر یہ کہ
امر کو ندب و استحباب اور فضیلت پر محمول کیا جاوے اس حالت میں مدعا مجتہد عصر کا اوسی صورت میں
ثابت ہوگا کہ جب کوئی دلیل من و فدا کی وجوب پر قایم ہووے مجرد عمل ہرگز کافی نہوگا چونکہ مجتہد
عصر دو دعوے بلا دلیل پیش کرتے ہیں ایک یہ کہ آیت من و فدا ایام فتح مکے میں نازل ہوئی ہے دوسرے
یہ کہ من و فدا ہی واجب ہے لہذا بعد فرض کرنے دعوی اول کے ہم ایسی دلائل پیش کرتے ہیں کہ
جنسے دعوی ثانی مجتہد عصر کا بطلان ظاہر ہے اور کسیکو اوسمیں مجال گفتگو باقی نہیں **دلیل اول**
مسلم میں ابو سعید خدری رض سے روایت ہے قال اصابوا سبایا یوم اوطاس لھن ازواج فتحرجوا
فانزلت ھذہ الایۃ والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم پائیں اصحاب پیغمبر صلعم نے
سبایا بروز جنگ اوطاس کے کہ اونکے شوہر تھے پس خوف کیا اونھوں نے یعنی اونکی مباشرت سے
خوف کیا چنانچہ دوسری روایت میں ہے کہ فکرہوا من غشیانھن یعنی حرج میں پڑے اونکی مباشرت
سے پس نازل ہوئی یہ آیت والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم حرام کی گئیں تم پر شوہر دار
عورتیں مگر جنکے مالک ہوئے ہاتھ تمھارے روایت ترمذی یہ ہے عن ابی سعید الخدری رض
اصبنا سبایا یوم اوطاس ولھن ازواج فی قومھن فذکروا ذلک لرسول اللہ صلعم فنزلت
والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم پایا ہم نے سبایا کو بروز اوطاس اور اونکے
شوہر تھے اونکی قوم میں پس ذکر کیا لوگوں نے اسکا پیغمبر صلعم سے پس اوتری یہ آیت والمحصنات
من النساء الا ما ملکت ایمانکم دیکھیے لیجیے جنگ اوطاس بعد فتح مکہ کے ہے اور اوسوقت
نسبت مملوک ہونے اور جواز استرقاق سبایا کے اوطاس کی یہ نص صریح نازل ہوئی ——
دلیل دوم بخاری میں جبیر بن حیہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جب کسری یزدجرد امیر المومنین عمر میں اہل
اسلام جہاد کے لیے گئے تو عامل کسری سے مغیرہ رض نے یہ بات کہی انعبنا نبینا صلعم عن رسالۃ

ربنا انه من قتل منا صار الی الجنة فی نعیم کریم مثلها قط ومن بقی منا ملک رقابکم للہ
کہ خبر دے ہمکو ہمارے پیغمبر صلعم نے ہمارے رب کے پیغام سے کہ جو ہمارا جاویگا ہم مین سے وہ جاویگا بطرف بہشت کے
ایسی نعمت مین کہ اوسکے مانند کبھی دیکھی نہین گئی اور جو باقی رہ جاویگا ہم مین سے وہ مالک ہوویگا
تمھارے رقابکا (یعنی تم اوسکے مملوک اور غلام ہوگے اور وہ تمھارا مالک ہوگا) دیکھ لیجیے یہ
بشارت مخبر صادق صلعم کی خدا تعالی کی طرف سے اوس زمانے کے بابت ہی کہ جو فتح مکہ سے بعد
ہی اور اسمین بشارت اسکی ہی کہ تمکو خدا اون لوگون کا مالک کریگا اور وے لوگ تمھارے لونڈی
غلام ہونگے دلیل تیسری سبایا ہوازن کہ جنمین بحث کرتے ہین مفصل بیان اوسکا آگے آتا ہی
دلیل چوتھی قتل ابن اخطل بعد فتح مکہ کے جسکو ہم اوپر ثابت کر چکے ہین دلیل پانچوین
قتل ایک قیدی کا بعد فتح مکہ قبل از واقعۂ حنین جسکو سلمہ بن اکوع نے بحکم پیغمبر خدا صلعم قتل کیا
دلیل چھٹی باب بعث ابی موسی ومعاذ بن جبل الی الیمن قبل حجۃ الوداع مین بخاری نے حدیث ابی
بردہ رضہ سے روایت کی ہی حدیث طویل ہی مین اوسکا خلاصہ متعلق ہمارے فیہ لکھتا ہون بعث
النبي ابا موسی ومعاذ بن جبل الی الیمن فسار معاذ فی ارضه قریبا من صاحبه ابی موسی
فجاء یسیر علی بغلته حتی انتهی الیه فاذا هو جالس وقد اجتمع الیه الناس واذا رجل عنده
قد جمعت یداه الی عنقه فقال له معاذ یا عبد الله بن قیس یعنی هذا قال هذا رجل کفر بعد
اسلامه قال لا انزل حتی یقتل قال انما جئ به لذلک فانزل قال ما انزل حتی یقتل
فامر به فقتل پھیجا لشکر کے ساتھہ پیغمبر خدا صلعم نے ابو موسی اور معاذ بن جبل کو طرف یمن کے
پس چلے ارض یمن مین قریب اپنے صاحب ابو موسی سے پھر آئے وہ اپنی خچری پر سوار پھرتے ہوئے
تا آنکہ پہونچے پاس ابو موسی کے پس ناگاہ وہ بیٹھے تھے اور جمع تھے اونکے پاس آدمی اور ناگاہ ایک
آدمی نزدیک ابو موسی کے دیکھا کہ ہات اوسکی گردن سے اوسکے ملائے گئے تھے یعنی ہاتھہ اوسکے
گردن سے ملا کر باندھے تھے کہا معاذ نے ای عبد اللہ بن قیس کیا ہی یہ اوسنھون نے کہا کہ یہ ایک
آدمی ہی کافر ہوا بعد اسلام کے کہا معاذ نے کہ مین نہ اوترون گا اسکے مارے جانے تک ابو موسی نے

کہ لاکے میرے واسطے یہان لایا گیا ہی تم اوتروکہا معاذ نے مین نہ اوترون گا تا اسکے مارے جانے
کے پس حکم کیا گیا پس وہ مارا گیا دیکھو اس سے ثابت ہی کہ من وعن خدا کچھ واجب نہین اور اس بات سے
کچھ انکار پیغمبر صلعم کی طرف سے بھی منقول نہین یہ نہین کہا جا سکتا کہ پیغمبر صلعم کو اس واقعہ کی خبر
نہوئی ہو کیونکہ پیغمبر صلعم اپنے سرایا اور بعوث کے حال سے نہایت خبر رکھا کرتے تھے
کوئی بات اونپر چھپی نہین رہتی تھی جناب پیغمبر صلعم ایسے غافل نہ تھے کہ ایسے واقعۂ عظیمہ سے
بے خبر رہتے اور ایسا جرم فخیم اونکے سرداروں کے ہاتھ سے واقع ہوتا اور اوسپر کوئی تنبیہ اور
تہدید نہ فرماتے **دلیل ہفتم** غزوۂ طائف جو شوال سنہ ہجری مین بعد فتح مکہ کے ہی
پیغمبر صلعم نے عبد یسد بن ابی امیہ سے فرمایا اذا یت ان فتح اللہ علیکم الطایف غدا فعلیک بآنیۃ
غیلان اگر خدا کل تمکو فتح طایف نصیب کرے تو لے لیجیو غیلان کی بیٹی کو دیکھیو یہان سے
یہ بات ثابت ہی کہ بعد فتح مکہ کے بھی آسارلمی کے مملوک ہونیکا حکم دیا گیا ہی **دلیل آٹھوین**
ترمذی نے عمران بن حصین سے روایت کی ہی قال بعث رسول اللہ صلعم جیشا واستعمل علیہم
علی بن ابی طالب فمضی فی السریۃ فاصاب جاریۃ فانکروا علیہ وتعاقد اربعۃ من اصحاب
رسول اللہ صلعم فقالوا اذا لقینا رسول اللہ صلعم اخبرناہ بما صنع علی وکان المسلمون
اذا رجعوا من سفر بدؤا برسول اللہ صلعم فسلموا علیہ ثم انصرفوا الی رحالھم فلما قدمت
السریۃ سلموا علی النبی صلعم فقام احد الاربعۃ فقال یا رسول اللہ الم تر الی علی بن ابیطالب
صنع کذا وکذا فاعرض عنہ رسول اللہ صلعم ثم قام الثانی فقال مثل مقالتہ فاعرض عنہ ثم
قام الیہ الثالث فقال مثل مقالتہ فاعرض عنہ ثم قام الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل الیہ رسول
اللہ صلعم والغضب یعرف فی وجھہ فقال ما تریدون من علی ما تریدون من علی ما تریدون
من علی ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن من بعدی کہا عمران بن حصین نے کہ بھیجا پیغمبر
محمد صلعم نے ایک لشکر اور عامل کیا اوسپر علی بن ابی طالب کو پس گئے علی رضہ اوس لشکر کے ایک گروہ
کے ساتھ پس لے لیا اونھون نے ایک چھوکری کو پس انکار کیا اونپر لوگون نے اور عہد کیا باہم چار

آدمیون نے اصحاب پیغمبر صلعم سے کہا اونھون نے کہ جب ملینگے ہم پیغمبر صلعم سے تو خبر دینگے سر اونکو
اوس کام کی جو کیا ہی علی نے اور تھے مسلمان جب کہ پھر کر آتے تھے کسی سفر سے اول آتے تھے
پیغمبر صلعم کے پاس پھر سلام کرتے تھے اونکو بعد اوسکے اپنے اپنے مکانات کو جاتے تھے پھر جب
وہ گروہ آیا تو سلام کیا پیغمبر صلعم کو پھر کھڑا ہوا ایک آدمی اون چارون مین کا اور کہا کہ ای
رسول اللہ صلعم دیکھا تمنے علی بن ابیطالب کو کہ یہ یہ کام کیا اونھون نے پس توجہ نکی اوسکی طرف
پیغمبر صلعم نے پھر دوسرا کھڑا ہوا اور اوسنے بھی کہا جیسا کہ پہلے نے کہا تھا اوس سے بھی اعراض
فرمایا پیغمبر صلعم نے پھر تیسرا کھڑا ہوا اوسنے بھی کہا جیسا کہ پہلے نے کہا تھا اوس سے بھی اعراض
کیا رسول اللہ صلعم نے پھر چوتھا کھڑا ہوا اوسنے بھی کہا جیسا کہ اون تینون نے کہا تھا پس متوجہ
ہوئے پیغمبر صلعم اور غصہ معلوم ہوتا تھا اونکے مونہہ سے فرمایا کہ کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے
کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے تحقیق علی مجھسے ہی اور مین علی سے
اور وہ ولی ہر مومن کا ہی میرے بعد فقط دوسری روایت ترمذی کی برابن عازب سے ایسی
معاملے مین ہی قال بعث النبی صلعم جیشین وامر علی احدھما علی بن ابیطالب و
علی الاخر خالد بن الولید وقال اذا کان القتال فعلی قال فافتتح علی حصنا فاخذ منہ جاریۃ
فکتب معی خالد کتابا الی النبی صلعم یثنی بہ قال فقدمت علی النبی صلعم فقرأ الکتاب
فتغیر لونہ ثم قال ما تری فی رجل یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ قال قلت اعوذ
باللہ من غضب اللہ ومن غضب رسولہ وانما انا رسول فسکت کہا براء نے کہ بھیجے رسول اللہ نے
دو لشکر اور امیر کیا ایک پر علی بن ابیطالب کو اور دوسرے پر خالد بن ولید رض کو اور فرمایا کہ جب
واقع ہو قتال تو علی امیر ہی کہا براء نے کہ فتح کیا علی رض نے ایک قلعہ پس لیا اوسمین سے ایک
چھوکری کو پس لکھا خالد نے خط پیغمبر صلعم کو کہ برائی لکھتے تھے اوسمین اونکی پس پہونچا
مین پیغمبر صلعم کے پاس پھر پڑھا پیغمبر صلعم نے خط کو پس متغیر ہو گیا رنگ اونکا بعد ازان فرمایا
کہ کیا دیکھتا ہی تو ایسے آدمی مین کہ جسکو دوست رکھتا ہی اللہ اور رسول اوسکا اور دوست

یکھتا ہی وہ اللہ اور اللہ کے رسول کو کہا برا دسنے کہا مینے پناہ مانگتا ہون خدا کی خدا کے غضب
اور خدا کے رسول کے غضب سے اور مین صرف قاصد ہون پس رک گیا غصہ پیغمبر صلعم کا اسی معاملے
مین روایت بخاری کی ہی بریدہ رضہ سے کہ ہم وسکو مع شرح قسطلانی کے لکھتے ہین اور حدیث
پر دو خط اور شرح پر ایک خط کا نشان لگا دینگے اور یہ حدیث بخاری مین باب بعث علی
بن ابیطالب و خالد بن ولید رضی اللہ عنہما الی الیمن قبل حجۃ الوداع کتاب المغازی مین مرقوم ہی
بعث النبي صلعم عليا الى خالد ليقبض الخمس وكنت انبغض عليا وقد اغتسل فقلت انه غلها ووطيها وللاسماعيلي من طرق ابي روح بن عبادة
جارية وقد اغتسل فظن انه غلها ووطيها وللاسماعيلي من طرق ابي روح بن عبادة
بعث عليا الى خالد ليقسم الخمس وفي رواية له ليقسمه الفئ فاصطفى علي منه لنفسه سبية
اى جارية شواصبه وراسه يقطر فقلت لخالد الا ترى الى هذا يعني عليا فلما قدمنا على
النبي صلعم ذكرت ذلك له فقال يا بريدة اتبغض عليا قلت نعم قال لا تبغضه فان
احمد من طريق عبد الجليل عن عبد الله بن بريدة عن ابيه فان كنت تحبه فازدد وله حبا
ايضا من طريق اجلح الكندي عن عبد الله بن بريدة لا تقع في علي فانه مني وانا منه وهو
وليكم بعدي فان له في الخمس اكثر من ذلك قال الحافظ ابن حجر انما ابغض عليا لانه
راه اخذ منهم من المغنم فظن انه غل فلما اعلمه صلعم انما اخذ اقل من حقه احبه انتهى
وفي طريق عبد الجليل قال فما كان في الناس احد احب الي من علي ف بھیجا پیغمبر نے علی رضہ
کو بطرف خالد رضہ کے تاکہ لیوے خمس اور مین بغض کرتا تھا علی رضہ سے ش اسلیے کہ بریدہ رضہ
نے دیکھا یہ کہ لے لی علی رضہ نے ایک چھوکری غنیمت مین سے و اور تحقیق کہ غسل کیا تھا علی رضہ نے
ش پس گمان کیا بریدہ رضہ نے کہ علی رضہ نے غنیمت مین غلول کیا اور وطی کیا اوسکے ساتھ
اور اسماعیلی کی روایت ابی روح بن عبادہ کے طریق سے اسطور پر ہی کہ بھیجا پیغمبر صلعم نے
علی رضہ کو بطرف خالد رضہ کے تاکہ بانٹ لاوین خمس اور ایک روایت مین ہی اوسکے کہ بانٹ
لاوین فی پس چھانٹ لی علی رضہ نے اوسمین سے اپنے لیے ایک چھوکری پھر صبحکو آئے وہ دونون جھا

کہ سے اونکے قطرے ٹپکتے تھے ف پس کہا میںنے خالدؓ سے کیا تو دیکھتا نہیں اس آدمی کو یعنی
علیؓ کو ف پھر جب آئے ہم پیغمبر صلعم کے پاس تو ذکر کیا میںنے یہ قصہ پیغمبر صلعم سے فرمایا پیغمبر صلعم نے اے
بریدہؓ کیا بغض رکھتا ہے علیؓ سے میںنے کہا کہ ہاں فرمایا پیغمبر صلعم نے نہ بغض رکھ اوس سے بلکہ
احمدؒ کی روایت میں از طریق عبد الجلیل عن عبد اللہ بن بریدہ عن ابیہ اسقدر اور بھی ہے کہ اگر تو
محبت رکھتا ہے اوس سے تو زیادہ کر محبت کو اور بھی احمدؒ کی روایت میں طریق اخر الکندی
عن عبد اللہ بن یزید سے یہ بھی ہے کہ غیبت نہ کر تو علی کی کہ وہ مجھ سے ہے اور میں اوس سے ہوں اور
وہ ولی تمہارا ہے میرے بعد ف پس تحقیق کہ اوسکے لیے خمس میں سے اس سے بھی
زیادہ ہے ش کہا حافظ ابو ذرعہؒ نے کہ نہیں بغض کیا تھا بریدہ نے علیؓ سے مگر اس وجہ
سے کہ اوسنے یہ دیکھا تھا کہ علیؓ نے غنیمت میں سے لے لیا اور گمان کیا کہ اونھوں
نے غنیمت میں خلول کیا یعنی خیانت کی پھر جب آگاہ کر دیا پیغمبر صلعم نے بریدہ کو کہ اونھوں
نے اپنے حق سے کم لیا تو دوست رکھا اونکو اور بیچ طریق عبد الجلیل کے ہے کہ کہا بریدہ نے
کہ بعد اسکے تھا کوئی آدمیوں میں دوست تر میرے نزدیک علی رضی اللہ عنہ سے ۔
روایات مذکورہ سے ظاہر ہے کہ یہ معاملہ کچھ روزوں پیشتر کا حجۃ الوداع سے یعنی سنہ ۱۰ ھ
ہجری کا بعد از فتح مکہ کے ہے اور اطلاع پانا پیغمبر صلعم کا فعل علیؓ پر اور جائز رکھنا اوس فعل کا
بخوبی ثابت ہے اگرچہ دلائل اور بھی ہیں کہ اکثر ذکر اونکا اوپر آگیا ہے اونکے اعادہ کی کچھ ضرورت
نہیں ہے **قال** اور وہ یہ ہے کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب رسول خدا صلعم نے کسی قیدی
کو قتل کیا نہ کسیکو لونڈی و غلام بنایا بلکہ سب کو بلا استثنای احد احسان رکھ کر یا فدیہ لیکر
چھوڑ دیا **اقول** سراسر جھوٹی بات ہے علاوہ بر آن اول تو نزول آیت من و فدا کا زمانہ
جو مجتہد عصر زمانہ فتح مکہ ٹھہرا رہے ہیں کچھ ثبوت اوسکا نہیں بلکہ نزول اوسکا قبل از جنگ
بدر ثابت ہے ثانیاً اگر ایسا ہی فرض کیا جاوے تب بھی دلائل مذکورہ سے تکذیب
مجتہد عصر کی ثابت ہے **قال** اور اس سے ثابت ہوا کہ آیت من و فدا منسوخ نہیں ہوئی

اور قیدیون کا لونڈی و غلام بنانا جائز نہین رہا **اقول** یہ سب امور مبنی ہین اسپر کہ آیت من وفدا بروز فتح مکہ نازل ہوئی اور یہ بات ثابت نہین بلکہ آجتک کوئی شخص اسکا قائل نہین اگر پیش از واقعۂ بنی قریظہ و خیبر و بنی المصطلق یا قبل از بدر نازل ہوئی ہی تو اصلا مفید بحق مجتہد عصر نہین کیونکہ استرقاق اور قتل بہت کفار کا اون واقعات مین باقرار مجتہد عصر بھی ثابت ہی اور یہ ثبوت واسطے ابطال قول مجتہد کے کافی و وافی ہی مجتہد عصر پر واجب تھا کہ اول یہ ثابت کرتے کہ یہ آیت بروز فتح مکہ نازل ہوئی مگر یہ اونسے ہو نہ سکا پس دعوی اونکے جو مبنی اوپر نزول آیت مذکورہ کے ایام فتح مکے مین ہین بنا فاسد علی الفاسد ہین اور چونکہ قتل اور استرقاق کفار کا بدلائل مذکورہ بعد فتح مکہ بھی ہم ثابت کر چکے ہین پس بطلان قول مجتہد عصر مین کسی صورت پر کچھ شک و شبہ باقی نہین رہا علاوہ بران اگر ہم یہ بھی فرض کرین کہ آیت مذکورہ بروز فتح مکہ نازل ہوئی اور بعد اوسکے کسیکو نہ قتل کیا نہ رقیق بنایا گیا تو اس سے وجوب من و فدا و عدم جواز استرقاق و قتل جسکا ثبوت قرآن و احادیث صحیحہ اور فعل پیغمبر خدا صلعم سے واضح ہی ثابت نہین ہوتا کیونکہ عمل احد المباحات پر مستلزم حرمت دوسرے مباح کا نہین ہو سکتا اور اگر عمل بر احد المباحات مستلزم حرمت باقی مباحات کا ہووے تو چونکہ ادلہ مستدل المجتہد عصر سے صرف احسان ہی رکھکر چھوڑ دینا بحسب زعم مجتہد عصر پایا جاتا ہی پس لازم آوے کہ فدیہ لینا بھی ممنوع و ناجائز ہووے ہذا خلف

قال باب ششم اسبات کے بیان مین کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب رسول خدا صلعم کسیکو لونڈی و غلام نہین بنایا الی قولہ اب ہم اس کلام کے اثبات کو اون غزوات کے قیدیون کا جو بعد نزول آیت من و فدا ہوئے تھے ذکر کرتے ہین **اقول** بنی قریظہ اور خیبر اور بنی المصطلق اور دیگر غزوات کے قیدیون کو کیون نہین ذکر کرتے ایا اسلیے کہ آپکے مدعا کے برخلاف ہین حق کو چھپاتے ہو اگر یہ کہو کہ آیت من و فدا بروز فتح مکہ نازل ہوئی ہی تو ہم کہینگے کہ ثبوت اسکا دیجیے ورنہ سب تقریر آپ کی محض مغالطہ ہی ہان مجتہد صاحب بہتر

چھوکے اگر یہ دعوی کرتے کہ آیت من وفد اہفتہ دو ہفتہ پیش از وفات پیغمبر صلعم نازل ہوئی تو
تو غزوۂ اوطاس کے قیدی اور سبایا حنین اور قتل ابن اخطل اور قتل مقتول سلمہ بن الاکوع وغیرہا
سب معمولی عذر مین آجاتے مگر کیا کرین کہ وعدہ خدا کا سچا ہی اور پورا ہو کر رہتا ہی جَاءَ
الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُبْطِلُونَ
من احداث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد اَن مواعید کو منسوخ بنا کر دیا ورنہ بلا دلیل و بلا ثبوت جسطرح
نزول آیت مذکورہ کو منسوب بزمان فتح مکہ فرماتے ہین بیطرح اگر منسوب بزمان قرب وفات
پیغمبر صلعم فرماتے تو کون انکی زبان پکڑ سکتا تھا اور جو دلائل نزول روز فتح مکہ پیش فرمائے
ہین اس زمانہ پر بھی پیش ہو سکتی تھین مگر وہ بشارت دلیل دوم در باب ملک رقاب رہی پھر
بھی حجت تمامہ باقی رہتی اوسکا علاج ناممکن ہی اب ہم اون دلائل کی طرف توجہ کرتے ہین
جو مجتہد صاحب نے اپنے مدعا کے اثبات پر پیش کین ہین اور بخوبی ظاہر کرتے ہین کہ اونمین
سے ایک دلیل بھی مثبت مدعا ممتہد نہین ہی **قال** اول اسماری بطن مکہ اُو فھین دونون
مین جبکہ مکہ فتح ہوا اسّی آدمی جو جبل تنعیم سے لڑنے کو اوترے تھے قید ہوے اور جناب
پیغمبر صلعم نے احسان رکھکر سب کو چھوڑ دیا **اقول** جناب مجتہد صاحب ہم آپکو کہان تک
بتاوین آپ کو تو تاریخ واقعات کی بھی اطلاع نہین یہ معاملہ ایام حدیبیہ مین ہوا ہی نہ بعد فتح
مکہ کے چنانچہ اسکی بحث ضمن حدیث وآہیرہ مین کی جاوے گی مگر اول جناب مین یہ التماس
ہی کہ دو باتون کا لحاظ رکھیے ایک یہ کہ تحریف لفظی و معنوی سے دست بردار ہو جیسے
آپکا کوئی استدلال اوسپر ایسا نہین پایا گیا کہ جسکی بنا تحریف پر نہو اور آیندہ بھی ایسا
ہی کچھ نظر آتا ہی دوسرے یہ کہ اس باب مین آپنے تقلید معاصرین اور ارباب سیر کی بہت کی
ہی اور اوس لاف وگذاف پر جو شرح رسالے مین کی ہی مطلقاً عمل نہین کیا ہم روایات
غیر ثابتہ ارباب سیر و تاریخ کو ہرگز نہ مانینگے اور جب آپ اونسے استدلال کرینگے ہم آپ پر
الزام عجز کا دھرینگے اس استدلال مین بحث اسکی تقدم ہی کہ ایا یہ واقعہ بعد صلح حدیبیہ کے

ایام حدیبیہ مین واقع ہوا یا بعد فتح مکہ کے بعد رفع صلح کے اور یہ واقعہ متعلق احکام آیت اذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارھا کے ہی یا متعلق حکم آیہ کریمہ وان جنحوا للسلم فاجنح لھا کی ہی چونکہ دونون صورتون مین احکام جدے جدے ہین قتل و استرقاق و من و فدا متعلق بصورت جنگ و رفع صلح کی ہی اور ایفاے عہود صلح جو کچھ ٹھہرین متعلق صورت مصالحہ کے ہین پس مجتہد کو لازم ہی کہ اول ہر مقام پر دیکھے کہ جو واقعہ پیش آیا متعلق کون سی صورت کے ہی چنانچہ ہمیشہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالی اسکے پابند رہے ہین سو ہم دیکھتے ہین کہ آپنے کسقدر پابندی اوسکی کی ہی یا اہل مذہب مین کمال غفلت کو کام مین لاکر دونون صورتون مین خلط مبحث کر دیا ہی قال خود خدا تعالی نے قرآن مجید مین اسکا ذکر فرمایا ہی وھو الذی کف ایدیھم عنکم وایدیکم عنھم ببطن مکۃ من بعد ان اظفرکم علیھم وہ خدا ہی جسنے روکے ہاتھ کافرون کے تمسے اور تمھارے ہاتھ اونسے مکے کے بیچ مین بعد اسکے کہ فتمند کیا تمکو اونپر اقول اس آیت سے تو استدلال تمام نہین ہو سکتا بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ کچھ قتل و قتال اور مقابلہ کی بھی نوبت نہین پہونچی نہ وے لوگ مسلمانون پر ہاتھ ڈال سکے نہ مسلمانون نے اونکو قتل کیا نہ کچھ لڑائی ہوئی نہ ضرب رقاب ہوا نہ اثخان ہوا اور قید کرنے اور من و فدا اور استرقاق سے یہ آیت ساکت ہی مگر چونکہ یہ آیت سورہ فتح مین ہی اور سورہ فتح قبل از فتح مکہ نازل ہوئی ہی چنانچہ ہم اسکی سند آگے لکھینگے اور اس قصے کا بیان سورہ فتح مین بالفاظ ماضی ہی اسلیے خود آیت سے صاف ظاہر ہی کہ یہ معاملہ زمان حدیبیہ مین واقع ہوا پس یہ آیت حجت ہماری ہی مجتہد عصر پر نہ حجت مجتہد عصر کی ہم پر اور کلام ظفر کے علیہم بھی کسیطرح اسپر دلالت نہین کرتا کہ یہ معاملہ بعد فتح مکہ کے ہوا ہی کیونکہ خود باقرار مجتہد صاحب اور بروایات صحیحہ یہ بات ثابت ہی کہ خاص مجمع غائب جو آیت مین ہین اونھین اسی آدمیون کے طرف راجع ہین جو قبل فتح مکہ اوسکے تھے

اور اونکو اصحاب رسول اللہ صلعم نے پکڑ لیا تھا پس یعنی آیت کے یہ ہین کہ خدا نے روکے ہاتھ اونکے
یعنی اون اسی آدمیون کے تم سے اور تمھارے ہاتھ اونسے یعنی اون اسی آدمیون سے بعد اسکے
کہ غالب کر دیا تمکو اون پر یعنی اون اسی آدمیون پر پس اس سے غلبہ ونھین اسی آدمیون پر ثابت
ہوتا مکہ پر **قال** صحیح مسلم کی حدیث مین بھی اسکا ذکر ہی اور انس رض سے روایت کی ہی ان ثمانین
رجلا من اھل مکۃ ھبطوا علی رسول اللہ صلعم من جبل التنعیم متسلحین یریدون غرۃ
النبی صلعم فلخذھم سلما فاستحیاھم وفی روایۃ فاعتقھم فانزل اللہ تعالی
وھو الذی کف ایدیھم عنکم وایدیکم عنھم ببطن مکۃ من بعد ان اظفرکم
علیھم کہ اسی آدمی مکے والون مین رسول خدا صلعم سے لڑنے کو جبل تنعیم سے اوترے
پھر اونکو پکڑ لیا اسطرح پر کہ اونھون نے اپنے تئین سپرد کر دیا پھر اونکو زندہ رہنے دیا یعنی قتل
نہین کیا اور ایک روایت مین ہی کہ اونکو چھوڑ دیا پس آیت اوتری کہ وہ خدا ہی جسنے آپ
اقول اس استدلال مین بھی مجتہد تحریف لفظی و معنوی سے باز نہین ہے سنیے بیان
تحریف لفظی کا یہ ہی کہ حدیث مین لفظ غرۃ بکسر غین معجمہ و تشدید راے مہملہ ہی من قولھم
غرہ یغرہ غرا و غرورا و غرۃ بالکسر فھو مغرور و غریر اذا اخذہ واطعہ بالباطل
عرب کہتے ہین غرہ غرا و غرورا و غرۃ بالکسر فہو مغرور و غریر جبکہ کسیکو دھوکا دیا اوسکو اور جھوٹی
طمع مین ڈالا اور بمعنی غفلت بھی آتا ہی لبید عامری کہتے ہین **شعر** صادفن منھا غرۃ
فاصبنھا ۔ ان المنایا لا تطیش سھامھا ۔ صاحب قاموس لکھتے ہین الغار الغافل و اغتر
غفل و لا سم الغرۃ بالکسر ایعنی غار کے معنی ہین غافل اغتر کے معنی ہین غافل ہوا
اور اسم غرۃ بالکسر ہی جوہری لکھتے ہین الغرۃ الغفلۃ والغار الغافل غرۃ کے معنی ہین غفلت
غار کے معنی ہین غافل پس معنی حدیث کے یہ ہین کہ اسی آدمی اہل مکے سے آئے رسول اللہ صلعم
پر پہاڑ سے کہ تھیار بند ارادہ کرتے تھے دھوکا دینا نبی صلعم کا یا یہ معنی ہین کہ ارادہ کرتے تھے
غفلت پیغمبر صلعم کا یعنی غفلت کی تاک مین تھے لڑائی کا ان کلمات مین اصلا تذکرہ نہین

مجتہد دہر نے اول تو لفظ غزۃ کو تحریف فرماکر لفظ غرۃ بزاے معجمہ اوسکی جگہہ داخل فرمایا
بعد ازان بسبب واقفی کے علم لغات کے یہ خیال شیخ چلی کا سا دل مین جمایا کہ یہ لفظ غزا
العدو یغزو غزوا و غزوانا و غزاوۃ فھو غاز سے ہی کہ جسکے معنی ہین جانا دشمن
پر اوسکی لڑائی اور لوٹنے کو لیکن اگر علم تصریف مین کچھہ بھی دخل ہوتا تو معلوم فرماتے کہ غزو
مضاعف ہی اور غزا غیر مضاعف جسکے معنی تر جمے مین رقم فرمائے ہین ناقص ہی یہ دونون ایک
مادے سے کیونکر ہو سکتے ہین سبحان اللہ یا ین اتعداد و دعوی اجتہاد بیان تحریف معنوی
کا یہ ہی کہ سلما کے معنی لکھے ہین اوسمون نے اپنے تئین سپرد کر دیا حال آنکہ معنی صاف غلط ہین
یہان لفظ سلم مین تین روایتین ہین سلما بفتح سین و سکون لام و کسر سین و سکون لام ان دونون
کے معنی ہین صلح زمخشری لکھتے ہین والسلم بکسر السین وفتحھا لتانیث نقیضھا
وھی الحرب السلم تاخذ منھا ما رضیت بہ والحرب تکفیک من انفاسھا
جوع ۔ انتھے ابو الطیب کہتا ہی شعر فالسلم اکسر من جناحی مالہ ۔ بنوا الدما بحیث لا ھما
قال تعالی فان جنحوا للسلم فاجنح لھا تیسری روایت ہی کہ سلم بفتحتین اسکے معنی ہین
انقیاد صاحب قاموس لکھتے ہین السلم بالتحریک الاستسلام بحث پنجم باب پنجم صفحہ ۱۳۴
پر آیت تا قولوا الیکم السلم الآیہ مجتہد صاحب نے نقل کی ہی وہان خود ترجمہ سلم کا بلفظ صلح
کیا ہی نہ بلفظ سپرد کر دینے کے معلوم نہین کہ یہان اوسکے برخلاف کیون ترجمہ کرتے
ہین غرضکہ تینون روایت پر اوسکے معنی سپرد کر دینے کے ہرگز نہین پس مجتہد عصر نے
جو اپنے دل سے یہ غلط معنی خلاف لغت کے گھڑے ہین صاف تحریف معنوی ہی پس
معنی حدیث کے بموجب دونون روایتون پہلی کے یہ ہین کہ پکڑ لیا اون کو از روے
صلح کے ان دونون روایتون پر لفظ سلما تمیز ہی واسطے رفع ابہام خذ کے کہ ایا اونکو
عنوۃ و قہرا پکڑا تھا یا صلحا اس رفع ابہام کے واسطے لفظ سلما لایا گیا تاکہ یہ متعین
ہو جاوے کہ اونکو صلحا پکڑا تھا عنوۃ و قہرا نہین پکڑا اور روایت تیسری پر بھی

ہوسکتا ہو کہ تمیز ہووے واسطے رفع ابہام اخذ کے کہ آیا پکڑنا اونکا حربًا ہوا تھا یا انقیادًا ہوا
تھا پس اس لفظ سے یہ بات متعین ہوگئی کہ حربًا وعنوۃً اونکو نہین پکڑا تھا بلکہ انقیادًا پکڑا
تھا یا یہ کہ مصدر بمعنی اسم فاعل ہو کر حال واقع ہو یعنی پکڑا اونکو ایسے حال مین کہ وہ
مطیع ومنقاد تھے نہ ایسے حال پر کہ محارب ومقاتل تھے غرضکہ تینون وجہون ظاہر
ہی کہ اون کو ازروے صلح کے پکڑا تھا نہ ازروے جنگ وقتال کے یہان تک
بیان تھا تحریفات مجتہد عصر کا اب ہم اظہار اسکا کرتے ہین کہ یہ معاملہ بعد صلح حدیبیہ
کے ایام حدیبیہ مین واقع ہوا تھا چنانچہ اسپر ہم سند قوی حدیث صحیح مسلم کی نقل کرتے
ہین سلمہ بن اکوع سے روایت ہی قال قدمنا الحدیبیۃ مع رسول اللہ صلعم ونحن
اربع عشرۃ مایۃ وعلیھا خمسون شاۃ لا ترتوی بھا قال فقعد رسول اللہ صلعم علی
جبا الرکیۃ فاما دعا واما بسق فیھا فجاشت فسقینا واستقینا قال ثم ان رسول
اللہ صلعم دعانا للبیعۃ فی اصل الشجرۃ قال فبایعتہ اول الناس ثم بایع وبایع حتی
اذا کان فی وسط من الناس قال بایع یا سلمۃ قال قلت قد بایعتک یا رسول اللہ فی
اول الناس قال وایضا قال ورأنی رسول اللہ صلعم عزلا یعنی لیس معی سلاح قال
فاعطانی رسول اللہ صلعم حجفۃ او درقۃ ثم بایع حتی اذا کان فی اخر الناس قال الا تبایعنی
یا سلمۃ قال قلت قد بایعتک یا رسول اللہ صلعم فی اول الناس وفی اوسط الناس
قال وایضا قال فبایعتہ الثالثۃ ثم قال لی یا سلمۃ این حجفتک او درقتک التی اعطیتک
قال قلت یا رسول اللہ صلعم لقینی عمی عامر عزلا فاعطیتہ ایاھا قال فضحک رسول
اللہ صلعم وقال انک کالذی قال الاول اللھم ابغنی حبیبا ھو احب الی من نفسی ثم
ان المشرکین راسلونا الصلح حتی مشی بعضنا فی بعض واصطلحنا قال وکنت تبیعا
لطلحۃ بن عبید اللہ اسقی فرسہ واحسہ واخدمہ واکل من طعامہ وترکت اھلی و
مالی مھاجرا الی اللہ تعالی ورسولہ قال فلما اصطلحنا نحن واھل مکۃ واختلط بعضنا

بعضِ آبیتُ شجرۃً فلحست شوکھا فاضطجعت فی اصلھا قال فاتانی اربعۃ من المشرکین
من اھل مکۃ فجعلوا یقعون فی رسول اللہ صلعم فابغضتھم فتحولت الی شجرۃ اخری وعلقوا
سلاحھم واضطجعوا فبینا ھم کذلک اذ نادی منادٍ من اسفل الوادی یا للمھاجرین
قتل ابن زنیم قال فاخترطت سیفی شرشددت علی اولئک الاربعۃ وھم رقود
فاخذت سلاحھم فجعلتہ ضغثا فی یدی قال ثم قلت والذی کرم وجہ محمد لا یرفع
احدٌ منکم راسہ الا ضربت الذی فیہ عیناہ قال ثم جئت بھم اسوقھم الی رسول
اللہ صلعم قال وجاء عمی عامر رضی اللہ عنہ برجلٍ من العمالیق یقال لہ مکرز یقودہ
الی رسول اللہ صلعم علی فرس مجفف فی سبعین من المشرکین فنظر الیھم رسول اللہ
صلعم فقال دعوھم یکن لھم بدؤ الفجور وثنا فعفی عنھم رسول اللہ صلعم وا
انزل اللہ وھو الذی کف ایدیھم عنکم وایدیکم عنھم ببطن مکۃ من بعد ان
اظفرکم علیھم الآیۃ کلھا قال ثم خرجنا راجعین الی المدینۃ الحدیث کہا سلمہ بن الاکوع
نے کہ پہونچے ہم حدیبیہ مین ساتھہ رسول اللہ صلعم کے اور ہم چودہ سو ۱۴۰۰ تھے اور چاہ حدیبیہ
پہ پچاس ۵۰ بکریان تھین نہین سیراب کرسکتا تھا وہ کنوان اونکو پس بیٹھے پیغمبر صلعم کنارہ
کنوین پر پھر یاد عا کی یا تھوکا اوس کنوئین مین پھر پُر آب ہوگیا وہ کنوان پھر پانی بلایا
اور بھر لیا ہمنے پھر بُلایا ہمکو رسول اللہ صلعم نے واسطے بیعت کے اوس درخت کی جڑ
مین کہا سلمہ نے کہ بیعت کی مینے اونسے اول آدمیون مین پھر بیعت کی اور بیعت کی بعض
اور آدمی بیعت کرتے رہے یہان تک کہ پہونچا درمیان آدمیون کا یعنی نصف یا اوسکے
نصف کے کہا پیغمبر صلعم نے بیعت کر تو اے سلمہ کہا سلمہ نے کہ کہا مینے تحقیق بیعت کرچکا
ہون مین تمسے اے رسول اللہ صلعم اول آدمیون مین فرمایا پیغمبر صلعم نے اور پھر بھی کہا سلمہ
نے اور دیکھا مجکو پیغمبر صلعم نے خالی یعنی نہ تھا میرے پاس کوئی ہتھیار پس دی مجکو رسول
اللہ صلعم نے مجفہ یا درقہ مجفہ اور درقہ اوس ڈھال کو کہتے ہین جسمین لکڑی اور چمڑا ہو

شمار اوی ہو کہ سلمہ نے لفظ تحفہ کہا یا لفظ ورقہ معنی دونون کے ایک ہی ہین پھر بیعت کرنے
لگے یہان تک کہ جب پہونچے آخر الناس فرمایا کیا تو نہین بیعت کرتا مجھسے اوسکو سلمہ نے
کہا مینے تحقیق بیعت کی مینے تمسے ای رسول اللہ صلعم اول الناس اور اوسط الناس مین
فرمایا کہ اور پھر بھی کہا سلمہ نے پھر بیعت کی مینے اونسے تیسری مرتبہ پھر کہا مجھسے ای سلمہ کہان ہے
تیری ڈھال جو مینے تجھے دی تھی کہا سلمہ نے مینے کہا ای رسول اللہ صلعم ملا مجھسے میرا
چچا عامر خالی ہاتھون پس بیدی مینے اوسکو وہ ڈھال کہا سلمہ نے پس ہنسے رسول اللہ
صلعم اور فرمایا کہ تو مانند اوسکے ہی جسنے کہا اول ای خدا مددگاری کر تو میری ایک دوست
سے کہ وہ پیارا ہو مجھکو میری ذات سے پھر مشرکین نے پیغام صلح کا کیا ہمسے یہان تک کہ ہمانے
لگے بعضے ہمارے اونکے بعضون مین اور صلح کر لی ہمنے کہا سلمہ نے اور تھا مین تابع
طلحہ بن عبید اللہ کا اوسکے گھوڑے کو پانی پلایا کرتا تھا اور کھریرہ کیا کرتا تھا اوسکا اور
خدمت کیا کرتا تھا اوسکی اور کھانا تھا طلحہ کے کھانے مین سے اور چھوڑ آیا تھا اپنے اہل
اور مال کو درحالیکہ ہجرت کرنے والا تھا مین پس سوے خدا و رسول اللہ صلعم کے کہا سلمہ نے
پھر جب صلح کر لی ہمنے اور اہل مکہ نے اور ملنے لگے باہم آیا مین ایک درخت کے
پاس پس کیری مینے کانٹے اوسکے پھر لیٹ گیا مین اوسکی جڑ مین پھر آئے میرے پاس چار مشرکین
اہل مکہ مین سے پس شروع کیا اونھون نے کہ غیبت کرتے تھے پیغمبر صلعم کی پس دشمن
سمجھا اون کو مینے پھر وہان سے چلا گیا مین ایک اور درخت کے پاس اور لٹکا دیے
اونھون نے ہتھیار اپنے اور لیٹ رہے وہ کہ اس عرصہ مین ناگاہ پکارا ایک پکارنے والا
جنگل کے نیچی طرف سے کہ ای مہاجرین مارا گیا بیٹا زینم کا کہا سلمہ نے پھر کھینچا مینے تلوار
اپنی کو پھر یکبارگی حملہ کیا مینے اون چارون پر اور وہ سوتے تھے پس لے لیے مینے
ہتھیار اونکے پھر کر لیا مینے ہتھیارون کو اپنے قبضے مین کہا سلمہ نے پھر کہا مینے قسم
ہے اوس ذات کی جسنے کرامت بخشی ہے روے محمد صلعم کو نہ اوٹھاویگا کوئی تمسے اپنا سر

مگر کہ ماروں گا اوسکی اوس چیز کو جسمین اوسکی آنکھین ہین پھر ہانک لایا مین اونکو پیغمبر صلعم
کی طرف کہا سلمہ نے اور لایا بچا میرا عامر ایک آدمی کو قبیلہ عیلات سے کہ کہا جاتا تھا اوسکو بکر
لیے آتا تھا اوسکو ایک گھوڑے پر کہ اوسپر عرق گیر تھا اتھا مع ستر آدمیون کے مشرکین مین
سے پس دیکھا اون کی طرف پیغمبر خدا صلعم نے پھر فرمایا کہ جانے دو اونکو تا کہ ہو وے اونھین
کی طرف ابتدا سے فجور یعنی عہد شکنی کے اور عود فجور کا پس معاف کیا اونکو رسول اللہ صلعم نے
اور اوتاری خدا یتعالی نے یہ آیت کہ وہ اللہ وہ ہی ہے جسنے باز رکھے اون کے ہاتھ
اور تمھارے ہاتھ اون سے بطن مکہ مین بعد اسکے کہ فتحمند کر دیا تمکو اونپر تمام آیت
پوری کہا سلمہ نے پھر چلے ہم درحالیکہ رجوع کرنے والے تھے طرف مدینے کے الحدیث
دیکھ لو اس حدیث صحیح سے خوب ثابت ہی کہ یہ قصہ عین حدیبیہ کا بعد وقوع صلح کے ہی
اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ ہنوز اونکی طرف سے کچھ قتال اور پوری پوری عہد شکنی نہین
ہوئی تھی البتہ اونکا ارادہ یہ تھا کہ غفلت دیکھین تو دھوکا دیکر کچھ غارت گری کرین
یا چھاپہ مارین مگر اسکا ظہور کچھ نہین ہوا تھا اسی سبب سے حضرت صلعم نے اونکو چھوڑ دیا
تا کہ ایسا نہو کہ ابتدا عہد شکنی کو حضرت صلعم کی طرف منسوب کیا جاوے اور اسی واسطے
یہ فرمایا کہ جانے دو انکو کہ ابتدا سے عہد شکنی کی انھین کی طرف سے ہووے پس ظاہر ہوا
کہ یہ واقعہ متعلق حکم آیت وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا کے ہی نہ آیت اِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ
فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ کے اور خود حدیث اول مین بھی کلام سلم موجود ہی کہ دلیل قوی اسکی ہی
کہ حالت صلح مین اون کو پکڑا گیا تھا نہ حالت قتال مین لہذا استدلال مجتہد عصر کا اوس سے
غلطی فاش اور سراسر غفلت مجتہد عصر کی اور ناواقفی اون کے طریقون اور شرایط
اجتہاد سے ہی اور مطابق منطوق وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا اور مفہوم فَاِنْ لَّمْ
يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ
کے وے لوگ صلا مستوجب قتل و استرقاق کے تھے بلکہ مستحق اوسی امر کے تھے جو اوسکے

ساتھ کیا گیا **قال** تمام علما اور مفسرین اور اہل سیر اس بات کے قائل ہین کہ یہ لشکر کشی بعد فتح مکہ ہوئی **اقول** سراسر غلط فرماتے ہو سب کا یہ قول نہین بعض نے از راہ خطا اس واقعہ کو بعد واقعۂ فتح مکہ کے سمجھا ہی سو بمقابلے ایسی خبر مستند کے جو ہمنے صحیح مسلم سے نقل کی وہ قول اصلا قبول کے لائق نہین قاضی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر بیضاوی مین اس آیت کی تفسیر مین بعد نقل کرنے قصۂ خروج عکرمہ کے نزول اس آیت کا حدیبیہ مین لکھکر لکھتے ہین وقیل کان ذلک یوم الفتح واستشهد وابان مکة فتحت عنوة وهو ضعیف اذ السورة نزلت قبله اور کہا گیا کہ تھا یہ واقعہ روز فتح مکہ کے اور اس سے استدلال کرتے ہین کہ مکہ قہرا فتح کیا گیا ہی حال آنکہ یہ قول ضعیف ہی کیونکہ سورۂ فتح قبل از فتح مکہ نازل ہوئی ہی صاحب کشاف لکھتے ہین وذلک یوم الفتح وقیل کان ذلک فی غزوة الحدیبیة اور تھا یہ معاملہ بروز فتح مکہ اور کہا گیا کہ تھا یہ حدیبیہ مین تفسیر جلالین مین ہی بِبَطْنِ مَكَّةَ بالحدیبیة مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ فَاَنْ ثمانین منهم طافوا بعسکرکم لیصیبوا منکم فَاُخِذُوا واُوتِيَ بهم الی رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فعفی عنهم وخلی سبیلهم فکان ذلک بسبب الصلح انتہی یہ بات ہی کہ اسی آدمی تمھارے لشکر مین رات کے وقت آئے کہ تمھارے ضرر پہونچانے سے بہرہ مند ہوون پس پکڑے گئے وہ اور لائے گئے پیغمبر صلعم کے پاس پس معاف کیا اونکو پیغمبر صلعم نے اور چھوڑ دیا تھا پس تھا یہ سبب اوس صلح کے یعنی صلح حدیبیہ کے واقدی کتاب المغازی مین نزول اس آیت کا ایام حدیبیہ مین صاف لکھتے ہین اور مفسرین اور علما اور ارباب سیر بھی مطابق انھین کے لکھتے ہین غرض ہماری نقل اقوال مفسرین اور مورخین سے یہ نہین ہی کہ ہم اونکے اقوال سے استدلال کرتے ہین غرض صرف یہ ہی کہ مجتہد عصر نے جو یہ جھوٹی بات لکھی ہی کہ تمام علما اور مفسرین اور اہل سیر اس بات کے قائل ہین کہ یہ لشکر کشی بعد فتح مکہ ہوئی اسکا جھوٹا ہونا ثابت کردین کہ اتفاق سب مفسرین اور مورخین کا اسپر نہین ہی بلکہ اقوال مختلف اس باب مین ہین مگر قول صحیح

اس باب مین وہی ہی جو حدیث مستند سے ثابت ہوا اور مجتہد عصر جو فرماتے ہین کہ یہ لشکر کشی آخر
لشکر کشی یہان کہان ہوئی تھی وہی لوگ بارادہ غارت و تاخت آئے تھے کہ پکڑے گئے
نہ فوج کشی ہوئی نہ لشکر کشی اور ایک اور فوج کشی کا قصہ جو اکثر مورخون اور مفسرون نے
لکھا ہی وہ بھی روز حدیبیہ کے ہی مگر ہمنے اب تک اوسکو کسی کتاب تفسیر مین نہین دیکھا
قال اور خود قرآن مجید کی آیت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہی **اقول** یہ بھی دھوکا مجتہد
دہر کا ہی آیت مین تذکرہ بھی روز فتح کا نہین ہی بطن مکہ البتہ ہی سو اوسکا اطلاق حدیبیہ
پر کہ داخل مکہ قریب آبادی مکہ سے ہی ہوسکتا ہی اور تنعیم مکہ سے تین یا چار میل کے
فاصلہ سے ہی مگر یان آیت ہمارے قول کی تائید کرتی ہی کیونکہ یہ آیت سورہ فتح مین
ہی اور سورہ فتح فتح مکہ سے پیشتر اوتر چکی ہی چنانچہ بخاری کی کتاب التفسیر مین حدیث
مرفوع متصل لکھی ہی اوسکے آخر مین جو بیان نزول سورہ فتح کا ہی وہ ہم نقل کرتے ہین
فقال سهل بن حنيف فلقد رأيتنا يوم الحديبية يعني الصلح الذي كان بين النبي
صلعم والمشركين ولو نرى قتالا لقاتلنا فجاء عمر فقال السنا على الحق وهم على
الباطل اليس قتلانا في الجنة وقتلاهم في النار قال بلى قال فعلام نعطي الدنية
في ديننا ونرجع ولما يحكم الله بيننا فقال يا ابن الخطاب اني رسول الله ولن يضيعني الله تعالى
ابدا فرجع متغيظا فلم يصبر حتى جاء ابا بكر فقال يا ابا بكر السنا على الحق وهم على
الباطل قال يا ابن الخطاب انه رسول الله صلعم ولن يضيعه الله تعالى ابدا فنزلت
سورة الفتح کہا سہل بن حنیف نے قسم ہی کہ دیکھ لیا ہی ہمنے اپنے آپ کو بروز حدیبیہ
یعنی بروز اوس صلح کے جو تھی درمیان پیغمبر صلعم اور مشرکین کے اور اگر ہم دیکھتے لڑائی
تو بیشک لڑتے پھر آئے عمر رض پھر کہا اونھون نے کہ کیا نہین ہین ہم حق پر اور کفار باطل پر
کیا نہین ہین کشتگان ہمارے بہشت مین اور اونکے دوزخ مین فرمایا پیغمبر صلعم نے کہ تم
حق پر ہو اور وہ باطل پر اور تمھارے کشتگان بہشت مین اور اونکے دوزخ مین کہا عمر نے

پھر کیون ہم دیون ضعف و ذلت کو اپنے دین مین اور پھر جاوین اور ہنوز کچھ حکم نہین دیا
اللہ تعالی نے فرمایا پیغمبر صلعم نے ای ابن خطاب مین خدا کا پیغمبر ہون مجکو خدا کبھی ضایع
و خوار نکریگا پس پھر گئے عمر غصے مین پس صبر کیا کہ آئے ابوبکر کے پاس پھر کہا کہ ای ابوبکر
کیا ہم حق پر نہین ہین اور وہ باطل پر کہا ابوبکر نے ای ابن خطاب محمد صلعم خدا کے پیغمبر
ہین اور خدا اونکو خوار نکریگا کبھی پس نازل ہوی سورہ فتح پھر بخاری مین دوسرے
طریق سے سہل بن حنیف رض سے روایت ہی کہ فانا کنا مع رسول اللہ صلعم یوم الحدیبیۃ
ولو نری قتالا لقاتلنا فجاء عمر بن الخطاب فقال یا رسول اللہ صلعم الستا علی الحق وھم
علی باطل قال بلی قال الیس قتلانا فی الجنۃ وقتلاھم فی النار قال بلی قال
ففلم نعطی الدنیۃ فی دیننا ارجع ولم یحکم اللہ بیننا وبینھم فقال یا ابن الخطاب
انی رسول اللہ صلعم ولن یضیعنی اللہ ابدا فانطلق عمر الی ابی بکر فقال لہ مثل ما
قال للنبی صلعم فقال انہ رسول اللہ صلعم ولن یضیعہ اللہ ابدا فانزلت سورۃ الفتح
فقراھا رسول اللہ صلعم علی عمر الی اخرھا قال عمر یا رسول اللہ وفتح ھو قال نعم سہل بن حنیف رض
کہتے ہین کہ ہم تھے ساتھ پیغمبر کے حدیبیہ کے روز اور اگر دیکھتے ہم لڑائی تو لڑتے پھر آئے عمر بن خطاب
پھر کہا اونھون نے ای رسول اللہ صلعم کیا نہین ہین ہم حق پر اور وہ مشرکین باطل پر فرمایا پیغمبر
صلعم نے تم حق پر ہو اور وہ باطل پر پھر کہا عمر نے کیا نہین ہین کشتے ہماری طرف کے
بہشت مین اور کشتے اونکی طرف کے دوزخ مین فرمایا ہان تمھاری طرف کے کشتے
بہشت مین اور اونکی طرف کے کشتے دوزخ مین کہا عمر نے پھر کس بات پر ہم دیون ذلت
اور ضعف کو اپنے دین مین کیا پھر جاوین ہم اور نہین حکم کیا ہی خدا نے ہمارے اور اونکے
درمیان مین پھر فرمایا پیغمبر صلعم نے ای بیٹے خطاب کے تحقیق مین رسول خدا کا ہون اور
ہرگز ذلت ندیگا مجکو خدا کبھی پھر چلے گئے عمر رض پاس ابوبکر رض کے پھر اونسے بھی وہی
کہا جو رسول اللہ صلعم سے کہا تھا پھر کہا ابوبکر رض نے بیشک وہ یعنی محمد صلعم خدا کے پیغمبر

ہین اونکو خدا ذلت اور خواری ندیگا کبھی ایسی نازل ہوئی سورہ فتح پس پڑھا اوسکو پیغمبر
نے عمر رضہ کے سامنے آخر سورہ تک کہا عمر رضہ نے ایا یہ صلح ہماری فتح ہی فرمایا پیغمبر صلعم نے
بیشک فتح ہی اب یہان ایک بات باقی رہی کہ بعضے ناواقف محاورہ عربی سے مانند
مجتہد عصر کے شاید یہ توہم کرین کہ آیت مین کلمہ بطن مکہ واقع ہی اور یہ معاملہ حدیبیہ کا ہی تو
جواب اسکا یہ ہی کہ لفظ بطن سے یہ ضرور نہین ہی کہ بیچ آبادی کا یا آبادی مراد لی جاوے
از روے لغت کے بطن الوادی کے معنی داخل الوادی ہین خواہ درمیان ہو خواہ
کوئی کنارہ ہو جوہری صحاح مین لکھتے ہین کہ بطنت الوادی دخلتہ اور چونکہ حدیبیہ تو میل
آبادی مکہ سے کنارے حرم مکہ پر ہی اور تنعیم چار میل آبادی مکہ سے ہی پس تنعیم اور حدیبیہ
مین جو جنگل اور پہاڑ واقع ہی وہ سب حرم مکہ اور بطن مکہ اور عین مکہ ہی خارج اوس سے نہین
پس اطلاق لفظ بطن مکہ اوس موقع پر بھی بموجب لغت عرب کے ہر آئینہ صحیح ہی چنانچہ قاموس
مین لکھا ہی مکہ اھلکہ ونقصہ ومنہ مکۃ للبلد الحرام والحرم کلہ یعنی اس معنی کے اعتبار
سے بلد حرام اور کل حرم کو مکہ کہتے ہین اور تتبع کلام اہل حجاز سے ثابت ہی کہ وے لوگ
بھی حدیبیہ اور اوسکے نواحی کو بلفظ بطن مکہ تعبیر کیا کرتے تھے چنانچہ انھین ایام
مین جو جناب رسالت مآب صلعم نے مقام حدیبیہ پر فرودگاہ لشکر اسلام سے عثمان بن عفان
کو مکہ کو بھیجا ہی اور عبد اللہ بن عمر رضہ سے یہ معاملہ بخاری اور مسلم مین روایت کیا ہی تو اوسی
عبد اللہ بن عمر رضہ حدیبیہ پر فرودگاہ لشکر کو بلفظ بطن مکہ فرماتے ہین اور کلمات روایت
کے یہ ہین فلو کان احد اعز ببطن مکۃ من عثمان رض لبعثہ فبعث عثمان الی مکۃ
وکانت بیعۃ الرضوان بعد ما ذھب عثمان رض الحدیث یعنی اگر ہوتا کوئی شخص بطن
مکہ (یعنی حدیبیہ فرودگاہ لشکر مین معزز زیادہ عثمان رضہ سے ہر آئینہ بھیجتے پیغمبر صلعم
اوسکو پس بھیجا پیغمبر صلعم نے عثمان کو مکہ کو اور تھی بیعۃ الرضوان بعد جانے عثمان رضہ
کے الی آخر الحدیث علاوہ بران یہ شبہہ تو اوس تقدیر پر بھی وارد ہوتا ہی کہ اس

واقعے کو واقعۂ روز فتح مکہ سمجھا جاوے کیونکہ ایام فتح مکہ مین بھی پیغمبر صلعم نے عین آبادی
مکہ مین قیام نہین فرمایا تھا بلکہ قبل از فتح مکہ مر الظہران مین جو سولھہ میل مکہ کی آبادی سے
ہی خیمہ ہوا تھا چنانچہ یہ بات حدیث بخاری سے جو باب این رکز النبی صلعم الرایۃ یوم
الفتح مین نقل کی ہی ثابت ہی اور بعد فتح مکہ کے خیف کنانہ مین خیمہ ہوا تھا اور مکہ
کے گھرون مین قیام نہین فرمایا چنانچہ بخاری نے اسامہ بن زید سے روایت
کی ہی انہ قال زمن الفتح این تنزل غدا قال النبی صلعم وھل ترک لنا عقیل من
منزل کہا اسامہ نے زمانۂ فتح مین یا رسول اللہ کہان اوتریںگے آپ کل فرمایا پیغمبر
صلعم نے ایا کوئی اوترنے کی جگہہ ہمارے لیے عقیل نے چھوڑی ہی یعنی عقیل بن
ابی طالب نے ہمارے لیے کوئی جگہہ مکہ مین نہین چھوڑی الحدیث دوسری حدیث
ابو ہریرہ رضہ سے روایت کی ہی عن النبی صلعم قال منزلنا ان شاء اللہ تعالی اذا
فتح اللہ عز وجل الخیف حیث تقاسموا علی الکفر پیغمبر صلعم سے روایت کرتے
ہین کہ فرمایا پیغمبر صلعم نے انشاء اللہ تعالی جب خدا ہمکو فتح دیدے تو ٹھہرنے کی جگہہ
ہماری خیف ہی جہان باہم عہد کیا تھا مشرکین نے اوپر کفر کے اور ظاہر ہی کہ خیف
فاصلہ پر آبادی سے تھا کیونکہ خیف منے مین ہی تین میل مکہ سے اور وہ اوسوقت
ایک جنگل تھا چنانچہ قول زہری کا بخاری مین باب اذا اسلم قوم فی دار الحرب لھم
مال وارضون فی لھم مین لکھا ہی والخیف الوادی قاموس مین لکھا ہی الخیف غرۃ
بیضاء فی الجبل الاسود الذی خلف ابی قبیس وبھا یسمی مسجد الخیف اولاھنا
ناحیۃ من منی انتھی خیف سفید تہری ہی جبل اسود مین جو ابو قبیس پہاڑ کے پیچھے ہی
اور اوسی نام سے نام رکھی گئی ہی مسجد خیف یا اسلیے کہ وہ ناحیہ ہی نواحی منی سے پس
واضح ہوا کہ یہ شبہہ نے اصل جیسا واقعہ حدیبیہ پر ہو سکتا ہی ویسا ہی واقعہ فتح مکہ پر
بھی وارد ہوتا ہی ایک اور شبہہ واہی ناواقفون کو یہ ہو سکتا ہی کہ چونکہ سورۂ فتح مین

یہ کلمات ہین اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا اور اس سے ظاہر ہی کہ سورۂ فتح بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی ہی سو یہ شبہہ بھی بیجا ہی کیونکہ احادیث مرقومۂ سابق سے ظاہر ہی کہ وہ فتح معاملۂ حدیبیہ ہی ہی چنانچہ حضرت عمر نے پیغمبر خدا صلعم سے دریافت کیا کہ آیا وہ فتح ہی یعنی یہ معاملۂ حدیبیہ فتح ہی فرمایا پیغمبر صلعم نے ہان فتح ہی اور تفصیل اوسکی کتب تفاسیر مین مرقوم ہی علاوہ براین چند آیت جو اوسی سورہ مین ہین اونسے خود ظاہر ہی کہ یہ سورۃ قبل از فتح مکہ نازل ہوئی ہی صحیحین اور ترمذی مین ہی عن انس قال نزل علی النبی صلعم اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ مرجعہ من الحدیبیۃ فالفتح المبین ھو فتح الحدیبیۃ الحدیث کہا انس نے کہ نازل ہوئی اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وقت پھرنے اونکے کے حدیبیہ سے پس فتح مبین فتح حدیبیہ قال مگر بعض لغو روایتون مین ہی کہ یہ واقعہ حدیبیہ مین قبل فتح مکہ ہوا تھا اقول مجتہد دہر سخت لغو اور از بس یاوہ گو ہین کہ ایسے مستند اور ثابت روایتون کو لغو بتاتے ہین اونکو یہ خیال نہین کہ بات ظہار روایات غیر ثابتہ تواریخ کے کہ وہ بھی مختلف فیہ ہین صحیح مستند روایتون کی تکذیب کرتے ہین دعوی تو ہر جگہہ یہ کرتے جاتے ہین کہ ہم بجز اقوال مستند کے روایات کتب سیر و تواریخ کو نہ مانینگے اور بڑی تشنیع اسپر کرتے ہین کہ کتب تواریخ و سیر مدار مسئلہ شرعیہ کے ہوون مگر ہولے نفسانی یہان تک غالب ہی کہ ہر جگہہ اپنے قول کے برخلاف عمل کرتے ہین اور اونھین کتب غیر معتبرہ سے استدلال فرماتے ہین ع قفاہ علی الاقدام للوجہ لاشئ قال لیکن جب کہ سب لوگ اوس روایت کو مردود جانتے ہین تو اوسپر زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہین اقول کیون اپنی عاقبت خراب کرتے ہو کیون سب لوگون پر افترا برپا کرتے ہو کس نے اس روایت کو مردود جانا ہی اوسکا نام تو لکھو روایات بخاری اور مسلم کو سوائے آپکے کون مسلمان مردود جانے گا

قال دوم اسارے بنی خذیمہ اقول جناب مجتہد دہر خذیمہ بنجای معجمہ بن اب
ناواقفی سے ہر جگہہ اسکو خذیمہ بالخا المعجمہ لکھتے ہین بلکہ خذیمہ بجیم ہی قال فی
القاموس وجذیمۃ کسفینۃ قبیلۃ من عبد القیس قال اس غزوہ کی
جو حدیث بخاری مین ہی اوس کو ہم تو اپنی استنباط کے موافق سمجھتے ہین
اقول غلط سمجھتے ہو قال اور وہ حدیث یہ ہی عن سالم عن ابیہ قال بعث
النبی صلعم خالد بن الولید الی بنی خذیمۃ فدعاھم الی الاسلام فلم
یحسنوان یقولوا اسلمنا فجعل یقولون صبانا صبانا فجعل خالد یقتل ویاسر
ویدفع الی کل رجل منا اسیرہ حتی اذا کان یوم امر خالدا ان یقتل کل رجل
منا اسیرہ فقلت واللہ لا اقتل اسیری ولا یقتل رجل من اصحابی اسیرہ حتی
قدمنا الی النبی صلعم فذکرنا ذلک فرفع النبی صلعم یدیہ فقال اللھم انی ابرء
الیک مما صنع خالد مرتین سالم نے روایت کی ہی کہ اوسکے باپ نے کہا کہ پیغمبر خدا
صلعم نے خالد بن ولید کو لشکر دیکر بنی خذیمہ پر بھیجا خالد نے اونکو کہا کہ تم مسلمان
ہو جاؤ اونھون نے صاف صاف یہ کہنا تو پسند نہ کیا کہ ہم مسلمان ہو گئے بلکہ
یہ کہنے لگے کہ ہم بدمذہب ہو گئے پس خالد نے اونکو قتل کرنا شروع کیا اور
ہر ایک کا قیدی اوسی کے سپرد کر دیا جب دوسرا دن ہوا تو خالد نے حکم دیا
کہ ہر شخص اپنے قیدی کو مار ڈالے پس سالم کے باپ نے کہا کہ خدا کی قسم مین تو اپنا قیدی نہین مارنے کا اور نہ میرے
ساتھیون مین سے کوئی اپنے قیدی کو مارےگا جب کہ ہم رسول خدا صلعم کے پاس لوٹ کر جائینگے تو ہم انکے آگے
باتون کا ذکر کرینگے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھہ اوٹھائے اور دو دفعہ
کہا کہ بارخدایا جو کچھہ خالد نے کیا ہی مین اپنی برات تیرے سامنے اوس سے
ظاہر کرتا ہون اقول جناب مجتہد کیا خاک آپ کا اجتہاد ہی آپ تو
مبتدیون کے برابر بھی نہ نکلے جذیمہ کو خذیمہ ہر جگہہ لکھتے ہو قلم مجھمو ان یقولوا

اسلمنا کے معنی یہ لکھتے ہو کہ اونھون نے صاف صاف یہ کہنا تو پسند نہ کیا کہ
ہم مسلمان ہو گئے حالانکہ ترجمہ یہ اسغلط خلاف لغت کے ہی بلکہ اسکے معنی یہ ہین
کہ نہ جانا اونھون نے یہ کہ کہین لفظ اسلمنا صحاح جوہری مین جیسے وہ لکھتے ہین
وھو یحسن الشئ ای یعلمہ یعنی عرب کہتے ہین کہ ہو یحسن الشئ ای جانتا ہی وہ
اوس شی کو قاموس مین ہی ہو یحسن الشی احسانا ای یعلمہ یعنی معنی یحسن الشی کے جو باب افعال
سے ہی یہ ہین کہ وہ جانتا ہی اوس شی کو پھر صبانا کا ترجمہ یہ کیا کہ ہم بدمذہب ہو گئے
یہ بھی غلط ہی اسکے معنی اس جگہہ مین کہ ہم اپنے دین سے خارج ہو گئے قاموس مین ہی
صبأ کمنع وکرم صباء وصبوء وصبوءۃ خرج عن دین الی اخر صحاح مین ہی صبا
الرجل صبوء اذا خرج من دین الی دین قال ابو عبیدۃ صبا من دینا الی دین اخر
کما تصبأ البحوم ای تخرج من مطالعہا پھر الفاظ حدیث یہ ہین حتی اذا کان یوم امر
خالد یعنی جب دو وقت ہو یعنی جبکہ وقت قتل اسیران آپہونچا تو حکم دیا خالد نے
آخر آپنے درمیان یوم وامر کے ایک لفظ آخر اور بڑھا دیا ظاہر امشکوۃ مطبع احمدی
مطبوعہ ۱۲۶۷ھ مین جو اس مقام پر جگہہ خالی ہی آپنے یہ سمجھا کہ یہان کچھہ لفظ رہگیا ہی پس
آپنے اپنی طبیعت موزون سے لفظ آخر اوس جگہہ گھڑ کر لکھدیا پھر بجای بعلوا یقولون
کے جعل یقولون لکھدیا یہ بھی نہ سمجھے کہ جعل صیغہ واحد ہی اور یہان ضمیر جمع کی فعل مین
چاہیے پھر باوجودیکہ اصل حدیث مین لفظ یدہ بلفظ مفرد لکھا ہی ترجمہ اوسکا بلفظ تثنیہ
لکھا کہ ہاتھہ اوٹھائے قال ہمارے مخالف تو اس حدیث سے یہ استدلال کرینگے
کہ اس غزوہ مین جو بعد فتح مکہ ہوا خالد نے قیدیون کو قتل کیا اور اونکے قتل کا
حکم دیا پس معلوم ہوتا ہی کہ آیت من وفدا منسوخ ہو چکی تھی یا اوس سے حصر مقصود
نتھا اقول البتہ ہم اس حدیث سے برنبا آپ کے اقرار کے استدلال کرتے
ہین کیونکہ آپ اس جگہہ اقرار کرتے ہین کہ بہت سے اصحاب جو خالد کے ساتھہ تھے

وہ نزول آیت من وفدا سے واقف تھے پس ہماری حجت آپ پر تمام ہو گئی یعنی
باوجود واقفیت کے آیت من وفدا سے نہ اونھون نے قیدیون کو احسان رکھکر
چھوڑا نہ فدیہ لیکر بلکہ اونکو پکڑ لائے بڑا تعجب یہ ہی کہ آپنے یہ باب ششم اس مدعا کے
اثبات کے واسطے بتایا ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے بعد فتح مکہ کے کسی قیدی کو
لونڈی غلام نہ بنایا اور سبیل ۱ اپنے مدعا پر لائے ہین فرمائیے کہ اس حدیث
سے کیا مدعا آپ کا ثابت ہوا خالد بن ولید نے جو سبب غور نہ کرنے کے
اونکے الفاظ پر اور سبب نہ تحقیق کرنے اونکے مدعا سے دلی کے ایک یہ
غلطی کی کہ بعض کو قتل کیا دوسری غلطی کی کہ اونکو قید کر لیا اور یہ بات خلاف
مرضی جناب پیغمبر صلعم کے وقوع مین آئی اسلیے دو مرتبہ جناب پیغمبر صلعم نے اونکے
ان دونون فعلون سے تبرہ کیا آپ کا اس سے کیا مدعا ثابت ہوا عبث آپنے
اس واقعہ کا بیان لکھکر اپنی ناواقفی علوم عربیہ اور زبان عربی سے اعلان کرائی
اور ہماری اوقات گنوائی اور کچھ مدعا آپکا حاصل نہوا قال مگر یہ دلیل دو وجہ سے
غلط ہی اول تو خالد کا فعل ناسخ آیت قرآنی نہین ہو سکتا اقول استدلال
علماے حنفیہ کا یہ ہی کہ آیت من وفدا آیات سورہ براۃ وغیرہا سے جنکا ذکر اوپر ہو چکا
ہی منسوخ ہو گئی ہی اور تائید اوس کی فعل خالد بن الولید سے ظاہر ہی کیونکہ اگر وہ
آیت منسوخ نہوئی ہوتی تو خالد بن الولید اونکو قتل کرتے نہ قید کرتے بلکہ یا فدیہ
لیتے یا احسان رکھتے علماے حنفیہ کا یہ قول ہرگز نہین کہ خالد رض کا فعل ناسخ آیت
ہو گیا پس جواب مجتہد دہر کا واسطے رد استدلال علماے حنفیہ کے کافی نہین اور
استدلال علماے شافعیہ کا یہ ہی کہ آیت متلوہ کے کلمات سے حصر صلا نہین سمجھا جاتا ورنہ
خالد بن الولید کہ اوسی قوم سے تھے کہ جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہی زنہار ایسا

نکرتے سو مجتہد دہر کی وجہ اول مین اونکے استدلال سے کچھ تعرض نہین قال
دوسری اور بہت سے صحابون کا جو خالد کے ساتھ تھے قیدیون کے قتل سے
انکار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ آیت من وفدا سے واقف تھے اقول اس
بیان سے تو استدلال مین کچھ بھی خلل واقع نہین ہوتا بلکہ موید استدلال ہے کہ باوجود یکہ
بقول مجتہد عصر کے بھی اکثر صحابہ آیت من وفدا سے واقف تھے پھر بھی اونھون نے
نہ کسیکو احسان رکھکر چھوڑا نہ فدیہ لیکر چھوڑا اور قتل سے انکار کرنا بعض اصحاب کا مستلزم
وجوب من وفدا کا نہین بلکہ ظاہر یہ بات ہے کہ خالد بن الولید نے لفظ صبانا کے
مراد کو تحقیق نہ کیا اور اجرائے حکم قتل مین بلا تحقیق عجلت کی اور سپاہ اور صحابہ نے
انکار کیا اور قتل کے مانع ہوے اور ممکن ہے کہ انکار قتل اس سبب سے ہو کہ قتل اونکا
واجب نہین استرقاق بھی جائز ہے قال اور کیا عجب ہے کہ اسوقت حضرت خالد
واقف نہوے ہون اسلیے کہ ابھی آیت قتال کو نازل ہوئی صرف کئی دن ہوے
تھے اور خالد بن الولید اون دنون مین لڑائیون مین مصروف تھے اقول واقف
ہونا اور صحابہ رضہ کا اور نہ واقف ہونا خالد بن الولید رضہ کا آیت متلوہ سے نہایت
مستبعد ہے کیونکہ ایام فتح مکہ مین یعنی جن ایام مین کہ مجتہد دہر نزول آیت کے مدعی
ہین خالد بن الولید رضہ ہمراہ پیغمبر صلعم کے تھے اور لڑائی پر نہین بھیجے گئے تھے
چنانچہ بخاری مین جو حدیث این رکز النبی صلعم الرایۃ یوم الفتح مین روایت کی ہے
اوسمین یہ کلمات واقع ہین وامر رسول اللہ صلعم خالد بن الولید ان یدخل
من اعلی مکۃ من کداء اور جس لڑائی مین یعنی غزوۂ فتح مین خالد بن الولید مصروف
تھے اوس لڑائی مین عبد اللہ بن عمر بھی جنھون نے انکار قتل اسرا بنی جذیمہ کا کیا تھا
مصروف تھے اور ہمراہ پیغمبر صلعم کے مکہ مین داخل ہوے تھے پھر یہ امر بھی احادیث
بخاری و مسلم وغیرہما سے ثابت ہے قال یہ سمجھنا چاہیے کہ جن لوگون نے قید یہ

قتل سے انکار کیا اونکو صبانا کے لفظ سے اس بات کا شبہہ ہوا تھا کہ وہ مسلمان ہوگئے
تھے کیونکہ اگر وہ اونکو مسلمان سمجھتے تو قید ہی کا حکم کرتے اقول دلیل مجتہد دہر
کی اوسکے مدعا کے مطابق نہین بنا سے اسیری اوپر اشتباہ کے ہے اور دلیل منجی
ہے اوپر یقین اسلام کے درحقیقت اگر وہ اونکو مسلمان سمجھتے اور اونکے اسلام پر یقین
کر لیتے تو زنہار اونکو قید نہ کرتے مگر چونکہ لفظ صبانا افادہ اسلام مین مجمل تھا لہذا
اونکو قید کر لیا اور اسی اجمال اور شبہات کے سبب سے خالد بن الولید رضی نے جو اون کے
قتل مین جلدی کی اوسکے مانع ہوئے اور اونکے باب مین رسول اللہ صلعم کے پاس
پہونچنے تک اجرائے حکم کو ملتوی رکھا قال غرضکہ یہ واقعہ اس وجہ سے کہ خلاف
مرضی رسول اللہ صلعم کے ہوا اور آنحضرت صلعم نے اپنی ناراضی اس سے ظاہر کی ہماری
استنباط کا مثبت اور معاون ہے اور ہمارے مخالفون کے مفید نہین اقول
ہم بھی کہتے ہین کہ خالد بن الولید رضی سے جو فعل وقوع مین آیا وہ خلاف مرضی پیغمبر
صلعم کے تھا مگر ہمارے اور مجتہد دہر کے درمیان مین یہ بحث ہے کہ امور غیر مرضیہ
کیا تھے مجتہد دہر اس حدیث سے مستدل ہین اور ہم مجیب ہین فرض کرو کہ یہ حدیث
ہمارے مفید نہین مگر ہمارے مفید نہونا مستلزم اسکا نہین کہ مجتہد دہر کے مفید ہو
کیونکہ حدیث مین تو کچھ تصریح وجوب من وفدا کی نہین اور احتمالات مفید مجتہد مستدل
اور مفید ہمارے برابر ہین بلکہ احتمالات مفید ہماری نسبت احتمالات مفید مجتہد دہر کے
زیادہ تر قوی ہین پس جبتک کہ وہ احتمالات جو ہمارے مفید ہین مجتہد دہر اونکو قطع
نہ کرینگے استدلال اونکا صحیح نہین ہو سکتا قال سوم اسکی ہوا زن اقول بحکم
آنکہ الضرورۃ تتبث بقدر الحاجۃ آپنے اس قصہ مین زیادہ تر کتب سیر سے استدلال
کیا ہے کہ استنباط مسائل فقہیہ مین آجتک کسی مجتہد نے اونپر توجہ نہین کی اور نہ وہ
اس لائق ہین کہ استنباط مسائل فقہیہ مین اونپر ایک ذرہ بھی اعتبار کیا جاوے

بڑا تعجب ہی کہ آپنے چند ایسی کتابین حدیث کی کہ جنمین ضعیف وصحیح حدیثین مخلوط ہین ساقط الاعتبار ٹھہرائی ہین اور کتب سیر سے کہ جنکی حکایات وروایات کا ٹھکانا نہ سلسلہ رواۃ کا صاحب وحی صلعم تک پہونچنا ہی نہ راویون کا نام معلوم ہی استدلال فرماتے ہو صلت علے الاسد ویلک عن الشاۃ خوب سمجھہ لیجیے کہ مین ایک ذرہ بھی سیرت ہشامی اور سیرت محمدی کی طرف متوجہ نہونگا اور جسقدر کہ آپنے اونکی بنا پر کچھہ لکھا ہوگا اوسکو سراسر لغو اور بے بنیاد سمجھہ کر اوس سے کچھہ بھی تعرض نکرونگا یہی وہان تھا جس سے آپنے شروع رسالے مین بہت لاف وگذاف کی باتین نکالی تھین بسجان اللہ گر سے تو ایسے گرے یا باین شور اشوری یا باین مذے نمکی + مصرعہ ہر خرقہ تو اینہمہ داغ شراب چیست اور آیندہ بھی آپ اسکا لحاظ رکھین کہ بمقابلہ مسلمانون کے کتب سیر وتواریخ سے استدلال نہ کیا کرین ورنہ مطلقاً جواب نہ دیا جاویگا قال بخاری مین اسی واقعے کی بابت یہ حدیث ہی ان رسول اللہ صلعم قام حین جاءہ + وفد ھوازن مسلمین فسالوہ + ان یرد الیھم اموالھم وسبیھم فقال لھم رسول اللہ صلعم معی من ترون واحب الحدیث الی اصدقہ فاختاروا احدی الطائفتین اما السبی واما المال وقد کنت استانیت بکم وکان انظرھم رسول اللہ صلعم بضع عشر لیلۃ حین قفل من الطائف فلما تبین لھم ان رسول اللہ صلعم غیر راد الیھم الا احدی الطائفتین قالوا فانا نختار سبینا فقام رسول اللہ صلعم فی المسلمین فاثنی علے اللہ بما ھو اھلہ ثم قال اما بعد فان اخوانکم قد جاءونا تائبین وانی قد رائیت ان ارد الیھم سبیھم فمن احب منکم ان یطیب ذلک فلیفعل ذلک ومن احب منکم ان یکون علے حظہ حتی نعطیہ ایاہ من اول ما یفیئ اللہ علینا فلیفعل فقال الناس قد طیبنا ذلک یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلعم انا لا ندری من اذن منکم فی ذلک ممن لم یاذن فارجعوا حتی یرفع الینا عرفاءکم امرکم

فرجع الناس فکلمهم عرفاءهم ثم رجعوا الی رسول الله صلعم فاخبروه انهم قد
طیبوا واذنوا هذا الذی بلغنی عن سبی هوازن جب ہوازن کے لوگ مسلمان ہوکر
آئے اور رسول خدا صلعم سے سوال کیا کہ اونکا مال اور اونکے قیدی اونکو پھیر دیجاوین تو رسول
خدا صلعم کھڑے ہوئے اور اونسے فرمایا کہ میں پسند کرتا ہون جو تم چاہتے ہو مگر ٹھیک بات کہدینی مجھے
پسند ہے تم دونون مین سے ایک چیز اختیار کرلو یا تو قیدی ہی لیلو یا مال ہی لیلو مین بیشک تمسے الس
رکھتا ہون رسول خدا صلعم نے طائف سے پھرکر دس سے بھی زیادہ رات تک اون لوگون کے
آنیکا انتظار کیا تھا غرضکہ جب اون لوگون کو معلوم ہوگیا کہ رسول خدا صلعم دونون چیزین
نہین پھیرینگے بلکہ اونمین سے ایک دینگے تو اونھون نے کہا کہ ہم قیدیون کو چاہتے ہین پس
رسول خدا صلعم مسلمانون کے بیچ مین کھڑے ہوئے اور خدا کی تعریف کی جسکا وہ مستحق ہے پھر
خدا کی تعریف کے بعد فرمایا کہ یہ تمھارے بھائی توبہ کرکر آئے ہین اور مین چاہتا ہون کہ
اونکے قیدی اونکو پھیر دون پس جس کسیکو یہ بات اچھی لگے وہ کرے اور جو شخص چاہے
کہ اپنا حصہ نچھوڑے تو وہ ویسا کرے یہان تک کہ دیا جاویگا اوسکا حق اوس مال سے جو سب سے
اول خدا ہمکو دیگا لوگون نے عرض کیا کہ ہم آپ ہی کی بات کو پسند کرتے ہین رسول خدا
صلعم نے فرمایا کہ ہم نہین جانتے کہ کس نے تم مین سے ایک ت کی اجازت دی اور کس نے نہین دی تم جاؤ تاکہ
تمھارے ملکیا یہ بات آنکر کہین سب لوگ گئے اور اپنے اپنے سرگروہون سے کہا پھر وہ لوگ رسول
خدا صلعم پاس آئے اور اطلاع کی کہ سب لوگ پسند کرتے ہین اور اجازت دیتے ہین قصہ
ہوازن کا ہی جسکی اطلاع ہمکو ہوئی ہی **اقول** حیف ہی کہ جو شخص دین مین تمیز نکر سکے اتنی بات
کو اَنَسُ یَاْنَسُ رَدَّ یَرُدُّ رَدًّا فھو رادٌّ کو رَدَّ یَرُدُّ رَدًّا فھو مردودٌ سمجھے الی غیر ذلک وہ مدعی
اجتہاد فی الدین ہووے اور مجتہدین عظام پر زبان طعن دراز کرے فرمایئے جناب معلے
القاب فرید عصر مجتہد دہر آپنے یہ ترجمہ (کہ مین پسند کرتا ہون جو تم جانتے ہو) کس چیز
کا کیا ہی آپ کو یہ ترجمہ لکھتے وقت کچھ بھی خدا کا خوف آیا اور وہ حدیث بھی یاد آئی کہ من

کذب علیّ متعمدا فلیتبوّء مقعدہ من النار جسنے جھوٹھ بولا مجھپر عمدًا تو چاہیئے کہ میا
کرلے اپنی جگہہ دوزخ مین انصاف سے کہو کہ معنی من ترون کا یہی ترجمہ ہی جو آپنے لکھا ہی جب
آپ احادیث نبوی کے معانی بھی نہین سمجھ سکتے تو کیون بولا ہوسی مین پڑکر مجتہد بنے ہو سنیے
معنی معی من ترون کے معی ظرف ہی اور علی اختلاف النحاۃ بتاویل جملہ فعلیہ یا اسمیہ کے
خبر مقدم ہی من موصول ہی ترون فعل صلہ ہی ضمیر عائد محذوف ہی جیسا کہ اکثر ہوتا ہی کما قالوا
وقد یحذف العائد لقیام قرینۃ پس تقدیر کلام یہ ہی کہ معی من ترونہم ترون رویت
بصر سے ہی نہ رویت قلبی رایت رایا کیونکہ رویت قلب متعدی الی مفعولین ہوتا ہی اور رایت
رایا کا یہان موقع نہین اور نہ کچھہ معنی صحیح ہوسکتے ہین من مخصوص ہی واسطے ذوی العقول کے
قال الجوہری ومن اسم لمن یصلح ان یخاطب وھو بہم غیر متمکن وھو فی اللفظ واحد و
یکون فی معنی الجماعۃ یعنی من اسم ہی واسطے اوسکے جو صلاحیت خطاب کی رکھتا ہی اور
مبہم غیر متمکن ہی اور لفظ مین واحد ہی اور ہوتا ہی معنی جمع مین پس ترجمہ صحیح اس جملے کا یہ ہی
کہ میرے ساتھہ وہ لوگ ہین کہ جنکو تم دیکھتے ہو مراد اس سے یہ ہی کہ مین تمھارے سوال کے پورا کرنے
مین بالانفراد اختیار نہین رکھتا بلکہ میرے ساتھہ تو یہ جماعت ہی کہ جنکو تم دیکھتے ہو یعنی
بالاستصوابی اس جماعت کے تمھارے سوال کے پورا کردینے مین معذور ہون سو مجھسے ایک
بات پکی سچی کہدو پھر آپنے یہ رد الیہم اموالہم وبہم کا ترجمہ کیا ہی کہ پھیر دیے جاوین آخر یہی
غلط ہی یہ رد فعل معروف ہی اور اموال اور ہم ضمیر مفعول اور ضمیر فاعل مستتر راجع طرف رسول اللہ صلعم
کے ہی صحیح ترجمہ یہ ہی کہ پھیر دین رسول اللہ صلعم اونکو اونکا مال اور بسبب پھیرو قد کنت استانیت بکم کا
ترجمہ جو یہ کیا کہ مین بیشک تمسے اُنس رکھتا ہون اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ جناب مجتہد عصر ہنوز
علم تصریف سے بھی واقف ہین یہ بھی نہین سمجھتے کہ استانیت استفعلت الی یا فی سے ہی اور
ناقص ہی انس یا نس سے جو صحیح اللام مہموز الفا رہی کسطرح ہوسکتا ہی (ان ی) و (ان س)
کیونکر ایک ہوسکتے ہین جناب مجتہد صاحب آپ تو مدعی اجتہاد ہین اسکے لیے کمال مداخلت

عربیت مین درکار ہوا اسقدر آپکی غلطی کو توہم مبتدی بھی سمجھتے ہین تعجب ہی کہ آپ باوجود ادعای
اجتہاد ایسی غلطی فاش مین اب تک بڑے رہے جب یہ حال ہی تو آپ کیا خاک اجتہاد کر سکتے
ہین آپ اپنا کام کیجیے یہ کام آپکا نہین ہی اسکام کے لیے بہت علم اور عقل درکار ہی شعر نہ ہر کہ
چہرہ برافروخت دلبری داند ۔ نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند ۔ نہ ہر کہ طرف کلہ کج نہاد و تند
نشست ۔ کلاہ داری و آئین سروری داند ۔ اب سنیے معنی استدنت بکم کے جوہری سے
وہ کہتے ہین استانی بہ ای انتظر یقال استانی بحق ۔ معنی استانی بہ کے ہین انتظار
کیا اوسکا کہا جاتا ہی استانی بہ حولا یعنی انتظار کیا اوسکا برس روز دیکھو یہان بھی یہی الفاظ
ہین کہ استانیت بکم یعنی مینے انتظار کیا تمھارا اور بڑا تعجب ہی کہ مالکت کے کلمے مین ارادہ
ماضی پر بڑا غلبہ اور زور شور تھا اور یہان باوجودیکہ لفظ قد جو فائدہ یعنی تقریب دیتا ہی اور کلمہ کنت کے
داخل ہوا اور احتمال بھی ارادہ حال و استقبال کا باقی نرہا اوسکو آپنے بمعنی حال ترجمہ کیا اپنے
پچھلے قاعدے کے موافق یہان بھی یہ فرمایا ہوتا کہ مین انس رکھتا تھا تمسے یہان یہ کیون فرمایا کہ
انس رکھتا ہون پھر آپنے بضع عشرۃ لیلۃ کا ترجمہ یہ کیا ہی کہ دس سے بھی زیادہ رات تک یہ بھی غلط
صریح اور لفظ بھی تو نہایت ہی غلط اور محل ہی بضع کے معنی زیادہ بھی نہین ہی جیسا کہ آپ
ناواقفی کی راہ سے سمجھ رہے ہین زمخشری رحمہ اللہ علیہ اصمعی سے نقل کرتے ہین البضع
مابین الثلث الی العشرۃ جوہری لکھتے ہین و بضع من العدد بکسر الباء و بعض العرب
یفتحها و هو مابین الثلث الی التسع پس صحیح ترجمہ یہ ہی کہ انتظار کیا تھا اوسکا پیغمبر صاحب نے
مابین تیرہ اور اونیس راتون کے لفظ عرفاء جو حدیث مین ہی میرے نزدیک جمع عریف بمعنی
دانا اور عالم امور ہی جیسا کہ قول شاعر مین ہی شعر اوکلما وردت عکاظ قبیلۃ ۔ بعثوا الی عریفهم یتوسم ۔ اور ہو سکتا ہی کہ بمعنی نقیب یا رئیس کے ہو ترجمہ حتی یرفعوا الینا
عرفاء کم امر کا بھی آپنے غلط کیا ہی صحیح ترجمہ یہ ہی تا کہ ہو بچاوین ہم تک تمھاری ہوشیار
و دانا یا سردار یا نقیب تمھارا حال کلهم عرفاء هم کا ترجمہ بھی آپنے غلط کیا کلہم فاعل کلم کو مفعول

اور مفعول کو فاعل بنادیا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ کلام کیا اور نسبے عرفا انکے نے یہان تک تقریر بیان تھا
اور غلطیون کا جو مجتہد عصر سے نسبت ناواقفی کی زبان عربی سے ظہور مین آئین اب ہم یہ کہتے
ہین کہ یہ حدیث ہمارے مدعا کی دلیل ہے اور مجتہد عصر کے ابطال دعوی پر بحجت قاطع ہے چند وجہ
اول یہ کہ پیغمبر خدا صلعم نے اونسے بسبیل مانعۃ الجمع کے یہ بات فرمائی کہ اختیار کردیا اموال کو یا
سبایا کو یعنی اگر مال لینا چاہوگے تو سبایا نہ بچاوینگے پس ظاہر ہوا کہ سبایا کا نہ دینا اور استرقاق
اونکا بنص قول پیغمبر صلعم جائز تھا اس سبب سے صاف تحقق ہوا کہ من وفدا واجب نہین اور کچھ ممنوع
نہین کہ من وفدا پر عمل نہو سکے اور یہی ہے مدعا ہمارا اگر وے لوگ بموجب تخییر پیغمبر صلعم کے مال کا
لینا اختیار کرتے تو اس صورت مین بلاشک وشبہ باقتضای مانعۃ الجمع کے استرقاق سبایا کا بموجب
حکم پیغمبر صلعم کے لازم آتا ورنہ وہ حصر کہ جسکا مجتہد صاحب دعوے کرتے ہین صراحۃً باطل ہوجاتا
پس یہ حدیث ہر آئینہ مثبت ہمارے مدعا کی اور مبطل دعوی مجتہد عصر کی ہے نہ برعکس دوسرے یہ کہ اگر
فی الحقیقت چھوڑ دینا سبایا کا بطور احسان یا بعد لینے فدیے کے بغیر کسی شرط کے واجب
ہوتا جیسا کہ مجتہد صاحب دعوی کرتے ہین تو اوسکو مشروط اوپر دست برداری دیگر مال غنیمت
کے کیون کیا جاتا جس حال مین کہ چھوڑ دینا بحکم آیت قرآن کے واجب تھا تو پیغمبر خدا صلعم نے
اوسکو مشروط اسپر کیون کیا کہ اگر مال نہ لوگے تو سبایا بیجاوینگی ورنہ نہین کیا وے تھے برزعم
مجتہد صاحب آیت کے معنی اور فرضیت من وفدا کو نہین سمجھتے تھے کیا صاحب وحی بھی
کو مجتہد صاحب کے برابر نہین سمجھتے تھے جو من وفدا کے وجوب مطلق کو مشروط اوپر دست برداری دیگر
اموال کے فرماتے تھے اور جنکے چھوڑ دینے کا حکم قطعی قرآن مین آچکا تھا اونکو بالجبر روک رہے
تھے العیاذ باللہ تعالی تیسرے یہ کہ جس حالت مین نص قطعی اونکے چھوڑ دینے کی موجود تھی پس استرقاق
صحابہ اس باب مین کیا تھی حکم قطعی تو ہر آئینہ واجب الاجرا ہی خواہ کوئی راضی ہو یا نہو اسقدر مبالغہ
فرمانا پیغمبر صلعم کا اونکی استرضا مین اور جب تک کہ وے خوب تصمیم طلب راضی نہو گئے تب تک نہ چھوڑنا
سبایا کا صاف دلیل اسکی ہے کہ من وفدا کچھ واجب نہین بلکہ اختیاری امر ہے اور ہم اسی جگہ سے

استدلال اسپر کرتے ہین کہ آیت من وفد اسے وجوب من وفد ثابت نہین ہوتا یا یہ کہ وہ منسوخ
ہی اسلیے کہ اگر حکم اوسکا وجوبی ہوتا اور صحابہ مین کسی نے اوسکو ایسا جیسا کہ مجتہد عصر سمجھتے ہین نسمجھا تھا
تو یہ موقع تھا کہ پیغمبر خدا صلعم اوسکا اعلان فرماتے اور اصحاب کو اوس سے اچھی طرح آگاہ کرتے نہ یہ
اسے موقع پر ذکر بھی اون آیت کا زبان پر نہ لاتے جو کہ تھی دلیل یہ کہ اگر من وفد واجب تھا تو اوسکو
روز کے قریب تک اونکو کیون روک رکھا تھا فرائض کہ جنکے واسطے کوئی زمانہ معین نہوا ہے اونکی
تعمیل مین عجلت ہی بہتر اور اولیٰ ہی کا لہذا ین کی شان سے اوسمین اسقدر تاخیر نہایت مستبعد ہی پانچوین
دلیل یہ ہی کہ اگر چھوڑ دینا سبایا کا واجب ہوتا تو حضرت صلعم اونکو تقسیم کیون کر دیتے صحیح مسلم
مین اخیر اس قصہ مین مذکور ہی فلما غنوا رسول اللہ صلعم نزل عن البغلۃ فحوقض قبضۃ من
تراب من الارض فکانت استقبل بہ وجوھھم فقال شاھت الوجوہ فاخلق اللہ منھم انسانا
الا ملأ عینیہ ترابا بتلک القبضۃ فولوا مدبرین فھزمھم اللہ وقسم رسول اللہ صلعم
غنائمھم بین المسلمین جب گرد آگرد ہو گئے کفار ہوازن وغیرہ پیغمبر صلعم کے تو پیغمبر صلعم اوٹھے
خچر سے پھر ایک مٹھی خاک کی زمین سے بھر کر اونکے موہون کی طرف پھینکی پس کہا کہ بگڑ گئے یہ
مونہہ پس نہین مین پیدا کیا تھا خدا نے اونمین سے کسی انسان کو مگر یہ کہ بھر دیا اوسکی آنکھون مین
مٹی کو اس خاک کی مٹھی سے پس وہ کفار پیٹھین پھیر کر پھر گئے پس ہزیمت دیا اونکو اللہ تعالیٰ نے
اور تقسیم کر دیا پیغمبر خدا صلعم نے اونکی غنائم کو درمیان مسلمانون کے دیکھو یہ سب معاملہ وفد
ہوازن سے بیشتر کا ہی چنانچہ سیاق کلام سے واضح ہی اور دلیل قوی اسپر حدیث بخاری
کی ہی کہ جس سے ثابت ہی کہ حضرت عمر رضہ کو دو چھوکریان منجملہ اوس غنیمت کے ملی تھین چنانچہ
الفاظ حدیث یہ ہین اصاب عمر جاریتین من سبی حنین فوضعھما فی بعض بیوت مکۃ
الحدیث پائی تھین عمر رضہ نے دو چھوکریان منجملہ قیدیون حنین کے پس رکھدیا تھا اون کو
بعض گھرون مین مکہ کے ایک اور دلیل اوپر وقوع تقسیم کے قبل از آنے ہوازن کے یہ ہی کہ ابوداؤد
نے بایں الفاظ بعد نقل قصہ مذکور کے روایت کی ہی فقال رسول اللہ صلعم ردوا علیھم نساءھم

وابناء هم الحدیث یعنی پھیر دو انکو اونکے اولاد اور اونکی عورتین اگر سبایا تقسیم ہوکر ہر ایک
کے پاس نہین پہونچ گئین تھین تو پھیر دینے کا جو حکم اونکو دیا گیا اسکے کیا معنی پھیر دینے کی
حدیث سے وقوع تقسیم کا بخوبی عیان ہی کیونکہ اس حدیث مین بھی لفظ ہی کہ من کان علی حظہ اور حظ کے
معنی مین حصہ چنانچہ صراح مین ہی الحظ النصیب اگر واقع مین قسمت نہین ہوئی ہوتی اور
حصہ ہر ایک کا معلوم نہوتا تو یہ لفظ علی حظہ یعنی اپنے حصے پر کسطرح صادق آتا علاوہ ان
جب حصے ہی متعین نہین ہوا تھا اور مقدار اوسکی معلوم نہین تھی تو مبادلہ اوسکے حصے کا
جسکا پیغمبر صلعم وعدہ فرماتے تھے کس بنا پر متعین ہوسکتا تھا علاوہ بران احادیث مفصلہ
ذیل سے ثابت ہی کہ تقسیم غنائم حنین کے بلا حیلولہ کسی اور معاملہ کے واقع ہوئی
اور ہوازن کے آنے کا معاملہ بعد وقوع غزوہ طائف اور رجوع پیغمبر خدا صلعم کے غزوہ مذکور
سے واقع ہوا کہ اس اثنا مین کچھ زیادہ ایک مہینے سے گذر گیا اسلیے کہ چھٹی شوال سنہ ۸
کو غزوۂ حنین واقع ہوا اور آخر شوال سنہ ہجری کو پیغمبر صلعم غزوہ طائف کو تشریف لیگئے
اور مابین تیرہ روز اور دو بیس روز کے وہان قیام فرمایا اور پھر وہان سے رجوع فرمایا اب ہم اون
احادیث کو مختصراً لکھتے ہین جنسے تقسیم غنائم حنین کی بعد ہزیمت کفار ہوازن کے بلا تراخی
ثابت ہوتی ہی بخاری بروایت علی بن عبد اللہ فانھزم المشرکون فاعطی الطلقاء
والمھاجرین ولم یعط الانصار شیئاً ایضاً بروایت محمد بن بشار لما کان یوم حنین
اقبلت ھوازن وغطفان وغیرھم بنعمھم وذراریھم فانھزم المشرکون واصاب
یومئذ غنائم کثیرۃ فقسم فی المھاجرین والطلقاء ولم یعط الانصار شیئاً وکھیہ
یہان حرف فا تعقیب قسم پر داخل ہی جس سے صاف واضح ہی کہ تقسیم غنائم مین تراخی
نہین ہوئی اگر تراخی ہوتی تو حرف تعقیب قسم پر نہوتا بلکہ کلمہ ثم ہوتا پھر ایک اور بڑی
دلیل بروایت بخاری عبد اللہ بن عمر سے یہ ہی کہ ایام حنین مین ہی تقسیم غنائم ہوگئی تھی لما
کان یوم حنین اثر النبی صلعم اناساً اعطی الاقرع بن حابس مائۃ من الابل واعطی عیینۃ مثل

ذلك واعطي انا سئلك الله تکھ لیجیے یہاں سے مشارع نیروز کے ثابت ہوگیا کہ ایام حنین میں تقسیم ہوگئی تھی اور وفد ہوازن بعد غزوۂ طائف کے ہوگیا اون روزون کو بلفظ ایام حنین یا یوم حنین تعبیر نہین کیا جاسکتا غرضکہ ان سب دلائل سے واقع ہوجانا تقسیم سبایا کا جیسا کہ چاہیئے ثابت ہوا اور جب تقسیم کردینا بیغمبر خدا کا سبایا مذکور کو ثابت ہوا تو کچھ شک نہین کہ من و فدا مر وجوبی نہین بلکہ اختیاری ہوا اور یہ بھی محتمل ہوا کہ آیت مذکورہ منسوخ ہو جیسا کہ علماے حنفیہ کہتے ہین مجتہد عصر نے ان امور پر کچھ بحث نہین کی البتہ حضرت عمر رضہ پر کچھ در پردہ طعنہ دینے پر مستعد ہوئے **قال** رسول اللہ صلعم نے کہ یکو کوئی لڑکی بخشی نہین تھی بلکہ خود حضرت عمر رضہ نے گرفتار کیا تھا **اقول** یہ غلط بات ہوا اور محض بناوٹ اور بڑا ہی افترا ہوا العیاذ باللہ من ذلک ۔ حدیث مین لفظ اخذ عمر نہین جو گمان اسکا ہوتا کہ وہ خود پکڑ لائے بلکہ لفظ اصحاب عمر ہوا جس سے صاف ظاہر ہوا کہ اونکو باجازت بیغمبر صلعم کے پوہنچی تھین **قال** اسکی سند کے لیے ہم حدیث بخاری کی اپنے پاس موجود رکھتے ہین **اقول** ہم بھی وہی سند اپنے پاس آپکی تکذیب کے لیے موجود رکھتے ہین اور اہل انصاف اور صاحبان ایمان سے آرزو رکھتے ہین کہ وہ غور فرماوین کہ وہ حدیث ہمارے مدعا کی ثابت ہوا یا مجتہد عصر کی مگر مجتہد عصر نے نقل حدیث مین رعایت دیانت کی جیسا کہ مجتہد وین واجب ہی نہین کی ہم اوس حدیث کو بخاری سے پورا پورا نقل کرتے ہین حدثنا ابو النعمان حدثنا حماد بن زید عن ایوب عن نافع ان عمر بن الخطاب قال یا رسول اللہ صلعم انہ کان علی اعتکاف یوم فی الجاھلیۃ فامرہ ان یفی بہ قال واصاب عمر جاریتین من سبی حنین فوضعھما فی بعض بیوت مکۃ قال ثم من رسول اللہ صلعم علی سبی حنین فجعلوا یسعون فی سکک فقال عمر یا عبد اللہ انظر ما ھذا فقال من رسول اللہ صلعم علی السبی قال اذھب فارسل الجاریتین قال نافع ولو یعلم رسول اللہ صلعم من الجاریۃ ولو اعلم لو یخف علی عبد اللہ وزاد جریر بن حازم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر قال من الخمس ورواہ معمر عن نافع عن ابن عمر فی النذر ولو یقل یوم ۔ تحقیق کہ عمر بن الخطاب رضہ نے کہا

ای رسول اللہ صلعم تحقیق کہ تھا میرے اوپر اعتکاف ایکدن کا زمان جاہلیت مین پس حکم دیا عمر کو پیغمبر صلعم نے کہ پورا کرے اوسکو کہا اور پائی تھین عمر رضہ نے دو چھوکریان منجملہ سبی حنین کے پس رکھدیا تھا اونکو مکہ کے بعض گھرون مین کہا کہ پھر احسان کیا رسول اللہ صلعم نے اوپر سبے حنین کے پھرے پھرتی تھین کوچون مین پس کہا عمر رضہ نے ای عبد اللہ دیکھ تو کیا ماجرا ہے کہا عبد اللہ نے کہ احسان رکھا رسول اللہ صلعم نے اوپر اون سبی کے کہا عمر رضہ نے جا تو پس چھوڑدی اون دونون چھوکریون کو کہا نافع نے اور عمرہ نہین کیا تھا رسول اللہ صلعم نے جعرانہ سے اور اگر عمرہ کرتے تو نہ چھپتا عبد اللہ سے بخاری کہتے ہین اور روایت جریر بن حازم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر مین یہ لفظ اور بھی ہین (قال من الخمس) یعنی بعد لفظ من سبی حنین کے الفاظ من الخمس بھی ہین اور روایت کیا ہے اس حدیث کو معمر نے نافع سے ابن عمر سے باب ہذا مین اور اس روایت مین لفظ یوم یعنی جو بعد اعتکاف روایت سابقہ مین ہے نہین کہا انتہی غور کیجیے کہ روایت جریر بن حازم مین صاف لفظ من الخمس کا موجود ہے جس سے صاف ثابت ہے کہ چھوکریان پیغمبر خدا صلعم نے عمر کو اپنے خمس مین سے دی تھین اور پائی تھین یہ دونون چھوکریان عمر بن خطاب رضہ نے خمس رسول اللہ صلعم مین سے نہ یہ کہ جیسا مجتہد نے اوپر افترا بر پا کیا ہے کہ مے خود بکرد لانے تھے اور روایت جریر بن حازم کی زیادہ تر موثق ہے کیونکہ وہ مرفوع ہے اور حدیث حماد بن زید کی نافع پر موقوف ہے اگرچہ دونون حدیثون مین کچھ تعارض نہین ہے اور دونون مستند ہین پھر بھی حدیث جریر زیادہ تر موثق ہے بھلا غور تو کیجیے ایسے جلیل القدر صحابی کہ تمام عرب و عجم مین بلقب فاروق اور عادل معروف ہین جنکی شان مین رسول اللہ صلعم فرماتے ہین والذی نفسی بیدہ ما لقیک الشیطان سالکا فجا قط الا سلک فجا غیر فجک تقسم ہے اوس ذات کی کہ جی میرا اوسکے ہاتھ مین ہے نہین ملا تجکو شیطان جاتا ہوا کسی گھاٹی مین مگر کہ چلا گیا اور گھاٹی کو تیری گھاٹی کے سوا ایسا شخص غنیمت مین غلول کرے کہ دو چھوکریان پکڑ لاوے اور چھپا کر اپنے پاس رکھ لے اور چونکہ دستور پیغمبر خدا صلعم کا یہ تھا کہ جب پاتے تھے غنیمت کو تو حکم کرتے تھے بلال رضہ کو کہ منادی کرے

کہ جس شخص کے پاس مال غنیمت کا ہو وہ حاضر لاوے کہ اوسکے بموجب سب لوگ جو کچھ غنیمت کا ہوتی تھی حاضر لاتے تھے چنانچہ ابو داؤد عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہین کان رسول اللہ صلعم اذا اصاب غنیمۃ امر بلالا فنادی فی الناس فیجیئون بغنائمھم فیخمسہ ویقسمہ الحدیث تھے پیغمبر خدا صلعم جب پاتے تھے غنیمت تو حکم فرماتے تھے بلال کو کہ وہ منادی کرتے تھے سب لوگون مین پس لے آتے تھے سب لوگ اپنی اپنی غنیمت کو جس سے نکال لیتے تھے پیغمبر خدا صلعم اوسمین سے اور تقسیم فرما دیتے تھے اوسکو الحدیث بڑا تعجب ہی کہ ایسا شخص ایک تاگے غنائم مین غلول کرے دوسرے باوجود منادی پیغمبر خدا صلعم کے اوسکو حاضر نہ کرے حال آنکہ خود وہی حضرت جناب پیغمبر خدا صلعم سے روایت کرتے ہین اذا وجدتم الرجل قد غل فاحرقوا متاعہ واضربوہ رواہ ابو داؤد جب پاؤ تم کسی آدمی کو کہ غلول کیا اوسنے تو جلا دو متاع اوسکا اور مارو اوسکو چنانچہ اپنی خلافت مین اونھون نے یہی عمل فرمایا یا انیمہ وہ کونسا صاحب عقل اور صاحب ایمان ہی کہ ایسا گمان بد اوپر کر سکتا ہی نعوذ باللہ من شرور انفسنا مسلم مین بروایت مرفوع مروی ہی ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سال رسول اللہ صلعم وھو بالجعرانۃ بعد ان رجع من الطائف فقال یا رسول اللہ صلعم انی نذرت فی الجاھلیۃ ان اعتکف یوما فی المسجد الحرام فکیف ترٰی قال اذھب فاعتکف یوما قال وکان رسول اللہ صلعم قد اعطاہ جاریۃ من الخمس فلما اعتق رسول اللہ صلعم سبایا الناس سمع عمر بن الخطاب رض اصواتھم یقولون اعتقنا رسول اللہ صلعم فقال ما ھذا فقالوا اعتق رسول اللہ صلعم سبایا الناس فقال عمر یا عبد اللہ اذھب الی تلک الجاریۃ فخل سبیلھا عمر بن خطاب رض نے پوچھا رسول اللہ صلعم سے اوس حال مین کہ وہ جعرانہ مین تھے بعد رجوع کے طائف سے یہ کہا کہ یا رسول اللہ صلعم مینے نذر کی تھی جاہلیت مین اسکی کہ اعتکاف کرون ایک دن کا مسجد حرام مین پس کیسا فرماتے ہین آپ فرمایا کہ جاو اور اعتکاف کر ایک دن کا اور تھے پیغمبر خدا صلعم کہ تحقیق دی تھی پیغمبر صلعم نے عمر رض کو چھوکری خمس مین سے پھر جب آزاد کر دیا رسول اللہ صلعم

سبایا اون لوگون کو توسین عمرؓ نے آواز ین اونکی کہ کہتے تھے کہ آزاد کر دیا ہمکو پیغمبر خدا صلعم نے پس کہا عمرؓ نے کیا ہی یہ پس کہا لوگون نے کہ آزاد کر دیا رسول اللہ صلعم نے سبایا اون لوگون کو پس کہا عمرؓ نے ای عبداللہ جا اس چھوکری کے پاس پس خالی کر دی راہ اوسکی یعنی جانے دے اوسکو بھی فرمایئے جناب مجتہد صاحب اب بھی کچھ عذر باقی رہگیا آپکو لازم ہی کہ ایسے اجتہاد سے توبہ کیجیے کہ جس سے اصحاب رسول اللہ صلعم پر کسیطرح کا الزام عائد ہو اور ہرگز ہرگز ایسی بات زبان سے نہ نکالیے جو موجب الزام اصحاب کرام پر ہووے مثنوی

بے ادب گفتن سخن با خاص حق	وان بمیراند سیہ گردد ورق	گر نہ بندی زین سخن تو حلق را
آتشے آید بسوزد ہر نفاق را	نے ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
آتشی کز بادست این نوع ادبیت	دل سیہ گشت و روان مردود و بیت	جب ہم یہ سب امور ثابت کر چکے

اور یہ بھی متحقق ہوا کہ باتفاق اقوال علمائے اسلام اور بھی بقول مجتہد عصر یہ واقعہ بعد نزول آیۂ اما منا بعد و اما فداء کی واقع ہوا اور اس واقعہ مین پیغمبر صلعم نے سبایا مین سے خمس نکالا اور اونکو غانمین پر تقسیم بھی کر دیا پس صاف ثابت ہوگیا تو وہ آیہ منسوخ ہی جیسا کہ قول علمائے حنفیہ کا ہی یا من و فداء الامر اختیاری ہی بہر دو صورت دعوی مجتہد عصر کا باطل ہی اور قول رسول اللہ صلعم مفسر آیت مذکور کا ہی در باب عدم وجوب من و فداء کے اور یہی ہی مدعا ہمارا کہ بحمداللہ تعالی ثابت ہوگیا فالحق یعلو و لا یعلے اب ہم دیکھتے ہین کہ مجتہد عصر اپنا دعوی اس حدیث سے کسطرح پر ثابت کرتے ہین قال ہمکو اپنے دعوے کے اثبات کے لیے بخاری کی حدیث پر استدلال ہی جس سے قیدیون کا احسان رکھکر چھوڑنا ظاہر ہی اقول اسطرح چھوڑنے مین کہ جسطرح پر جہازون کے سبایا کو چھوڑ دیا گیا علمائے امت مین کسیکو کلام نہین یعنی جب کہ لوگ مسلمان ہوکر امام کے پاس آوین اور توبہ کرین اور دار اونکا دار الحرب نہ رہے بلکہ دار الاسلام ہوجاوے اور امام کو مصلحت وقت اسی مین معلوم ہووے کہ اونکے سبایا کو اونکے حوالے کر دے تو اسکو اختیار ہی کہ سبایا کو چھوڑ دے اور بشرط رضامندی غانمین کے جن لوگون کے

حصہ میں سیاہ آگئے ہون اونسے بھی پھیر وادی یہ معنی اصطلاحی نہین ہی بلکہ درحقیقت یہ احسان
اعتاق ہی چنانچہ حدیث مسلم مین اس احسان کو بلفظ اعتاق ہی تعبیر کیا ہی اور اعتاق حال
مین جائز ہی اب جو چھوڑ دینا از قسم من مابہ النزاع نہین اس قسم کے من کو تو امام الایمہ ابوحنیفہ رح
بھی ناجائز نہین کہتے اونکے نزدیک بھی وہی من ناجائز ہی جو بہ حالت کفر کے والحرب کے
جانے کو چھوڑ دیا جاوے پس نچہ صاحب ہدایہ معظمہ لکھتے ہین کہ لا یجوز ان یردھم الی دار الحرب
لان فیہ تقویتہم علی المسلمین فان اسلموا لا یقتلھم لانہ فاء الشر بدونہ ولہ
ان یسترقھم لتقویۃ المنفعۃ بعد انعقاد سبب الملک بخلاف اسلامھم قبل
الاخذ لانہ لم ینعقد السبب بعد ولو اسلم الاسیر فی ایدینا لا یفادی بمسلم اسیر
فی ایدیھم لانہ لا یفید الا اذا طابت نفسہ وھو ممنوع علی اسلامہ انتھے نہین جائز
ہی پھیر دینا اونکا دار حرب کو اسلیے کہ اس پھیر دینے مین تقویت کفار کی ہی مسلمانون پر پس اگر قید ہی
مسلمان ہوجاوین تو نہ قتل کرے اونکو امام سبب اسکے کہ شر بدون قتل ہی دفع ہوگئے اور
اوسکو جائز ہی کہ رقیق بنالیوے واسطے توفیر منفعت کے بعد انعقاد سبب ملک یعنی غلبہ
اور اسیر کا برخلاف مسلمان ہوجانے اونکے کے قبل اسیری کے یعنی اس حالت مین اسکا رقیق
بھی جائز نہین اسلیے کہ سبب بعد اسلام کے منعقد نہین ہوا اور اگر اسلام لاوے اسیر بعد اسکے
کہ ہمنے اوسکو پکڑ لیا تو نہین جائز ہی کہ اوسکو فدیے مین کسی مسلمان کے جو کفار کے ہاتھ مین قید
ہو دیا جاوے کیونکہ اسمین کچھ فائدہ نہین مگر اوسصورت مین کہ خود وہ اس بات پر راضی ہو اور
اوسکے اسلام پر اطمینان ہووے قال وراوی حدیث کے ان الفاظ سے کہ من احب منکم ان یکون
علی حظہ حتی نعطیہ ایاہ من اول ما یفیٔ اللہ علینا بخوبی ثابت ہی کہ غازیون کا حق اسمین سے پنجمی حصہ
لینے کے اوپر نہین ہی اقول کیا خوب استدلال ہی کہ نہ بعبارۃ النص ہی نہ باشارۃ النص ہی
نہ بدلالۃ النص ہی نہ باقتضاء النص ہی صرف ایک توہم جاہلانہ ہی خود کیجیے کہ اگر کوئی شخص واہب
التکاریم سے یہ فرماوے کہ اگر تم کو بہتر معلوم ہوتا ہمایہ گھوڑا زید کو دیدو تم مکو اپنے اوپر طبل جنگ سے

اسکے بدلے کا گھوڑا دیدینگے اور ہم اوسکے فرمانے سے اپنا گھوڑا زید کو دیدین تو کیا اس سے
یہ بات لازم آتی ہے کہ ہمارا حق اپنے گھوڑے پر بجز اسکے کہ ہم بدلے مین اوسکا ایک گھوڑا
لے لین اور کچھ تھا جناب مجتہد صاحب اگر یہی آپکا اجتہاد ہے اور ایسے ہی استدلال پر
آپکے اجتہاد کی بنا ہے تو اپنے مقلدون کی بہت ہی حق تلفیان کراؤ گے اگر مجتہدون مین
انصاف کرین تو سمجھ لین کہ یہ کلمات حدیث کے مثبت رقیت قبیلہ ہین کیونکہ یہ غیر صلعم نے
غانمین سے وعدہ فرمایا تھا کہ آیندہ جو ہمکو غنیمت مین سبایا دیگا تو انکی بدلے مین تم کو دینگے
اگر آیندہ استرقاق ممنوع ہوتا تو ایسا وعدہ ہرگز نفرماتے اور اس مبادلے کو جو مجتہد نے
فدیہ سمجھا ہے غلطی فاش ہے دوسری غلطی یہ کی ہے کہ مابقی کا ترجمہ کیا حال آنکہ لفظ ما عام
ہے شامل ہے سبایا اور اموال کو جیسا کہ اوپر گذر گیا **قال** چہارم اسارے ثقیف ثقیف کے
قیدیون کو بھی رسول اللہ صلعم نے فدیہ لیکر چھوڑ دیا **اقول** قیدیون کا لفظ بصیغہ جمع
غلط ہے ایک قیدی تھا کہ بسبب مسلمان ہونیکے چھوڑ دیا تھا اور اوسکے بدلے دو آدمی مسلمان
جو ثقیف نے قید کر لیے تھے منگا لیے تھے پس احتجاج مجتہد عصر کا اس واقعہ سے اوپر کے مدعا
کے مفید نہین بلکہ یہی حدیث ہے ماخذ قول صاحب ہدایہ معظم کا ولو کان اسلم الاسیر فی
ایدینا لا یفادی بمسلم اسیر فی ایدیهم لانه لا یفید الا اذا طابت نفسه وهو ممنوع
علی اسلامه انتہی ترجمہ اسکا ہم ابھی اوپر لکھ چکے ہین **قال** چنانچہ صحیح مسلم مین ہے کہ عمران
بن حصین نے کہا کان ثقیف حلیفا لبنی عقیل فاسرت ثقیف رجلین من اصحاب رسول الله صلعم
واسر اصحاب رسول الله صلعم رجلا من بنی عقیل فاوثقوه فطرحوه فی الحرة فمر رسول
الله صلعم فناداه یا محمد یا محمد فیما اخذت قال بجریرة حلفائک ثقیف فترکه وهضی
فناداه یا محمد یا محمد فرحمه رسول الله صلعم فرجع قال ما شانک فقال انی مسلم فقال لو
قلتها وانت تملک امرک افلحت کل الفلاح قال ففداه رسول الله صلعم بالرجلین الذین
اسرتهما ثقیف انتہی **اقول** ترجمہ یہ ہے کہ تھے ثقیف ہم عہد بنی عقیل کے پس پکڑ لیا ثقیف نے

دو آدمیون کو اصحاب پیغمبر خدا صلعم مین سے اور قید کر لیا اصحاب پیغمبر صلعم نے ایک آدمی بنی عقیل
مین سے پس باندھ لیا اوسکو اور ڈال دیا اوسکو دھوپ مین پس گذرے رسول اللہ صلعم
اوسکے پاس کو تو پکارا اوسنے ای محمد ای محمد کس سبب سے پکڑا گیا ہو نمین فرمایا پیغمبر صلعم نے
گناہ مین ثقیف کے جو تمھارے ہم عہد ہین پھر اوسکو اوسی طرح چھوڑے ہوئے چلے گئے
پیغمبر صلعم پھر پکارا اوسنے ای محمد ای محمد پھر رحم فرمایا اوسپر پیغمبر صلعم نے پھر پھر آئے کہا کہ کیا
حال ہی تیرا کہا اوسنے کہ مین مسلمان ہون فرمایا پیغمبر صلعم نے اگر تو یہ کہتا اوس حال مین کہ تو اپنے
اختیار مین تھا تو بھلائی پاتا بالتحقیق تو تمامتر بھلائی کہا عمران جن حصین نے کہ فدیے مین بھیجدیا
اوسکو پیغمبر صلعم نے بعوض دونون آدمیون کے کہ جنکو قید کر رکھا تھا ثقیف نے دیکھ لو اس
حدیث سے کچھ بھی مدعا مجتہد عصر کا ثابت نہین ہوتا یہ شخص مسلمان ہو گیا تھا اور اسکا حکم وہی ہے
جیسا کہ اوسکے ساتھ عمل مین آیا اور اسی بنا پر ہی وہ مسئلہ جو صاحب ہدایہ مغفورلہ نے لکھا ہی اسکا
قتل ہرگز جائز نتھا اس بیان پر جناب مجتہد عذر بدتر از گناہ پیش فرماتے ہین **قال** نسیمھنا
چاہیے کہ اس شخص کو بوجہ مسلمان ہو جانے کے چھوڑ دیا تھا اسلیے کہ وہ مسلمان نہین ہوا تھا
جھوٹ موٹ کہتا تھا کہ مین مسلمان ہون **اقول** صراحۃً ایک شخص کہتا ہی کہ مین مسلمان ہون اور اپنے قول
کو موکد بلفظ (ان) کرتا ہی اور پیغمبر خدا صلعم کچھ تکذیب اوسکی نہین فرماتے مجتہد دہر برخلاف
اوسکے کہتے ہین کہ جھوٹ موٹ کہتا تھا کہ مین مسلمان ہون اوسکی تکذیب کی آپکے پاس کیا
دلیل ہی یاد کرو احادیث اسامہ بن زید رض اور خالد بن ولید رض وغیرہما کو کہ ایسی سمجھ پر
کسقدر اوپر تہدید ہوئی ہی **قال** چنانچہ مرقاۃ مین لکھا ہی کہ اس شخص کو رسول خدا صلعم نے بعد
اسکے کہ اوسنے مسلمان ہونیکا اقرار کیا اسلیے دارالحرب مین بھیجدیا کہ آپ جانتے تھے کہ وہ سچا
نہین ہی پس یہ بات رسول خدا صلعم کے لیے خاص ہی **اقول** واہ جناب مجتہد امام ابوحنیفہ
کی تقلید سے تو اشد انکار اور اونکے ایک مقلد کے اسقدر فرمان بردار آپ تو یہ فرماتے تھے
کہ ہم کسی مُلّا کی تقلید سے گمراہی مین نہ پڑینگے یہان ملا علی کے ایک قول ضعیف کی تعظیم

کیون گمراہ ہو گئے حالانکہ ملا علی قاری کا بھی یہ قول نہین بلکہ اونھون نے بلفظ قیل
اسکو لکھا ہی چنانچہ عبارت مرقاۃ بلفظہ یہ ہی فقیل انما ردہ صلعم الی دار الحرب بعد اظہار
کلمۃ الاسلام لانہ قد علم انہ غیر صادق فہذا خاصۃ بہ صلعم کہا گیا ہی کہ اوسکو
جو پیغمبر صلعم نے دار حرب کو لوٹا دیا بعد اظہار کلمۂ اسلام کے تو صرف اسلیے کہ پیغمبر صلعم نے
جان لیا تھا کہ وہ سچا نہین پس یہ امر مخصوص ہی پیغمبر صلعم کے ساتھ بعد اسکے دوسرے
قول مین آپکے اس قول مستندہ کو خود وہی رد کرتے ہین چنانچہ عبارت مرقاۃ بلفظہ
لکھی جاتی ہی وقیل ردہ واخذ الجلین بدلا لانہ فی اسلامہ لجواز ان یکون
الرد شرطا بینہ وفی المعاہدۃ انتہے اور کہا گیا ہی کہ پھیرنا اوسکا اور لے لینا دو
آدمیونکا اوسکے بدلے اوسکے اسلام کا منافی نہین بسبب جائز ہونے اس بات کے
کہ پھیر دینا باہم معاہدہ مین شرط ٹھہرا ہو آپنے یہان محض تقلید ہی پر اکتفا نکی بلکہ کچھ مرقاۃ
کی عبارت مین خیانت بھی کی اور اوس سے بھی کچھ مدعا ثابت نہوا کہ دوسری قیل نے آپکی مستند
قیل کو رد کر دیا پس یہ قول آپکا کہ وہ مسلمان نہین ہوا تھا محض بے دلیل بلکہ محض جھوٹھ بات
ہی اور بلا شک و شبہ یہی سمجھنا چاہیے کہ اوسکو بوجہ مسلمان ہو جانیکے چھوڑ دیا تھا قال تجم
اسارے بنی تمیم بخاری نے ترجمۃ الباب مین لکھا ہی کہ ابن اسحٰق نے کہا ہی کہ ذکر ہی غزوہ
عیینۃ بن حصین بن حذیفہ بن بدر کا بنی العنبر یہ جو بنی تمیم سے ہی رسول اللہ صلعم نے
اون لوگون پر اون کو بھیجا تھا اونھون نے وہان لوٹا اور آدمیون کو مارا اور عورتون کو
قیدی بنا لائے اقول اگرچہ ہمکو اسکے ثبوت مین کلام ہی کیونکہ ابن اسحٰق تبع تابعی
ہین اونھون نے یہ واقعہ دیکھا نہین اور سند کچھ بیان نہین کی پس یہ بیان اونکا قابل
اسکے نہین کہ ماخذ کسی مسئلۂ فقہیہ کا ہو سکے مگر ہم مجتہد عصر کی خاطر سے اسکو تسلیم
کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جناب یہ تو ہمارے مدعا کے موافق ہی اور جب تک کہ آپ یہ
بات ثابت نہ کر دین کہ اون قیدیون کو فدیہ لیکر یا احسان رکھکر بحالت کفر دار الحرب کو

لوٹا دیا تب تک مدعا ہمارا ہی ثابت ہوتا ہی اور آپکے حق مین مضر ہی قال بخاری نے یہ حدیث
لکھی ہی کہ عن ابی ھریرۃ قال لا ازال احب بنی تمیم بعد ثلث سمعتہ من رسول اللہ صلعم
یقول لھا فیھم ھم اشد امتی علی الدجال وکانت منھم سبیۃ عند عائشۃ فقال
اعتقیھا فانھا من ولد اسمعیل وجاءت صدقاتھم فقال ھذہ صدقات قوم
او قومی ابو ہریرہ نے کہا کہ مین ہمیشہ بنی تمیم کو دوست رکھتا ہون جب سے کہ اونکی نسبت تین باتین
رسول اللہ صلعم سے سنی ہین آپ اونکے حق مین فرماتے تھے کہ میری تمام امت سے زیادہ سخت ہونگے
دجال پر اور انھین لوگون مین سے ایک عورت حضرت عائشہ رض پاس بندی مین تھی تو پیغمبر صلعم نے
فرمایا کہ اسکو چھوڑ دے کیونکہ وہ اسمعیل کی اولاد مین سے ہی اور اونکے پاس سے جب صدقات آئے
تو آپنے فرمایا کہ یہ ایک قوم کی صدقات ہین یا فرمایا کہ میری قوم کی صدقات ہین اقول
اگرچہ یہ ترجمہ بہت ہی غلط ہی مگر ہم اسمین آخر مین گفتگو کرینگے اس جگہ ہم اس ترجمے کو صحیح فرض کرکے
بحث کرتے ہین مخفی نرہے کہ استدلال مجتہد عصر کا موقوف ہی اوپر ثبوت امور مفصلۂ
ذیل کے اول یہ کہ سبیہ جو حضرت عائشہ رض کے پاس تھی بطور کنیز کے نہ تھی بلکہ اونکی حراست
مین ایک حرہ بطور قیدی کے تھی دوسری یہ کہ لفظ اعتقیھا جو حدیث مین آیا ہی اوسکے
معنی یہ نہین ہین کہ آزاد کردے بلکہ یہ معنی ہین کہ قید سے رہائی دیدے تیسری یہ کہ سبیہ منجملہ ان
سبایا کے تھی کہ جو بقول ابن اسحٰق بعث بنی تمیم مین پکڑی گئی تھی چوتھی یہ کہ بعد پہونچنے سبایا کے
مذکور کے مدینہ مین اوسی روز یا اوس سے بہت ہی قریب پیغمبر خدا صلعم نے اوسکو چھڑوا دیا
پانچوین یہ کہ حضرت عائشہ کی حوالات مین وہ کس جرم مین رکھی گئی تھی اور کیون قید کی
گئی تھی چھٹی یہ کہ وہ مسلمان نہ تھی بلکہ حالت کفر پر ہی چھوڑ دی گئی تھی ساتوین یہ کہ قولہ صلعم
فانھا من ولد اسمعیل تعلیل اعتقیھا کی نہین ہی بلکہ لغو ہی اگر امر اول ثابت نہوگا تو یہ احتمال
قائم ہوگا کہ بطور کنیز کے وہ عائشہ رض کے پاس تھی پس مدعا مجتہد کا ثابت نہوگا بلکہ
خلاف اونکے مدعا کے مستحق ہوگا اگر امر دوم ثابت نہوگا تو یہ احتمال رہیگا کہ مراد

لفظ اعتقہا سے یہ ہو کہ آزاد کردے تو اوسکو بیع بالضرورت بدلالۃ النص اوپر ثبوت قدرت کے دلالت کریگا اگر امر سیر ثابت نہوگا تو یہ احتمال باقی ہوگا کہ وہ کسی اور طرح حضرت عائشہ رضہ کے پاس تھی منجملہ اون اسیران بنی تمیم کے تھی جو اوس لڑائی مین پکڑی گئی تھی یعنی محتمل ہو کہ بذریعۂ خرید یا ہبہ یا ہدیہ کے اونکے پاس تھی یا کسی اور جرم مین مقید تھی اور چونکہ یہان بحث اسیران جہاد مین ہو پس باشی ہونا اسسے احتمال کا ہر آئینہ مبطل استدلال مجتہد عصر کا ہو جاویگا امر چہارم اگر ثابت نہوگا تو فرضیت من و فدا ثابت نہوگی کیونکہ امتثال حکم وجوبی کا بغیر درپیش ہونے کسی عذر کے بہت جلد ہونا چاہیے اور اس وجوب کے لیے کوئی وقت معہود نہین کہ اوس وقت کو اوسکا ظرف یا معیار ٹھہرایا جاوے کہ اوسوقت تک اوسکی تعمیل اختیار ہی ہی امر پنجم اگر کوئی جبر ثابت نہوگا تو قید کرنا اوسکا صاف دلیل اسکی ہو کہ سوائے من و فدا کے ایک اختیار اسکا بھی ہو کہ قید کیا جاوے پس حصر جو اہم مدعی مجتہد عصر کا باطل ہو جاویگا جھٹی بات اگر ثابت نہوگی تو محتمل ہوگا کہ وہ اسلام لائے اور جب وہ اسلام لائے تو بیشک اوسکے چھوڑ دینے کے جواز مین کچھ کلام نہین ساتوان امر اگر ثابت نہوگا تو صاف ظاہر ہوگا کہ علۃ عتاق وجوب من و فدا نہین بلکہ بسبب کرامت اولاد اسمعیل عم کے اوسکو چھوڑا گیا اور گو کہ چھوڑ دینا واجب نہو مگر کرامت مذکور مقتضی استحباب اور اولویت چھوڑ دینے کی اس نمط پر ہو کہ بنسبت چھوڑ دینے اور دنکے چھوڑ دینا اولاد اسمعیل کا زیادہ تر موجب ثواب کا ہو یعنی علت استحباب عتاق کرامت اولاد اسمعیل ہو نہ وجوب من فقط اب ہم دیکھتے ہین کہ بموجب مذکورہ مین ہے کہ امر مین کہ مجتہد عصر نے اونسے تعرض کیا اور کس امر مین کہ اونسے کچھ بھی تعرض نہین کیا اور جنسے تعرض کیا اونکو بدلائل قویہ ثابت ہو پنچا دیا یا بغیر تقلید کے اور کچھ دلیل پیش نکرسکے اور تقلید بھی کی تو کسی مجتہد جلیل القدر کی یا کسی غیر مجتہد مقلد کی قال اس حدیث سے نہ سمجھا جاتا ہے کہ غزوۂ بنی تمیم کے بعد کوئی عورت حضرت عائشہ رضہ پاس بطور لونڈی کے تھی اور اوسکے آزاد کرنیکا رسول خدا صلعم نے حکم دیا تھا اقول اگر یہ ایسا سمجھنا کچھ واجب نہین

لیکن اس احتمال کے نفی پر بھی کیا دلیل ہے اور چونکہ مجتہد مستدلا ہین اور اپنے دعوے پر اس واقعہ کو دلیل لائے ہین جسپر بیان مرقوم امر سوم کے اون پر اس احتمال کا قطع واجب ہے پس مجھسے کیا فرماتے ہین کہ ایسا نہ سمجھنا چاہیے اور ویسا نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ وے سمجھتے ہین اوسکو ثابت کرنا چاہیے تاکہ کوئی اور احتمال مسطل استدلال باقی نہ رہے اثبات دعوے اونکے فہمہی ہمارے احتمالات کے عدم ثبوت سے اونکا دعوے ثابت نہین ہوسکتا فرض کیجیے کہ ہمارے احتمالات ثابت نہین مگر جب اونکا بھی دعوی ثابت نہین تو دعوی اونکا اور ہمارے احتمالات ایک درجے مین رہے فاذا قام الاحتمال ابطل الاستدلال جب قائم ہوگیا برابر کا احتمال تو باطل ہوگیا استدلال **قال** بلکہ جب غزوہ بنی تمیم کے قیدی پکڑے آئے اونمین سے ایک عورت حضرت عایشہ پاس تھی **اقول** جناب اسی کا ثبوت تو ہم امر سوم مین طلب کرتے ہین ثبوت اسکا پیش کیجیے بیجا بات پر تو ہم التفات بھی نہین کرتے **قال** جسکو بلا فدیہ سبب اولاد ابراہیم ہونے کے چھوڑ دینے کو فرمایا تھا **اقول** جناب حدیث مین تو ولد اسمعیل ہی آیا ہے ابراہیم کسطرح پر بڑھا دیا اور آپکی اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ سبب اعتاق ہونا اوسکا اولاد ابراہیم یا اسمعیل عم سے تھا نہ وجوب من بھر ہم آپ سے استفسار کرتے ہین کہ صیغہ امر یعنی اعتقہا واسطے وجوب کے ہی یا استحباب کے اگر واسطے وجوب کے ہی تو اور قیدی جو اولاد اسمعیل عم سے رقیق بنائے گئے وہ کیون نہ چھوڑے گئے کیونکہ علۃ منصوصہ اعتاق کی تو اونمین بھی موجود تھی علاوہ برآن اگر امر وجوب کے واسطے ہی تو اعتاق ہی واجب ہوا اور حکم فدا منسوخ ہوگیا اور اگر امر استحبابی ہی تو مجھ آپکی حق مین مفید نہین غایۃ الامر یہ ثابت ہوگا کہ من مستحب ہی **قال** کیونکہ تمام قیدی بنی تمیم کے بلا فدیہ احسان رکھکر اوسی وقت چھوڑ دیے گئے تھے چنانچہ مواہب لدنیہ مین بالتفصیل لکھا ہی **اقول** یہ قول مجتہد کا بے دلیل محض اور بسبب عدم ثبوت کے اصلا قابل توجہ اور التفات کے نہین اور استدلال مواہب لدنیہ پر جناب مجتہد کو سلام کرتا ہون جیسے مجتہد ویسا ہی ماخذ یا باین شعور اشعری کہ اصحاب پیغمبر صلعم کی بھی نہ سنون گا یا یہ دنگی کہ ایک ایسی غیر مستند کتاب کی تقلید کرکے کوئی مقلد بھی

اوسکو ماخذ احکام فقہیہ نہین قرار دیتا مصرعہ برخرقہ تو نہیں داغ شراب صیت ہے جناب اس مواہب لدنیہ کو طاق مین رکھیے یہان ایک مسئلہ فقہہ مین بحث ہے روایت معتبر صحاح مین سے سند لائیے چونکہ مینے التزام کیا ہے کہ غیر ثابت اقوال سے نہ خود سند لاؤنگا نہ آپکی سند قبول کرونگا لہذا آپنے جو عبارت مواہب لدنیہ کی نقل کی ہے اوسپر مین ایک فقرہ بھی توجہ نہین کرتا اور خوب یقین کرتا ہون کہ آپ اپنے قول کے اثبات سے سراسر عاجز ہو گئے قال سبی اور سبایا کا لفظ عام ہے اونپر بھی اطلاق کیا جاتا ہے جو قیدی لونڈی وغلام بنائے گئے ہون اور اونپر بھی بولا جاتا ہے جو قیدی ہون اصل مین وہ لفظ لڑائی مین جو لوگ پکڑے جاوین اونکے لیے موضوع ہوا ہے مگر جو کہ عرب مین ہمیشہ لڑائی کے قیدی لونڈی وغلام بنا لیے جاتے تھے اسلیے سبی سے لڑائی مین پکڑے ہوئے لونڈی وغلام مراد ہونے لگے مگر وہ مطلق لڑائی کے قیدیون کی نسبت بھی مستعمل ہین اقول آپکے اس اقرار سے ثابت ہوا کہ لفظ سبی اگرچہ مجاز الحقیقت نہین ہے مگر یعنی لونڈی وغلام کے بطریق مجاز متعارف کے مستعمل ہے جب یہ حال ہے تو آپکے فرضا اثبات اسکا واجب تھا کہ معنی متعارف مراد نہین ہین مگر وہ آپسے نہو سکا قال عتق کا لفظ صرف غلام ہی کے آزاد کرنے پر نہین بولا جاتا بلکہ نہایت عام ہے عنون مین اور قیدیون کے چھوڑ دینے مین بھی مستعمل ہوا اقول مے سند بات تو مین سنتا بھی نہین اور اوسکو لغو محض سمجھکر اوسپر اونے التفات بھی نہین کرتا مجتہد عصر پر واجب تھا کہ لغت کی رو سے اس دعوے کو ثابت کرتے اور اگر ایسا ہی حال ہے تو مجتہد صاحب نے اوائل رسالہ مین جو ایک حدیث نقل کی ہے ما خلق اللہ شیئا علی وجہ الارض احب الیہ من العتاق اور اوسکا ترجمہ کیا ہے کہ اللہ نے زمین کے پردے پر کوئی چیز غلام آزاد کرنے سے زیادہ پیاری پیدا نہین کی ہان ایسا ترجمہ کیون نہین کیا کہ عام ہوتا غرضکہ یہ قول مجتہد کا محض غلط ہے مگر ہم اس جگہہ بطور فرض محال تسلیم کرکے کہتے ہین کہ جسنے مانا کہ قیدیون کے چھوڑ دینے مین بھی لفظ عتاق حقیقۃ مستعمل ہے مگر چونکہ خود آپ ہی کے اقرار سے ثابت ہے کہ غلام کے آزاد کرنے مین بھی مستعمل

ہوتا ہے پس اثبات اسکا کہ اس حدیث میں ارادہ آزادی غلام کا سبب کسی قرینہ قویہ کے متنع ہے
آپ کے ذمہ تھا مگر آپ سے یہ بھی نہو سکا میں یہ نہیں کہتا کہ لفظ اعتاق یعنی اطلاق کسی مقام
پر مجازاً مستعمل نہیں ہوا بلکہ میرا قول یہ ہے کہ اعتاق حقیقۃً بمعنی آزاد کرنے رقیق کے ہے اور
عرف میں بھی انہیں معنی میں مستعمل ہے اور جب تک قرینہ اسپر قایم نہو کہ معنی حقیقی مراد نہیں ہے معنی
حقیقی متروک نہونگے اور جسطرح پر کہ لفظ اسد سے بدون قیام قرینہ مرد شجاع مراد نہیں ہو سکتا
اسی طرح پر لفظ اعتاق یعنی اطلاق مستعمل نہیں ہو سکتا چنانچہ یہ امر فن معانی اور اصول میں مبرہن
ہو چکا ہے قال اوس سے یہ سمجھنا کہ وہ عورت لونڈی تھی ایک بہت بڑی فاحش غلطی ہے اقول
اگر یہ بہت بڑی غلطی فاش ہے تو یہ بھی سمجھنا کہ وہ عورت قیدی تھی زیادہ تر بہت بڑی غلطی
فاش ہے کیونکہ جب کوئی دلیل تعین احد المعنیین کی نہیں ہے تو اگر تعین ایک معنی کا غلطی فاش
ہے تو تعین بمعنی دوسری کا بھی بہت بڑی غلطی فاش ہے پس دونوں احتمال علی السویہ قایم رہے اور
چونکہ آپ اس مقام میں مستدل ہیں واذا قام الاحتمال بطل الاستدلال چونکہ یہاں تک
تقریر مجتہد صاحب کی توجیہ استدلال میں ختم ہو چکی تو اب ہم نظر کرتے ہیں کہ مجتہد صاحب نے امور
سبعۂ مذکورہ میں سے کس کس امر کو ثابت کر دیا اور کس کس سے تعرض بھی نہ کیا سو انکی تقریر مذکورۂ
بالا اور ہمارے مواخذات سے ظاہر ہے کہ نسبت امر اول کے تو انھوں نے صرف یہی بیان کیا کہ
لفظ سبی مطلق لڑائی کے قیدیوں کی نسبت بھی مستعمل ہے اور لونڈی غلام کے معنی میں بھی بطور
متعارف کے مستعمل ہے جب ایسا حال ہے اور کوئی دلیل ارادۂ قیدی کی نہیں تو دونوں احتمال
برابر موجود ہیں بلکہ مجاز متعارف ہی کو ترجیح ہے چنانچہ بحث اسکی فن اصول میں مفصلاً مرقوم ہے
امر دوم کی بابت یہ فرمایا کہ لفظ اعتاق غلام کے آزاد کرنے میں بھی اور قیدی کے چھوڑ دینے
میں مستعمل ہے اگرچہ یہ بات غلط ہے مگر ہم نے تسلیم کر لی یہاں بھی دونوں احتمال برابر کے قایم رہے
امر سوم کا کچھ بھی ثبوت پیش نہ کیا صرف دعوی ہی کر کے رہ گئے کہ وہ کسبیہ تھی اسارے
بنی تمیم کے تھی پس یہاں سب احتمالات مخالفہ باقی رہ گئے امر چہارم کی بابت یہ تو فرمایا

کہ تمام قیدی اوسی وقت چھوڑ دیتے گئے تھے مگر کچھ ثبوت پیش نکیا آمر نجم و شمس سے کچھ تعرض بھی نکیا امر مقسم کا خود اقرار کیا کہ سبب جسکم اعتاق کا ہونا اوسکا اولاد ابراہیم عم سے چنانچہ خود لکھتے ہین کہ جسکو بلا فدیہ بسبب اولاد ابراہیم ہونے کے چھوڑ دینے کو فرمایا تھا آب ہم مجتہد صاحب سے استفسار کرتے ہین کہ یہ حدیث آپنے واسطے اثبات اپنے مدعا کے کیون پیش کی ہمنے مانا کہ احتمالات موافقہ اور مخالفہ دونون برابر ہین مگر جبکہ دونون احتمال برابر کے ہین تو آپکا استدلال اوس سے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے جب تک آپ سب احتمالات مخالفہ کو باطل نکر دین تب تک آپکا مدعا کچھ ثابت نہین ہوتا اور یہ سب خامہ فرسائی آپکی بیفائدہ محض ہے اب ہمسے سنیئے تائید ہمارے مدعا کی نسبت امرؤل کے ہم کہتے ہین کہ مراد لفظ سبیہ سے زیر حوالات نہین کیونکہ محل حرمت مین لفظ حرر مستعمل ہوتا ہے کما قال امرء القیس نجا وزت احراسا الیہا و معشرا علی حراصا لو یسرون مقتلی اور یہان لفظ احرر نہین بلکہ لفظ عند ہے کہ جس سے کسی طرح حرمت مراد نہین لی جا سکتی علاوہ بران حضرت عایشہ کا امکان قید خانہ تھا نہ وہ قیدیون کی حرمت پر مامور ہو سکتی ہین پس ارادہ ایسے احتمال بعید کا باوجود قائم ہونے قرینہ لفظی کے اوپر انتفای اوس ارادہ کے قطعًا ممنوع ہے نسبت امر ثانی کے ہم کہتے ہین کہ لفظ اعتاق قیدی کے چھوڑ دینے مین ہرگز حقیقۃً مستعمل نہین ہو سکتا بلکہ لفظ فک مستعمل ہوتا ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے فکوا العانی یعنی الاسیر واطعموا الجائع وعودوا المریض اور مجتہد عصر نے کوئی سند اور معنی مطلق چھوڑ دینے کے پیش نہین کی پس جب آیا کہ اوسکے معنی ہی متعین ہوون کہ آزاد کر دے تو اوسکو رقیت سے کیونکہ از روے لغت کے معنی حقیقی اعتاق کے آزاد کرنا رقیق کا ہے اور جب تک کوئی قرینہ خلاف قائم نہو گا معنی حقیقی کو ہرگز ترک نکیا جاوے گا اور چونکہ خود مجتہد صاحب نے حدیث ما خلق اللہ شیئًا علی وجہ الارض احب الیہ من العتاق مین جو لفظ عتاق ہے اوسکے معنی غلام آزاد کرنے ہی کے لیے ہین یہان کیون وہی معنی مراد نہین لیتے وہان کیا چیز داعی تھی اور یہان کیا چیز مانع ہی ہر گاہ کہ یہ دونون امر ہمارے مدعا کے موافق ہو گئے تو حدیث کا ترجمہ صحیح یہ ہوا کہا ابو ہریرہ نے ہمیشہ مین دیکھا

رکھتا ہون بنی تمیم کو بعد تین چھ سلطنون کے رہنے کے جو میںنے سنی ہین رسول اللہ صلعم سے کہتے تھے
پیغمبر صلعم اونکی نسبت کہ وے میری تمام امت مین زیادہ تر سخت ہین دجال پر اور تھی اونمین کی ایک
لونڈی عایشہ رضہ کے پاس پس کہا پیغمبر صلعم نے کہ آزاد کردے تو اسکو کہ یہ اولاد اسمعیل سے ہی اور آئے تھے
صدقات اونکے تو کہا تھا پیغمبر خدا صلعم نے کہ یہ ایک قوم کے صدقات ہین یا یہ کہا کہ یہ میری قوم کے
صدقات ہین پس اس حدیث سے ہمارا مدعا ثابت ہی نہ مجتہد عصر کا بعد اسکے جو مجتہد عصر نے ایک حدیث کشف
الغمہ کی لکھکر اوسپر اعتراض کیا ہی ہمکو اوسمین کچھ بحث نہین مگر اسقدر شکایت مجتہد صاحب سے ہی
کہ جیسے اوسکی نسبت فرماتے ہین کہ یہ حدیث محض بے جوڑ اور خلاف اصول اور محض نامعتبر ہی اگر ایسے
لغویات پر مسائل مذہب الہام کی بنیاد ہو تو خدا حافظ ہی ہیںطر جیسے موہوم بے تہ سے اونھون نے استدلال کیا
ہی اوسکی نسبت بھی یہی کلمات بلکہ اس سے بھی بڑھکر فرماوین اور سب سے زیادہ اوسپر ملامت کرین جو خلاف نحو و
محاورہ عرب اپنے دل سے جوڑ باندھے آگے اس سے مجتہد صاحب نے بربنا ے اقوال بعض فقہا نسبت عدم جواز استرقاق
عرب بہت تطویل کی ہی ہمارا یہ مذہب نہین پس ہم پر اوسکی نسبت کچھ تعرض ضرور نہین مگر یان اسقدر
البتہ ہم کہینگے کہ مجتہد عصر کو کچھ چارہ اس سے نہین کہ یہی مذہب قبول کرین اور آپ ہی اپنے اعتراضات
اور مطاعن کے مورد و مطعون ہون کیونکہ اونھون نے صیغہ امر عتقی کو واسطے وجوب کے ٹھہرایا
اور علت اوسکی خود یہ ٹھہرائی کہ انہ من اولاد اسمعیل تو بموجب اس علت منصوصہ کے یہ لازم آیا کہ عرب جو اولاد
اسمعیل سے ہین اونکا استرقاق اصلا جائز نہو فرمایئے جناب مجتہد دہر اسکا کیا جواب ہی اور اگرچہ یہ
مذہب التزاما آپکا نہو مگر لازما تو یہ مذہب آپ ہی کا قرار پاتا ہی بروقت ترجیح حدیث کے اسکی کچھ تقریر یا دوہی
قال پس ان حدیثون اور اقوال علما سے ظاہر ہی کہ قبل نزول آیت من فداکی قوم عرب کو لونڈی
وغلام بنانا رائج تھا پس بعد نزول اس آیت کے جو پیغمبر خدا صلعم نے سب کو احسان رکھکر یا فدیہ لیکر
چھوڑ دیا تو اوسکا سبب یہ نتھا کہ وہ لوگ قوم عرب سے تھے بلکہ اسی آیت کے حکم کی مطابق چھوڑا تھا
اقول یہ سب مجتہد عصر کی غلطی ہی تمام بحث ختم کر چکے مگر ایک حدیث سے بھی یہ ثابت نکیا کہ کسی
قیدی کو اور بہ حالت کفر کے فدیہ لیکر یا احسان رکھکر چھوڑا ہو بلکہ اسارای بدر کو تو چھوڑا تھا

اونکے بعد سیکو نہیں چھوڑا اپنا نیچہ بحث اسکی اوپر گذر گئی **قال** تمام کام جو رسول اللہ صلعم نے کیے اور حاکم کا کام جو رسول نے مقبول نے صادر فرمائے سب کا منشا غلامون کی آزادی اور غلامی کا معدوم کرنا تھا **اقول** ہم اسکا جواب مجتہد عصر کو شروع مین دے چکے ہین ضرورت اعادہ نہین **قال** بیشک کہ غزوہ طائف مین عام منادی کردی تھی کہ جو غلام نکلکر ہمارے پاس چلا آویگا وہ آزاد ہوگا **اقول** اسوقت ہم مجتہد عصر کا امتحان لیتے ہین کہ آیا وہ اپنے عہد پر قائم ہین یا نہین اور اس معاملے مین بحوالہ کس کتاب معتبر کے لکھتے ہین یا بحوالہ اوس قسم کے کتاب کے کہ جسکی سند اگر فرق ثانی لاتا ہی تو بڑی ہی طیش و غضب سے فرماتے ہین کہ یہ حدیث محض لغو اور بے جوڑ ہی آخ آپ دیکھیے سند مجتہد صاحب کی **قال** مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ شرنا دای منادیہ علیہ الصلوۃ والسلام ای عبد نزل من الحصن خرج الینا فھو حر رسول اللہ صلعم کے منادی کرنے والون نے منادی کی کہ جو غلام قلعے مین سے نکلکر ہمارے پاس چلا آویگا وہ آزاد ہی پس جو کہ غلامون کو ایسے عام منادی سے آزاد کرتا تھا وہ آزادون کے غلام بنانے پر کبھی راضی نتھا **اقول** اسکا جواب ہم مجتہد عصر کو بالفاظ جناب مخدوم و مکرم ایس آئی سید احمد خان سلمہ اللہ تعالی کے دیتے ہین کہ یہ بات محض بے جوڑ اور خلاف اصول اور محض نامعتبر ہی اگر ایسے لغویات پر مسائل اسلام کی بنیاد ہو تو خدا حافظ اسلام انتہے ۔ الحمد للہ والمنہ کہ اس باب مین بھی ہمنے مجتہد عصر کی غلط کاری اور ناواقفی اونکی علوم عربیہ سے بخوبی ثابت کردی اور قبل شروع کرنے بحث سے اس باب مین جسنے یہ بھی بخوبی ثابت کردیا ہی کہ بعد فتح مکہ کے بھی سبایا کو لونڈی غلام بنا لیا گیا اور مجتہد عصر سے اونکا دعوی اصلا ثابت نہوسکا بلکہ من و فدا کی اس قسم کا جسکو امام ابو حنیفہ رحمہ جائز کہتے ہین اونسے مطلقا ثابت نہوا اب آگے اس سے جو اوہون نے باب ہفتم مین کچھ کہا ہی ہوگی ہی وہ سب حرکت مذبوحی ہی مگر ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ ہم اس بحث مین اونکو خوب مغلوب کرینگے لہذا اس باب ہفتم مین بھی اونکے اجتہاد کی خبر لیتے ہین **قال** باب ہفتم اون حدیثون اور روایتون کے بیان مین جنسے لونڈی غلام بنانے کا فعل رسول خدا صلعم کی نسبت منسوب کیا جاتا ہی تمام علماے اسلام کوئی حکم رسول خدا صلعم

کا نسبت جواز استرقاق کے بیان نہیں کر سکتے اور جب اوسکے بیان سے عاجز ہوتے ہیں تو
کہتے ہیں کہ فعل رسول اللہ صلعم ہمارے لیے حجت ہے **اقول** کون سے دن علمائے اسلام اس بیان سے عاجز ہوئے ہیں آپ کے سامنے
کس عالم نے عجز بیان کیا علما نے آیات واحادیث صحیحہ سے حکم استرقاق وقتل کو ثابت کر دیا ہے اور مزید برآں فعل
رسول اللہ صلعم سے کہ جنکے افعال امور دینیہ میں بموجب وحی کے واسطے ہدایت کافہ انام کے
ہیں اپنے مدعا کو اور آپ کے دعوے کے بطلان کو باحسن الوجوہ پایۂ اثبات کو پہونچا دیا یا انیمہ
اگر آپ اپنی آنکھ حق کی طرف سے بند کر لیں تو مجبوری ہے **قال** اس بات کو ہم تسلیم کرتے ہیں
اور فعل رسول خدا صلعم کو مثل آپ کے قول کے سر پر اور آنکھوں پر رکھتے ہیں **اقول** شعر
ای آنکہ لاف میزنی از دل کہ عاشق ست ۔ طوبی لک از زبان تو بادا موافق ست ۔
قال مگر فعل کی تفتیش پر اوسوقت متوجہ ہوتے ہیں کہ قول یا حکم موجود نہو **اقول** واہ کیا
خوب آپنے فعل کی تائید فرمائی اسیکا نام مماثلت ہے جسکے آپ مدعی تھے کہ فعل کو مثل قول کے
سر اور آنکھوں پر رکھتے ہیں اس سے عدم التفات اور عدم توجہ کا نام ہے سر آنکھوں پر دھرنا جناب
آپ تو مجتہد ہیں آپا یہی کام ہے مجتہد کا کہ صرف قول یا حکم کو دیکھے اور فعل سے غفلت کرے کیا افعال
پیغمبر وقت کے برخلاف اقوال اور احکام کے ہوتے ہیں کیا وے مقدس لوگ کہتے کچھ ہیں کرتے
کچھ ہیں ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ افعال انبیای کرام تمامتر
مطابق احکام کے ہیں اگر ایسا نہو تو اونمیں اور فساق میں کیا فرق رہے اور افعال انبیاے
کرام کے مفسر کلام اور احکام خدای تعالی کے ہوتے ہیں کہ جنسے آیات واحادیث مجملہ درجۂ
اجمال سے نکلکر مفسر ہونے کے درجے کو پہونچ جاتے ہیں پس کیا آپکا اجتہاد ہے کہ ایک بڑی
اصل سے آپ عمداً غفلت کر رہے ہیں اور اوسکی طرف توجہ نہیں فرماتے کیا وہ حدیث متفق
علیہ آپکی نظر نہیں پڑی مابال اقوام ینتہون عن الشیٔ الذی اصنعہ فواللہ انی لاعلمہم
باللہ واشدہم لہ خشیۃ کیا حال ہے اون قوموں کا جو اپنے تئیں منع کرتے ہیں اوس چیز
سے کہ جسکو میں کرتا ہوں پس قسم ہے خدا کی کہ میں ہر آئینہ زیادہ تر جاننے والا ہوں سب سے خدا کو

اور سب سے زیادہ خوف خدا کا کرتا ہون وہ آیت قرآن کی ابھی تک آپنے نہین دیکھی لَقَدْ كَانَ
لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ بیشک ہی تمکو پیروی نیک رسول خدا کی **قال** اور اس
باب مین حکم قرآنی فامامنًا بعد واما فداءً موجود ہی جسمین کچھ شبہہ نہین **اقول** حکم مین تو کچھ
شبہہ نہین مگر وندھی سمجھ کا کچھ علاج نہین اوس حکم کو بسبب ناواقفی کے زبان عربی سے
آپ خود نہین سمجھ سکتے غلبۂ توہمات اور تقلید گمراہون کے سبب مفسرین کے سمجھانے سے نفرت کرتے
ہو کیا پیغمبر خدا صلعم کا عمل اس آیت کے برخلاف تھا پیغمبر صلعم کے افعال کو مفسر اس آیت کا
سمجھنا چاہیے برخلاف اوسکے سمجھا نچاہیے اور تشریح معنی آیت کی ہم بخوبی کر چکے ہین تقلید
گمراہون سے اور پاس خاطر احباب سے دست بردار ہو کر اوسکو ملاحظہ کیجیے اور اگر کچھ شک رہ جاوے
تو استفسار کر لیجیے **قال** جو کام رسول خدا صلعم نے کیے یا آپکے سامنے ہوئے اور غیر زمانہ
نبوی تک اوسکے مخالف کوئی حکم آیا نہ اوسکے برخلاف کوئی کام ہوا وہی کام کسی مسئلہ
شرعی کے بنیاد ہو سکتے ہین **اقول** ہداک اللہ الی الرشاد ہم شروع سے یہی منادی کر رہے
ہین پر آپ بات زبان سے تو کہتے ہین مگر دل سے نہین مانتے اور نہ اوسپر عمل کرتے ہین **قال**
اس معاملہ مین جسمین ہم بحث کر رہے ہین ہمنے نص صریح قرآنی کو سند پکڑا ہی **اقول** اول تو یہ دیکھنا
لازم تھا کہ آیۂ مذکورہ وجوب من یافدا مین نص ہی یا نہین اور اگر نص ہونا معلوم ہو تو اس امر
کا لحاظ ضرور ہی کہ آیا یہ محکم ہی یا منسوخ سو ہم دونون شقون پر آپسے اوپر بحث کر چکے ہین اور
آپکے استدلال کو باطل ٹھہرا چکے ہین اور آپنے ایک حرف بھی اوس آیت کا اور اور آیات کا جو
اس بحث سے متعلق ہین نہین سمجھا **قال** اور یہ ثابت کیا ہی کہ اوسکے بعد فعل رسول خدا
صلعم ہمیشہ اوسی آیت کے مطابق رہا ہی اور کبھی اوسکے برخلاف نہین ہوا **اقول** بحث اسکی مفصل
گذر چکی ہی اور یہ ثابت ہو چکا ہی کہ اس آیت کے بعد استرقاق اور قتل بفعل و فرمان پیغمبر صلعم
کے ہوا **قال** تو ہمکو اوس حکم کے ماقبل کے فعل رسول اللہ صلعم کی تفتیش کرنے کی ضرورت
نہین ہی کیونکہ اس حکم سے ماقبل کا فعل کیسا ہی ہو ہر مسئلہ شرعی کی بنیاد اوسی حکم مبرم پر

یا اوس فعل پر جو بعد اوسکے ہوا ہو قائم ہوگی **اقول** اس حکم کا زمانہ جو آپنے خود رائی سے
قائم کیا ہے محض غلط اور بے بنیاد ہے کچھ اصل اوسکی نہیں اور کوئی دلیل آپنے اوسپر پیش نہیں کی
پس مجرد قول آپکا شرعیات میں کب معتبر ہو سکتا ہے دیکھو فائدہ جلیلہ بحث اول کا اور ہمنے اگرچہ
بالتعیین تو نہیں مگر دلیل قطعی سے نزول اوسکا پیش از واقعہ بدر ثابت کر دیا ہے پھر اوسکے بعد
جو افعال اور اقوال جناب رسالت مآب صلعم کے ہیں اور جو آیات نازل ہوئی ہیں ہمنے اوپر کچھ لکھے
ہیں اور بعض اور نہیں سے آپکو بھی معلوم ہیں بلکہ ہمنے تو غزوہ اوطاس اور طائف جو بعد فتح
مکے کے ہے اور آپکے قول کے مطابق بھی بعد نزول آیۃ مذکورہ کے ہے وہاں تک کے حالات سے
اور اوس روز کی اوتری ہوئی آیت اور اوس روز کے اقوال پیغمبر خدا صلعم سے آپ کی تکذیب کی گئی
اور قول پیغمبر صلعم کے جو در باب اہل فارس کے نقل کیا ہے ثابت کر دیا ہے کہ حکم استرقاق تا قیامت قائم
اور محکم ہے ذری آنکھیں کھولکر دیکھیے **قال** لیکن با اینہمہ ہم اون حدیثوں اور روایتوں کا
بھی ذکر کرینگے جنسے لونڈی وغلام بنانے کا فعل جناب رسول اللہ صلعم کی نسبت قبل
نزول آیت اما منا بعد و اما فداء کے منسوب کیا جاتا ہے **اقول** آپ یہان مدعی اسکے ہوئے
ہیں کہ وہ فعل قبل از آیت من و فداء کے ہے اور جو حدیث نزول آیت کا بروز فتح مکہ آپنے پیش کیا تھا
اوسکو ثابت نکر سکے پس اب ہر واقعہ میں اثبات اسکا لازم ہے کہ یہ واقعہ قبل از نزول آیۃ متلوہ
ہے مگر عموماً ہم یہان لکھے دیتے ہیں کہ آپ اثبات اس امر سے کہ یہ واقعہ قبل نزول آیۃ متلوہ ہے
قاصر رہے ہیں **قال** جو لطیف لطیف نکتے انمیں ہیں اونکو بھی بغیر بیان کے نہیں چھوڑینگے
اقول ماشاء اللہ کلمات قرآن کو تو سمجھتے ہی نہیں احادیث کے ترجمے اکثر غلط فرماتے
ہیں کلام عرب اور علم ادب سے کچھ بھی آگاہ نہیں با اینہمہ کمالات نکات اور لطائف کلام قدس
کے ضرور بیان فرمائینگے البتہ من تحریف اور تشنیع میں جو دستگاہ کامل ہو گئی ہے اونکو بیشک
بغیر بیان کیے نچھوڑینگے **قال** سب سے بڑا واقعہ (الی قولہ) غزوہ بنی مصطلق ہے اور غزوہ حنین قبل فتح مکہ
کے ہے **اقول** مسلم ہے بیشک بڑا واقعہ ہے اور قبل از فتح مکہ ہے **قال** اور قبل نزول آیت

سریت واقع ہے اقول اتنی ہی جھوٹھ بات ہے اگر کچھ ثبوت رکھتے ہو تو بیان کرو قال
اور نکتہ باریک آمین یہ ہے کہ جو کچھ معاملہ اساری بنی قریظہ کے ساتھ کیا گیا وہ خدا کے حکم موجب
نہیں کیا گیا تھا بلکہ موافق رسم وعادت عرب کے جو اس زمانہ میں تھے سعد بن معاذ حکم قرار دیے گئے
تھے اور یہ ٹھہرا تھا کہ نسبت بنی قریظہ کے جو لڑائی میں قید نہیں ہوئے تھے بلکہ خود اونھوں نے
اپنے تئیں سپرد کر دیا تھا جو فیصلہ سعد بن معاذ کر دیں اور جو حکم وہ دیں وہ کیا جاوے پس جو کچھ
انھنے ساتھ ہوا وہ حکم سعد بن معاذ کا تھا نہ حکم خدا کا اقول یہ بحث مفصل اوپر گذر چکی ہے
اور ہم اس بناوٹ کی تقریر کو بخوبی فیرہ باطل کر چکے ہیں ضرورت اعادہ کی نہیں مگر ہمارے قول
کی تصدیق در بیان اپنے باریک نکتہ کے دیکھ لیجیے کہ آپ نے ایک الزام تو سعد بن معاذ صحابی
جلیل القدر پر عائد کیا کہ برخلاف حکم خدا ناحق ایک جماعت کا خون اپنی گردن پر لیا اور در باب
استرقاق وآیت کے مرتکب جرم فخیم ہوئے دوسرا الزام آپ نے بغیر صلعم پر عائد کیا کہ ایسے ظالم کے
فیصلے پر جو سراسر برخلاف حکم خدا تھا اور مبنی بر ظلم عظیم تھا عمل فرما کر ایک جماعت کو قتل کر دیا
اور ذریت کو لونڈی غلام بنا لیا اور اپنے اصحاب پر تقسیم کر دیا واہ کیا خوب نکتہ باریک بیان
کیا کہ بڑا موٹا الزام بغیر صلعم اور بڑے صحابی جلیل القدر پر دھر دیا اینٹ کے لیے سنگ ہادی
قال روایات متعلق غزوہ بنی فزارہ صحیح مسلم میں یہ حدیث ہے (عن سلمۃ) قال غزونا
فزارۃ وعلینا ابوبکر رضی اللہ عنہ امرہ رسول اللہ صلعم علینا فلما کان بیننا وبین الماء
ساعۃ امرنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فعرسنا ثم شن الغارۃ فورد الماء فقتل من قتل
علیہ وسبا وانظر الی عنق من الناس فیھم الذراری فخشیت ان یسبقونی الی الجبل
فرمیت السھم بینھم وبین الجبل فلما راوا السھم وقفوا فجئت بھم سوقھم وفیھم امرۃ
من بنی فزارۃ علیھا قشع من ادم قال القشع النطع معھا ابنۃ لھا من احسن العرب
فسقتھم حتی اتیت بھم ابابکر رض فنفلنیھا ابوبکر رض فاتتھا فقدمنا المدینۃ وما کشفت
لھا ثوبا فلقیني رسول اللہ صلعم في السوق فقال یا سلمۃ ھب لي المرأۃ فقلت یا رسول اللہ صلعم

لقد اعجبتني وما كشفت لها ثوبا ثم لقيني رسول الله صلعم من الغد في السوق فقال
يا سلمة هب لي المرأة لله ابوك فقلت هي لك يا رسول الله فوالله ما كشفت لها ثوبا فبعث
بها رسول الله صلعم الى اهل مكة ففدا بها ناسا من المسلمين (كانوا اسروا بمكة)
ہم بنی فزارہ سے لڑنے کو چلے اور رسول خدا صلعم نے ابوبکرؓ کو ہم پر سردار کیا تھا پس جبکہ ہم سے
اور پانی سے تھوڑا سا فاصلہ رہا حکم دیا ہمکو ابوبکر نے ٹھہر جانیکا پس ٹھہرے ہم رات کو اور
پھر متفرق کیا چار طرف سے اور پانی پر آگئے پس جمع مقابل ہوا اوسکو قتل کر ڈالا اور کچھ لوگوں کو
قید کیا اور ایک جماعت میں نے دیکھی کہ اس میں بچے اور عورتیں تھیں پس مجکو اندیشہ ہوا کہ یہ کہیں پہاڑ
پر نہ چڑھ جاویں چنانچہ میں نے ایک تیر پھینکا کہ وہ اونکے اور پہاڑ کے درمیان میں گرے جب
اونھوں نے تیر دیکھا تو وہ کھڑے ہوگئے اسی عرصے میں میں نے اونکو جالیا اور اونکو اسطرف پھیرا
اور اس جماعت میں ایک عورت قوم بنی فزارہ سے تھی اور وہ ایک چادر چمڑے کی اوڑھے
تھی اور اوسکے ساتھ ایک اوسکی بیٹی تھی نہایت خوبصورت پس اسکو گھیر کر میں حضرت ابوبکرؓ کے
پاس لے آیا حضرت ابوبکرؓ نے اوس لڑکی کو مجھے دیدیا اسکے بعد ہم سب مدینہ منورہ کو چلے
آئے اور میں نے اوس لڑکی کا کپڑا تک نہیں کھولا تھا (کپڑا نہ کھولنا اشارہ ہے جماع نہ کرنے
کی طرف) اتفاقاً مدینہ کے بازار میں مجھکو حضرت رسول خدا صلعم ملے اور ارشاد فرمایا کہ اے سلمہ تو وہ عورت
مجکو بخشدے پس میں نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ عورت تو مجکو بہت پیاری لگتی ہے حال آنکہ میں نے ابھی تک اوسکا کپڑا بھی
نہیں کھولا پھر دوبارہ ملے مجکو رسول خدا صلعم دو تین دن بازار ہی میں اور پھر فرمایا کہ اے سلمہ
بخشدے تو مجکو وہ عورت تو میں نے جواب دیا کہ لیجئے آپ یا رسول اللہ اور قسم ہے خدا کی کہ میں نے
ابھی تک اوسکا کپڑا بھی نہیں کھولا پس آنحضرت نے اوسے لیکر مکہ کو بھیجدیا اور اہل مکے نے
اوسکے عوض میں بہت سے مسلمانوں کو جو کفار کے قید میں تھے چھوڑ دیا اقول اگرچہ یہ حدیث
کا خوب صحیح نہیں ہے مگر اصل مدعا میں سوا اسکے کہ نام قبیلہ میں غلطی کی ہے فزارہ بالزاء
المعجمۃ ثم المہملۃ کی جگہ فزارہ بالمہملۃ ثم المعجمۃ لکھدیا ہے اور کچھ غلطی نہیں ہے غرضکہ اس واقعہ سے

یہ بات ثابت ہی کہ اس لڑائی مین اسرا گفار لونڈی غلام بنائے گئے اور پیغمبر خدا صلعم کو بھی
اوسکی اطلاع ہوئی اور پیغمبر خدا صلعم نے حکم فسخ استرقاق اور عدم جواز ملکیت کا صادر نفرمایا بلکہ سلمہ
مالک کنیز مذکور سے سوال کیا کہ کنیز کو مجکو ہبہ کردے للہ ابوبکر کہ دلیل کامل ہی اور ثبوت ملک
سلمہ کے نسبت کنیز مذکورہ کے مجتہد عصر اوسکا یہ عذر کرتے ہین **قال** اس حدیث سے
بھی بلاشبہہ مطلع ہونا رسول خدا صلعم کا اس بات سے کہ اسارے بنی فزارہ لونڈی وغلام بنائے گئے
ثابت ہوتا ہی مگر خود اس حدیث سے ظاہر ہی کہ یہ واقعہ فتح مکہ وقبل نزول آیت حریت واقع ہوا تھا اور
اسلیے ہمارے استنباط مین کچھ نقصان نہین ڈالتا **اقول** یہ تو آپکا ایک معمولی عذر غیر ثابت
ہی مگر بڑی قسمت ابوبکر صدیق رضہ کی کہ یہان آپکے طعن سے بچ گئے ورنہ کچھ بعید نتھا کہ اس فعل
کا الزام مانند سعد بن معاذ کے اونپر دھر دیتے اور پیغمبر خدا صلعم کو جائز رکھنے مین اس فعل کے
تابع اونکی مرضی اور رسم جاہلیت کا کہ دیتے **شعر** قتل این خستہ شبہ بہ شیر تو تقدیر نبود
ورنہ ہیچ از دل پیر حرم تو تقصیر نبود **قال** روایات غزوہ بنی المصطلق **اقول** بعد متین کے
عذر معمولی کے فرماتے ہین **قال** معہذا زیادہ تفصیل اس غزوہ کے اسارے کی ہمکو نہین ملی اور
جسقدر ملی ہی اوسکو ہم جو یہ یہ کے حال کے ساتھ بیان کرینگے جو منجملہ سبایا کے غزوۂ ہذا سے ظہور
ہوئے ہین **اقول** بہت ہی جلد محمد صاحب اس غزوہ کے اسارے کی تفصیل بھول گئے اسی صفحہ
پہلے اس سے یعنی صفحہ ۱۱ پر خود حدیث بخاری کی ابن محریز سے نقل کر چکے ہو یہان بھول گئے
ہم اوسکو لکھتے ہین عن ابن محریز قال رایت ابا سعید رض فسالتہ فقال خرجنا مع رسول
اللہ صلعم فی غزوۃ بنی المصطلق فاصبنا سبیا من سبی العرب فاشتھینا النساء
فاشتدت علینا العزبۃ فاحببنا العزل فسالنا رسول اللہ صلعم قال ما علیکم الا
تفعلوا ما من نسمۃ کائنۃ الی یوم القیمۃ الا وھی کائنۃ ابو سعید خدری رض کہتے ہین
کہ ہم پیغمبر صلعم کے ساتھ غزوۂ بنی المصطلق مین گئے پس پایا ہمنے سبایا کو سبایا عرب سے پس خواہش
کی ہمنے عورتون کی پس دشوار ہوا ہمپہ تجرد پس پسند کیا ہمنے عزل کو پھر پوچھا ہمنے رسول اللہ صلعم سے

فرمایا پیغمبر صلعم نے کیا ہی تعجب کرنہ کرو تم نہین ہی کوئی جان پیدا ہونیوالی قیامت کے دن تک مگر وہ پیدا ہی ہوکے گی دیکھیے لیجیے اس غزوہ مین بھی بہت عورتین لونڈیان بنائی گئین اور باطلاع پیغمبر صلعم یہ معاملہ ہوا صحیح مسلم مین نافع سے روایت ہی قد اغار رسول اللہ صلعم علی بنی المصطلق وھم غارّون وانعامھم تسقی علی الماء فقتل مقاتلھم وسبی سبیھم واصاب یومئذ قال یحیی احسبہ قال جویریۃ وانبتۃ بنت الحارث قال وحدثنی الحدیث عبد اللہ عمر وکان فی ذلک الجیش حدثنا محمد بن مثنی قال حدثنا ابن ابی عدی عن ابن عون بھذا الاسناد مثلہ وقال جویریۃ بنت الحارث ولم یشک تحقیق تاخت کی رسول اللہ صلعم نے بنی مصطلق پر اور وہ غافل تھے اور چوپائے اونکے پانی پلائے جاتے تھے پانی پر سے قتل کیا لڑنے والونکو اور لونڈی غلام بنالیا اونکے سبایا کو اور پایا اس روز جویریہ بنت الحارث کو یحیی راوی یہان شک کرتے ہین کہ اونکے شیخ سُلیم نے یا تو گمان جویریہ کہا یا بالیقین جویریہ بنت الحارث کہا کہا نافع نے کہ یہ حدیث مجھسے بیان کی عبد اللہ بن عمر نے اور وہ تھے اس لشکر مین مسلم کہتے ہین کہ حدیث کی ہمسے محمد بن مثنی نے کہا حدیث کی ہمسے ابن ابی عدی نے ابن عون سے اسناد مذکور حدیث سابق سے مانند اسی حدیث مذکورہ کے کہا جویریہ بنت الحارث اور نہ شک کیا یعنی اس طریق مین وہ شک جو یحیی نے کیا تھا کہ سلیم نے کیا لفظ کہی تھی نہین ہی بلکہ اس طریق مین جویریہ بنت الحارث بلا شک مروی ہی مین حیران ہون کہ محمد اب اور کس تفصیل کے امیدوار ہین مگر یہ کہ مزاولت اور تتبع احادیث نبوی سے محروم ہین **قال** اور وسی کے ساتھ اون تمام اختلافات روایات کو بھی جو اس معاملہ مین ہین اور نہایت تعجب انگیز ہین بیان کرینگے **اقول** ذرا سمجھ سوچ کے نام اختلاف اور تعجب کا لیجیو ایسا نہو کہ پشیمانی اوٹھانی پڑے **قال** ذکر آنحضرت کے سراری کا ماریہ قبطیہ کے بطور تحفہ آنے مین اور سفیر رسول خدا صلعم کے تصرف مین آنے مین اور اونسے حضرت ابراہیم کے پیدا ہونے مین کچھ شبہ نہین ہی مگر شبہہ اس بات مین ہی کہ آنحضرت صلعم کا اونکو تصرف مین لانا

جواز استحقاق کی دلیل ہوسکتی ہے یا نہین **اقول** اسمین تو کچھ شک نہین کہ فعل پیغمبر خدا صلعم کا معمول اور فریق اول فجور اور ارتکاب امر نامشروع اور اتباع جاہلیت کہین ہوسکتا جس فعل پر آپ زندگی تک قائم رہے اوسکے جواز مین تو کسی طرح کوئی مسلمان کلام ہی نہین کرسکتا **قال** ہم کہتے ہین کہ نہین ہوسکتے اسلیے کہ قرآن مجید مین یا حدیث نبوی مین تو حکم و علت اور سبب طاری ہونے رقیت کا کسی جگہ مذکور نہین ہے **اقول** حکم طاری ہونے رقیت کا تو قرآن و حدیث مین ایسا صاف موجود ہے کہ کوئی اس سے انکار نہین کرسکتا اور جس جس صورت سے سبا یا مملوک گردانی گئی وہ بھی بہت ظاہر ہے اور احادیث مین مذکور ہے خود مجتہد عصر اوس سے اقرار کرتے چلے آتے ہین باقی رہا سبب رقیت اسکا دریافت کرنا ہمارا اور آپ کا کام نہین یہ کام علماے مجتہدین کا ہے سو اونکے اقوال بھی ہمنے مع وجوہ ثبوت کے اوپر لکھدیے ہین علت و سبب رقیت اور ملک ایمان کی یہان کیا بحث ہے یہان تو یہ بحث ہے کہ فعل پیغمبر صلعم کا لائق اقتدا کے ہے یا نہین آپکہتے ہین کہ نہین ہم کہتے ہین کہ بیشک ہے جو کام پیغمبر صلعم نے کیا اور اونکے حضور صحابہ بھی وہ کرتے رہے اور کسیکو اوسکی ممانعت نہ فرمائی گئی تو جواز اوس فعل کا بہرحال ثابت ہوگیا خواہ اوسکی علت یا سبب ہمکو معلوم ہووے یا نہووے حدیث متفق علیہ مین آیا ہے عن عایشۃ صنع رسول اللہ صلعم شیئا فرخص فیہ فتنزہ عنہ قوم فبلغ ذلک رسول اللہ صلعم فخطب فحمد اللہ ثم قال ما بال اقوام یتنزھون عن الشیی اصنعہ فواللہ انی لاعلمھم باللہ واشدھم لہ خشیۃ ۔ عایشہ سے روایت ہے کہ کیا پیغمبر صلعم نے ایک کام پر اجازت دی اوسکی پھر اپنے تئین بچایا اوس کام سے کچھ لوگون نے پھر یہ بات پیغمبر صلعم تک پہنچی تب پیغمبر صلعم نے خطبہ پڑھا خدا کی حمد کی پھر فرمایا کہ کیا حال لوگون کا ہے کہ اپنے تئین بچاتے ہین اوس کام سے کہ جسکو مین کرتا ہون قسم ہے خدا کی کہ مین ہر اونسے بہت زیادہ جاننے والا ہون خدا کا نسبت اونکے اور زیادہ تر خائف ہون بہ نسبت اونکے قرآن مین موجود ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ الایۃ ہے تمکو نیک پیروی اور اقتدا پیغمبر صلعم کی ہی اب ہمکو ایسے صریح معاملے مین علت و سبب ڈھونڈھنے

کی کیا ضرورت ہی بان یہ بات مجتہدون پر واسطے تفریع احکام غیر منصوصہ کے واجب ہی سو انھون
نے سبب وعلت سب کا پتہ لگالیا ہی چنانچہ بحث اوسکی اوپر فصل گذر گئی **قال** اور ہمکو قرآن مجید سے یہ بات
ثابت ہی کہ بعد شروع زمانہ اسلام بھی جب تک احکام ازدواج نازل نہین ہوئی تھی تمام ازدواج موافق
رسم عرب کے جو اوس زمانہ مین جاری تھی ہوتی تھی **اقول** ہمکو قرآن سے ثابت ہی کہ جسقدر امور عرب مین
جاری تھے سب کے سب ممنوع نتھے بہت سے اونمین حضرت ابراہیم و اسمعیل ع م کے عہد سے شروع چلے آتے
تھے اور بعض امور غیر مشروعہ بھی باتباع رسم آبا کے جاری ہورہے تھے سو جو امور کہ مبنی بر رسم جاہلیت
تھے ابتدا زمانہ اسلام سے اونکی اجازت نہین دی گئی اور نہ کبھی کوئی امر منجملہ اون امور کے اہل اسلام
مین رائج ہوا اور ہم اوپر یہ بھی ثابت کر چکے ہین کہ جسقدر اقسام ناجائز نکاح کی تھین اور طریقہ
ناجائز استرقاق کی تھی وہ سب ابتدا بعثت سے ہی ممنوع تھی **قال** نہ اون شرطون پر جو بعد
کو حرام ہوگئی خیال تھا نہ اوس تعداد کا جو بعد کو قرار پائی **اقول** بعض شرطون کا بیشک و شبہہ پہلے
ہی سے خیال تھا مثلاً ممانعت تزوج زوجہ پدر اسکا پہلے ہی سے خیال تھا کبھی کسی نے بعد طلوع اسلام کے
مسلمانون مین سے نہین کیا اور اگر کسی نے کیا تو اوسپر حکم قتل نافذ ہوا مگر بعض شرطون کا خیال
اس سبب سے نتھا کہ وہ اوائل مین مشروع تھے مثلاً جمع بین الاختین اسکی کچھ ممانعت شریعت ابراہیمی
مین نتھی پس جب تک کہ وہ بات منسوخ نہوئی تب تک ہر آئینہ مشروع تھی اور مسکو یہ نہ کہنا چاہیے کہ پابندی
رسم جاہلیت عرب سے بلا اجازت شارع یا خلاف مرضی خدا کے جاری تھی تحدید ازدواج مین اوائل
اسلام مین نتھی بلکہ جہان تک عورتین کوئی نکاح مین لاسکتا مشروع تھین اور شرعاً گناہ نتھا یہ
بات نہین کہ بسبب ازدواج اور رسم جاہلیت کے گناہ نتھا بلکہ اجازت تشریعی ہی تھی اور شرائع سابقہ مین
بھی کچھ تحدید ازدواج مین نہوئی تھی **قال** اور نہ اوس شرط اہم عدل کا جو تعدد ازدواج کے لیے
مقرر ہوئی جس سے حقیقۃً مقصود میت تعدد ازدواج لازم آتی ہی **اقول** اگرچہ اسکا کچھ ثبوت
مجتہد کے پاس نہین ہی کہ عدل کا کچھ خیال نتھا مگر ہمنے فرض کیا کہ بشیر عدل کا بھی خیال
نتھا اور وجہ اوسکی یہ تھی کہ عدل فرض نتھا دیکھو کہ روزے رمضان کے فرض نتھے اس سبب سے

کسی کو اونکا خیال نتھا اس سے کچھ یہ لازم نہین آتا کہ اتباع رسم جاہلیت پیغمبر صلعم یا کوئی مسلمان مرتکب کسی جرم قانون قدرت کا ہوگیا اور یہ امر اس قابل بھی نتھا کہ مجتہد عصر اسکو بیان مین لاتے مگر ظاہر ہے تقلید بعض کم راہون طاعنین اسلام کے مدعا صرف اشارہ بطرف عقیدۂ عدم جواز تعدد نکاح کے ہے کہ جسکو خدا نے جائز رکھا ہے نظم حاشا الرقیب فخانتہ ضمائرہ وغیض الدمع فانھلت بوادرہ وکاتم الحب یوم البین منھتک وصاحب الدمع لا یخفی سرائرہ

اگرچہ جی یہ چاہتا تھا کہ اس باب مین اسی جگہ مجتہد عصر کو لیسار و کا جاؤ کہ آیندہ تعدد نکاح کے باب مین مانند غلامی کے اوسکے باب مین کوئی لچر نہ تیار کرین مگر چونکہ خلط مبحث سے بچنا ضرور تھا لہذا اسوقت اوس باب مین کچھ بحث نہین کرتا منتظر چھپنے لچر کا ہون اب تو بحث ماخن فیہ کی طرف رجوع کرتا ہون مجتہد صاحب نے یہ دعوی کیا کہ استرقاق کو جو پیغمبر خدا صلعم نے جائز رکھا اور اوسی کی بنا پر ماریہ قبطیہ رض کو سریہ بنایا تو یہ فعل پیغمبر خدا صلعم کا دلیل جواز استرقاق نہین ہوسکتا اور بعد ازان ایک لفظ اسلیے لکھا تین چار جملے اوسکے بعد قوم فرمائے کہ جنکو عنقریب اوپر نقل کیا ناظرین دیکھ لین کہ ابتک کسی جملے سے یہ بات ثابت نہین ہوسکی کہ اتباع اور اقتدا پیغمبر صلعم کی نسبت اس فعل کے جائز نہین اب ایک نئی طرز پر مجتہد صاحب چلے قال معلوم ہونا چاہیے کہ جناب رسول خدا صلعم کی نسبت بھی کوئی احکام خاص اس باب مین تھے اقول عجب ناواقف مجتہد سے کام پڑا ہے کہ اتنا بھی نہین سمجھتے کہ شارع عام کے کام نسبت نکاح و استرقاق وعتاق وغیرہ شرائع کی عموما مطابق وحی کے تھے شاذ و نادر ایسا ہوا ہے کہ کوئی فعل اجتہاد سے بعد انتظار وحی کے کیا ہے مگر اوسکا بھی یہ حال ہے کہ اگر اجتہاد مین کچھ ذرا بھی زلت لغزش ہوئی ہے تو بہت ہی جلد وحی اوسکے تدارک مین نازل ہوئی ہے پس سر اسر جعلی مجتہد کی ہے کہ یہ کہتے ہین کہ معلوم ہونا چاہیے الی آخرہ مین حیران ہون کہ اس علم پر کیا دلیل ہے اور کس چیز سے اونکو یہ معلوم ہوتا ہے اگر کہین کہ قرآن مین بیشتر کچھ ذکر اسکا نہین اس سے معلوم ہوتا ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ وحی کے واسطے یہ ضرور نہین کہ قرآن ہی مین ہو وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی علمہ

الحدیث رواہ ابو داؤد وابن ماجۃ گاہ ہو کہ میں دیا گیا ہون قرآن اور مثل اوسکے ساتھ
اوسکے **قال** اس لیے ازدواج اونمیں سراری کا تصرف موافق اوسی رسم عرب کے ہوا تھا جو
محض نے عیب اور بیگناہ تھا **اقول** بارکشکر خدا کا ہی کہ مجتہد صاحب اسکے تو قائل ہوئے کہ
تصرف سراری کا نے عیب اور بیگناہ تھا اب میں یہ کہتا ہون کہ اس اقرار سے مجتہد کے
سب دعاوے اور تمہیدات اونکی ٹیڑ پیڑ سے ہلکر گر پڑے کیونکہ یہ بات تو ظاہر ہی کہ رسم و عادات
مشرکین عرب موجب بیگناہی اور نے عیبی کسی فعل کی ہو نہیں سکتیں بلکہ حسن و قبح ہر شی کا علی
اختلاف القولین یا عقلی ہی یا شرعی ہی ان دونون سے خالی نہیں پس اگر تصرف سراری جو تلزم
جواز وقوعیت ہی مستحسن عقلی ہی یعنی عقلاً اوسمیں کچھ عیب و گناہ نہیں اور شارع عم نے اوپر
عمل فرمایا تو استحسان اوسکا عقلاً اور شرعاً دونون طور پر ثابت ہوگیا اور تمام
تمہیدات شروع رسالے مجتہد عصر اور تمہیدات دیگر جو یہان گھڑے ہے ہین باطل اور بے بنیاد
ہوگئیں اور اگر نے عیبی اور بیگناہی امر شرعی ہی یعنی حکم شارع سے معلوم ہوتی ہی تو عین مدعا
ہمارا ہی پس ظاہر ہوا کہ اتخاذ سراری اور ثبوت تزویت بموجب حکم شارع کے ہی اور رسم ورواج
عرب کو جو مجتہد عصر بار بار زبان پر لاتے ہین محض لغو اور فضول بات ہی کہ ثبوت نے عیبی اور
بیگناہی میں اوسکو کچھ دخل نہیں بہرحال بعون اللہ تعالی خود مجتہد صاحب کے اقرار سے
مدعا ہمارا بخوبی ثابت ہوگیا والحمد للہ علی ذلک فالحق یعلو ولا یعلی **قال** بعد اسکے
رسول خدا صلعم کی نسبت در باب ازدواج احکام صادر ہوئے **اقول** صادر ہونا احکام کا
بذریعہ وحی قرآنی کے مستلزم اسکا نہیں ہی کہ اوسسے پیشتر مطلقاً کوئی حکم نہو بہت سے حکم
ہین کہ بذریعہ ایسی وحی کے جو داخل قرآن نہیں ہی نافذ ہوے ہین پس یہ احکام جو بنسبت
ازدواج پیغمبر صلعم کے قرآن مین نافذ ہوئے ہین ان احکام سے یہ گمان کرنا کہ ابتدا ایسی احکام
صادر ہوئے ہین پیشتر انسے کوئی حکم شرعی بنسبت نکاح پیغمبر صلعم کے نہ تھا سراسر خطا اور جہل ہی اور
جو احکام کو مجتہد ابتدائی ظاہر کرتے ہین اوس سے پیشتر تو بنسبت تزویج زینب بنت جحش کے

قرآن مین ہی حکم موجود ہی پس کمال غفلت مجتہد عصر کی ہی کہ اوس حکم کو ابتدائی سمجھ رہے ہین
قال اور وہ حکم یہ ہی کہ جسقدر ازواج و سراری تمھارے تصرف مین آچکے اونکو تو ہم حلال
رکھتے ہین مگر اب کوئی عورت مت کرو **اقول** جناب آپ کیسے مجتہد ہین آپکو اسقدر بھی
علم نہین کہ وہ آیت جسکا آپنے یہ ترجمہ کیا اس باب مین سب سے پہلے نازل ہوئی ہی یا اس سے
پہلے اور کوئی آیت بھی اوتر چکی ہی ذری آنکھ کھولو اس آیت سے پہلے ایک اور آیت قرآن
مین لکھی ہوئی موجود ہی اور غالب ہی کہ آپ بھی اوس آیت کو نزولاً اس آیت سے مقدم
تسلیم کرینگے پھر آپ پر واجب تھا کہ پہلے اوسکو بیان فرماتا ہوا بعد اسکے اس آیت کا تذکرہ کیا
ہوتا اور علاوہ بر آن اس آیت کے ترجمے مین آپ دیدہ و دانستہ تحریف کو کام مین لائے ہین
کہ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ کا ترجمہ بالکل اوڑا گئے ایسے ایسے ہی وجوہ سے حقیقت آپ کی جو مخفی
تھی کھل گئی ترجمہ آیت کا یہ ہی کہ نہین حلال ہین تجکو عورتین بعد انکے اور نہ یہ کہ تبدیل کرے
تو انکے بدلے اور یہ بیان اگرچہ پسند آوے تجکو حسن اونکا مگر وہ کہ جنکے مالک ہووین ہاتھ
تیرے یعنی حکم نفی حل نسا سے مملوکات مستثنے ہین وہ حکم صرف نسبت ازواج ہی کی ہی
قال پس اس حکم سے صاف پایا جاتا ہی کہ واقعات سابق سنہ جب رسم مروجہ عرب ہوئے تھے
اقول یہ خوب اجتہاد ہی کہ تین چار باتین از قسم آئین بائین شبائین لکھکر یہ لکھدیا کہ اس سے
پایا جاتا ہی آنہ وہ کون سی دلیل ہی جس سے یہ بات پائی جاتی ہی آیا صرف قرآن مین موجود
نہونا کسی اور حکم کا دلیل اسکی ہی اگر صرف یہ ہی دلیل ہی تو یہ دلیل مثبت مدعا نہین چنانچہ
بیان اوسکا اوپر گذر گیا اور اگر کوئی اور دلیل ہی تو اوسکو کس دن کے لیے دل مین رکھے
چھوڑا ہی اوسکو بیان کیجیے **قال** چنانچہ وہ آیتین جنپر آپنے استدلال کیا یہ ہین
اقول استدلال کسی دعوی پر ہوتا ہی اور ظاہر اوعوی آپکا یہ ہی کہ تصرف سراری پر بعد تغییر خدا
صلعم بدون حکم شرعی و بدون حکم خدا کے صرف بوجہ رسم عرب کے کہ رسم جاہلیت تھی یا قطع نظر اور سب امور
کے وہ آیات جو آپ لکھتے ہین اونمین سے ایک کلمہ بھی اس مدعا پر دلالت نہین کرتا چنانچہ

بیان اوسکا آپکے استدلال کے ضمن مین کیا جاتا ہی **قال** اللہ تعالی سورہ احزاب مین فرماتا ہی یا ایھا النبی انا احللنا لک ازواجک اللاتی اتیت اجورھن وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک ای نبی ہمنے حلال کین تیرے لیئے تیری جورو مین جنکا مہر تو دیچکا ہی اور جو تیرے ہاتھون کی ملک ہوچکی ہین اونمین سے جنکو اللہ نے تجکو دیا ہی **اقول** قطع نظر اور غلطیون ترجمے کے کہ جنکا ذکر بحث کلمہ ما ملکت مین ہم کرچکے ہین اس جگہہ ہم صرف یہ کہتے ہین کہ اس آیت سے کسطرح ثابت ہوا کہ تصرف پیغمبر صلعم کا سراری پر محبوب رسم جاہلیت کے تھا آیا کوئی کلمہ اس آیت مین اس مدعا پر دلالت کرتا ہی ہرگز نہین ہرگز نہین دیکھو یہان ازواجک معطوف علیہ ہی اور ملکت معطوف ہی اور مسلم وضع عطف کی درحالت نہونے کسی قرینہ مخالف کے مقتضی تغایر کی ہی درمیان معطوف اور معطوف علیہ کے اپس ظاہر ہوا کہ دو صنف حلال تھین ایک ازواج دوسری مملوکات اور جسطرح چیز ازواج صیغہ جمع عام ہی اسی طرح پر کلمہ ما بھی علم ہی حرف من جو ما پر داخل ہی ہم اوسکو بیانیہ کہتے ہین مجتہد دہر اوسکو تبعیضیہ کہتے ہین ہمنے وتھین کا قول فرض کرلیا اونکے قول پر یہ بات ظاہر ہوئی کہ مملوکات پیغمبر صلعم کی متعدد تھین جنمین سے بعض کی تھین غرضکہ ہر طرح پر مدعا ہمارا حاصل ہی اور خوب ثابت ہوگیا کہ خود پیغمبر صلعم کے پاس بھی مملوکات متعدد تھین خواہ سراری مین سے ہون یا نہون کیونکہ ہمکو سراری سے کچھہ بحث نہین صرف ثبوت مملوکات سے بحث ہی عام اس سے کہ وہ سراری ہون یا نہون اور چونکہ خود اسی آیت مین حکم قرآنی درباب جواز سراری کے نافذ ہی پس یہ دعوی کہ تسری پیغمبر صلعم کے بموجب رسم جاہلیت کے تھی صاف صریح جھوٹھا ہوگیا کہ اس سے حلال ہونا مملوکات کا بموجب حکم تشریعی خدای تعالی کے بنص صریح ثابت ہی **قال** اور یہ بی بی جنکی نسبت خدا نے فرمایا وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک صرف حضرت ماریہ قبطیہ ہین **اقول** اگر مراد بی بی سے زوجہ ہی تو غلط صریح ہی اور اگر بحسب محاورہ لفظ بی بی تعظیما ہی تو تخصیص ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا مین کلام ہی کیونکہ تخصیص پر کوئی دلیل نہین

شاید کوئی اور بھی ہو **قال** اللہ تعالی نے ہی سورہ مین پہلی آیت کے بعد اپنے نبی کو یہ حکم دیا
لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ
اِلَّا مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ تمکو عورتین جلال ہین تمکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اون جورو وں کے بدلے
اور جورو مین کرے اگرچہ اونکا حسن تمکو اچھا لگتا ہو **اقول** یہان بھی ترجمے مین مجتہد صاحب
باتباع ہوائے نفسانی تحریف سے باز نہ آئے کہ ترجمہ اِلَّا مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ کا یک قلم اوڑا گئے
پس ترجمہ صحیح یہ ہی کہ نہین حلال ہین تمکو عورتین بعد انکے اور نہ یہ کہ انسے بدلے اور زوجات
اگرچہ پسند آوے تمکو حسن اونکا مگر جنکے مالک ہوئے ہین ہاتھ تیرے اس آیت کی تفسیر ہم بحث
ماملکت یمینک مین بہت اچھی طرح لکھ چکے ہین ضرورت تکرار کی نہین دیکھلو اس سے بھی دعوے
مجتہد کا کہ سریہ بنانا صرف بموجب رسم و رواج جاہلیت عرب کے تھا ثابت نہین ہوتا کوئی کلمہ
اس آیت مین ایسا نہین کہ ثبوت دعوے مجتہد پر دلالت کرتا ہو بلکہ ہمارا مدعا ثابت ہی کہ باوجود یہ
احکام ازواج مین کچھ ترمیم ہوئی اور وہ اختیارات جو آیت اولے سے حاصل تھی باقی نرہے مگر ما
ملکت یمینک مین کچھ ترمیم نہین ہوئی بلکہ ماوکات حکم نفی حل سے اس آیت مین مستثنے رہین
قال اس آیت مین جو لفظ نساء کا تھا جسکے معنی عورتون کے ہین ایسا عام تھا جس سے ماملکت
یمینک سے بھی حکم امتناعی متعلق ہوتا تھا اسلیے خدا تعالی نے اوسکو مستثنی فرمایا **اقول** مسلم ہم
ہم بھی کہتے ہین کہ حکم نفی حل سے مملوکات مستثنی ہین یعنی یہ حکم کہ آیندہ تمکو عورتین حلال
نہین مخصوص ساتھ منکوحات کے ہی اور مملوکات اس سے مستثنے ہین یعنی نکاح آیندہ کی ممانعت
ہی اور واسطے تصرف آیندہ کے نسبت مملوکات کے ممانعت نہین **قال** اور وہ جو مستثنے ہوئین
صرف حضرت ماریہ قبطیہ تھین **اقول** تخصیص ماریہ قبطیہ رضہ کی جو مجتہد دہر نے فرمائی ہی اسپر کیا
قرینہ ہی لفظ ماعام ہی پس اوسکو مخصوص فرد واحد کے ساتھ کرنا تمامتر بیجا ہی اور اگر تقدیر یہ مضاف
الیہ بعد کے (التسع) جیسا کہ ہمنے اوپر کی ہو نہ لیجاوے بلکہ اوپر کچھ تقدیر کیجاوے تو ماریہ بسبب
قید بعد کے حکم نفی حل سے برابر محفوظ تھین پھر استثنا ماریہ رضہ کا باوجود محفوظ ہونیکے کیا معنی

بجز اسکے کہ محفوظی سے مستثنے ہون اور یہ بات بالبداہہ باطل ہے کیونکہ وہ آخر عمر پیغمبر صلعم تک اونکی سریہ رہین اور حالانکہ رہین محفوظ ہونے سے کسی طرح مستثنے نہین ہوسکتین اس مصداق استثنا ماریہ رقبطیہ نہین ہوسکتین بلکہ یہ عام اجازت واسطے آیندہ کے ہے کہ تصرف سراری حکم نفی حل آیندہ سے مستثنے ہے **قال** اب کہ ان آیتون سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ واقعات موافق رسم زمانہ عرب ہوئے تھے اور بعد وقوع بالتخصیص جائز رکھے گئے تھے اسلیے آیندہ کے استرقاق کی دلیل نہین ہوسکتی **اقول** جناب بالتخصیص جائز رہنے کے کیا معنی کوئی دلیل تخصیص بیان کیجیے ورنہ ایسے لغویات تو قابل التفات کے بھی نہین ہم ہر فقرہ پر مجتہد صاحب کے تعرض کرتے چلے جاتے ہین کہ اس سے یہ دعوی ثابت نہین ہوتا اور اب پھر کہتے ہین کہ آیات مذکور کے کونسے لفظ سے یہ دعوی مجتہد صاحب کا ثابت ہوتا ہے اہل انصاف دیکھ لین کہ آیات مین ایک کلمہ بھی ایسا نہین کہ جس سے اس دعوی مجتہد صاحب کا ثبوت متوہم بھی ہوتا ہو چہ جای آنکہ ثابت ہو پس مین حیران ہون کہ مجتہد صاحب کیا خیال پلاؤ پکا رہے ہین غور کرو کہ جب آخر عمر پیغمبر صلعم تک ماریہ قبطیہ اونکی سریہ رہین اور کوئی حکم حرمت سریہ بنا نکحا نافذ نہوا بلکہ آیت اخیرہ مین صاف اجازت عموما واسطے آیندہ کے بھی دی گئی اور ایک ناپاک کلمہ رسم ورواج جاہلیت کا جو زبان پر مجتہد عصر کے ہی کسی طرح چیر ثابت نہین پس جمیع امت کو جواز اقتدای اس امر جائز مین کیا کلام رہا اور اگر فرض کیا جاوے کہ اس باب مین معاذاللہ جیسا کہ مجتہد کا قول ہے پیغمبر صلعم تمام عمر تابع رسم جاہلیت رہے تو وہ رسم جاہلیت بھی جسکے تابع پیغمبر صلعم رہے ہمارے حق مین سنت ہے اور وہ رسم ہزاران درجہ رسوم علم سے بہتر ہے ابیات آن گل کہ ہست تو نوشش مخوان ہست ازعقلست مجنونش مخوان ہ خون شہیدان راز آب اولی ترست ہ این خطا از صد صواب اولی ترست ہ **قال** خصوصا جبکہ مخلبہ وقتیا ہو جو ندرو ہے مین بھی متحقق ہوتا ہے باعث رقیت نہین رہا **اقول** آپ کچھ سمجھتے بھی ہین یا بقول آنکہ شعر حرف درویشان بدرد مردون ہ تا نخواند بر سلیمی صد فسون ہ دو لفظ فقہا کے دیکھ کر بغیر سوچے سمجھے

اونپر حرف گیری کرنے لگے **شعر** منطق الطیران خاقانی صدہست ہ منطق الطیر سلیمانی بجاست ہ یہ کون کہتا ہی کہ استیلا اسبب رقیت ہی یہ بات آپنے کسکے کلام مین دیکھی ہی کہین نشان تو دیجیے یا یہ کہ اپنے جی سے ایک بات گڑھتے ہین جب آپکو رقیت اور ملکیت مین تمیز نہین تھا آپ کیا خاک اجتہاد کرسکتے ہین ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ سبب رقیت کفر ہی یعنی جب بسبب کفر کے سبب حریت اختیار کیونکھو دیا اور نفس بہیمی غالب آگیا تو خصائص نفس بہیمی کے سوائے کہ نجملہ اونکے ایک خاصیت قابل التملک بھی ہی اور کچھ باقی نرہا اور عصمت حریت زائل ہوگئی پس مثل اور بہائم وحشیہ کے اس قابل ہوگیا کہ جو کوئی اوسپر غالب آکر پکڑ لے اوسیکا مملوک ہی پس سبب رقیت کفر ہی اور سبب ملکیت استیلا ہی دیکھ لو کہ بہائم وحشیہ اور طیور اور حیوانات آبی و دریائی اگرچہ قابل التملک ہین مگر جب تک کہ کوئی اونکو پکڑنے تب تک کسیکی مملوک نہین جب کسیینے اونکو پکڑ لیا تو وہ اوسکے مملوک ہوگئے اور یہ ایسی اصل محکم ہی کہ اسی پر غلامی مبنی ہی اور شارع نے اوسکو جائز رکھا ہی چنانچہ ہم اس باب مین شروع رسالے مین کلام مفصل لکھ چکے ہین یہ وہ بات ہی کہ اسکے بابت ہم کہہ سکتے ہین مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا پر خلاف آپکے اصلاح ورواج جاہلیت کے کہ موجب تشنیع جمیع انبیاء عرم اور اصحاب اور عترت اہل بیت کے ہین اور آیہ کریمہ مصداق مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ہی اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ نذر وہدیہ مین بھی استیلا تحقق ہوتا ہی غلط محض ہی نذر وہدیہ بسبب نقل ملکیت ہی مانند بیع کے بڑا تعجب ہی کہ کچھ شبہ نہین خود آپنے بحرالرائق کی عبارت نقل بھی کی مگر پھر بھی اقسام تملک جو اوسنے لکھے ہین اب تک اوسکو نہ سمجھے بحرالرائق کو پھر ملاحظہ کیجیے الغرض جب یہ امر ثابت ہی کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سریہ کے آخر عمر تک پیغمبر صلعم کے تصرف مین رہین اور مجتہد صاحب کوئی دلیل اسپر آیندہ کے لیے سد بنانا ممنوع کیا گیا پیدا نہ کرسکے پایہ کہ تسری بمنجملہ خصائص نفس پیغمبر صلعم کے ہی بھی ثابت نکرسکے

پس ہم کو اس باب میں زیادہ بحث فی نسبت دیگر ابواب کے ضرور نہیں کیونکہ حکم جواز جیسا سو سے
ثابت ہو سکتا ہے ایک سے بھی ویسا ہی ثابت ہو سکتا ہے پھر کیا ضرور ہے کہ بحث کو طول دیا جاوے
جو مدعا تھا وہ ثابت ہو گیا واللہ یحق الحق ولو کرہ المبطلون اب آپ ہم بیان ایک اور بات بھی
لکھتے ہیں کہ جس سے سب تعجبین مجتہد عصر کی قطع ہوتی ہیں کہ سورہ معارج بالاتفاق مکیہ ہے بھی
قبل از ہجرت نازل ہوئی ہے اور حضرت ماریہ قبطیہ رضہ کو مقوقس نے بعد از ہجرت کے ۷ھ ہجری
میں بطور ہدیے کے پیغمبر صلعم کے پاس بھیجا تھا اور انکو پیغمبر صلعم نے بطور سریہ کے اپنے تصرف
میں رکھا تو سورہ معارج میں جو بتیسرا اس واقعے کے نازل ہوئی ہے اور جسمیں یہ حکم ہے والذین
ھم لفروجھم حافظون الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین
فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ھم العادون یعنی وہ لوگ جو اپنے شرمگاہوں کی حفاظت
کرنے والے ہیں مگر اوپر ازواج اپنی کے یا اوپر اونکے جنکے وہ مالک ہوئے ہیں تو وہ لوگ غیر ملامت
کردہ شدہ ہیں پھر جسنے سوا اسکے قصد کیا وہ ہی ہیں زیادتی کرنے والی تو اس حکم کی رو سے
بموجب مجتہد کے تفسیر کے تو پیغمبر صلعم بسبب تصرف جناب ماریہ قبطیہ رضہ کے غیر ملومین سے خارج
ہو کر داخل عادون ہو گئی کیونکہ مجتہد نے ملکت ایمانکم کے یہ معنی لکھے ہیں کہ مالک ہو چکے ہیں
حال آنکہ نزول آیت تک پیغمبر خدا صلعم مالک اونکے نہ ہو چکے تھے بلکہ زمان استقبال
میں روز نزول آیت سے بہت عرصے کے بعد مالک ہوئے تھے اسکا جواب بھی عنایت کیجیے **قال**
ذکر آنحضرت کی بعض ازواج مطہرات کا **اقول** یہ وہ باب ہے کہ جسمیں مجتہد عصر نے انتہا افتراء
روایات اور حکایات تعجب انگیز کے اظہار کا دعوی پیش کیا تھا اور رہتے وہیں اونکو روکا تھا
کہ ذرہ سی نہیں کہ اختلافات اور تعجب کا نام لیجیو یہ باب لائق دیکھنے کے ہے کہ آیین سے
زیادہ حال بددیانتی اور تحریف اور یعلمی مجتہد صاحب کا کھلتا ہے **قال** حضرت جویریہ
بنت الحارث رضہ آنحضرت صلعم کی ازواج مطہرات میں سے ہیں اونکا بھی کچھ ذکر اس
مقام پر لکھنا ضرور ہے اونکی ازدواج کی نسبت اسقدر مختلف روایتیں ہیں کہ اونکو دیکھکر

تعجب معلوم ہوتا ہی **اقول** خیر ہی جناب مجتہد صاحب کیسا تعجب معلوم ہوتا ہی ایسا تعجب تو نہین جیسا کہ ایک کریہہ منظر شخص نے آئینہ مین اپنا مونہہ بھونڈا دیکھکر تعجب سے آئینہ کو بدشکل سمجھکر پھینک دیا تھا مجکو تو کچھ ایسا ہی حال نظر آتا ہی چنانچہ جو کچھ معاملہ ہی سامنے آیا جاتا ہی مخفی نہ رہے کہ جناب فضیلت مآب مجتہد عصر فرید دہر کا دعوی یہ ہی کہ جب الزام دینے پر مسلمانون کے کمر ہمت باندھتے ہین تو ایسی ایسی کتابون کے حوالے سے الزام دیتے ہین کہ اصلا اہل اسلام کے نزدیک کچھ بھی قابل اعتبار کے نہین کبھی کسی مجتہد فقیہ نے اونپر اعتماد نہین کیا بلکہ علی العموم سب علما اونکو محض نامعتمد ٹھہراتے چلے آئے ہین پس جو کچھ بجوالہ اون کتابون کے مجتہد صاحب رقم فرماوینگے تو اونپر ہم کچھ بھی التفات نکرینگے اور اونکی بنا پر جو کچھ مجتہد صاحب لکھینگے اوسکو لغو محض سمجھکر اوس سے کچھ تعرض بھی نکرینگے مگر ہان صحاح مین جو اختلاف نکالین گے تو اوسکے جوابدہی مسلمانون کے ذمے ہی **قال** صحیح مسلم کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت جویریہ قبل ہجرت مکہ مین حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس تھین اور کام جو نماز پڑھنے مین آنحضرت صلعم کو ستاتے تھے اوسمین آنحضرت کی مدد کرتی تھین جس سے اونکے اسلام پر استدلال ہوسکتا ہی **اقول** خدا سے ڈرو کیا مونہہ لیکر یہ بات کہتے ہو الا بوجہ لیس فیہ حیاء تم کیسے مجتہد دیانت دار ہو تمنے تو غضب ہی کیا ہی کونسا صاحب ایمان ہوگا کہ بعد دریافت کرنے اس تحریف وبدیانتی کے تمھاری بات پر اعتماد کریگا شرح اس خیانت اور تحریف کی ضمن نقل حدیث مین کیجاوے گی اور ہمنے دو حدیثین صحیح مسلم اور ایک بخاری کی اوپر باب بیان غزوۂ بنی المصطلق مین نقل کی ہین اونسے بخوبی ثابت ہی کہ ہمیرہ بنت الحارث غزوۂ بنی المصطلق مین پکڑی آئین تھین **قال** پھر اوسی صحیح مسلم کی دوسری حدیث مین ہی کہ اونکو بنی المصطلق کے غزوے مین جناب رسول خدا صلعم نے بطور لونڈی کے قیدی کیا **اقول** بیشک یہ روایت موجود ہی صحیح مسلم

مین شروع کتاب الجہاد مین **قال** پھر ایک روایت مین آیا ہی کہ رسول خدا صلعم نے فدیہ لیکر
اونکو چھوڑ دیا پھر وہ مسلمان ہوگئین اور رسول خدا صلعم نے اونسے نکاح کیا **اقول** یہ
کسی روایت صحیح مین نہین ہی **قال** ایک روایت مین ہی کہ ثابت بن قیس کے قید مین
پڑین اور اونھون نے لونڈی بنایا پھر رسول خدا صلعم نے اونکو ثابت سے مول لیا
پھر آزاد کیا پھر نکاح کیا **اقول** یہ بھی کسی صحیح روایت مین نہین **قال** ایک روایت مین ہی
کہ ثابت نے اونکو مکاتب کیا وہ رسول خدا صلعم کے پاس گئین اور مدد چاہی آنحضرت صلعم نے
بدل کتابت کو ادا کر دیا اور نکاح کر لیا **اقول** البتہ یہ روایت ابو داؤد مین ہی کہ غزوہ
بنی المصطلق مین وہ پکڑی آئین اور قسمت غنائم کے وقت ثابت بن قیس بن شماس رض
کے حصے مین آئین اور اونھون نے اونکو مکاتب کر دیا پھر وہ پیغمبر صلعم کے پاس آئین اور سوال
بدل کتابت کا کیا حضرت صلعم نے بدل کتابت دیکر اونکو آزاد کرایا اور پھر اونکے ساتھ نکاح کر لیا چنانچہ الفاظ حدیث کے
یہ ہین قالت انا جویریۃ بنت الحارث وانما کان من امری ما لا یخفی علیک فوقعت
وقعت فی سہم ثابت بن قیس بن شماس او ابن عم لہ فکاتبت علی نفسی فجئت اسألک
فی کتابتی فقال ھل لک الی ما ھو خیر منہ قلت وما ھو یا رسول اللہ قال اودی
عنک کتابتک واتزوجک قالت قد فعلت الحدیث اور اس حدیث اور حدیث
مسلم مین کچھ تعارض نہین ہی اوس حدیث مین جو یہ الفاظ ہین اصاب یومئذ جویریۃ اوس سے
یہ ثابت نہین ہوتا کہ پیغمبر خدا صلعم کے خمس مین وہ آئی ہون یا حضرت صلعم کے سہم
صفی مین آئی ہون اوسکے معنی یہ ہین کہ پایا اوس روز جویریہ کو سو اسمین کچھ شک نہین
کہ وہ اوس روز پائی گئی تھین نسبت پانے قیدیون کے اور قتل کرنے محاربین کے
اکثر بطرف اسیر کے ہی کی جاتی ہی چنانچہ اسی حدیث مین ہی قتل مقاتلہم وسبی سبیہم
یعنی قتل کیا اونکے لڑنے والون کو اور لونڈی غلام بنایا اونکے سبایا کو حال آنکہ قتل
اونکا اور لونڈی غلام بنانا اونکے سبایا کا خود نفس نفیس پیغمبر صلعم کے ہی ہاتھ سے

واقع نہین ہوا تھا ایسے ہی لفظ اصاب کا بھی ہی **قال** چنانچہ یہ سب پریشان روایتین
اس مقام پر لکھی جاتی ہین **اقول** شعر چونکہ برگردی و بگردد دست ۔ عالمی گردندہ
آید در بربت ۔ جناب مجتہد صاحب کیا خوب پریشان دیکھ رہے ہو آپکی پریشانی آپکے
مقلدونکی جمعیت پر ابھی کھلی جاتی ہی مگر سیرت ہشامی اور مواہب لدنیہ اور استیعاب کو کس
مین بند کرکے نیز ہی پر رکھہ لیجیے اوسکو بمقابلہ مسلمانون کے سند نہ لائیے ہم اوسکو رد کر
استنباط مسائل فقہیہ کچھہ سند نہین کرتے ہمارے ہان چار اصول ہین کتاب اللہ سنت
رسول اللہ جو بہ سند معتبر ثابت ہو اجماع امت قیاس مجتہدین ان چار اصول سے ہم حجت
لائیے کتب سیر و تواریخ کی روایات کا ہم کچھہ بھی جواب نہ دینگے اور ہم آپکے اقوال سے
جو مبنی اوپر روایات غیر ثابتہ کتب سیر و تواریخ کے ہین اصلا کچھہ تعرض نکرینگے اور اونکو مضمحل
اور غیر قابل التفات سمجھینگے **قال** صحیح مسلم مین ابن مسعود رض سے یہ حدیث ہی عن ابن
مسعود قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی عند البیت وابو جہل و
اصحاب لہ جلوس وقد نحرت جزور بالامس فقال ابو جہل ایکم یقوم الی سلا
جزور بنی فلان فیاخذہ فیضعہ فی کتفی محمد اذا سجد فانبعث اشقی القوم
فاخذہ فلما سجد النبی صلعم وضعہ بین کتفیہ قال فاستضحکوا وجعل بعضہم
یمیل الی بعض وانا قائم لو کانت لی منعۃ طرحتہ عن ظہر رسول اللہ صلعم
والنبی صلعم ساجد ما یرفع راسہ حتی انطلق انسان فاخبر فاطمۃ فجاءت وہی
وجویریۃ فطرحتہ عنہ ایک دفعہ رسول خدا نزدیک خانہ کعبہ کے نماز پڑھتے تھے
اور ابو جہل اپنے یارون مین بیٹھا ہوا دیکھہ رہا تھا اور وہان اونٹ ذبح ہوئے تھے کہ
ابو جہل نے اپنے یارون سے کہا کہ بھلا کون ایسا شخص ہی جو اوٹھکر اونٹ کی اوجھڑی غیرہ
آنحضرت کے دونون شانون کے درمیان مین رکھہ دے جبکہ آنحضرت سجدے مین
جاوین پس ایک بدبخت اوٹھا اور جب آنحضرت سجدے مین گئے تو اوسنے وہ اوجھڑی

آپکے دونون شانون کے درمیان مین رکھدی اور پھر سب کے سب ہنسے اور ایک دوسرے کو اشارہ کرنے لگا اور عبد اللہ بن مسعود رض کہتے ہین کہ مین کھڑا ہوا دیکھتا تھا اگر مجکو مجال ہوتی تو مین اوسکو پھینک دیتا پھر آنحضرت سجدے مین ٹھہرے رہے آپ نے سر نہ اوٹھایا یہان تک کہ ایک شخص نے حضرت فاطمہ رض کو خبر دی جب حضرت فاطمہ اور جویریہ نے اوسکو پھینکا اقول اگرچہ یہ ترجمہ بہت الفاظ کا غلط ہی مگر چونکہ وہ لفظ مدار بحث نہین ہم اوسسے تعرض نہین کرتے مدعا مجتہد عصر کا یہ ہی کہ جویریہ رض مکے مین مسلمان تھین پس جو اونکا پکڑا جانا غزوۂ بنی المصطلق مین اور حصے ثابت بن قیس کے مین آنا اور روایات مین ہی یہ اختلاف صریح تعجب انگیز ہی اور اس حدیث کو اس مدعا پر سند لائے ہین کہ اس سے ثابت ہی کہ جویریہ رض حضرت فاطمہ رض کے ساتھ گئین اور اونھون نے اور حضرت فاطمہ رض نے وہ اونٹنی کے بچہ دان کی جھلی جو کافرون نے حضرت صلعم کے شانون پر رکھدی تھی اوتار کر پھینکی اور باین الفاظ حدیث کے نقل کی ہی (فجاءت ہي وجويرية فطرحته) اب دیکھنا چاہیے کہ درحقیقت یہ الفاظ صحیح مسلم مین ہین یا مجتہد صاحب نے ازراہ بددیانتی کے اپنی طرف سے گڑھکر الفاظ حدیث کو بدل ڈالا ہی + مین کہتا ہون کہ صحیح مسلم ایسی کتاب نہین کہ کمیاب ہو کوئی ولایت ایسی نہوگی کہ جسمین اوسکے متعدد نسخجات موجود نہون اوسمین ہرگز یہ الفاظ نہین یہ مجتہد صاحب کی تحریف ہی مسلمانو نہزار نسخہ مطبوعہ اور قلمی جمع کرکر دیکھ لو اونمین عبارت منقولہ مجتہد صاحب نہ اصلا نہین اصلا نہین اصلا نہین بلکہ یہ عبارت ہی کہ (فاخبر فاطمة فجاءت وهي جويرية فطرحته عنه) اور اوسکے معنی یہ ہین کہ خبر دی اوسنے فاطمہ رض کو پھر آئی فاطمہ اور حال فاطمہ کا یہ تھا کہ وہ چھوٹی لڑکی تھی پھر اونار پھینکا فاطمہ نے اوسکو پیغمبر خدا صلعم سے بھلا کہان جویریہ علم غیر منصرف کہان جویریہ اسم منصرف تصغیر جاریہ کہان ہی وجویریہ وصل معطوف ومعطوف علیہ بواو عاطفہ کہان

وہی جویریۃ جملہ حالیہ ہوا و حالیہ پھر ایک قہریہ تو دیکھو کہ ترجمہ طرحتہ کا لکھتے ہین کہ فاطمہ
اور جویریہ نے اوسکو پھینکا میزان الصرف کا پڑھنے والا بھی سمجھتا ہی کہ طرحت واحد مؤنث
کا صیغہ ہی فاطمہ اور جویریہ رضہ دو عورتین اوسکی فاعل نہین ہوسکتی ہین اگر ایسا ہوتا
تو لفظ طرحتاہ ہوتا جس سے یہ بات سمجھی جاتی کہ پھینکنے والی دو عورتین تھین پس طرحتہ کہ
صاف باعلان تمام دلالت کر رہا ہی اسپر کہ پھینکنے والی صرف اکیلی فاطمہ تھین اب فرمائیے
جناب مجتہد صاحب با اینہمہ بددیانتی اور تحریف کتب مقدسہ کے آپ کو کیا توقع ہی کہ
مسلمان آپ کو اپنا خیرخواہ اور مومن صادق سمجھینگے مین جناب مین ملتمس ہون
کہ آپنے کہین (وہی جویریۃ) کی جگہہ (ہی وجویریۃ) اصل کتاب مین تو نہین بنادیا
اگر ایسا کیا ہو تو بہر خدا اوسکو صحیح کر دیجیے ورنہ آیندہ اسکا بڑا ہی وبال آپکی گردن پہ
رہیگا آمدم برسر مطلب کہ جب یہ بات ثابت ہوئی کہ مجتہد صاحب نے عبارت مسلم مین تحریف
کی ہی اور تحریف کو اپنا مستند کیا ہی اور درحقیقت مسلم مین ہی جویرین نہین ہی بلکہ وہی جویریۃ ہے اور جویریۃ تصغیر
جاریہ ہی نہ علم تو مجتہد صاحب جو بڑے لاف وگذاف سے مدعی اختلاف روایات ہوکر
اوسکو معاملہ تعجب انگیز بیان فرما رہے ہین درحقیقت زشت روئی اونھین کی ہی آئینہ کا
قصور کچھہ نہین ہی وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا
يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ **قال** باینہمہ ہم کہتے ہین کہ وہ جو کچھہ ہو قبل نزول
آیت من وفدا ہوا اور اسلیے وہ واقعات کسی طرح پر ہوے ہون بنیاد مسئلہ استرقاق
نہین ہوسکتی **اقول** اتنا طول اجمالی پر آپنے دیا عبث تھا یہی معمولی عذر پیش فرماکر خاموش
ہوجاتے ع گفتن ہمین بس ست کہ اسپ من ابلق ست ۔ حدیث کے الفاظ مین
آپنے کیون تحریف کی صرف یہی معمولی عذر پیش کردیا ہوتا **قال** حضرت صفیہ بنت
حیی بن اخطب الیہودی اکثر روایتون مین ہی کہ حضرت صفیہ خیبر کی لڑائی مین پکڑی گئین
اور بطور لونڈی کے وحیہ کلبی کے حصے مین آئین اونسے مول لیکر رسول خدا صلعم نے

اونسے نکاح کیا **اقول** مول لینے کی تصریح تو کسی روایت مین نہین ہی مگر یہ بات ہی
کہ صفیہ رضہ خیبر کی لڑائی مین پکڑی گئین اور دحیۂ کلبی کے حصے مین آئین اور پھر اونکے
پاس سے پیغمبر خدا صلعم کے پاس آگئین خواہ بذریعۂ بیع آئی ہون خواہ حضرت صلعم نے اونکو
اونکے بدلے خمس مین سے دوسری لونڈی دیدی ہو یا اور کسطرح جبکہ پھر حضرت صلعم نے
اونکو آزاد کرکے اونکے ساتھہ نکاح کرلیا اور آزادی اونکی اونکا مہر مقرر ہوا چنانچہ بخاری
مین روایت ہی عن انس رض قال صلے النبی صلعم الصبح قریبًا من خیبر بغلس
ثم قال اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین
فخرجوا یسعون فی السکک فقتل النبی صلعم المقاتلۃ وسبی الذریۃ فکان فی السبی
صفیۃ فصارت الی دحیۃ الکلبی ثم صارت الی النبی صلعم فجعل عتقھا صداقھا
الحدیث نماز پڑھی رسول اللہ صلعم نے صبح کی قریب خیبر کے تاریکی مین پھر کہا اللہ اکبر
خراب ہوگیا خیبر بیشک ہم جب نازل ہوتے ہین میدان مین کسی قوم کے تو کیا بری ہی صبح
ڈرائے گیون کی پس نکلے وہ پھرتے تھے کوچون مین پھر قتل کیا پیغمبر خدا صلعم نے لڑنے
والون کو اور لونڈی غلام بنایا ذریت کو اور اوس ہی مین صفیہ بھی تھین پس ہوگئین
وہ دحیۂ کلبی کی بعد اوسکے ہوگئین پیغمبر صلعم کی پھر اونکی آزادی کو پیغمبر صلعم نے اونکا
مہر ٹھہرایا **اقول** سب سے زیادہ بخاری کی حدیث ہی جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ حضرت
صفیہ کو کسی نے لونڈی یا مملکت ایمانکم مین سمجھا ہی نہین **اقول** مجتہد صاحب کی یہ بھی
غلط ہی اور بخاری کی حدیث جو ہمنے نقل کی ہی اوس سے ثابت ہی کہ وہ منجملہ سبایا کے تھین
اور پھر آزاد کردی گئین اور اونکی آزادی ہی اونکا مہر قرار پایا اب ہم دیکھتے ہین کہ مجتہد صاحب کی
حدیث مستندہ سے یہ دعوی اونکا ثابت ہوتا ہی کہ صفیہ رضہ کو کسی نے لونڈی یا مملکت
ایمانکم مین سمجھا ہی نہین یا برخلاف اوسکے ثابت ہوتا ہی اور وہ حدیث یہ ہی کہ آخبرنی
حمید اسمع انس بن مالک قام النبی صلعم بین خیبر والمدینۃ ثلث لیال

بنبي عليه بصفية فدعوت المسلمين الى وليمته وما كان فيها من خبز ولا لحم
وما كان فيها الا ان امر بلالا بالانطاع فبسطت فالقى عليها التمر والاقط
والسمن فقال المسلمون احدى امهات المؤمنين او ما ملكت يمينه قالوا
ان حجبها فهي احدى امهات المؤمنين وان لم يحجبها فهي مما ملكت يمينه فلما
ارتحل وطأ لها خلفه ومد الحجاب ۵ قيام فرمايا پيغمبر صلعم نے درميان خيبر اور مدينه
کے تين رات زفاف کرتے تھے ساتھ صفيه رضہ کے پس بلايا پيغمبر صلعم نے مسلمانون کو اونکے
وليمے کے کھانيکے طرف اور نتھا وس وليمہ مين کوئي چيز روٹي اور گوشت سے اور کچھ بھي
نتھا او سين مگر يہ کہ حکم ديا پيغمبر صلعم نے ايک چمڑے کي بساط کا بلال کو کہ بچھائي گئي پس
رکھدئے گئے اوسپر خرما اور پنير اور مکہ پس کہا مسلمانون نے يہ ايک منجملہ امہات المؤمنين
کے ہين يا ايک منجملہ مملوکہ يمين کے ہين کہا لوگون نے اگر پردہ مين رکھا اونکو پيغمبر صلعم نے
تو يہ ايک منجملہ امہات المؤمنين ہين اور اگر نہ پردے مين رکھا تو يہ مملوکہ يمين ہين پس جب
کوچ کيا پيغمبر صلعم نے تو پيچھے اپنے سوار کيا اونکو اور يعني پردہ مجتہد عصر نے بھي يہ حديث
لکھکر ترجمہ کيا ہے مگر مجتہد کے ترجمے مين چند غلطيان ہين کہ ہم اونسے تعرض نہين کرتے
مگر ايک بات جو اونھون نے خلاف قاعدۂ زبان عرب لکھي ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکو
کچھ بھي واقفيت زبان عرب سے نہين ہے اوسکو ہم واسطے اظہار کمال زبان داني مجتہد کے
لکھتے ہين اس عبارت کا (فدعوت المسلمين الى وليمته) ترجمہ اسطور فرماتے ہين کہ اونکے
وليمے کے واسطے خود مينے ہي مسلمانون کو بلايا يہ قصر اونکا سراسر غلط ہے ازبسکہ قصر کيطرف
اونکو توجہ زيادہ ہے اسليے ہر جگہ اوسکو دخل ديتے ہين يہان کيا چيز ہے کہ دلالت کرتي ہے
اوپر قصر الصفة على الموصوف کے يہ تو نہ باب انا سعيت في حاجتك سے ہے نہ کوئي حرف قصر
کا يہان ہے ضمير واحد متکلم کي ديکھکر بسبب ناواقفي کے بالفاظ قصر غلط ترجمہ کر ديا اب ہم
اصل مدعا کيطرف رجوع کرتے ہين اس حديث مين کوئي لفظ ايسا نہين کہ صفيہ کي

ابتداءً انہ مملوک ہونے پر دلالت کرے یا وہ حدیث جو ہمنے بخاری سے نقل کی ہمارے اوسکی
معارض ہو بلکہ یہ حدیث تمامتر مؤید اوسکی ہے کہ جب وہ ابتدا مین مملوک بنائی گئی تھین
اور پھر پیغمبر خدا صلعم نے اونکے ساتھ زفاف کیا اور طعام ولیمہ کی دعوت کی تو جو لوگ
کہ اونکے آزاد کر دینے سے واقف نتھے اونھون نے اسمین شک کیا کہ آیا صفیہ بی بی
منکوحہ بنائی گئین یا کہ بطور مملوک ہین کے اونکے ساتھ زفاف ہوا اگر یہ قول مجتہد عصر
کا سچا ہوتا کہ حضرت صفیہ کو کسی نے لونڈی یا مملوکہ نہ سمجھا ہی نہین تو اصحاب پیغمبر
صلعم اوسمین شک کیون کرتے بلکہ بالیقین یہی سمجھتے کہ یہ منکوحہ ہین پس مین حیران
ہون کہ مجتہد صاحب کی سمجھ کہان تشریف لے گئی ہے کہ ایسی صاف بات کو بھی نہین
سمجھتے اور غایت اعوجاج سے سیدھی بات کو اولٹی سمجھ کر کج بحثی پر سیدھے ہو جاتے
ہین **قال** در اصل واقعہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اونکا شوہر خیبر کی لڑائی مین مارا گیا وہ رانڈ
رہ گئین اون سے حضرت نے نکاح کر لیا **اقول** یہان تک بیان مجتہد کا صحیح ہے واقع
مین اونکا شوہر جنگ خیبر مین مارا گیا تھا اور وہ نوعروس تھین چنانچہ بخاری مین یہ روایت
موجود ہے اور نکاح کرنا بھی حضرت صلعم کا اونکے ساتھ ثابت ہے اور ہم خود اوسکا اقرار کرتے
ہین لیکن یہ امور مستلزم اسکے نہین کہ وہ داخل سبایا نہون اگر داخل سبایا تھین تو لشکر
مین حضرت کے کسطرح آگئین کیا خیبر سے کہین اور چلی گئی تھین اور وہان سے خود بخود تشریف لے آئین
تھین اگر کچھ ثبوت اسکا مجتہد کے پاس ہو تو پیش کرین تاکہ ہم اون خبر صحیح سند مرفوع مین جو بخاری
سے ہمنے نقل کی ہے کسی طرح کا شک کرین یا دونون حدیثون مین کسی قسم کا تعارض سمجھین
یا کسی راوی کے سہو یا غلطی یا بناوٹ پر محمول کرین بلاوجہ موجہ ثقات لوگون پر تہمت لگانا
گمراہ لوگون کا کام ہے جیسا کہ مجتہد عصر نے غایت تعصب و عناد سے تہمت لگائی چنانچہ
فرماتے ہین **قال** راویون نے اونکو سبایا مین سمجھا اور اوسپر قیاساً قصے بنا دیئے
اقول آپ کی یہی بہادری ہے کہ یہ کلمہ بلاوجہ موجہ ایسے ثقات لوگون کی نسبت کہا جائے

کہ جنکی روایت پر اکثر مسائل دینیہ مبنی ہین ایسا بیہودہ کلمہ نسبت اونکی کہنا گویا تمام صحیح بخاری
بلکہ تمام صحاح کو بے اعتبار ٹھہرانا ہی اور در پردہ عداوت دین متین کی ہی وہ احادیث جنمین
صاف لفظ سبی کا نسبت صفیہ رضہ کے موجود ہی انس بن مالک ہی سے مروی ہین ایک حدیث
کو ثابت دوسری کو عبد العزیز بن صہیب انس رضہ سے روایت کرتے ہین عبد العزیز بن صہیب
لفظ سمعت بیان کرتے ہین اور ثابت یہ کہتے ہین عن انس قال یعنی ایک راوی کہتے ہین
کہ سنا مینے انس سے دوسرے کہتے ہین کہا انس رضہ نے تو اور راویون کا تصور کچھ نہین علوم
ہوتا اگر قصہ قیاسی بنایا ہوگا تو انس بن مالک انصاری صحابی خادم رسول اللہ صلعم نے
ہی بنایا ہوگا اور جب حضرت انس جو بڑے جلیل القدر صحابی اور خادم رسول اللہ صلعم ہین
ایسے جھوٹے قصے حضرت پر بنانے لگے تو اور کسکا اعتبار رہا جناب مجتہد صاحب
کچھ تو خدا سے ڈرو کہان تک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو متہم کیے چلے
جاؤ گے گمراہون کی تقلید سے ہادیان دین کو کہان تک مطعون کروگے مثنوی

بوی کہ بوی خشم و بوی آز	در سخن گفتن بیاید چون پیاز	گر خوری سوگند مین کی خورد م
از پیاز و سیر تقوی کرد م	آن دم سوگند غمازی کند	بر دماغ ہمنشینان بر زند
بس دعا بارد شود از بوی آن	آن دل کز می نماید در زبان	آنسو آمد جواب آن دعا
چوب روا باشد جزای ہر دغا		

قال پس ان مختلف روایتون سے یہ بات کہ درحقیقت
کیا واقعہ پیش آیا اور فعل جناب رسول خدا صلعم کسطرح اور کس سبب سے واقع ہوا بخوبی ثابت
اور متحقق نہین ہوتا **اقول** جو واقعہ درحقیقت پیش آیا اور جسطرح پر فعل جناب رسول اللہ
صلعم واقع ہوا وہ سب احادیث صحیحہ سے ثابت و متحقق ہی ہم نہین جانتے بخوبی ثابت ہونا
مجتہد صاحب کے نزدیک کس چیز کا نام ہی **قال** اور اسلیے یہ واقعات کسی سلسلہ حفظ متعہ شرعیہ
کی بنیاد نہین ہوسکتے **اقول** واہ کیا خوب اجتہاد مجتہد عصر کا ہی کہ افعال پیغمبر صلعم بنیاد
کسی سلسلہ شرعیہ کی نہین ہوسکتے اور طریقہ پیغمبر صلعم کا لائق اقتدا نہین جناب مجتہد صاحب

ہمارا تو دین و ایمان اقتدا اور پیروی افعال پیغمبر صلعم کی ہی اگر آپ اس سے ناراض ہین تو آپ کو
اختیار ہی مگر صاف ظاہر ہوگیا کہ وہ بات جو پیشتر آپنے فرمائی تھی کہ فعل سوال اللہ صلعم
مانند قول کے سر اور آنکھون پر صرف زبانی قول لوگون کے دکھانیکو بلا اعتقاد قلب تھا لنا
اعمالنا ولکم اعمالکم لا حجۃ بیننا وبینکم اللہ یجمع بیننا والیہ المصیر قال
معہذا اگر فرض کیا جاوے کہ یہ سب واقعات اسی طرح پر واقع ہوئے تھے اور استرقاق اسارے عمل
مین آیا تھا تو بھی یہ سب واقعات ماقبل نزول آیت من وفد کے ہین اور اسلیے مبنا مسئلہ
استرقاق اساری نہین ہوسکتے اقول نے سبب اور عبث اسقدر باتین لکھین اور ہمکو بھی
تکلیف تحریر جواب کی دی یہی معمولی عذر پیش کرنا تھا جسکو ہم ہر جگہ نامنظور کرتے چلے آرہے
ہین قال روایات متفرقہ بخاری اور مسلم مین ابوہریرہ سے یہ روایت ہی کہ اھدی رجل
لرسول اللہ صلعم غلاما یقال لہ مدعم یحط رحلا لرسول اللہ صلعم اذا صاب سہما
عائرا فقتلہ ایک شخص نے رسول خدا صلعم کے واسطے ایک غلام بطور ہدیہ بھیجا جسکا نام مدعم ہی اسنے ایکمرتبہ آنحضرت صلعم
کا اسباب اوتار رہا تھا کہ ناگاہ اوسکے ایک مقام پر تیر آلگا اور اس سے وہ مرگیا اقول کیا تہذیب صاب سہما عائرا ترجمہ
کرتے ہین اوسکے ایک مقام پر تیر آلگا حال آنکہ یہ ترجمہ غلط ہی جناب مجتہد صاحب کو عائر کے معنی معلوم نہین ظاہرا
(ایک مقام) جو ترجمہ مین لکھا ہی وہی معنی عائر کے سمجھے ہین حال آنکہ عائر کے معنی ایک مقام
نہین بلکہ سہم عایر اوس تیر کو کہتے ہین کہ جسکا پھینکنے والا معلوم نہو شعر تقولین
سھوعا قد اصابکا ووقلبی الی الحاظ عینک ناظر یعنی کہتی ہی تو کہ تیر عائر
تیرے آلگا ہی حال آنکہ دل میرا تیری ترچھی نگاہون کو دیکھ رہا ہی قال الجوہری العائر من
السہام والحجارۃ التی لا یدری من رماہ یقال سہم عائر یعنی عایر سہام اور حجارۃ سے وہ ہی
کہ نہ معلوم ہووے کہ کس نے پھینکا کہا جاتا ہی اصابہ سہم عائر یعنی آلگا اوسکے ایک تیر کہ پھینکنے
والا اوسکا معلوم نہین پس صحیح ترجمہ یہ ہی کہ ایک تیر جسکا پھینکنے والا معلوم نہین آلگا اگرچہ
یہ بات امر ماکن فیہ سے کچھ تعلق نہین رکھتی مگر ایسے امور جو ہمنے ظاہر کیے ہین اوسے

ظاہر ہی کہ رکن عظیم قابلیت اجتہاد کا یعنی مہارت اور مداخلت عربیت مین مجتہد عصر سے
فائت ہی اور اسی سبب سے وہ غلطی مین پڑے ہین قال یہ حدیث ہمارے مدعا کے مخالف نہین ہی
اسلیے کہ ابتداے اسلام مین جو لوگ غلام تھے وہ سب بطور غلام تسلیم کیے گئے تھے اقول
مگر اس حدیث سے یہ بات تو خوب معلوم ہوئی کہ ابتدے اسلام سے نادر مگر مدعم کہ تھوڑے
دنون بعد غزوۂ خیبر سے وہ تیر کے زخم سے مرگیا ہی یعنی سنہ ہجری تک پیغمبر صلعم نے اوسکو
آزاد نہین کیا پس معلوم ہوا کہ شارع نے عدم کو معدوم کر دینا غلامی کا جیسا کہ مجتہد صاحب اکثر
جگہ دعوی کرتے ہین منظور تھا گو کہ جمیع دعاوی مجتہد صاحب کے یہ حدیث خلاف نہو پھر بھی
بعض دعاوی کے تو بیشک مخالف ہی یہان تک مجتہد مختصر نے بحث آیات قرآن اور احادیث اور
افعال پیغمبر صلعم اور صحابہ رضی اللہ عنہم مین کی اور بعون اللہ وقوتہ ہمنے ہر مقام پر اونکو خوب
ہی مغلوب کیا یقین تو یہ ہی کہ بعد ملاحظہ اس رسالے کے اس بحث مین کوئی حرف زبان پر
نہ لاوینگے مگر اب ہمکو یہ بھی منظور ہی کہ منجملہ ثقلین کے عترت پیغمبر صلعم کے حال سے بھی استدلال
کرین کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا ہی انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا
بعدی کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی مین چھوڑے جاتا ہون تم مین وہ چیز کہ اگر اوسکے
ساتھ تمسک کرتے رہوگے میرے بعد گمراہ نہوگے ایک کتاب اللہ کی ہی دوسرے عترت میرے
اہل بیت میرے پس دیکھنا چاہیئے کہ اہل بیت رسول اللہ صلعم کا بعد وفات پیغمبر صلعم کے اس باب مین
کیا عمل رہا اور کیا حکم رہا باب العلم جناب علی مرتضی کہ امام المتقین تھے خولہ بنت جعفر بن قیس
حنفیہ اونکی سریہ تھی کہ جسسے محمد بن حنفیہ پیدا ہوے ایک روایت تیسری علی بن ابیطالب
کی ہمارے اوپر بھی لکھ چکے ہین جناب سید الشہدا امام المسلمین ریحانۃ الجنۃ امام ہمام حسین بن علی رضی اللہ
عنہ اونکی سریہ بانو نصریہ جرد بن شہریار بادشاہ عجم تھین اونکا حال بلا خلاف سب کو معلوم ہی
جناب امام ہمام امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ اونکے تصرف مین حمیدہ ام ولد تھین کہ جنسے جناب
امام موسی کاظم رض متولد ہوے جناب امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ انکے پاس بھی ام ولد تھین کہ جنسے

جناب امام علی الرضا رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جناب امام محمد تقی رضی اللہ عنہ انکے پاس بھی ام ولد اور امام علی نقی تھین جناب امام علی نقی ؑ انکے پاس بھی ام ولد تھین جنسے امام حسن عسکری متولد ہوئے امام حسن عسکری انکے پاس بھی نرجس نامی ام ولد تھین کہ جنکے بطن سے امام محمد مہدی متولد ہوئے دیکھو یہ وہ ذوات مقدسہ وارث علم انبیا ہین کہ انکی اقتدا بموجب خبر مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہماری ہدایت ونجات کی موجب ہے یہ وہ پاک متقی ہین کہ اگر ہم کہین کہ وے سب کے سب کسی باب مین خلاف احکام قرآن کے مرتکب ہوے تو ہماری عین شقاوت ہے یہ وہ ابواب بزرگ العلم ہین کہ اگر ہم یہ کہین کہ وے آخر عمر تک قرآن کی کسی آیت کو نسمجھے تو ہمارا جہل مرکب اور باعث بدبختی ہے پھر جبان اکابر دین علوم اولین وآخرین نے استرقاق جائز رکھا تو بیشک وشبہ جاننا چاہیے کہ فی الحقیقت استرقاق جائز ہی ہے اور جو اسکے خلاف کہتا ہے وہ گمراہ ہے الغرض کہ ہم قرآن وحدیث اور افعال پیغمبر علیہ السلام اور اصحاب کرام اور عترت ذوی الاحترام سے جواز استرقاق ثابت کر چکے اب اصل ثالث یعنی اجماع امت مین بحث رہی ہم یہ کہتے ہین کہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے آجتک بلا خلاف جواز استرقاق پر اجماع منعقد ہوا ہے کہ اسمین قرون ثلثہ وعترت رسول اللہ صلعم اور جمیع ائمہ مجتہدین شامل ہین اور کسی فقیہ مجتہد محدث عالم نے تہتلاف نہین کیا پس اجماع ہر آئینہ حجت ہے ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی یعنی خدا میری امت کو گمراہی پر اور خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو جدا ہوا پھینکا گیا دوزخ مین اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار پیروی کرو گروہ اعظم کی تحقیق جو جدا ہوا ڈالا گیا دوزخ مین رواہ ابن ماجۃ من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ جسنے مفارقت کی جماعت کی بالشت بھر پس تحقیق نکالا ربقہ اسلام کو اپنی گردن سے رواہ ابوداؤد واحمد ہر چند کہ بوجوہ ودلائل قطعیہ حجت ہونا اجماع امت محمدیہ کا ثابت ہے اور اہل سنت اور اثنا عشریہ اور سب فرقہ اسکی حجت ہونیکو تسلیم کرتے ہین مگر چونکہ معتمد عصاروں سے منکر ہین پس ہمکو بھی بربنای حجت ہونے اجماع کے

کچھ بحث ضرور نہین اسلیے کہ ہم اپنا مدعا قرآن اور حدیث سے ثابت کر چکے اگر ہم بر بنائے بحث ہوتے
اجماع امت کے کچھ بحث کرتے تو ہمپر واجب ہوگی کہ ہم قرآن وحدیث سے حجت قطعی ہونا
اجماع کا ثابت کرین اور ایک طویل کلام بر سر اسمین لکھنا پڑیگا پس ہم اسقدر تطویل کی کچھ
ضرورت نہین سمجھتے مگر ہم اس بنا پر بحث کرتے ہین کہ آیا معنی قرآن کے قرون ثلثہ مین ایسے
ہی سمجھے گئے جیسے کہ ہمنے سمجھے ہین یا جیسے مجتہد عصر نے سمجھے ہین اور علی ہذا القیاس مجتہدین کبار
نے معانی آیات کے ہماری تفسیر کے مطابق سمجھے یا مطابق بیان مجتہد عصر کے اس بات کو گو تسلیم
کہ اجماع حجت ہو مگر یہ تو بیشک ماننا چاہیے کہ اصحاب رسول اللہ صلعم کہ اکثر اوسی قوم مین سے تھے کہ جنکی
زبان مین قرآن نازل ہوا ہو لغت عرب اور طرق استعمال کلام کو اونسے زیادہ کوئی نہین
جان سکتا اور بعض بعض تو اونمین ایسے تھے کہ افصح الفصحا اور ائمہ عربیت کے نزدیک مستند
چلے آتے ہین اور بانی علوم عربیہ ہین بطریق اجمع ائمہ مجتہدین کبار مین بھی اکثر خاص عرب بلکہ اوسی قوم
کے تھے کہ جنکی زبانمین قرآن نازل ہوا ہو اور یہ بھی مسلم ہو کہ اصحاب رسول اللہ صلعم اور ائمہ اہلبیت اور
ائمہ مجتہدین فاسق فاجر بھی تھے کہ کسی غرض سے کتاب اللہ کو برخلاف اوسکی مراد کے محمول کرتے
اور یہ بھی مسلم ہو کہ قرآن مجید ہمیشہ اونکی مزاولت وتلاوت مین رہتا تھا اور وہی جامع قرآن بھی
تھے پس اب دیکھنا چاہیے کہ اونھون نے معنی قرآن ایسے ہی سمجھے ہین جیسے کہ ہمنے سمجھے یا جیسے
کہ آپنے کچھ شک اسمین نہین کہ اساری کے استرقاق کا کسیسے انکار نہین کیا اور اوسی پر عمل ہوتا
رہا چنانچہ آپ بھی صفحہ ۱۶۰ پر اسکے معترف ہین پس جو مدعا ہمارا تھا کہ اما جواما منا بعد واما فداء
مین ہو باتفاق اہل زبان اور باتفاق اون لوگون کے جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہو
سو بطل استرقاق ومفید حصر جیسا کہ آپکا دعوی ہو نہین ہو جو باتفاق اہل زبان اور باتفاق
ائمہ قریش کہ جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہو لفظ اما کے معنی ہمارے موافق ثابت ہوے تو
برخلاف لغت کے معنی اما کے بیان کرنے اور اوسکے مطابق قرآن کے تحریف پر باتباع
وتقلید گمراہ لوگون کے آمادہ ہونا صاف وصریح ضلالت ہو اب ہم بعض اقوال مجتہد صاحب

اس باب مین متوجہ ہوتے ہین **قال** اگرچہ ہماری اس تحریر سے بخوبی تشفی ہوتی ہے کہ جناب سول اللہ صلعم
نے غلامی کو مذہب اسلام سے معدوم کردیا تب بھی بالشبہ مسلمانون کے دل مین دو شبہے پیدا
ہونگے **اقول** جھوٹھی بات تو ہم سنا بھی نہین کرتے ہم اس قول مجتہد کا جھوٹھا ہونا ثابت کرچکے
ہین **قال** ہمکو احکام مذہبی بجالانے مین اول قرآن مجید پر عمل کرنا چاہیے پھر حدیث پر پھر قیاس منصوص
العلۃ پر اور اجتہاد پر **اقول** یہ سچ ہے کہ اول مذہبی مو مین قرآن کو مقدم رکھنا چاہیے پھر حدیث کو
مگر اسمین کلام ہے کہ قیاس اجماع پر مقدم ہے یا اجماع قیاس پر مقدم ہے مسلمانونکا عقیدہ ہے کہ قیاس کو
اجماع سے ترک کیا جاویگا مجتہد عصر برخلاف اوسکے فرماتے ہین بہرحال یہ بحث دوسری ہے اسمین ہمان
گفتگو ضرور نہین اس جگہ جیسا مجتہد عصر فرماتے ہین اوسی کو فرض کرلیا جائے بعد فرض کرنے اس امر کے
ہم کہتے ہین یہ اوس شخص کے حق مین ہے جو قرآن وحدیث اور قیاس اور علۃ منصوصہ اور غیر منصوصہ کو
سمجھتا ہو اور جو شخص کہ آپکے مانند ہین کہ صرف و نحو تک بھی نہین سمجھ سکتے زبان عرب سے آگاہ نہین
جویریہ تصغیر جاریہ کو نام جویریہ ام المومنین کا سمجھتے ہین طرحت فعل مؤنث واحد کو صیغہ تثنیہ
مؤنث کا سمجھتے ہین اصابتہ سہم عایر کے یہ معنی کہتے ہین کہ ایک جگہ تیر آلگا الی غیر ذالک ایسون کو
اجتہاد کرنا کسی طرح نہین پہونچتا اونکو تو ہر آئینہ تقلید علما ہی واجب ہے کیونکہ وہ دلایل شرعیہ
پر نظر کرنے سے بسبب واقفی و بعلمی کے معذور ہین اور مراد ہماری تقلید سے یہ ہے کہ جو مسئلہ
پیش آوے اوسمین کسی عالم شرائع سے دریافت کرے کہ اسمین حکم شریعت غرا کا کیا ہے اور چونکہ وہ خود
کلام خدا اور خدا کے رسول کو نہین سمجھ سکتا پس اوسکو اوس عالم کے فتوی پر عمل ضرور ہے **فَاسْئَلُوا**
اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ دیکھیے کہ آپنے حدیث اعتاق کنیز قبیلہ بنی تمیم من تراث
بخاری سے نقل کی کہ اعتقیها فانها من ولد اسمعیل اس حدیث مین علت اعتاق منصوص ہے جیسا کہ
آپ بھی اوسکی علت کے معترف ہین جیسا کہ آپکے ترجمے سے ظاہر ہے باوجود اسکے اور بھی باوجود
محمول کرنے صیغہ امر کے وجوب پر پھر آپ ایسی فاش غلطی مین پڑے کہ اولاد اسمعیل ہونے کو باوجود علت
منصوصہ ہونے کے علت عتق قرار نہین دیتے اور اسی بنا پر قول قدیم شافعی اور فخر رازی پر معترض ہوئے

ایسے ناواقف غلط کار کو ہرگز اجتہاد روا نہیں ہے **قال** پھر جب کہ ہم ساری کی نسبت نص صریح قرآن مجید دین باتی ہیں فریدی برآن ثابت ہوتا ہے کہ روز وفات تک وہی پر رسول خدا صلعم کا عمل رہا ہے تو اب ہمکو اس بات کی تفتیش کی کہ خلفاے راشدین کے زمانے مین کیا ہوا کچھ حاجت نہین رہی **اقول** یہان تو آپ یہ فرماتے ہین کہ نص صریح پاتے ہین جو سر صفحے یعنی صفحہ ۱۶۰ کے نصف آخر سطر ۱۴ مین لکھتے ہو کہ اونکا لونڈی و غلام بنانا الفاظ صریح سے نہین باطل کیا گیا ظاہر آپ کے نزدیک کلمات غیر ظاہر الدلالہ کا نام نص ٹھہرا ہی لیکن اہل تحقیق و اہل عقل کے نزدیک اسکا نام نص نہین ہے بلکہ ایسے کلمات کو خفی یا مجمل کہتے ہین آپ خود اس باب مین مذبذب ہوے ہین کبھی کچھ کہدیتے ہین کبھی کچھ کہدیتے ہین ایسے ہی ایسے امور کی بنا پر تو ہم کہتے ہین کہ آپ قرآن و حدیث کو نہین سمجھ سکتے پس اب یہ ضرور ہے کہ جو مسئلہ پیش آوے اوسمین کسی عالم کی تقلید کرین اور جو عمل روز وفات تک رسول اللہ صلعم کا رہا وہ بھی آپ کو تسری مارتا قبطیہ اور واقعات ماریہ و ہوازن اور وطاس وغیرہا کے حالات سے دریافت کرنے سے معلوم ہو چکا ہے پس فی الحقیقت زیادہ تفتیش کی ضرورت نتھی مگر بنظر مزید احتیاط مناسب ہے کہ دیکھا جاوے کہ ایا کسینے خلفاے راشدین مین سے تو اسکے خلاف نہین کیا اور معنی آیت کے ویسے ہی سمجھتے رہے ہین جیسا کہ حیات جناب نعمتی مآب مین یہ لوگ ان سمجھے تھے یا اوسکے خلاف اگر اوسی طرح سمجھتے رہے ہین اور اوسی طرح عمل فرماتے رہے ہین تو ہمارے قول کے مزید تاکید ہوئی اور اگر بالفرض آپکے قول کے موافق کیا ہے تو آپکو فی الجملہ ایک حجت ہاتھ لگی سو اس نظر سے قطع نظر اوس سے نفرتے اوسکے عمل کو بھی دیکھ لیجیے **قال** کیونکہ اوسنے بھی کچھ ہی ہوا اور کچھ ہی اسکا سبب قرار دیا جاوے **اقول** اپنے محبوب رسول کی پیروی ضرور ہوگی **اقول** دعوی محبت کا زبانی ہمکو پسند نہین ہے اوی مدلاف میزنی ازدل کہ عاشق ست ۔ طوبی لک ارزبان تبادل موافق ست ۔ محبان صادق کی جو علامات ہم نے دنیا مین لوگون مین دیکھتے ہین کہ جنکے افعال سے آپ یہان تنافر رہے ہین آپ میان و نکی نسبت ایک ذرہ بھی نہین پاتے دیکھ تو لو کہ اونھون نے کیسی پیروی

کی ہے یا برائے نام آپ کی سی پیروی کی ہے یا واقعی پیروی کی ہے **قال** اور مسئلہ اسلام کا تو یہی قرار پاویگا جو قرآن مجید میں ہے نہ اور کوئی **اقول** واقعی یہی بات ہے مگر اسکو بھی تو دیکھ لو کہ اونھوں نے اس مسئلہ کو قرآن کے موافق جاری رکھا ہے یا خلاف قرآن کے **قال** مگر مشکل یہ ہے کہ جو معاملات کہ خلفائے خمسۂ راشدین کے وقت میں ہوئے اونپر لائق اعتماد اور اطمینان کے اطلاع عام ہونیکو کوئی ذریعہ موجود نہیں ہے **اقول** یہ دوسری بات ہے پہلے ہی سے یہ بات کیوں نہیں فرمائی اس داؤ پیچ اور مغالطات سے جو پیشتر سے کرتے چلے آئے کیا حاصل ہوا عمل خلفائے راشدین کو جیسا کچھ کہ تھا جسکو ثابت کرنا منظور ہوگا ثابت کردیگا اسی صفحے کے نصف اخیر کی سطر ۱۸ پر یہ داؤ بھی کرا دیکھا اقرار کرتے ہو چنانچہ لکھتے ہو صحابہ کے زمانے میں اور سپر خیال نہ ہونا یہ جو بات مذکور ہوا لا کچھ تعجب کی بات نہیں ہے معہذا کتب احادیث میں موجود نہ ہونا کسی چیز کا مستلزم عدم ثبوت چیز مذکور کا نہیں اگر یا جنبار متواترہ زبانی لوگوں کے بتواتر کوئی بات ثابت ہو جائے تو ہر آئینہ مفید یقین ہے مثلاً پکڑا جانا بانو دختر کسریٰ کا غزوۂ فارس میں اور دیا جانا اونکا جناب سید الشہدا ریحانۃ البتول سبط رسول اللہ صلعم امام الثقلین حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو اور متولد ہونا جناب امام المومنین قدوۃ العارفین سید السادات امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا اونسے باخبار متواترہ ثابت ہے اس سے یقینی ہونے میں کیا شک و شبہہ ہے یقین تو یہ ہے کہ آپ بھی اسکا انکار نہ کرینگے اور اپنے تئیں اونھیں کی اولاد میں سے ظاہر کرینگے **قال** واہ بر حال کتب سیر و تواریخ کے کہ اونسے تو بجز چند واقعات ناقابل الاشتباہ کے وقوع کے اطلاع کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا **اقول** ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اونسے استدلال صحیح نہیں چنانچہ ہمنے اب تک اونسے کسی واقعہ پر استدلال نہیں کیا اور نہ آیندہ کرینگے مگر واہ بر حال جناب سامی کہ ابتدا سے فرماتے تو یہی رہے لیکن استدلال بھی اونسے کرتے رہے فعل آپکا آپکے قول کی ابتدا سے خلاف ہی رہا آپ یہ فرمائیے کہ وہ چند واقعے ناقابل الاشتباہ جنکا آپنے تذکرہ فرمایا کون کون سے ہیں تفصیل اسکی معلوم ہو تو فرمائیے یا وہ آپکی رای پر موقوف ہیں جنکو آپ قابل الاشتباہ فرماوین وہ ناقابل الاشتباہ ہو جاوینگے

اور جنکو مشتبہ قرار دین وہ مشتبہ ہو جاوین یا کوئی ضابطہ مشتبہ اور غیر مشتبہ کے دریافت کرنیکا
مقرر ہو اور اگر کوئی ضابطہ ہو تو وہ یا وہی ضابطہ ہو جو تمنے لکھا ہو یعنی تواتر اخبار یا اور کچھ ہو اگر اور
کچھ ہو تو اوسکو بیان کیجیے **قال** اگر اون کتابون کو ہم استنباط مسائل مذہبی مین دخل دین
تو ہم صاف صاف ہندو نکے مقلد ہوں گے جنھون نے مہابھارت کو اپنے ہان کتب مقدسہ
مین داخل کر لیا ہو **اقول** ہم اس قول کو آپکے بہت جان و دل سے پسند کرتے ہین اور اہل اسلام
کا یہی مقولہ ہمیشہ سے چلا آتا ہو اور ہمارے قرآن و احادیث نبویہ سے بھی یہی بات ثابت ہو اور اسی واسطے
ہمارے علماے متقدمین رحمۃ اللہ علیہم نے اخبار کے معاملہ مین بہت چھان پھٹور کی ہو اور روات کے
حال کی بہت ہی تحقیق کی ہو اور ہم بہت شکر ادا کرتے ہین کہ اونکی تحقیقات سے ہم خبر صحیح اور ضعیف
اور موضوع مین ہر وقت تمیز کر سکتے ہین مگر آپکا یہ قول صرف زبانی ہی ہو کہ عمل اوسکے برخلاف ہی
چنانچہ مباحثہ سابقہ سے خوب ظاہر ہی رہا حال مہابھارت کا سو کیفیت اوسکی یہ ہو کہ اوسکے
مؤلف یعنی بیاس جی کو وے لوگ صاحب وحی والہام بتاتے ہین اور اونکے اعتقاد مین یہ ہی
کہ مہابھارت و بھاگوت وغیرہ اٹھارہ پوران وحی والہام سے لکھے گئے ہین چنانچہ اوسی مہابھارت
مین لکھا ہو کہ بیاس جی کو نارائن سمجھو اگر وہ نارائن نہوتے تو مہابھارت وغیرہ کسطرح تالیف کرتے
اس باب مین اعتقاد ہنود کا بجمیع الوجوہ ایسا ہی ہو جیسا کہ آپکا اعتقاد ہو درباب تالیف کتب بیبل
کے کہ آپ بھی اونکے تالیف کو بمحول اوپر ایسے لوگون کے فرماتے ہین کہ جو نبی تو نہین مگر صاحب
الہام ہین اور جو حال کہ معدوم ہو نے سلسلہ روایت کا بیاس جی تک اور نہ ثابت ہونا اوسکا بروایات
صحیح مرفوع متصل بیاس جی سے ہنود مین ہو اوس سے زیادہ حال کتب بیبل کا ہی غرض ہماری اس تحریر سے اسقدر
صرف آپکا اطلاع دینا ہی کہ ہم آپکے اس مقولے کو تعلیقات تبیین الکلام مین محبت پکڑینگے
اور اسی قول کی بنا پر آپسے مواخذہ عظیم کرینگے یاد رکھیو **قال** دوسرا شبہہ تو نہایت ہی لغو ہے
اور نالایق التفات ہو **اقول** دوسرا شبہہ بمطابق اپکی تحریر کے یہ ہو کہ قبل ہون صدی مین تمام
اہل قبلہ اور اجماع امت کے برخلاف یہ مسئلہ کیونکر تسلیم ہو سکتا ہو اور مراد اوسکی یہ ہو کہ معنی قرآن جو تمام

اہل قبلہ تیرہ سو برس سے برابر ایک نمط پر سمجھتے رہے ہیں اور وہ نہیں ہر کہ بر سے زبان دان محاورہ دان
عالم لغت قرآن واقف مواقع نزول اہل دیانت ہیں اور ان معانی میں کسینے اختلاف نہیں
کیا آج ایک شخص ناواقف بیعلم کے کہنے سے اون معانی کو ہم کیونکر بدل سکتے ہیں یہ بات تو بہت
ہی پکی اور مستحکم اور ہر آئینہ قابل التفات کے ہے آپ اوسکو سطح ملغو اور غیر قابل التفات فرماتے ہیں **قال** یہ مسئلہ کہ
کہ اجماع امت سے کوئی حکم شرعی قایم مثل حکم منزل من اللہ قایم ہو جاتا ہے غلط محض ہے **اقول** کون
کہتا ہے کہ ہم حکم اجماع کو حکم منزل من اللہ کہتے ہیں مگر ہاں یہ کہتے ہیں کہ اجماع تمام امت محمدیہ کا بموجب خبر
مخبر صادق کے گمراہی اور غلط بات پر نہیں ہو سکتا اگر ایسا ہو تو خبر مخبر صادق کی غلط ہو جاوے اور یہ
محال ہے پس اجماع امت کا گمراہی اور غلط بات پر بھی محال ہے **قال** لا تجتمع امتي علي الضلالة
اور من سن سنة في النار کی صحت کی تسلیم کرنیکے بعد بھی کبھی انکا یہ مطلب کہ خدا یا رسول خدا صلعم
نے جماعت کو دوسرا شارع یا موجد احکام مذہب بنایا تھا یا اوسکو معصوم یا ناقابل سہو و خطا
ٹھہرایا تھا یا نہ تھا **اقول** آپ اونکو بطور فرض تسلیم نہ کیجیے اول وہلہ میں گفتگو کر لیجیے خواہ
مطابق اور ضابطہ کے جو آپنے بتقلید شاہ ولی اللہ اور شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہما کے قایم
کیا ہے خواہ مطابق اور کسی ضابطے کے ان احادیث میں گفتگو کر لیجیے کوئی بات باقی نہ رہے
دل کی حسرت سب جی میں رہکر نکال لیجیے مسلمانوں کے ضوابط عقلیہ بنسبت اخبار کے ایسے نہیں
کہ کوئی صاحب عقل اونمیں کچھ مستقر نکال سکے اور جو آپ فرماتے ہیں کہ خدا یا رسول خدا نے آنجناب
اسکو سمجھ لیجیے کہ پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہیں کہ یدا اللہ علی الجماعۃ من سن سنۃ في النار کہ خدا کا
ہاتھ جماعت پر ہے جو اوس سے علیحدہ ہوا وہ دوزخ میں ڈالا جاویگا غور کر لیجیے کہ جسپر خدا کا ہاتھ
ہو یا اوسکا غلطی میں پڑنا محال ہے ہاں نہیں اور اگر وہ غلطی میں پڑ سکتا ہے تو اوسکا مخالف جو حق پر ہے
دوزخ میں کسطرح پڑ سکتا ہے اسکو سمجھ کر جاہے خدا کے ہاتھ کے نیچے آیئے خواہ شق ثانی اختیار
فرمایئے اور قیل و قال ضرور نہیں وما علینا الا البلاغ المبین **قال** اسکی تحقیق کے لیے ایک دوسرا
رسالہ چاہیے **اقول** دوسرا رسالہ بھی تحریر فرمایئے ہاتھ میں قلم موجود ہے مانع مزاحم کوئی نہیں اوسکو

بھی دیکھا جاویگا **اقول** مگر اس مقام پر بسقدر لکھنا چاہیے کہ صحیح مسئلہ اسلام کا یہ ہے کہ جسطرح ایک
آدمی کا خطا میں پڑنا ممکن ہے اسی طرح ایک گروہ کا بلکہ ایک زمانے کے لوگوں کا خطا میں پڑنا ممکن ہے
اقول اسلام کا تو یہ مسئلہ نہیں آپکی طبیعت کا گھڑا ہوا مسئلہ ہے ہمارے اسلام تو یہ فرماتے ہیں کہ یجتمع
امتی علی الضلالۃ آپ اوسکے خلاف کہکر اپنی علت اسلام پر لگاتے ہیں جب ہمکو مجمع صادق سے
غیر پہلا ثبوت کو پہونچ گئی تو ہم مسلما نوںکا اعتقاد و صحیح مسئلہ یہ ہے کہ امت محمدیہ کا خطا پر مجتمع ہونا ممتنع ہے گو ممتنع بالذات
نہو مگر ممتنع بالغیر ہے **قال** پس اجماع امت ہر ایک شخص جو اوس اجماع کو غلط یا غلط مبنیا سمجھتا ہو واجب العمل نہیں ہے
اقول جس شخص کو اجماع امت کو غلط یا غلط مبنیا پر سمجھے تو اوسکی سمجھ کی غلطی ہے اور اسی سبب سے بوجب خبر مجمع صادق کے وہ خدا کے
ہاتھ سے خارج ہو کر دوزخیوں میں داخل ہوگا قول مخبر صادق کا ہر پہلو سچا ہے اوسکا غلط ہونا ممتنع ہے پورا ہی مکر رہیگا **قال** غلامی
یہ جو اجماع امت ہے اوسکی غلطی علانیہ ظاہر ہوتی ہے **اقول** یہ تیسری غلطی علمی کے بچوں نے پر ستعد ہوئے تھے مگر خدا کی قدرت دیکھو
کہ تمھاری ایسی ایسی غلطیاں فاش ہوگئیں کہ اگر کچھ بھی قوۃ منفعلہ رکھتے ہوگے تو کسی کی غلطی پکڑنیکا آیندہ نام نہ لوگے **قال** فا
لمستحی فاعل **ماشئت** اب اجماع کی غلطی کے بیان پر متعدد ہوئے ہو خیر فرمائیے اوسکو بھی دیکھیں **قال** اول تو نص قرآنی
کے برخلاف ہے **اقول** پہلی ہی بیہودہ غلطی اپنی پکڑوائی دیکھو سطر ۱۲ صفحہ ۱۰ انصاف غیر کرے اور میں خود تم لکھتے ہو کہ انکا لونڈی
غلام بنانا الفاظ صریح سے باطل نہیں کیا گیا جب الفاظ صریح سے لونڈی غلام بنانا باطل نہیں کیا گیا تو پھر نص صریح کہاں رہی
میں حیران ہوں کہ آپ نص صریح کسکو کہتے ہیں ہم کیا خیال بلکہ ہمارے ہی بیان اجماع مطابق ہیں اور سب نصوص صریحہ قرآنی کے جو دلیل
ہمارے پر جواز استرقاق کے کہ ہم نے تفصیل بیان کر چکے ہیں ایک نص نہیں بلکہ بہت ہیں اور جو کوئی اون نصوص کو ملاحظہ کریگا
آپکی غلطی اور زیادہ فحش سر پر نچوڑی کھلجائیگی **قال** دوسرا اوس اجماع کا سبب کوئی حکم حکام مذہبی
نتھا بلکہ ایک اتفاقیہ طبعی ایسا سبب تھا کہ نادانستہ اوس آیت سے غفلت ہوگئی **اقول**
کیسے غلطی میں پڑے ہو غلطی میں نہیں پڑے ہو بلکہ دیدہ و دانستہ گمراہوں کی تقلید سے حق
بات چھپاتے ہو اور جھوٹی بات زبان پر لاتے ہو خلافت خلفاے راشدین کا مہین عرصہ جہاد کا
تھا اور اوسمیں روزانہ معاملہ اساری کا واقع ہوتا تھا پھر اجماع صحابہ سے سوال اسد صلعم کا مسئلہ
اساری پر بلا سبب کسطرح پر کہا جاسکتا ہے اور اوسکو امر اتفاقی طبعی بیجکر کسی نادان کے کان

کہہ سکتا ہی کیسے مجتہد اسلام ہو کہ عترت رسول اللہ صلعم اور اصحاب رسول اللہ صلعم کو باوجود داعی
شدید لحاظ آیت مذکورہ کے آیت مذکورہ سے غافل بنا کر اون سب کو مصداق آیت و
اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ اٰیَاتِنَا غَافِلُوْنَ کا ٹھہراتے ہو وہ تو لوگ تھا رے طرح بیعلم اور نافہم تھے
کہ عین وقت ضرورت شدید مین حکم خدا سے غافل ہوتے فرض کرو کہ ابوبکر صدیق غافل
ہوگئے تھے تو عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان اور علی بن ابی طالب اور جمیع اصحاب کبار
پر کیا پردہ غفلت کا پڑ گیا تھا اسقدر جم غفیر کا غافل ہو جانا ایک ایسے حکم سے کہ بقول آپکے
نص صریح ہی ہر آئینہ عادۃً محال اور ممتنع ہی ذری ذری سی بات پر تو باہم گفتگو اور مو شگافیان
کرتے تھے اور برابر قرآن و حدیث سے تمسک کرتے تھے ایسی نص صریح سے اسقدر جم غفیر
کہ ہزارہا پر نوبت بہونچی تھی کیونکر غافل ہو گئے کسی طرح میر یہ بات کسی صاحب عقل کے سمجھ
مین نہین آسکتی اور پھر دلیل اسکی کیا ہی کہ وہ سب کے سب غافل ہو گئے بلا وجہ موجب الزام غفلت کا
ایسے ایسے ابرار و اخیار امت پر دھرنا سخت ناروا ہی ؎ آنشے گرنا مدست این دود جیست
جان سیہ گشت و روان مردود چیست ۔ طرفہ یہ ہی کہ بنی جذیمہ کی لڑائی کے بیان مین پیشتر
اس سے خود یہ لکھ چکے ہو کہ بہت سے صحابہ کا قتل اسار ہی سے انکار کرنا دلیل اسکی ہی کہ وہ نزول آیت من
وفد سے واقف تھے یہان برخلاف اسکے یہ کہتے ہو کہ اس اجماع کا سبب اتفاقیہ طبعی ایسا
تھا کہ ناگہانی اس آیت سے غفلت ہو گئی کہین اونکو واقف ٹھہراتے ہو کہین ناواقف
بناتے ہو عجب حال ہی آپکا اپنی غلطی کا اقرار کیون نہین کرتے جو اوپر الزام غفلت کا دھرتے
ہو قال چند روز اتفاقیہ غفلت رہی اقول خدا سے ڈرو خود اقرار کرتے ہو کہ تیس برس
خلافت عدل رہی ان تیس برس کو بلفظ چند روز جو تعبیر کرتے ہو کچھ بھی خدا کا خوف ہی
بڑا تعجب ہی کہ ایسے ایسے عاقل ایسے ایسے خدا کا کلام سمجھنے والے قرآن کے جمع کرنے والے
احکام قرآن کے بشدت تمام جاری کرنے والے متقی متورع تیس برس تک غفلت اتفاقی مین
پڑے رہین قال اوس زمانہ کے بعد کے لوگون نے اوس فعل کو امر قصدی اور ارادی سمجھا

اقول ذہول کا ثبوت بھی کچھ ہی پیدا کیا جو دل مین آتا ہی لکھ رہے ہو واقع مین وہ ذہول نتھا بلکہ عین مدعاے قرآن تھا جسپر اونھون نے اجماع کرکے عمل فرمایا اور واقع مین اوس زمانہ کے لوگون نے اونکے فعل کو امر قصدی اور ارادی ہی سمجھا تھا اور جیسا اونھون نے سمجھا تھا حقیقت مین ویسا ہی تھا اگر تمھارے پاس کوئی دلیل غفلت کی ہی تو پیش کیون نہین کرتے قال اوسکے بعد ظلمت تقلید نے دنیا مین اندھیرا کردیا اقول قبل از ظلمت تقلید تو اندھیرا نتھا اوس زمانہ مین اگر کسیسے اصحاب کبار کے برخلاف مدعا ثابت کیا تھا تو اوسنے کیون نہین مشعل روشن کی مگر یہ ہی آگ آپنے بارادۂ اطفاے نور قدیم کے جلائی ہی یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ آپکی وہی مثل ہی جو قرآن مین وارد ہی مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ۝ پھر یہ بھی غور فرمائیے کہ باب تقلید تو بہت مدت بعد کھلا ہی ائمہ مجتہدین تو مقلد صحابہ تھے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تو صحابی کی تقلید سے قیاس کو بھی ترک نہین کرتے چنانچہ وہ فرماتے ہین کہ نحن رجال وہم رجال ہم بھی آدمی ہین اور وہ بھی آدمی تھے بھلا ایسا شخص جو قیاس کو بھی صحابی کے قول پر مقدم رکھتا ہو نص صریح کے مقابل مین اصحاب کی تقلید کسطرح کرسکتا ہی ہان امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ البتہ زیادہ تر متوجہ بطرف تقلید اصحاب رسول اللہ صلعم کے ہین سو وہ بھی بیقید رجا نہین رکھتے ہین کہ قیاس کو اونکی تقلید سے چھوڑ دیا ہی نہ یہ کہ نص صریح کے مقابلہ مین بھی تقلید صحابی کی کی جاوے چونکہ ائمہ اربعہ تک تقلید کا تذکرہ بھی بہت ہی کم تھا اور بعد اونکے بھی ایک مدت مدید تک علما ایسے ایسے مجتہد ہوے کہ پابند تقلید نتھے بلکہ اکثر ائمہ اربعہ سے مسائل مین خلاف کرتے تھے پس مقولہ مجتہد کا کہ اوسکے بعد دنیا مین ظلمت تقلید نے اندھیرا کردیا صاف غلط اور محض دھوکا بازی اور ضلالت اور ضلال ہی قال اور از خود بلا قصد اجماع اسپر اجتماع ہوگیا اقول بھلا کوئی شخص بجز مجنون یا سفیہ کے یہ بات کہہ سکتا ہی کہ بلا قصد اجتماع

ہوگیا کیا یہ اقوال مجتہدین علما امت در باب جواز استرقاق بلا قصد حالت خواب مین اونکی
زبان سے نکلے تھے یا بطور ہزل کے اونھون نے کہے تھے جو یہ کہا جاوے کہ بلا قصد اجتماع ہوگیا ان
اغلوطات سے کچھ حاصل نہین **قال** تفصیل اوسکی یہ ہے **اقول** اجمال تو دیکھا گیا کہ اوس سے
سر سر الحاد مجتہد کا پیدا تھا اب تفصیل کو بھی دیکھنا چاہیے کہ اوس سے دیکھیے کیا گند پھیلتا ہے **قال**
عرب مین رواج لونڈی غلام کا اور لڑائی کے قیدیون کو لونڈی و غلام بنانیکا ایسا قدیم
چلا آتا تھا اور ایسا بے عیب سمجھا جاتا تھا کہ کسی کے دل مین اسکا خیال بھی نہ تھا کہ اوسکی موقوفی
ہوگی **اقول** ہم پہلے ثابت کر چکے ہین کہ شارع علیہ السلام نے طرح کے مروج غلامی کو جائز نہین
رکھا صرف اوسی غلامی کو جو مبنی بر قواعد عقلیہ تھے جائز رکھا اور باقی کو بذریعہ حکم صاف کے
بند کر دیا اور وہ غلامی جو جائز رکھی گئی تھی صرف وہی تھی جو کفار عرب بایکدیگر لڑکر از روی علیہ
و استیلا کے ایک دوسرون کو یا اونکی ذریت کو قید کر لاوین چنانچہ ابتک اوس طرح کی غلامی شرعاً
باتفاق علما جایز ہے اور یہ قول کہ ایسا قدیم چلا آتا تھا الخ صاف غلط ہے مجتہد صاحب نے اب تک
کوئی دلیل اسپر پیش نہین کی اور بلا دلیل تو ہم اونکی بات پر اعتماد نہین کرتے علاوہ بران قدامت مستلزم اسکی نہین
کہ کسی کے دل مین خیال اوسکی موقوفی کا نگذرے اگر اس ملازمہ پر مجتہد صاحب کوئی دلیل رکھتے
ہون تو پیش کرین سوا اسکے اور بہت رسمین جاہلیت قدیم کی عرب مین تھین اور نئے عیب شمار کی
جاتی تھین یک لخت موقوف ہوگئین علاوہ بر رسوم جاہلیت کے بعض امور جو شرائع سابقہ مین بھی جایز
تھے اور قدیم سے چلے آتے تھے بمجرد ایک حکم کے ایک آن مین موقوف ہوگئین قدامت کسی چیز کی
مستلزم اسکی نہین کہ کسی کے دل مین خیال اوسکی موقوفی کا نہ آوے اور پھر نگذرنا خیال
موقوفی کا کسی کے دل مین مستلزم اسکا نہین کہ بروقت صدور حکم تحریم کے موقوف نہ ہو جاوے
قال اس خیال کو بعض واقعات ابتدائے زمانہ اسلام نے جسمین لڑائی کے قیدیون کو بطور رسم
زمانہ قدیم لونڈی و غلام سمجھا اور نیز مذہب اسلام کے اون احکام نے جن سے وہ لونڈی و غلام جو
قبل نزول آیت حریت لونڈی و غلام ہو چکے تھے بطور لونڈی و غلام کے تسلیم کیے گئے تھے اور

تعدد احکام اونکی نسبت قرآن وحدیث مین موجود تھے اور بھی زیادہ تحکم اور پختہ کردیا تھا
اقول اس نیوٹ کی تقریر سے جو سب الفاظ مہمول ہی کچھ بدعا ثابت نہوا یہ جو کہتے ہو کہ لڑائی کے
قیدیون کو بطور رسم زمانہ قدیم لونڈی وغلام سمجھا اس سمجھا کا فاعل کون ہی یعنی یہ سمجھنے والا کون
ہی زید یا بکر یا پیغمبر صلعم ہین یا کوئی اور ہی اگر پیغمبر صلعم ہین تو ہم پوچھتے ہین کہ اونھون نے مطابق حکم خدا
ایسا سمجھا یا برخلاف حکم خدا کے اگر مطابق حکم خدا کے سمجھا تو عین شریعت اور واجب الاتباع
ہوا اور اگر کوئی شخص پیغمبر خدا کی ایسی سمجھ کو برخلاف حکم خدا کے سمجھتا ہی تو ہر آئینہ کافر وزندیق ہی
اور اگر زید سمجھنے والا کوئی اور ہی تو اوسکی ایسی جاہلیت کی سمجھ کی اقتدا پیغمبر صلعم نے کیون کی غور تو
کیجیے کہ جسنے کہ باعلان تمام یہ فرمایا ہے اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ مُبْتَغٍ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃَ
الْجَاھِلِیَّۃِ سبغوض ترین آدمیون کا خدا کے نزدیک وہ شخص ہی جو اسلام مین رسم جاہلیت کا
خواہان ہو بجلاف شخص کسطرح کسی کی تجویز کی ہوئی اور سمجھی ہوئی رسم جاہلیت کے اجرا کا روادار
ہو سکتا ہی جسکو یہ حکم صریح ہی اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَا
اَرَاکَ اللّٰہُ وَلَا تَکُنْ لِلْخَآئِنِیْنَ خَصِیْمًا سے اوتاری تجھپر یہ کتاب حق کے ساتھ تاکہ تو حکم کرے
آدمیون مین مطابق اوسکے جو خدا نے تجھکو دکھایا ہی اور نہو تو خیانت کرنے والون کیطرف سے
جھگڑنے والا یعنی خیانت کرنے والون کا مددگار نہو جسکو یہ حکم صریح ہو وَاَنِ احْکُمْ بَیْنَھُمْ
بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَھُمْ وَاحْذَرْھُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْکَ عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ
اللّٰہُ اِلَیْکَ اور یہ کہ حکم کر تو درمیان لوگون کے مطابق اوسکے جو خدا نے نازل کیا ہی اور نہ پیروی
کیجیو تو اونکی خواہشون کی اور بچتا رہیو اونسے کہ تجھکو فتنے مین نہ ڈالین یعنی نہ ہٹاوین بعض
اوس چیز سے کہ خدا نے اوتاری ہی تجھپر قیامت گئی کہ باینہمہ تاکیدات شدید وتحذیر خائنین
اور جہلا کی پیروی کرے اور خدا کا حکم نمانے تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْہُ وَتَنْشَقُّ
الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ ھَدًّا قریب ہی کہ پھٹ پڑین آسمان اس بات سے اور پھٹ جاوے
زمین اور گر پڑین پہاڑ ٹکڑے ہوکر اور یہ جو کہتے ہو کہ مذہب اسلام کے اون احکام نے جن سے وہ

لونڈی وغلام جو قبل نزول آیت حریت لونڈی وغلام ہو چکے تھے بطور لونڈی وغلام کے
تسلیم کیے گئے تھے آپ ہی فرمائیے کہ یہ احکام قرآن وحدیث کے جس کی رو سے رقیت اون رقیقوں کی
تسلیم کی گئی تھی کس کی تھی یا خدا ہی کی تھی یا کسی اور کی تھی اگر خدا کی تھی تو جب بموجب احکام خدا کے
رقیت تسلیم کی گئی اور جب اون احکام سے تسلیم رقیت کو استحکام ہوا تو یہ جو آپ دعوی کرتے تھے کہ
بموجب رسم زمانے کے تسلیم کی گئی تھی صاف جھوٹھا ہو گیا اور جب بموجب احکام خدا کے رقیت تسلیم
کی گئی تو یہ تسلیم عین شریعت ہوا اور جب تک یہ تسلیم بکلمات نص منسوخ نہ ہو گی تب تک ابد الاباد قائم
و دایم رہیگی لا مُبدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ اوسکے حکم کا کوئی بدلنے والا نہیں آور یہ جو آپ فرماتے ہیں اور
متعدد احکام اونکی نسبت قرآن وحدیث میں موجود تھے الخ اس سے مدعا ہمارا بخوبی ثابت ہو گیا
یعنی بعد ان سب امور کے معاملہ رقیت کا محض رسم وخیال ہی نہ رہا بلکہ جب احکام قرآن وحدیث اونکی
نسبت متعدد صادر ہوئے اور خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر نے اسارے کو لونڈی غلام بنایا تو اب معاملہ
شرعی ہو گیا اور خیال ورسم کا جو شبہ ہوتا تھا وہ بھی جاتا رہا اور معاملہ پکا شرعی بن اور معاملات
شرعیہ کے پختہ ہو گیا یہاں ایک بات اور بھی قابل بیان ہے مجتہد دہر نے اوپر لکھا ہے کہ اس اجماع کا سبب
کوئی حکم احکام مذہبی سے نتھا بلکہ ایک اتفاق طبعی ایسا سبب تھا کہ نا دانستہ اس آیت سے غفلت
ہو گئی یہاں یہ فرماتے ہیں مذہب اسلام کے اون احکام نے جن سے وہ لونڈی وغلام جو قبل نزول آیت
حریت لونڈی غلام ہو گئے تھے بطور لونڈی غلام کے تسلیم کیے گئے اور متعدد احکام اونکی نسبت
قرآن وحدیث میں موجود تھے اس تقریر سے مجتہد دہر کی تقریر سابقہ صاف باطل ہو گئی اور ظاہر
ہو گیا کہ سبب اجماع یہی احکام مذہبی منصوصہ قرآن وحدیث ہیں اور اجماع اس سبب یعنی احکام
کے اوپر منعقد ہوا کہ رقیت بالاقید زمان کے عموماً شرعاً جائز ہے اور احکام منصوصہ منصوص کسی
زمانہ کے ساتھ نہیں ہیں پس جو شخص کہ مدعی خصوصیت احکام مذکورہ کا ساتھ زمانہ بدو اسلام
کے ہی ہے نہ مخالف جماعت واجماع کے ہے اور قول اوسکا بسبب مخالفت اجماع کے البتہ مردود ہے
قال اخیر غزوات میں آیت من وفدا نازل ہوئی اقول یہ بات غیر مسلم ہے کہ اخیر غزوات میں نازل

ہوئی اسقدر تحریر طویل محتہد عصر نے کی مگر اب تک اوسکے اثبات پر کوئی دلیل شرعی بجز توہمات و تخیلات فاسدہ کے پیش نہیں کی مگر تو پہلے اسکی بھی ہم یہ کہتے ہیں کہ بھر بھی تو اسارکا لونڈی وغلام بنانا پیغمبر صلعم نے جائز رکھا اور قتل بھی جائز رکھا چنانچہ ہوازن کے ایک آدمی کو پکڑوا کر قتل کرادیا اور ذریات میں سے خمس آپ لیا اور باقی کو اصحاب پر تقسیم کردیا اور خمس میں سے ایک یا دو لڑکیاں عمر بن خطاب رض کو عطا فرمائیں اور غزوۂ اوطاس میں جسقدر سبایا غنیمت میں آئیں اونکو اصحاب کو بانٹ دیا چنانچہ یہ سب امور احادیث صحیحہ سے ہمنے ثابت کردیے ہیں پس بعد اس آیت کے بھی حکم جواز رقیت میں بعد جناب رسالت مآب صلعم کچھ فرق نہ آیا اور بدستور موجب فرمان پیغمبر صلعم کے جاری و نافذ رہا **قال** اور اس آیت میں بھی قیدیوں کی نسبت احکام مصورہ صادر ہوئے **اقول** میں ما احکام مصورہ کو نہیں سمجھا ایا یہ کوئی قسم احکام کی ہے جیسا منصوصہ اور مفسرہ اور محکمہ اور ظاہرہ یا کچھ اور اسسے آپکی کیا مراد ہے عنایت فرما کر اسکی شرح فرمادیجیے **قال** اور لونڈی وغلام بنانا الفاظ صریح سے نہیں بلکہ بوجہ حصر باطل کیا گیا **اقول** ہرگاہ کہ بقول مجتہد کے رسم غلامی رسم قدیم تھی اور اوسکے متروک ہوجانیکا کسیکو خیال بھی نہ تھا اور احکام قرآن واحادیث اور افعال پیغمبر صلعم سے زیادہ تر استحکام اوسکا ہوگیا تھا پس مقتضای بلاغت قرآن اور مقتضای حال تو یہ تھا کہ اوسکے ترک اور ممانعت کا حکم بہت تصریح سے بالفاظ صریح بہت ہی تاکید کے ساتھ نافذ ہوتا جسطرح پر حکم حرمت خمر و ربا نافذ ہوا ہی نہ یہ کہ بالفاظ غیر صریح مجملہ خفیہ سے اور گاہ کہ احکام جواز رقیت ایسی منصوصہ اور مفسرہ اور صاف جواز رقیت پر دلالت کرتی ہیں کہ اونمیں کسی زبان دان کو شک و شبہ نہیں ہے پس خالی اس سے نہیں کہ وہ احکام دالہ اوپر جواز رقیت کے منسوخ ہوگئی یا بدستور باقی ہیں اگر بدستور باقی ہیں تو دعوی بطلان کا باطل ہے اور اگر منسوخ ہوگئی تو یہ آیت اونکی ناسخ ٹھہری اور چونکہ آپ خود مقر ہیں کہ ابطال استرقاق بالفاظ صریح نہیں پس وہ آیت کسطرح پر ناسخ احکام منصوصہ مفسرہ کے جو ایسے صریح ہیں کہ اونکی صراحت میں آپ کو بھی شبہ نہیں ہے اور نہیں احکام کی جناب آپ بھی منکر ہیں کہ ابتدائے اسلام میں

رقیت اسلام میں بھی تسلیم کی گئی نہیں ہو سکتی کیونکہ جو احکام مفسر اور بہت صاف ہیں وہ کبھی دلیل
مجمل اور خفی سے منسوخ نہیں ہو سکتے اب رہا حصر سو اوسکا بھی یہ حال کہ کوئی لفظ اوس آیت میں
ایسا نہیں کہ حصر پر دلالت کرتا ہو اگر آپ یہ کہیں کہ کلمہ اِنّما واسطے حصر کے ہے تو ہم کہینگے کہ غلط
بات ہے ہمنے اوپر ثابت کر دیا ہے کہ وہ مادہ مانعۃ الجمع میں بھی جیسا کہ یہاں ہے مستعمل ہوتا ہے اور دیگر
معانی میں بھی سو حصر کے مستعمل ہے پس اوسکے حصر پر دلیل باطل ہے اگر آپ کہیں کہ فخر رازی نے
لکھا ہے کہ اما و انما واسطے حصر کے ہے تو ہم کہینگے کہ لغت عرب میں جیسے آپ ویسے فخر رازی فرق
اتنا ہی ہے کہ وہ بلدہ رے عراق عجم کے ہیں آپ بلدہ دہلی ہندوستان کے ہیں کسی عرب عربا کا
قول سند لائیے یا کسی نحوی یا عالم لغت کے قول سے استدلال فرمائیے اور ہر گاہ اہل حجاز قریش
اور دیگر عرب عربا نے کلمہ اما کو مفید حصر نہیں سمجھا تو یا الیقین جاننا چاہیے کہ وہ کلمہ ہرگز واسطے
حصر کے نہیں اگر واقع میں وہ کلمہ مخصوص واسطے حصر کے ہوتا تو اہل زبان کہ منکی زبان میں قرآن
نازل ہوا ہے بلاشک ایسا ہی سمجھتے اور بمقتضا حصر کے عمل فرماتے اور اوپر جواز استرقاق کے بلا قید زمان
اجماع نہ کرتے بھلا اوروں کا تو مذکور ہی کیا ہے خود صاحب وحی نے بھی کہ جنسے زیادہ کوئی قرآنکو
نہیں سمجھتا اما کو اس آیت میں مفید حصر نہیں سمجھا اگر ایسا سمجھتے تو اسارے ہوازن اور اوطاس
وغیرہا کو کیوں رقیق بنا لیتے اور بعض ہوازن کو کیوں قتل کرا دیتے **قال** بعد نزول اس آیت کے
جناب رسول خدا صلعم نے اگرچہ تمام اسارے یمن و وفد کیا الا جو کہ قبل نزول اس آیت کے بھی ایسا ہوتا
تھا اس سبب سے خیال حصر موجودہ آیت پر نہ ہوا **اقول** سراسر جھوٹھ بات ہے اسارے مذکور کو فدیہ لیکر
چھوڑا تھا اور یہ حکم صریح ممانعت کا نافذ ہوا اور پھر کسی محارب مقاتل کو نہ فدیہ لیکر چھوڑا نہ احسان
رکھکر بلا فدیہ چھوڑا چنانچہ بحث اسکی مفصل گذر گئی اور مجتہد عصر جو یہ فرماتے ہیں خیال حصر موجودہ
آیت پر نہ ہوا تکذیب اس قول کی خود انھیں کے قول سے جو بیان جنگ بنی ضدیہ میں فرمایا ہے ظاہر
اوس قول سے ظاہر ہے کہ اکثر اصحاب کو اس بات کا اچھی طرح علم تھا اور اچھی طرح یہ معنی آیت کے سمجھے تھے علاوہ
ہم کہتے ہیں کہ خیال حصر کے کیا معنی بر خلاف حصر ہمیشہ عمل میں آتا رہا یہ قضیہ شرطیہ چنانچہ مجتہد دہر کا

کہ اسکو قبل نزول اس آیت کے بھی ایسا ہوتا تھا اس سبب سے خیال حصر موجودہ آیت پر نہوا عجیب
قضیہ قابل تماشا ہے کہ تقدم کو تالی کسی طرح پر لازم نہیں یعنی ہونا عمل کا اوپر قتل و استرقاق و من و فداء
کے قبل از نزول آیت عدم جواز قتل و استرقاق و حصر جواز کے درمیان من و فداء کے مستلزم اسکا
ہرگز ہرگز نہیں کہ عدم جواز قتل و استرقاق و حصر جواز من و فداء پر خیال نہوے دیکھو قبل از نزول آیات
تجدید نکاح و منع جمع بین الاختین کے عمل اوپر ازدواج ما فوق الاربع اور ما دون الاربع اور جمع
بین الاختین اور عدم جمع پر ہوتا تھا اگر عمل سابقہ بوجب عدم لحاظ ہوتا تو لازم آتا کہ حسب اعتقاد
محمد آیت من و فداء میں خیال حصر پر نہوا ایسی ہی ان آیات میں تحریم ما فوق الاربع اور تحریم جمع
بین الاختین پر بھی خیال نہوتا و اللازم باطل فالملزوم مثلہ غرضکہ سب قضیہ و لائل مجتہد دہر کے
تمامتر وہمیات بر خلاف ضوابط علوم اصول میزان و مناظرہ کے اور سب ہیچ و پوچ ہیں پھر ہم
یہ دریافت کرتے ہیں کہ حصر پر کسکو خیال نہوا یا پیغمبر صلعم کو نہوا یا اصحاب کو نہوا اگر پیغمبر صلعم کو خیال
نہوا تو صاف ثابت ہوا کہ واقع میں ادعائے حصر غلط اور خلاف مراد صاحب وحی کے ہے اور اگر اصحاب
کو خیال نہوا تو پیغمبر صلعم نے کیوں خیال نہ کرایا اور کیوں خیال نہوا کیا تبلیغ اور آیت کی باعلان
تمام مثل تبلیغ دیگر آیات قرآن کے نہ فرمائی گئی تھی اور تعمیل حکم یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ
اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ کی کچھ بھی نہیں کی گئی دیکھو تو علمائے
علم معانی و بیان اس آیت کی تفسیر میں کس خوبی کے ساتھ ہیں کلمات آیت سے کس بات کو ثابت
فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلعم نے ذری سی بات کی تبلیغ میں بھی طرح کی غفلت نہیں کی اور جو احکام نازل ہوئے
اونکا ایسا اعلان کیا کہ کسی طرح کا شک و شبہہ تبلیغ میں نہ رہا چنانچہ بتائید اونکے بخاری روایت
کرتے ہیں عن عائشۃ قالت من حدثک ان محمدا علیہ السلام کتم شیئا مما انزل علیہ
فقد کذب وھو یقول یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیہ عائشہ رضہ
فرماتی ہیں کہ جسنے یہ بات تجھسے کہی کہ محمد علیہ السلام نے اوس میں سے جو خدا نے اوپر اوتاری ہے کچھ
بھی چھپایا تو اوسنے جھوٹ بولا شان یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے اے رسول اچھی طرح سے پہونچا دے لوگوں کو کل

اوس چیز کو جو تجھپر اوتری ہی تیرے پروردگار کیطرف سے اور اگر ایسا نکیا تو تونے اوسکی پیغمبری کی کچھ
بھی تبلیغ نکی اور اگر درحقیقت تبلیغ کامل ہوگئی تھی تو باوجود سمجھہ لینے حکم اور تبلیغ کامل کے کیا وجہ
تھی کہ کسیکو بھی خیال نہوا پانچ حال سے خالی نہین کہ یا کلمہ اما کا اور لغت عرب کے مفید حصر نہین
یا دربارہ حصر کے اوسمین کچھہ اجمال ہی یا یہ کہ حکم حصر وجوبی نہین یا یہ کہ دیدہ و دانستہ اوس حکم کی تعمیل نہین
کی یا یہ کہ وہ معنی اما سے واقف نتھے صورت خامسہ تو نہایت مستبعد ہی بلکہ ممتنع ہی کیونکہ اصحاب
پیغمبر صلعم خاص عرب تھے اور اونمین اکثر لوگ قریش تھے کہ جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہی فَاِنَّمَا
یَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ الآیہ صورت رابعہ کے قائل کو ہم سخت بددین اور ملحد سمجھتے ہین اور واقع
مین اسکا قایل ایسا ہی ہی کہ پیغمبر صلعم اور جملہ اصحاب کبار اور خیار امت کو جنکا خیر القرون ہونا بخبر
مخبر صادق ثابت ہو چکا ہی اونکو فاسق اور شر القرون کہتا ہی صورت ثالثہ ہمارے مفید ہی اور صورت
ثانیہ بھی ہمارے مدعا کی مفید ہی کیونکہ در صورت اجمال کے اصحاب رضوان اللہ علیہم پر پہلی مرتبہ واجب تھا
کہ اوس اجمال کی تفسیر بیان قولی یا فعلی صاحب وحی علیہ السلام سے دریافت کرتے اور چونکہ بیان فعلی
واقعہ ہوا زن اور اوطاس وغیرہما سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اما واسطے حصر کے نہین تو جواز استرقاق
پر جو اونھون نے عمل فرمایا سو آیہ عمل اونکا مطابق آیہ مفسرہ کے ہوا صورت اولی عین مدعا ہمارا ہی
قال اور اوسکے بعد قلیل مانے زمین رسول خدا صلعم نے علت فرمائی اقول اگر قلت اضافی مراد ہی تو بیشک
انتہا تک خود زمانہ دنیا ہی قلیل اور چند روز ہی اور اگر فی نفسہ اوس زمان کو دیکھیے کہ جس وقت سے آپ نے دعوی
غیبت ثابت نزول آیت کا کرتے ہین تا روز وفات پیغمبر صلعم کتنا ہی تو دو برس اور چار مہینے ہوتے ہین
یہ کچھ زمانہ قلیل تھا اس مدت مدید مین تو بارہا سورہ محمد صلعم نماز مین اور تلاوت مین اصحاب پیغمبر صلعم نے سنی
اور پڑھی ہوگی اور چونکہ یہ آیہ بنسبت ایک امر اہم کے متعلق جہاد کے نازل ہوئی تھی اور اس عرصہ مین
بہت سے سرایا اور بعوث حضرت نے جہاد کے واسطے بھیجے ممکن نتھا کہ اس حکم سے جو منجملہ امور اہمہ متعلقہ
جہاد کے تھا سرایا اور بعوث اور امیران لشکر کو اطلاع نہ دی ہو اسکے بعد جو احکام نازل ہوئے ہین فتح مکہ
بہت اعلان کے ساتھہ منادی فرمائی گئی احکام سورہ برات کے واسطے ابوبکر صدیق اور علی مرتضی رضی اللہ عنہما

مامور ہوئے کہ عین بروز نحر اوسکی منادی کرادین طواف عریان کی ممانعت کی بھی ایسی ہی منادی کرائی گئی بڑا تعجب ہے کہ صرف یہی ایک حکم باوجود یکہ احکام سورۂ براۃ سے اول اور چند احکام سے پیشتر نازل ہوچکا تھا اعلان و تبلیغ سے باقی رہگیا اور احکام مابعد کے اعلان مین زمانہ قرب وفات کچھ موثر نہوا صرف اسی حکم مین موثر ہوگیا علاوہ بران حضرت نے اگر جلت فرمائی آیت تو قرآن مین موجود تھی وہ تو نہین اوٹھ گئی تھی بڑا تعجب ہے کہ کسی صحابی نے نہ حضرت کی حیات مین اوسکو پڑھا نہ بعد وفات کے پڑھا اور اگر کسی صحابی کو بھی اوسکی اطلاع تھی اور کسیکی تلاوت مین وہ نہین تھی تو وہ متواتر نہ ہوئی اور جب متواتر نہوئی تو قرآن ہونا بھی اوسکا باطل ہوگیا خلاصہ مدعا یہ ہے کہ یہ آیت متواتر ہے یا نہین اگر متواتر ہے تو صدہا صحابہ پر اسکا علم اوسپر ضرور ہوا اور اگر متواتر نہین تو جزو قرآن نہین بشق اول ہونیکا وجود شہرت تامہ اور توارث عامہ سے کہ زبان زبان و دہان دہان تھی عمل اسپر صحابہ کا ہونا تو ایسا ثابت اوسکا وہی وجوہ خمسہ ہین جو ہمنے لکھین ہین یا اور کچھ اگر اور کچھ ہے تو بیان کیجیے اور جو کوئی وجہ اونھین وجوہ خمسہ سے ہے تو بیان اوسکا اوپر گذر گیا قال صحابہ کے زمانے مین اوسپر خیال نہونا بھی مذکورۂ بالا کچھ تعجب کی بات نہین ہے اقول کوئی وجہ ایسی کہ باعث زوال التعجب ہو آپنے بیان نہین فرمائی بعد تحریر چند کلمات لایعنی کے ایک دھوکے کی بات یہ لکھدی کہ کچھ تعجب کی بات نہین دیکھ لو وجوہ خمسہ مرقومۂ بالا کو اوسکے بعد رفع تعجب اور استبعاد کے کوئی وجہ معقول پیش کرو ورنہ ایسے لغویات آپکے تو کوئی صاحب عقل سپند نکریگا قال شراب کی حرمت نازل ہونیکے بعد کوئی نہین سمجھا تھا کہ شراب حرام ہوگئی ہے یہانتک کہ تین دفعہ اوسکی حرمت نازل ہوئی اقول سراسر افترا اور کذب بیان صریح ہے حرمت کی یہی ایک آیت ہے اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ الی قولہ تعالی فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ اسکے بعد یہ ہوا کہ تمام مدینہ مین منادی حرمت کی کرادی گئی اور بیع خمر اور منادی بالخمر حرام کردی گئی اور خمر جو موجود تھی بھینکوادی گئی یہانتک کہ اوسکے سرکہ بنانے کی بھی اجازت ندی گئی برتن شراب کے جو معمول ہوتے تھے اونکے استعمال کی بھی ممانعت فرمائی گئی اوسکے پینے والے پر

حکم اجرائے احد کا نافذ ہوا اصحاب میں ایسا کوئی نہ رہا کہ جسنے حکم حرمت نہ سمجھا ہو آیت تحریم سے پہلے کی آیت وہ ہے جو سورۂ نسا میں ہے چنانچہ یہ بات حدیث ابوداؤد سے ثابت ہے اور وہ آیت یہ ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ای مومنو پاس نجاؤ نماز کے وحال میں کہ تم نشہ میں ہو جب تک کہ سمجھنے لگو وہ بات کو جو تم کہتے ہو دیکھو اس سے کچھ حرمت خمر کی ثابت نہیں ہوتی صرف حکم ہے کہ جب تک نشہ میں ہو تب تک نماز کو نہ آؤ اور نہ اوقت پیغمبر صلعم کے کچھ ممانعت فرمائی تھی چنانچہ بعض اصحاب پیتے تھے اور حضرت صلعم کو بھی وسکی اطلاع تھی اگر ممنوع وحرام ہوتی تو بیشک پیغمبر صلعم اونکا تدارک کرتے اور جسطرح جب بعد نزول آیت تحریم کے منادی تشدد فرمایا پہلے ہی ایسا تشدد اور منادی کراتے البتہ اسقدر بیشک ہے کہ پیغمبر ایسی ایسی چیزوں سے کہ جنسے عقل میں فتور و فساد آجاتا ہے اور مورث غفلت ہیں ہمیشہ محترز رہے ہیں اور گو کہ اوروں کے حق میں قبل از تحریم مباح سمجھتے تھے پھر بھی مکروہ جانتے تھے مگر قبل از نزول آیت تحریم حکم تحریم کا نہیں دیا اگر بطور فرض محال ہم بھی نفس کرین کہ پہلے کسی وقت میں خمر حرام ہوئی تھی اور سبب کسی قسم کے اجمال کے کسیسے حرمت اسکی نہیں سمجھی تھی تو آیت تحریم بیان کی رہی اور جب بیان اوسکا آیت ثانیہ سے ہو گیا تو وہ آیت بھی مغفور ہو گئی یہ بات ہمارے مدعا کے موافق ہے بعد تصریح کرنیکے انظیر دینے کے یہ بات ثابت ہوئی کہ آیت من وفد اور باب وجوب من وفد کے مجمل ہے جسطرح آیت تحریم خمر مجمل تھی اور محتاج بیان کی تھی اب بیچا جاوے کہ بیان اوسکا قولاً یا فعلاً شارع علیہ السلام سے کیطرح سے ہوا جیسا کہ بیان آیت تحریم خمر کا ہو گیا یا نہوا اگر نہوا تو متشابہات میں داخل رہی اور عمل اوسپر متعذر ہو گیا اور اگر بیان ہو گیا ہے تو مفسر ہو گئی سو ہم دعوے کرتے ہیں کہ از روے بیان فعلی کے واقعہ ہوازن اور اوطاس اور بنی قریظہ اور خیبر وغیرہا کے بیان اوسکا ہو گیا اور من وفد اور جب ٹھہرا آپکے کوئی بیان ایسا کہ جس سے وجوب من وفد ثابت ہوتا ثابت نہیں کیا پس یہ نظر آپکی ہمارے دعوے کو موافق مدعا ہے نہ آپکے ہم اسکا انکار نہیں کرتے کہ کوئی کلام ایسا ہو جسکو اہل زبان نے خوب سمجھا ہو مگر اہل زبان کے سمجھنے کے واسطے کوئی امر جو مانع فہم لغت ہو ہرآئینہ ضرور ہے دیکھو وجوہ خمسہ مصرحہ صدر قال بیع امہات اولاد ممنوع ہونے پر بعد اجماع خلافت حضرت عمر تک بیع ہوتی رہی اقول اسسے آپکا مدعا ثابت نہیں ہو سکتا آپکا مدعا تو جب ثابت ہوتا کہ جب صحابہ کا اجماع حضرت عمر رضی

کی خلافت تک اسپر ہوتا کہ بیع امہات اولاد جائز ہی اور چونکہ اجماع صحابہ کا اسپر کبھی نہیں ہوا بلکہ دو تین آدمی
کا یہ گمان تھا کہ بیع امہات اولاد جائز ہی اور اون تک وہ حکم تحریم نہیں پہونچا تھا اور اور صحابہ اوس
حکم سے مطلع ہو گئے تھے پس ناواقفیت دو تین آدمی کی منجملہ ہزاروں آدمیوں کے کچھ مستبعد نہیں ہر خلاف
مانحن فیہ کے کہ خود باعتراف آپکے کوئی بھی قائل وجوب من وفدا کا نہیں ہوا علاوہ بران وہ خبر جسمیں
ممانعت امہات الاولاد کی ہی متواتر نہیں بلکہ خبر مشہور بھی نہیں ہی پس بحالت عدم تواتر کے ناواقفیت
دو تین یا دس بیس کے منجملہ ہزاروں کے کچھ مستبعد نہیں مگر چونکہ آیت من وفدا متواتر ہی اوس سے ناواقفی جملہ صحابہ
پیغمبر صلعم کی بالبدیہہ باطل ہی **قال** متعہ کے غیر ممنوع ہونے پر متعدد صحابہ بلکہ حضرت علی مرتضی رض کو بھی
خیال انتہا **اقول** کلام سمیں بعینہ وہی کلام ہی جو بیع امہات الاولاد میں گذرا مگر یہ بات غلط ہی کہ حضرت
علی کو بھی خیال تھا کیونکہ بخاری اور مسلم اور موطا میں راوی حدیث متعہ کے خود جناب علی مرتضی رضی اللہ
عنہ ہی ہیں اور کتب احادیث اثنا عشریہ میں بھی روایت حرمت متعہ کی خود انھیں عالی جناب سے ہی گو کہ
وہ کسی طرز پر مجہول ہو اور یہ مسئلہ تو کسی طرح پر نظر بناواقفی مسئلہ مانحن فیہ کے نہیں ہو سکتا کیونکہ ابتک اس مسئلہ
میں علمائے اسلام کا اختلاف باقی ہی ایک فریق اوسکو جائز دوسرا فریق ناجائز کہتا ہی اور اوس مسئلے پر انعقاد
اجماع صحابہ میں بھی باہم کلام ہی **قال** خلفائے راشدین کے زمانے میں اسپر خیال نہ ہونیکا بھی سبب ہوا کہ اونکے
وقت میں اس مسئلے پر بحث ہونیکا بہت کم موقع ملا **اقول** اول تو دعوی نہ خیال ہونیکا ہی باطل ہی
اوسپر مجتہد صاحب کے پاس کیا دلیل ہی جب برابر حکم استرقاق جاری رہا تو نہ خیال ہونا مجتہد صاحب کا
خیال باطل ہی ثانیاً خلفائے موقع کا دعوا بھی سراسر باطل ہی موقع بحث کا احکام متعلق جہاد میں حین وقت
غلبہ و جہاد کے جو خلفائے راشدین کے ہی وقت میں تھا کونسا زیادہ ہو سکتا ہی اگر آیت من وفدا کا مطلب موافق
خیال باطل مجتہد کے ہوتا تو بیشک و شبہہ بھی وقت تھا کہ اوس وقت میں اوسپر بحث واقع ہوتی اوس سے زیادہ
ضرورت بحث کا وقت ابتک تو کوئی بھی پیش نہیں آیا ثالثاً اسیران بنی حنیفہ کے بحث میں خود اقرار
کرتے ہیں کہ بہت سے صحابہ آیت من وفدا سے واقف تھے اور اسی سبب سے اونھوں نے قتل اسیران سے انکار کیا تھا
میں حیران ہوں کہ یہاں پر خلاف اوسکے دعوی خیال نہونے کا کس زبان و وہاں سے فرماتے ہیں پس باطل ہوا

کہ سیبغ لطہ مجتہد کا تقلید گمراہوں کے ہم و بس **قال** حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی خلافت مرتدین کے مطیع
کرنے مین ختم ہوگئی **اقول** جھوٹی بات اور سراسر افترا ہے مرتدین سے کے زور معاملہ رہا فتوح شام اور جنادین
و یرموک و بعض بلاد روم سپہ سالاری خالد بن ولید کس کی خلافت مین ظہور مین آئی ماشاء اللہ جناب
مجتہد کو جیسا اور علوم مین زیادہ دخل ہے علم تاریخ و سیر مین بھی اوس سے کچھ کم نہین علاوہ بران مصروف
رہنا بطرف مرتدین کے مانع اسکا نہین کہ احکام قرآن کے اجرا سے غفلت کی جاوے اور اونکو صفحہ خیال سے
بھی محو کردیا جاوے آخر ہزارون احکام شریعت کے جاری کیے جاتے تھے تعجب ہے کہ صرف اسی ایک حکم کے اجرا مین
ابوبکر صدیق رضؓ اور جمیع صحابہ کو غفلت ہوگئی **قال** اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ مین بھی اسی خلافت
سے بہت دور دور کے فاصلے پر لڑائیان ہوئین **اقول** اس سے عدم توجہی یا نہ ملنا موقع بحث کا آیت من و
خدا پر کسطرح لازم آیا سنی و ستجبات پر تو صدہا مسائل مین بحث کا موقع ملتا رہا کیا وجہ تھی کہ صرف
اسی ایک امر اہم کی نسبت کسی بات کا موقع نملا اور برخلاف اوسکے عمل فرماتے رہے ایسے خلیفہ نامی کہ
جاری کرنا اونکا احکام قرآن کو بشدت و کد و جہد عالم مین معروف و مشہور ہے کسطرح پر روادار جاری
رہنے ایک امر مشروع کے جو قرآن سے ممنوع بھی ہو **قال** حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کی خلافت آپسکے جھگڑے
مین انجام ہوئی **اقول** شاید مجتہد عصر کے ذہن مین یہ ہو کہ تمام مدت خلافت مین کبھی اونھون نے
ختم قرآن نہ فرمایا اور پہلے اوس سے جو قرآن پڑھا تھا یا سنا تھا وہ بھی اون جھگڑے مین بھول گئے کہ آیت
قرآنی خیال مین بھی نرہی **قال** اور امام حسن علیہ السلام کی خلافت تو آفتاب یوم بار کے مانند تھی
اقول جناب مجتہد صاحب آپکی ان وجوہ فاسدہ سے تو یہ بات لازم آئی کہ موقع توجہ کا صرف اس آیت
کی طرف متعذر یا محال ہے لڑائی جھگڑے بھی مانع توجہ کے ہین خالی بیٹھنا بھی مانع توجہ ہے جہاد اور مرتدین
اور کفار بلاد قریبہ کے بھی مانع ہے بلاد بعیدہ پر جہاد کے لیے لشکر بھیجنا بھی مانع توجہ ہے تھوڑے دنون کی
خلافت بھی مانع ہے بہت دنون تک کی خلافت بھی مانع ہے **حکایت** ایک نیل گو دھوانے
والے کی کہ صورت شیر کی اپنے جسم پر کھچوانا چاہتا تھا آپ اس پر بھی نہین اور وہ بھی نہین پر یاد آئی آپ
کہ لکھتا ہون **مثنوی** این حکایت بشنو از صاحب بیان در طریق و عادت قزوینیان

برتن و دست کتفها بید رنگ — میزنند از صورت شیر و پلنگ — بر چنان صورت بپا دنبے گنند
از سر سوزن کبود بها زنند — سوی ولا کے بشد فرو بینے — کہ کبود م زن بگو شیر بنے
گفت چہ صورت زنم ای پہلوان — گفت برزن صورت شیر یان — طالعم شیر ست نقش شیر زن
جہد کن رنگ کبودی شیر زن — گفت ہر چہ موضعت صورت زنم — گفت بر شانہ گہم زن آن رقم
چونکہ او سوزن فرو بردن گرفت — در دآن در شانہ گہ مسکن گرفت — پہلوان در نالہ آمد کای سنی
مر مرا کشتی چہ صورت میزنی — گفت آخر شیر نرمودی مرا — گفت از چہ قصد کردی ابتدا
گفت از دمگاہ آغاز دہ ام — گفت دم بگذار ای دو دیدہ ام — از دم و دمگاہ شیر م دم گرفت
دم گہ او دمگہ محکم گرفت — شیر بیدم باش گو ای شیر ساد — کہ دلم سستی گرفت از زخم کاز
جانب دیگر گرفت آن شخص زخم — بیحیا باد مو اسای ورشم — بانگ کردش کہ چہ اندامت ازو
گفت این گونہ ست ای مرد نکو — گفت گو گوشش نباشد ہای ہام — گوش را بگذار و گوتہ کن کلام
جانب دیگر خلش آغاز کرد — باز فریبی فغان را ساز کرد — آکین سوم جانب چہ اندامت تیز
گفت آنست اشکم شیر ای عزیز — گفت تا اشکم نباشد شیر را — گشت افزون درد دلم زان جہا
خیرہ شد دلاک و بس حیران بماند — تا بدیر انگشت در دندان بماند — بر زمین زد سوزن از خشم و بستاد
گفت در عالم کسی را این فتاد — شیر نے گوش و دم و اشکم کہ دید — ایچنین شیری خدا غود نا فرید
چون نداری طاقت سوزن زدن — از چنین شیر ژیان بس دم مزن — جناب مجتہد صاحب بعد الہا پانچ

صحابیون کی نسبت تو آپ نے عذرات بدتر از گناہ پیش کیے مگر ہزارون مرد اور ہزارون عورت کہ آجمین بڑے بڑے فقیہ اور فقیہ تھین اونکے خیال کرنیکا کیا عذر ہی ذری ذری سی باتون پر ایک ایک عورت خلفاے عہد سے مسئلہ شرعیہ مین خوب جھگڑتی تھی باہم مسائل شرعیہ اور استنباط قرآن پر بہت گفتگو ہوتی تھی اگر اس آیت مین اتنا مفید معنی حصر تھا تو کیا وجہ ہی کہ اورون نے بھی جواز مسئلہ استرقاق پر کہ بڑی دھوم دھام سے جاری تھا اعتراض پیش کیا اورون کی طرف سے بھی تو کچھ عذر پیش کیجیے عبداللہ بن عمر اور دیگر صحابہ جنکی نسبت در بیان جنگ بنی جذیمہ آپ بھی فرماتے ہین کہ وہ نزول آیت من وفداسے واقف تھے انھین کا

خلاف ثابت کردیجیے حالانکہ وہی خود راوی ہیں اوس حدیث کے جسمیں بحث دیے جانے چھوکریوں کی
خمس میں سے منجملہ غنیمت ہوازن کے اور گذر گئی ہے علاوہ بران اوس زمانہ میں موالی بہت قرآن کے پڑھنے والے
تھے اور ہمیں اکثر تو ایسے ایسے فقیہ تھے کہ فقاہت اونکی مسلم الثبوت ہے بھلا احرار کو کچھ توجہ بسبب
خود غرضی کے نہوئی تو نہوئی موالی کا اس آیت کیطرف متوجہ نہونا اور بربنا اسکے اس آیت کے دعوی آپکا
نہ کرنا نہایت تبعد اور خلاف قیاس ہے صاف ظاہر ہے کہ تقلید گمراہوں کی آپکو گمراہی میں ڈال رہی ہے
جیساوی لوگ اپنی نادانی سے تجویز کرتے ہیں اونکی تجویز پر آپ ازراہ تقلید محض کے ایمان لاکر مستعد اسکے ہوتے
ہیں کہ شرع کو تابع اونکے گمراہیوں کا کیا جاوے مگر علی غم انف مبطلان یہ کبھی نہو سکیگا وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ
اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ
مُّعْرِضُوْنَ ۝ اگر تابع ہوتا حق اونکی خواہشوں کا تو ہر آئینہ فاسد ہوجاتے آسمان اور زمین اور جو کچھ اونمیں ہے
بلکہ دیا ہمنے اونکو ذکر اونکا پس وہ اپنے ذکر سے روگردانی کرنے والے ہیں **قال** یہ بڑی قوی اسباب تھے
جنکے سبب سے آیت من وفد اکا حصر خیال سے خارج رہا **اقول** جھوٹی باتیں بناکر یہ کہدینا کہ یہ بڑے قوی اسباب
تھے آج بجز دھوکے کے کچھ نہیں جسقدر آپنے باتیں گھڑی ہیں ایک بات بھی نہیں تھی کہ صلاحیت نسبت
عدم توجہی کے بطرف حصر کے رکھے جاسکے اوسکو اسباب قوی سمجھ لیا جاوے اور جناب اسباب صرف پانچ ہی
آدمیوں کی نسبت آپنے بیان کیے اور اونکی نسبت تو کچھ بھی سبب و عذرات آپنے پیش نہیں کیے پس اس سے
تو احتجاج ہمیں ہمارے خلل نہیں پڑ سکتا اور نسبت اون پانچوں کے بھی قطع نظر اور امور کے ہم یہ کہتے ہیں
کہ اسمیں خیال اور توجہ کی ضرورت بھی کیا تھی جب ایک لفظ صاف اوپر ایک معنی کے دلالت کرتا ہے تو ہر
دان جسوقت اوسکو سنے گا یا پڑھے گا بجز دیکھنے یا سننے کے اوسکا ذہن اون معانی کیطرف انتقال
کریگا اسمیں کچھ فکر اور مزید توجہ اور خیال کی ضرورت بھی کیا ہے آیا کچھ اما کے افادہ حصر میں مختاج ہے کہ اہل زبان
اوسکو بمعنی حصر بغیر توجہ تام اور انضمام دیگر قرائن اور بحث بیان شارع کے نہیں سمجھ سکتے تھے یا آپکے
ذہن میں یہ ہے کہ یہ پانچوں آدمی تیس برس کے عرصے میں تمام قرآن کے معنی سمجھنے سے بسبب اسباب قویہ مذکورہ
قاصر ہوگئے تھے کیونکہ اسباب قویہ مذکورہ کو کچھ مخصوص لفظ اما ہی کے واسطے تھے اگر تھے تو جمیع الفاظ کے واسطے تھے

اور نہ تھے تو کسیکے واسطے بھی نہ تھے پس لازم آتا ہے کہ اونکو معنی لا اور الا کے بھی جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ میں ہیں اون
تیس برس میں بسبب اس قوت کے خیال نہ رہا ہوگا علی ہذا القیاس جو کوئی اونسے کچھ بات کہتا ہوگا تو اوسپر
بھی بسبب اس قوت مذکورہ کے کچھ خیال نہ کرتے ہونگے فیصل قضایا بھی بدون تامل کرنے کے الفاظ دعوے
اور جواب اور شہادت پر فرمایا کرتے ہونگے کیونکہ اس قوت مذکورہ کو کچھ خصوصیت کلمات قرآن سے نہیں
ہے اگر مؤثر ہیں تو سب کلمات میں مؤثر ہیں اور نہیں تو نہیں الغرض اوس خیر القرون میں بڑی اندھیر حکومت اسلام
میں بقول اہل ہند ہر یوم کا راج ہو رہا ہوگا اور یہاں زیادہ تر تو کیفیت قابل تماشا کے یہ ہوگی کہ مدعی اور مدعا علیہ
اور گواہ بھی تو اوسی زمرہ خیال نہ کرنے والوں ہی میں سے ہونگے پس ایک عجیب کیفیت عجم میں صحابہ کبار کی
ہوگی اور اس قوت شبہ مجتہد عقلمند کی کیا بہار غفلت کی ہوگی کہ نہ دکھائے ہی بنے گی واہ جناب مجتہد
صاحب جناب تعظیم کی اصحاب کبار اور خیر القرون اور خلافت خلفائے عدل کی آپ سے دوست کے ہوتے دشمن کی
تو کچھ حاجت نہیں یہاں تک تو جناب مجتہد صاحب کے بیان سے خیر القرون کی مناقب اور خوبیاں اور عدم
توجہی بطرف کتاب اللہ کے ظاہر ہوئی اب وہی متوجہ ہوئے بطرف قرن ثم الذین یلونہم چنانچہ فرماتے ہیں **قال**
اوس زمانے کے بعد لوگونکی توجہ ان بات پر زیادہ تر تھی کہ اوس زمانے کے واقعات کو جہاں تک
ہو سکے دلائل سے قوی کریں اسلیے غلامی کی نسبت آیات تلاش ہونے لگیں اور بمجبوری آیت من عفا کو منسوخ
بتانے لگے **اقول** خلاصہ اس تقریر کا یہ ہوا کہ زمانہ پیغمبر صلعم میں تو تبلیغ اس حکم کی نہ ہوئی جیسے کہ اور احکام
کی ہوتی تھی اور زمانہ صحابہ میں جواز غلامی کا باعث غفلت اصحاب پیغمبر صلعم کی ہوئی زمانہ تابعین میں دیدہ
و دانستہ کہ محکم اوپر ابطال حق کے باندھی گئی اور جب کوئی اور بات نہ بن آئی تو کتاب اللہ کی آیت
محکم کو اپنی ہوائے نفسانی کے سبب منسوخ ٹھہرایا گیا غرضکہ پیغمبر صلعم کے عہد سے ہی اس آیت کا یہ حال رہا
کہ درجہ بدرجہ اوسپر ظلم ہی ہوتا رہا اور اوسکی سبب مرتکب گناہ کبیرہ کے ہوتے رہے پیغمبر صلعم نے تو تبلیغ اوسکی
جیسی اوسپر فرض تھی ویسی نکی اور تمکب نحالفت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من
ربک ط کے ہوئے صحابہ نے کمال غفلت اور یمن کی امر مصداق والذین ہم عن ایاتنا غافلون ○
اور بل اکثرہم لا یعلمون ○ ذکرہم فما ہم بذکرہم معرضون ○ کے ہوئے تابعین نے تو یہ قہر کیا

کہ حکم محکم اور نص صریح کو اپنی ہوسِ باطل کی تائید کے لیے منسوخ ٹھہرایا یہ نہ باشد ۵ نہ بیم فیصلہ کہ سلطان تیمور داد دم زند لشکر یا لشن ہزار مرغ بسیخ پس کوئی قرن قرون ثلاثہ سے ایسا نہ بتا کہ مجتہد صاحب کی طعن سے بچا ہو اور درجہ بدرجہ پیغمبر صلعم سے تیسری قرن تک مجتہد و ہر نسب ہی پر کنایۃً و اشارۃً و صراحۃً طعنہ و تشنیع دیا وہ مورد الی اللہ ہو کچھ اسکا شکوہ نہیں جب وہ خود بخود صدہا اقوالی کو ہی تقلید و خوشامد گر اہوں کے مطعون کیا کہ اوسنے توریت میں اجازت غلامی کی جو قبیح القبائح اور جڑ تمام بدیوں کی اور خلاف قانون قدرت کے ہی دی اسپر پیغمبر صلعم اور اصحاب غیر پیغمبر صلعم اور اتباع اونکے اور علما اور صلحا کس شمار میں رہ گئے پس اپنے اجتہاد اور کوشش میں تو حتی الوسع اونھوں نے کچھ کوتاہی نہیں کی اب بقی منتظر اور متوقع حلول عید فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ کے رہے پس **قال** ہر حال جو کچھ ہوا اوسکی نسبت یہ بات تسلیم ہو سکتی ہے کہ اوس زمانے کے لوگوں کی غلامی کی نسبت یہ رائے تھی مگر وہ رائے مذہب اسلام کا مسئلہ اور حکم منزل من اللہ نہیں قرار پا سکتا **اقول** جناب تمہاری ہی رائے تھی وہ رائے مبنی اوپر آیات محکمات اور احادیث صحیحہ اور افعال پیغمبر صلعم کے تھی اور یہ مسئلہ ہر حال میں مطابق وحی من اللہ کے ہے اور مخالفت اوسکی مخالفت خدا اور رسول و جمیع انبیا علیہم السلام اور جمیع کتب سماویہ کی ہے اور آپ کے اس اقرار سے ثابت ہے کہ کلمہ انا مفید حصر نہیں اگر ایسا ہوتا تو رائے قرون ثلثہ کی بالاتفاق اوسکے خلاف پر کیونکر ہو سکتی تھی لیا اون ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمیوں میں کوئی ایک بھی فسق سے خالی تھا **قال** اور نہ اسلام پر اون لوگوں کی رائے سے کچھ داغ لگ سکتا ہے **اقول** آمین کیا شک ہے اوسکے دل تو نور قدیم سے منور تھے پس اونکی رائے ایسی نہ تھی کہ اوس سے اسلام اور پیشوایان اسلام اور جمیع انبیا علیہم السلام اور خود ملک علام پر داغ لگ سکے ماشاء اللہ یہ تو آپ ہی کی نئی آگ کی چنگاریاں ہیں کہ جنسے حد سے لیکر اخیار و ابرار تک کوئی بھی داغی ہوئے بغیر نہیں بچ سکتا **قال** مگر یہ بات ظاہر ہے کہ نبوت جو ہمنے شروع کی ایک بحث ہے کہ سلسلہ عدم ۱۲ سو برس کے درمیان میں شاید کسیکے نہیں کی اور بالشبہ اسوقت ہم پر خرق اجماع اور تخلف اجماع امت کا الزام لگایا جاتا ہے **اقول** جناب آپ نے نہایت کسر نفسی اور تنزل اس مقولہ میں کام میں لائے کچھ اور تعلی کیجیے ۵ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز ۱۲ سو ساٹھ بارہ سو نہیں بلکہ عہد ابراہیم علیہ السلام سے فرمایئے کہ جسکو کئی ہزار برس گذرے اور شاید کا کیا سوقع ہے

یقیناً فرمائیے کہ شیخ کسینے نہین کی اور الزام مخالفت اجماع پر بھی اکتفا نہ کیجیے بلکہ مخالفت منصوص بھی اوسکے ساتھ شامل کر لیجیے اور ہمکو جہان تک کتب سماویہ اور تواریخ سے معلوم ہوا ہی اوس بنا پر ہم بھی کہہ سکتے ہین کہ واقع مین ایسی بحث خلاف نص و اجماع ابتدائے پیدائش آدم علیہ السلام سے آپ تک کسی نہ کسی شخص نے خلاف اجماع ملائکہ اور نص کے ابتدائے پیدائش آدم علیہ السلام کے وقت کی تھی سوا اوسکے اور کوئی بحث کرنیوالا جو آپسے مباحث کا ہم منصب ہو نہ دیکھا گیا نہ سنا گیا **قال** مگر جو کہ مسلمانون کا مقرر کیا ہوا یہ ایک مسئلہ ہی کہ اجماع ثانی اجماع اول کو منسوخ کر دیتا ہی **اقول** یہ مسئلہ مسلّم جمہور فقہا نہین ہی بلکہ صرف فخر الاسلام اسکے قائل ہین مگر ہمنے اسکو تسلیم کیا **قال** اور اجماع ثانی شروع ہونے کے لیے ضرور ہی کہ کوئی نہ کوئی شخص اجماع اول سے اختلاف کرے **اقول** یہ کیا جہل ہی کیفیت و ماہیت اجماع اصطلاحی سے اجماع اسکا تام ہی کہ ایک عصر مین جملہ مجتہدین امت محمدیہ ایک مسئلہ پر متفق ہون پس اگر ایک عصر کے مجتہدین کا اتفاق نہوا تو اجماع منعقد نہوا اور اگر عوام الناس جیسے کہ آپ ہین کسی مسئلہ پر متفق ہوئے اونسے بھی اجماع منعقد نہین ہو سکتا اور اگر ماسوے اعلمے امت محمدیہ کے کچھ لوگ جو خارج از امت ہون متفق کسی مسئلہ پر ہوئے تب بھی اجماع منعقد نہین ہو سکتا پس ایک شخص نے اگر اجماع سابقہ سے اختلاف کیا اور اجماع جملہ مجتہدان عصر کا اوسپر نہوا تو اوسکا قول اوسیوقت مردود ہو گیا اور وہ قول اوسوقت نہ آیندہ کبھی مقبول ہو سکتا ہی اور صلاحیت احتجاج اور استناد کیواسطے انعقاد اجماع آیندہ کے نہین رکھتا ہان اگر اوسی زمانہ مین مجتہدین امت سر اتفاق کر لین تو اجماع ثانی منعقد ہو سکتا ہی اور یہ صورت اجماع کی نہین کہ آج ایک مجتہد نے خلاف اجماع اول کے کچھ کہا پھر بعد دو سو برس کے یہ اجماع نہین ہی بلکہ اقوال فرادی فرادی مخالف اجماع اول ہیں جب کبھی پائے جاوینگے اوسیوقت بسبب مخالفت اجماع اول کے مردود ہو جاوینگے اور اجماع ثانی ایک صورت فرضیہ ممکن بالذات ہی اب اس عرصے مین کہ علماے اسلام شرق سے غرب تک اور قطب سے قطب تک متفرق ہین اجماع ثانی برخلاف اجماع اول کے عادۃً متعسر الحصول بلکہ محال معلوم ہوتا ہی جیسا کہ اسوقت یہ پکا قول مخالف اجماع پایا گیا بالفرض اگر آپ مجتہدان امت محمدیہ سے بھی ہون تب بھی یہ قول آپکا بسبب انفراد کے ایسا مردود ہی کہ نہ اسوقت اور نہ کبھی آیندہ در باب انعقاد اجماع آیندہ کے مؤثر ہی **قال** پس مع شخص مین ہون **اقول** اجی حضرت

آپ سے تو لاکھون ہونگے اونکا کیا اعتبار ہی اجماع کے انعقاد کی اہلیت کسی علمی کو حاصل نہین ہی وھی لکل مجتھد
لیس فی فسق ولا بدعۃ عنفان الفسق یوثر التھمۃ ویسقط العدالۃ وھذا البدعۃ عند
الناس الیھا ولیس ھو من الامۃ علی الاطلاق اہلیت اجماع حاصل ہوتی ہی ہر مجتہد کو کہ نہ وہ آدمی فسق
اور نہ بدعت کہ فسق بیدا کرنیوالی تہمت کو اور نہ ساقط کرنیوالی عدالت کو اور صاحب بدعت بلا تاویل آدمیونکو بدعت کیطرف
اور نہین ہی وہ امت محمدیہ سے علی الاطلاق پس آپکے بیطرح پر اہلیت اجتہاد و انعقاد اجماع کی نہین سکتے علاوہ بران آپکے
اطلاق مجتہد کا ہر گز نہین ہو سکتا کیونکہ اجتہاد کے لیے ضبط آیات واحادیث ضروریہ اور علوم بلغات قرآن واحادیث
اور دخل علوم عربیہ شرط ہی اور یہ امور جیسا کچھ کہ آپ مین موجود ہین کچھ حاجت بیان کی نہین ہماری تحریر سابقہ سے
خوب ظاہر ہی قال اے میرے بھائی مسلمانون الخ اقول یہان مجتہد صاحب مدعی ترقی علم کے اس
زمانہ مین ہین مگر ہمین نہین سمجھتا کہ اونکے نزدیک وہ علم و حکمت جو باعث نجات دائمی اور موجب سعادت در دارین
اخروی ہی اور جسکی صفت وثنا قرآن وحدیث مین ہی اور جملہ علما و حکما ابتدا سے اوسکو شرف و اعلی کہتے
آئے ہین اور اوسکی نسبت خدا فرماتا ہی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اور پیغمبر صلعم فرماتے ہین انا
مدینۃ العلم وعلی بابھا اور خدا فرماتا ہی کہ بعثت فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ
ویعلمھم الکتاب والحکمۃ اور جسکے سبب نوع انسان کو شرافت سایر انواع حیوانی پر دی ہی کسکا نام ہی
ایا وہ علم حکمت علم نجوم ہی یا طب ہی یا جعر افیہ ہی یا جبر و مقابلہ ہی یا ہیئت ہی یا ہندسہ ہی یا علم ثقیل ہی ان سب کے سوا وہ کچھ
اور ہی خیر ہی اور وہ خیر القرون و قرن ثانی و ثالث مین بہرتر تی تھا یا اب ہی اسکی شرح مہربانی فرما کر لکھین
تاکہ معلوم ہووے کہ مجتہد صاحب اوس علم و حکمت کے نام سے بھی آگاہ ہین یا نہین اور کچھ بھی بو اوس کی
اونکے مشام جان تک پہونچی ہی یا نہین کہنے اونکے تہذیب الاخلاق مین اب تک ایک حرف بھی
اوس علم کا نہین دیکھا اور جو بات دیکھی وہ برخلاف ہی اخلاق اوس صاحب خلق عظیم صلعم کے دیکھی جسکے
حق مین خدا فرماتا ہی انک لعلی خلق عظیم اور جسپر قرآن کی نسبت خیر القرون کی وارد ہی وہ علم اوس زمانہ مین بہرہ
ترقی تھا یا اس زمانہ مین اور اوس قرن کو خیر القرون کس علم کے اعتبار سے فرمایا ہی ذرا اسکی شرح فرما دیجیے فقط

خاتمۃ الطبع

بعنایت بیغایت یزدمتعال و اعانت لانہایت قادرذوالجلال کتاب ہدایت نصاب

ردالشقاق فی جواز الاسترقاق تصنیف بحر بیکلام جبرقمقام مامن کلیمین عصر

مقدام مناظرین دہر دوالزامی الفصائد جناب کمالات انتساب مولانا مولوی محمد علی صاحب

تحصیلدار پرگنہ بلاری ضلع مرادآباد بجواب ہفوات و دفع شبہات رسالہ

تبریۃ الاسلام عن شبین الامۃ والغلام کہ مصنف ممدوح الصدر نے نصوص

قطعیۂ قرآنیہ اور احادیث صحیحہ بینہ سے قلع و قمع بنیاد الحاد کا کیا ہے

ایک ایک شبہ و وہم کا چند طرق جواب دیا ہے اغلاط فاش

مصنف تبریۃ الاسلام ثابت کیے ہیں آری مہیل و زنبیر

جواب صلے ہیں واسطے دفع شبہات منکرین جواز استرقاق

کے کتیاب ہذا فی المطبع امرتسر دفع شبہات

متوہمین کے چھپ کر بمطبع ہذا مطبع نظامی

واقع کانپور میں باہتمام

امید وار رحمت رب غفور عاجز محمد عبدالرحمن بن حاجی محمد روشن خان مبرور عشرہ اولی شعبان المعظم سنہ ۱۳۰۱ھ

بعد تصحیح و نظر ثانی مصنف علام مطبوع ہوئی مومنین مخلصین کو پسند و مرغوب ہو الحمد للہ رب العالمین فقط

وجہ تسمیہ بر خاتمہ

واسطے سند ہونے کے کہ یہ کتاب جواب مطبوع علمائے اسلام و عوام

چھپی ہوئی مطبع نظامی کی ہر مہر و دستخط مہتمم کے لکھے گئے فقط

العبد

نسخہ ہذا فی بن حاجی محمد روشن خان مرحوم حنفی تعلم خود

محمد روشن خان حنفی ۱۳۰۱ھ

محمد عبدالرحمن بن حاجی

صحت نامۂ ردّ الشقاق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۱	نموسے	نمُوی
۵۳	۶	غیبر	عیر
〃	۹	تلوّن	تلوّن
۶۳	۲۲	لاّ	لاَ
۷۲	۹و۸	تستمع	تمتع
۹۵	۲۱	قطعہ	ابیات
۱۰۳	۹	بِالنّکو	بِالنّکو
۱۰۵	۲۱	مثل	سَئل
۱۱۰	۱۶	اُماء	اِماء
۱۱۷	۱۱	فیو	مسیو
۱۲۱	۱۲	فی	افی
〃	۱۹	نبین	تھین
۱۲۳	۱۲	اکشر	اگر
۱۲۹	۷	تجدید	تحدید
۱۳۲	۱۴	قائل	قابل
۱۳۶	۱۴	اوسکا	اِسکا
۱۴۳	۴	الیسی	الیسا
۱۴۹	۹	مُلت	بُلتَ
۱۵۰	۶	نہو	نہو
۱۵۵	۲	لانق	لاحق
۱۶۱	۲۰	رُکّلٍ	نکتل
۱۸۱	۱۳	بیت	من
۱۹۳	۱۹	الرسول	رسول
۱۹۷	۱	تمام	کہ تمام
۲۰۰	۱۲	قائل	قاتل
۲۲۴	۱۳	قتلاً	مقتلاً
〃	۱۴	قریع	مرجع
۲۴۰	۱۰	آیت	قُدرتہ
۲۶۲	۱۹	محی	رحمی
۲۸۰	۱۱	اتھمات	اتھمات
۱۶۲	۱۰	[illegible]	[illegible]
۱۶۷	۱۲	اسیرون کے	ملک مین
〃	۱۴	[illegible]	[illegible]
۲۸۷	۱۲	اصابتہ	اصابہ
۲۹۲	۳	لایسمع	الیہ الیسمع
۲۹۹	۱۶	مذکور	جبر
۳۰۰	۵	تجدید	تحدید
〃	۹	اصول میزان	اصول میزان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰۴	۹	حدیث	حرمت	۳۱۰	۱۴	کیوا سطے	کی واسطے

تتمّہ

انتباہ

صفحہ ۲۱۲ سطر ۶ لغایت ۱۵ پر جو حدیث مع شرح نقل ہوئی ہے اوسکی شرح و متن کے تمیز کے نشان اسی صفحے کی سطر ۴ میں ہونے تھے مگر چونکہ چھاپے کے وقت وہ علامت نہ بن سکی لہذا زیر خط جو عبارت ہے اوسنیہ سطر ۱۳ کی اس قدر عبارت فَاِنَّکَ فِی الْخَمْسِ اَلَّتِیْ مِنْ ذٰلِکَ عبارت متن سمجھنی چاہیے اور باقی عبارت شرح فقط



قطعہ تاریخ طبع

ردا شتیاق بھر زیارات سنکرین	از طبع گشت قابل تحسین و آفرین
ہاتف زغیب داد ندا بھر سال طبع	ردا شتیاق دافع برہان ملحدین ۱۲۹۱ھ